ترکِ موالات عن الرّوافض

جلد چہارم

پندرہویں صدی ہجری.....حصہ دوم

یہ کتاب اہل اسلام کیلئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس میں آپ پڑھ سکتے ہیں.....شیعہ کو زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ دینے، ان کے ساتھ لین دین کرنے، خرید وفروخت کرنے، تجارت کرنے، ان کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، شادی بیاہ، غمی وخوشی میں شرکت کرنے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کا جنازہ پڑھنے یا پڑھانے، ان کیلئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرنے، ان کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنے، اختلاط اور میل جول رکھنے، اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے، ان کو ووٹ دینے، ان کو قربانی میں شریک کرنے، ان کو جج اور قاضی بنانے، ان کو عہدہ دینے، اور اُن کے ماتمی جلوسوں میں شرکت کرنے اور ان کے ساتھ اتحاد کرنے کی ممانعت اور اس کا شرعی حکم اور اس کے خطرناک نتائج.....!

تالیف

مولانا محبّ اللہ قریشی صاحب

ترکِ موالات

عن الرّوافض

(جلد چھارم)

پندرہویں صدی ہجری.....حصہ دوم

یہ کتاب اہل اسلام کیلئے ایک قیمتی سرمایہ ہے،جس میں آپ پڑھ سکتے ہیں.....شیعہ کوزکوۃ اورصدقاتِ واجبہ دینے،ان کے ساتھ لین دین کرنے،خرید وفروخت کرنے،تجارت کرنے،ان کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے،کھانے پینے،شادی بیاہ،غمی وخوشی میں شرکت کرنے،ان کے پیچھے نماز پڑھنے،ان کا جنازہ پڑھنے یا پڑھانے،ان کیلئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرنے،ان کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنے،اختلاط اور میل جول رکھنے،اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے،ان کو ووٹ دینے،ان کو قربانی میں شریک کرنے،ان کو جج اور قاضی بنانے،ان کو عہدہ دینے،اور اُن کے ماتمی جلوسوں میں شرکت کرنے اور ان کے ساتھ اتحاد کرنے کی ممانعت اور اس کا شرعی حکم اور اس کے خطرناک نتائج.....!

(.....تالیف.....)

مولانا محبّ اللّٰہ قریشی صاحب

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

نام کتاب..... **ترکِ موالات عن الرّوافض**

جلد چہارم..... پندرہویں صدی ہجری.....حصہ دوم

تالیف..... حضرت مولانا محب اللہ قریشی صاحب

صفحات..... 405

اشاعت.....مارچ 2024ء

ناشر..... تحفظ ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ اکیڈمی کوئٹہ

﴿فہرست مضامین جلد چہارم﴾

فقیہ العصر، مفتی اعظم، حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فتوی.....33

(1) شیعہ یا قادیانی کا ذبیحہ کھانا اور شیعہ یا مرزائی سے پانی لے کر وضو کرنا..... 33

(2) شیعہ کو غسل وکفن دینے اور اُن کے ساتھ لین دین وغیرہ کا حکم..... 33

(3) شیعہ شہید نہیں ہوسکتا..... 33

(4) شیعہ کے ساتھ نکاح کرنا اور تعلقات رکھنا..... 34

(5) کافر، شیعہ، مرزائی کو صدقۃ الفطر دینا جائز نہیں..... 34

(6) شیعہ کی طرف سے حج بدل جائز نہیں..... 34

(7) شیعہ زندیق ہے، ان کا ذبیحہ اور ان سے نکاح کرنے کا حکم..... 35

(8) کونڈوں کی حقیقت، اور اس رسم سے بچنے کی تاکید..... 35

(9) تعزیہ کا جلوس اور ماتم کی مجلس دیکھنا..... 36

(10) ایک عبرت ناک واقعہ ملاحظہ فرمائیں..... 36

(11) دسویں محرم میں اہل وعیال پر وسعتِ رزق..... 37

(12) شیعہ کا ذبیحہ اور اُن کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم..... 38

(13) شیعہ ہونے سے نکاح ٹوٹ گیا..... 42

(14) شیعہ اور قادیانی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی..... 44

(15) شیعہ عورت سے نکاح اور اُن سے میل جول کا حکم..... 44

(16)شیعہ، قادیانی وغیرہ زنادقہ سے بیع وشراء ودیگر معاملات جائز نہیں 45
(17)شیعوں کے ساتھ لین دین کرنا اور غیر مسلم بنک میں سود چھوڑنا 46
(18)شیعہ کو ملازم رکھنا یا اس کے ساتھ ملازمت کرنا اور دیگر معاملات جائز نہیں 46
(19)دسویں محرم کی چھٹی کرنا 47
(20)شیعہ، قادیانی وغیرہ زنادقہ کا ذبیحہ حرام ہے 47
(21)شیعہ مرتد ہے اس کے لئے وصیت کرنا باطل ہے 47
(22)شیعہ کی شرکت سے کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی 48
(23)شیعہ، قادیانی اور ذکری کے ساتھ معاملات کرنا اور تعلق رکھنا 48
(24)شیعہ کے جنازہ میں شرکت جائز نہیں 48
(25)شیعہ کے گھر کھانا کھانا 49
(26)شیعہ سے نکاح کرنے، ان کا ذبیحہ کھانے، ان کی نماز جنازہ پڑھنے، اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم 49
(27)کیا کوئی مسلمان: دیوث: بننا برداشت کرسکتا ہے 50
(28)شیعہ، سنی کا وارث نہیں بن سکتا 51
(29)کافر کی نماز جنازہ پڑھنے والے کا حکم 51
(30)فدیہ وکفارہ کافر کو دینا جائز نہیں 52
(31)صدقۃ الفطر کافر کو دینا جائز نہیں 53
(32)دارالاسلام میں غیر مسلمین کو تبلیغی اجتماع کی اجازت نہیں 55
(33)دارالاسلام میں غیر مسلمین کو نئی عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں 55
(34)غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت 55
(35)مسلم کی غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت 55
(36)کفار سے دوستی رکھنا اور اُن کے ساتھ کھانا کھانا 56
(37)کفار کی تعریف کرنا عظیم جرم اور کفر تک لے جانے کا ذریعہ بنے گی 56

(38)بدعتی کی امامت..... 59

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب: نائب مفتی

واستاذِ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، کا فتوی..... 60

(1)شیعوں کی مسجد میں سنیوں کا نماز پڑھنا..... 60
(2)رافضی لوگ جہنمی ہیں، ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا درست نہیں ہے..... 60
(3)شیعوں سے معاملات اور میل جول رکھنے کا حکم..... 63
(4)تعزیہ پر بکرا چڑھانا اور اس کی کھال کا پیسہ مسجد میں دینا..... 64
(5)تعزیہ داری میں شرکت کرنا اور چندہ دینا..... 64
(6)کونڈوں کی رسم شیعوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے..... 65
(7)رجب کے کونڈے کا کھانا..... 65
(8)رجب کے کونڈے پوری کی دعوت میں شرکت کرنا اور اس کا کھانا..... 65
(9)شیعہ سے نکاح کرنے اور شیعہ سنی کا نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم..... 66
(10)شیعہ اور بدعتی کے لکھے ہوئے خطبے پڑھنا..... 67
(11)رافضی کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا اور اس کے دفن وایصال ثواب وغیرہ میں شریک ہونا اور اس کو اچھا بتانا..... 67
(12)جب شیعہ کافر ہیں تو حج کرنے کیوں جاتے ہیں..... 68
(13)شیعہ یا ہندو غریب کو زکوۃ دینا..... 69
(14)شیعہ لڑکی سے نکاح کرنے اور ان کے کھانے کی دعوت میں شرکت کرنے کا حکم..... 69
(15)شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے باہمی رضامندی کے ساتھ نکاح کرنا..... 70
(16)شیعوں سے نکاح کرنا اور اُن کے کفن دفن میں شریک ہونا..... 71
(17)کس قسم کے شیعہ سے سنی کا نکاح حرام ہے..... 71
(18)شیعہ سنی کا نکاح پڑھانے والے کا حکم..... 74
(19)شیعہ لڑکی کا سنی لڑکے سے نکاح پڑھوانا اور نکاح خواں کا امامت کرنا..... 75
(20)تعزیہ بنانا کھلی ہوئی بدعت ہے اور تعزیہ رکھنے کی جگہ پر مسجد بنانے کا حکم..... 75

(21)مسجد کے فنڈ سے تعزیہ بنوانا 76
(22)روافض کے مذہبی کاموں میں تعاون اور شرکت کرنا 76
(23)شیعوں سے سنیوں کا میل جول رکھنے، اُن کی تقریبات وغیرہ میں شرکت کرنے اور اُن کے مقتداء کا اکرام کرنے کا حکم 77
(24)شیعوں کے یہاں کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا اور میل جول رکھنا 79
(25)شیعہ اور فاسق سے دوستی رکھنا 79
(26)ماہِ محرم میں شادی کرنا 80
(27)محرم میں کالے کپڑے پہننا وغیرہ 80
(28)روافض کی جلوس کے لئے شربت کی سبیل لگانے اور اس کے پینے کا حکم 81
(29)شہدائے کربلا کے لئے قرآن خوانی اور مرثیہ کی مجالس قائم کرنا 81
(30)محرم کی مجلسیں قائم کرنا 81
(31)محرم میں کھچڑا پکانا اور اس میں ذاتی یا مالی طور پر حصہ لینا 81
(32)تعزیہ کا جلوس دیکھنا اور اس میں شرکت کرنا 82
(33)محرم کا کھچڑا وصول کرنا 82
(34)شیعہ کے ساتھ نکاح کرنا 82
(35)محرم میں شادی کو منحوس سمجھنا 82
(36)شیعہ کی امامت 83
(37)عشرۂ محرم میں تعزیہ وغیرہ نکالنا 83
(38)عشرۂ محرم میں ذکرِ شہادت کرنا، شربت و دودھ کی سبیل لگانا 83
(39)شوہر کے ارتداد کی وجہ سے نکاح کا فسخ ہونا 83
(40)اگر شوہر مرتد ہوگیا 84
(41)مسلمان شوہر مرتد ہو جائے تو نکاح کا حکم 84
(42)مرتد ہو جانے والی ماں کو پرورش کا حق نہیں 84

(43)زندیق عورت سے نکاح 85
(44)ذمیوں کی شہادت سے نکاح کا حکم 85
(45)موجودہ قرآن کو اصلی قرآن نہ کہنے والے کی امامت 85
(46)اشاعت اسلام کی غرض سے غیر مسلموں میں زکوۃ تقسیم کرنا 86
(47)اسکول کے مسلم وغیر مسلم بچوں پر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا اور استاذہ کی تنخواہ دینا 86
(48)غیر مسلم کو فطرہ اور زکوۃ کی رقم دینا 87
(49)مسلمان لڑکے لڑکی کا نکاح مشرک کے ساتھ حرام ہے 87
(50)مسلمان بیوی کو طلاق دے کر غیر مسلم عورت سے نکاح کرنا اور اُس سے پیدا ہونے والی اولاد کا نسب 87
(51)غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا 88
(52)غیر مسلم کا مذہبی منتروں وغیرہ سے علاج کرنا 88
(53)قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کے قول کا حکم 88
(54)کیا غیر مسلم عورت مسلمان مرد عورت کا چہرہ دیکھ سکتی ہے 89
(55)غیر مسلم کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا 89
(56)غیر مسلموں کو قرآن کریم دینا 90
(57)بالغہ مسلمان لڑکی کے نکاح پر اُس کے کافر اولیاء کو اعتراض کا حق 90
(58)مسلمان لڑکی کا غیر مسلم باپ اُس کا ولی بننا 90
(59)یہودی یا عیسائی عورت کو بچے کی پرورش کرنا 90
(60)مشرکین سے ازدواجی وجنسی تعلق حرام ہے 91
(61)غیر مسلموں کے مذہبی تقریبات میں شرکت کرنا 91
(62)غیر مسلم کو زکوۃ دینا 92
(63)غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا 92
(64)غیر مسلم کی مذہبی تقریب میں شرکت کرنا 92
(65)کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا 92

(66)غیر مسلم کی تجہیز وتکفین اور جنازہ کے ساتھ چلنے اور اُس کے جلانے میں شرکت کرنے یا اس سلسلہ میں اُس کا مالی تعاون کرنے کا حکم..... 92
(67)غیر مسلموں کی کسی مذہبی تقریب میں شریک ہونا..... 92
(68)غریب غیر مسلم کو زکوۃ دینا..... 93
(69)غیر مسلموں کے مذہبی تیوہاروں پر مبارکباد دینا..... 93
(70)کافر کا جنازہ لے کر چلنا..... 93
(71)غیر مسلموں کے ہوٹلوں میں گوشت کھانا..... 93
(72)کافر، مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا..... 93
(73)کافر، شہید نہیں کہلا سکتا..... 93
(74)کافر کو زکوۃ دینا..... 93
(75)زکوۃ کا روپیہ کسی کافر پر صرف کرنا..... 94
(76)بدعتی کی امامت..... 94
(77)بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا..... 94
(78)بدعتی کی امامت..... 94
(79)فاسق کو امام بنانا..... 94

حضرت مولانا سید عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ

خطیب بڑی جامع مسجد راندیر ضلع سورت کا فتوی..... 95

(1)مسلمانوں کے قبرستان میں روافض کو دفن کرنا..... 95
(2)شیعہ والدین کے ساتھ سلام وکلام اور ان کیلئے دعائے مغفرت کرنا..... 96
(3)ماہِ محرم میں شادی کرنا اور شیعوں کی رُسومات میں شرکت کرنا..... 96
(4)شیعہ لڑکی سے سنی لڑکے کا نکاح..... 97
(5)سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ کر دیا تو یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں..... 99
(6)سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ کر دیا تو یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں..... 100

(7)شوہر شیعہ ہو جائے تو تفریق ضروری ہے یا نہیں 101
(8)شیعہ کلمہ گو ہو، اور خود کو مسلمان کہتا ہو تو اس کے ساتھ نکاح کیوں جائز نہیں 101
(9)شیعہ کے جنازہ میں شرکت کرنا 106
(10)شوہر شیعہ ہو جائے تو کیا حکم ہے 106
(11)شیعہ سے چندہ لینا 107
(12)شیعہ آغا خانی کھوجے کو وقف کا منتظم بنانا 107
(13)مسجد میں فرقۂ اثنا عشریہ والے شخص کا چندہ لینا 108
(14)سنی عالم شیعوں کا نکاح پڑھائے تو کیا حکم ہے 108
(15)گستاخِ صحابہؓ کے ساتھ تعلقات رکھنا 108
(16)روافض کے محرم کی بدعات سے بچنے کا حکم 109
(17)شیعہ کا نماز جنازہ پڑھانا 109
(18)حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے گستاخ کی امامت اور اس سے تعلقات رکھنے کا حکم 109
(19)کافر کا مسلمان میت کے پاس ٹھہرنا 110
(20)کافر کا مسلمان میت کے پاس ٹھہرنا 110
(21)زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کو سپرد کرنا اور غیر مسلم کو زکوۃ اور سود کی رقم دینا 110
(22)غیر مسلمہ سے نکاح کرنا اور اس مجلس میں شرکت کا حکم 111
(23)سیلاب میں عورت بہہ کر آئی ہو تو کفن دفن اور نماز جنازہ کا حکم 112
(24)غیر مسلم جج تفریق کرے تو کیا شرعاً اس کا فیصلہ معتبر ہے 112
(25)غیر مسلم جج کا فسخِ نکاح کا فیصلہ معتبر نہیں ہے 112
(26)مسجد میں غیر مسلم کا چندہ لینا 113
(27)غیر مسلم نے مسجد میں پلاسٹر کروایا، اس جگہ نماز پڑھنا کیسا ہے 113
(28)غیر مسلم کو سود دینا 114
(29)بینک کا سود غیر مسلم کو دینا 114

(30)شرعی اُمور کے مخالف حامیوں کے متعلق شرعی حکم اور اُن کے ساتھ نشست و برخاست کرنا..... 114
(31)غیروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت..... 115
(32)بدعتی کی امامت..... 116
(33)فاسق و فاجر اور بدعتی کی امامت کا حکم..... 116
(34)بدعتی کی تعظیم کرنا..... 118
(35)بدعتی کی تعظیم کرنا..... 118
(36)بدعتی کی تعظیم کرنا..... 118
(37)بدعتی سے محبت رکھنے کی سزا..... 118
(38)بدعتی کی امامت کا حکم..... 118
(39)بدعتی کے سلام کا جواب دینا..... 118
(40)بدعت کے کام میں شرکت کرنا..... 119
دارالافتاء جامعہ رحیمیہ حسینیہ کلورکوٹ بھکر کا فتوی..... 119
شیعہ سے مناکحت اور تعلقات رکھنا..... 119
حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام چاٹگامی صاحب: سابق رئیس دارالافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی: استادِ حدیث وفقہ جامعہ اہلیہ
دارالعلوم مُعین الاسلام ھاٹھزاری چاٹگام بنگلہ دیش کا فتوی..... 120
(1)شیعہ کے ساتھ اسلامی تعلقات رکھنے اور نکاح کرنے کا حکم..... 120
(2)مسلمان کے خلاف شیعہ کی گواہی کا حکم..... 121
(3)صحابہ کرامؓ کے بارے میں غلط خیالات رکھنے والے کی امامت کا حکم..... 125
(4)صحابہ کرامؓ کو سب وشتم کرنے والے کی عبادت، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دربار میں قبول نہیں..... 126
(5)صحابہ کرامؓ کو سب وشتم کرنے والے کی گواہی اور امامت کا حکم..... 127

(6)شیعہ اثناعشری، بوہری، خوجہ، اسماعیلی فرقہ کے لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟ ان کی نماز جنازہ اور دعوتوں میں شرکت اور ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں 127
(7)حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کی طرف کفر کی نسبت کرنے والے کا حکم 129
(8)صحابہ کرامؓ کو معیارِ حق نہ سمجھنے والوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا ضروری ہے 129
(9)قادیانی اور شیعہ کے ساتھ نکاح اور تعلقات رکھنا 130
(10)روافض کے کفر اور سزائے موت پر کوفہ کے فقہائے کرامؒ کا فتوی 130
(11)گستاخِ سیدنا صدیق اکبرؓ کے نماز جنازہ کا حکم 130
(12)روافض کے ذبیحہ کا حکم 130
(13)شیعہ پر مرتدین کے احکام لاگو ہوتے ہیں 131
(14)شیعوں پر زندیق اور مرتدین کے احکام لاگو ہوتے ہیں 131
(15)شیعہ کے ساتھ نکاح کرنے اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم 131
(16)روافض کے ذبیحہ کا حکم 132
(17)صحابہ کرامؓ کو معیارِ حق نہ سمجھنے والوں کی پیروی سے بچنے کا حکم 132
(18)گستاخِ صحابہؓ کے ساتھ تعلقات کا حکم 132
(19)صحابہ کرامؓ کو بُرا کہنے والے کا حکم 132
(20)گستاخِ صحابہؓ، مالِ فئی کا مستحق نہیں 132
(21)شیعہ، قادیانی اور مشرک مرد اور مشرک عورت سے نکاح کا حکم 133
(22)مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا، لیکن اسلام اور احکامِ اسلام سے بیزار ہے، تو ایسے شخص کی جنازہ پڑھنے اور اُس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم 136
(23)شرعی احکام کے منکر کی نماز جنازہ اور تدفین اور اُن سے معاملات کرنے کا حکم 136
(24)دینی احکام کا منکر اور زکوۃ کو ٹیکس قرار دینے والے کی نماز جنازہ پڑھنے، اُن سے نکاح کرنے، اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اور اُن کے ساتھ برتاؤ کا حکم 137
(25)غیر مسلموں کو زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے، اگر پہلے دی گئی ہے تو دوبارہ ادا کرنا لازم ہے 138

(26)غیر مسلم کوزکوۃ دینے کا حکم 139
(27)غیر مسلم کوزکوۃ دینا 140
(28)غیر مسلم عدالت کا اسلامی معاملات میں فیصلہ کرنے کی شرعی حیثیت 140
(29) کفار ومشرکین سے دوستی کی ممانعت 142
(30)امامت کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے 142
(31) کافروں کے ہدایا اور تحائف قبول کرنے کا حکم 143
(32)بدعتی کی امامت کا حکم 143
(33)بدعتی کی مجلس شرابی کی مجلس سے بدتر ہے 143
(34)فاسق کی امامت کا حکم 144

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب

رئیس دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور کا فتوی..... 145

(1)شیعہ لڑکے سے کیا ہوا نکاح 145
(2)شیعہ عامل سے عمل کرانا 146
(3)شیعہ کا ذبیحہ کھانا 146
(4)محرم کے ابتدائی عشرہ میں کھیر پکانے اور اس کے کھانے کا حکم 147
(5)سنی مسلمان کا شیعہ کی میراث میں استحقاق 147
(6)رافضی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم 148
(7)ارتداد.....سببِ حرمانِ حرث ہے 148
(8)مرتد کے ساتھ تعلقات کا حکم 149
(9)غیر مسلم کو سلام کرنا 149
(10)غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت کا استعمال 149
(11)غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا 150
(12)نامعلوم خاتون کی میت پر نماز جنازہ 150

(13) کفار کے ساتھ ملازمت کرنا 151
(14) کافر کے جنازہ میں شرکت کرنا 151
(15) مسلمان میت کو(جو کفار کی قبرستان میں دفن کیا گیا ہو) ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل کرنا 152
(16) مسلمان کو کفار کے مقبرے میں دفن کرنا 152
(17) مقروض غیر مسلم کو زکوۃ دینا 152
(18) مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح کرنے اور اولاد کا حکم 153
(19) ہندو لڑکی کا شادی کے بعد اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہونا 154
(20) غیر مسلم کو زکوۃ اور صدقات واجبہ دینا 155
(21) اختلافِ دین کا مانع ارث ہونا 155
(22) مشتبہ حالت والی میت کو غسل دینے اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم 155
(23) کافر کو زکوۃ دینے کا حکم 156
(24) کافر کو زکوۃ دینے کا حکم 156
(25) نکاح کے گواہ کے لئے اسلام شرط ہے 156
(26) کافرہ مشرکہ عورت سے نکاح کا حکم 156
(27) مشرک سے نکاح کا حکم 157
(28) غیر مسلم سے دوستی کا حکم 157
(29) مشرک و مرتد کے شکار کا حکم 157
(30) قربانی میں کافر یا مرتد کے شرکت کا حکم 157
(31) قربانی میں غیر مسلم کی شرکت کا حکم 157
(32) کافر کی گواہی کا حکم 157
(33) کفار سے دوستی کا حکم 158
(34) غیر مسلموں کو رازدان بنانے کی ممانعت 158
(35) غیر مسلموں کے ساتھ نشست و مجالست کا حکم 159

(36)غیروں کے ساتھ مشابہت کا حکم..... 159
(37)غیر مسلم کے لئے دعائے مغفرت کا حکم..... 160
(38)غیر مسلم، مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا..... 160

جامعہ ربانیہ قصبہ کالونی کراچی کا فتوی..... 160

شیعہ کے ساتھ مناکحت اور تعلقات رکھنا..... 160

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن ملاخیل صاحب، رئیس دارالافتاء والتحقیق

خطیب ابوبکر صدیق ؓ مسجد ڈیفنس کراچی کا فتوی..... 161

(1)ماتمی جلوسوں اور جلسوں میں شرکت کرنا..... 161
(2)مرزائی اور شیعہ زندیق ہیں، ان کے ساتھ تعلقات رکھنے کا حکم..... 161
(3)رسوماتِ محرم اور حلیم وشربت کے کھانے پینے کا حکم..... 162
(4)شیعہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم..... 163
(5)شیعہ عاملوں سے دم وتعویذ کرانا بڑی حماقت اور سخت گناہ ہے، منکوحہ خاتون کا کسی غیر کے ساتھ چلی جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا..... 163
(6)شیعہ عورت سے نکاح کا حکم..... 165
(7)شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے کا حکم..... 165
(8)مسلمان مرد کا آغاخانی عورت سے نکاح..... 166
(9)شیعہ کا ذبیحہ اور اُن کی عورتوں سے نکاح..... 167
(10)غیر مسلموں کی مذہبی رسومات میں موافقت کرنا موجبِ کفر اور قاطع نکاح ہے..... 167
(11)شیعہ کا نمازِ جنازہ پڑھنے یا پڑھانے سے نکاح کا حکم..... 169
(12)شیعہ کے ساتھ تعلقات رکھنے اور ان کو سلام کرنے کا حکم..... 170
(13)شیعہ کا نماز جنازہ..... 171
(14)محرم میں شربت کی سبیل لگانا..... 171

(15)مرتد ہونے سے طلاق مغلظہ کا اثر ختم نہیں ہوتا 171
(16)مرتد کے وقف کا حکم 172
(17)مرتد سے تعلقات رکھنے اور اس کے جنازہ اور کفن دفن کا حکم 172
(18)کفریہ عقائد والی کتب کی کمپوزنگ کرنے کا حکم 172
(19)مسلمان عورت کا نکاح غیر مسلم سے جائز نہیں 173
(20)غیر مسلموں سے تعلقات اور دوستی سے متعلق تفصیل 173
(21)عیسائی کو کرسمس کی مبارکباد دینا جائز نہیں 175
(22)مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں جانے کا حکم 175
(23)غیر مسلم محتاجوں کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی 176
(24)اسلام میں داخل ہونے کے لئے شہادتین کا اقرار ضروری ہے 176
(25)غیر مسلم کو کام کے لئے رکھنے اور اسے زکوۃ دینے کا حکم 176
(26)غیر مسلم عورت مسلمان ہوجائے تو غیر مسلم شوہر کا نکاح باقی نہیں رہتا 177
(27)نامعلوم میت کی تکفین و نماز جنازہ کا حکم 177
(28)غیر مسلموں کو اُن کے مذہبی تہوار پر مبارکباد اور ہدایا دینا بڑا گناہ ہے 178
(29)مسلمانوں کا غیر مسلموں کے مذہبی تہوار میں شرکت جائز نہیں 179
(30)غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کا حکم 179
(31)غیر مسلم کو سلام کرنا 179
(32)غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کا مسئلہ 180
(33)غیر مسلم کے ہاں نوکری کا حکم 180
(34)غیر مسلم کو سلام کا مسئلہ 180
(35)غیر مسلم سے دوستانہ تعلقات 181
(36)کفریہ کلمات کے بعد تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح دونوں ضروری ہے 181
(37)اہل بدعت اور خلافِ شرع مجلسوں میں جانے کا حکم 181

حضرت مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب، مفتی ومدرس دار العلوم دیوبند کا فتوی.....182

(1)شیعہ اور قادیانی کو زکوۃ اور صدقہ دینا کیسا ہے..... 182

(2)شیعہ کو غسل دینا..... 182

(3)شیعہ حافظ قمہ دے سکتا ہے یا نہیں..... 182

(4)شیعہ کا ذبیحہ کھانے اور اُن کے ساتھ مناکحت کرنے کا حکم..... 183

(5)شیعہ کو غسل دینا..... 183

(6)مذہبی معاملہ میں شیعہ سے چندہ لینا..... 184

(7)شیعہ کو مسلمانوں کے مساجد میں آنے سے رُوکنا اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا..... 184

(8)شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا..... 184

(9)شیعہ کے گھر کا گوشت کھانا..... 184

(10)شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا..... 185

(11)شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنا..... 185

(12)شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنا اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا..... 185

(13)رافضی کے پیچھے نماز پڑھنا..... 185

(14)شیعہ کو غسل وکفن دینا اور نماز جنازہ پڑھنا..... 186

(15)شیعہ کو غسل وکفن دینا اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا..... 186

(16)مرتد کو زکوۃ دینا..... 186

(17)مرتد کو غسل دینا..... 186

(18)زندیق کے احکام..... 187

(19)غیر مسلم کا مسلمان بچے کو غسل دینا..... 187

(20)عرصہ کے بعد امام کے کافر ہونے کا علم ہوجائے تو سابقہ نمازوں کا حکم..... 187

(21)زکوۃ کے ڈر سے مسلم کو غیر مسلم لکھوانا کیسا ہے..... 188

(22)غیر مسلم فقیروں کو زکوۃ دینا کیسا ہے..... 188

(23)غیر پابندِ شرع کو مسجد کا متولی بنانا..... 188
(24)غیر مسلم کے جنازہ اور مذہبی رسومات میں شرکت..... 190
(25)کافر میت کو غسل دینا اور اس کا نماز جنازہ پڑھنا..... 190
(26)کافر میت کو غسل دینا..... 190
(27)کفار کے ذبیحہ کا حکم..... 190
(28)زکوۃ کا کام غیر مسلم کے سپرد کرنا..... 191
(29)زکوۃ کا کام فاسق یا غیر مسلم کے سپرد کرنا..... 191
(30)غیر مسلم کو زکوۃ دینا..... 191
(31)غیر مسلم کا قرض زکوۃ کے رقم سے ادا کرنا..... 191
(32)غیر مسلم کو زکوۃ دینا..... 191
(33)غیر مسلم کو زکوۃ دینا..... 191
(34)غیر مسلم کو زکوۃ دینا..... 192
(35)غیر مسلم کو سلام کرنا..... 192
(36)غیر مسلم کو سلام کرنا..... 192
(37)غیر مسلم کو سلام کرنا..... 192
(38)کافر کو غسل دینا اور اس کا جنازہ پڑھنا..... 193
(39)کافر کو غسل دینا..... 193
(40)کافر میت کو غسل دینا..... 193
(41)غیر مسلم کو مسلمان میت کا چہرہ دکھانا..... 193
(42)کافر کا نماز جنازہ پڑھنا..... 193
(43)غیر مسلم کیلئے ایصالِ ثواب کرنا اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا..... 194
(44)غیر مسلم، مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا..... 194
(45)کافر کا جنازہ پڑھانا..... 194

(46)مسلمانوں کو کفار کے قبرستان میں دفن کرنا 194
(47)بدعتی کی امامت 194
(48)بدعتی کی امامت 195
(49)جو دین کا پابند نہ ہو اس کی بات کا اعتبار نہیں 195
(50)فاسق کی امامت 195

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کا فتوی..... 196

(1)سنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح 196
(2)شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے آپس میں نکاح 197
(3)شیعہ سنی کا کفو نہیں 197
(4)شیعہ سے نکاح کرنے ان کا جنازہ پڑھنے پڑھانے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا حکم 197
(5)اگر سنی لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے سے ہو جائے تو فسخ کرا سکتی ہے 198
(6)شیعہ عورت سے نکاح 199
(7)شیعہ لڑکا اگر سنی ہونے کا اِرادہ کرے تو اس سے نکاح کرنا 201
(8)نکاح مؤقت حرام و باطل ہے 201
(9)شیعہ اور اسماعیلی کی نماز جنازہ پڑھنا 202
(10)شیعہ کو سنی کی نماز جنازہ سے منع کرنا 202
(11)اسماعیلی کے لئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کرنا 202
(12)شیعہ کے لئے دعائے مغفرت کرنا 203
(13)فرقہ آغاخانی کافر ہے اور کسی مسلمان کا ان سے نکاح جائز نہیں 203
(14)میں مسلمان نہیں ہوں، شیعہ، قادیانی ہو چکا ہوں، وغیرہ کلمات کہنا 203
(15)داڑھی والے کو بکرا کہنے اور صحابہ کرامؓ کی توہین کرنے والوں سے تعلقات رکھنے ان کی شادی بیاہ میں شرکت کرنے اور اُن کو سنیوں کی مساجد میں آنے سے روکنے کا حکم 204
(16)تعزیہ، علم وغیرہ کا جلوس نکالنا یا اس میں شریک ہونا 205

(17)محرم میں شربت کی سبیل لگانا 205
(18)ماتم کی شرعی حیثیت اور اس میں شریک ہونے والے کا حکم 205
(19)عشرۂ محرم میں عورتوں کی مجلس اور اس میں تقسیم ہونے والی اشیاء کھانے کا حکم 206
(20)اگر سنی لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے سے ہوجائے تو بذریعہ عدالت فسخ کرایا جاسکتا ہے یا نہیں 206
(21)نکاح کے بعد شوہر نے شیعہ مذہب اختیار کرلیا 207
(22)شیعوں کے پیچھے نماز پڑھنے، اُن کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے، اُن کیلئے دعائے مغفرت کرنے، اُن کے قبرستان میں جانے، اُن سے کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح کرنے اور اُن کے ذبیحہ کا حکم 208
(23)ایرانی پارسیوں اور بہائیوں کے مذہبی نشانات بنانے کی اُجرت 209
(24)شیعہ کو دوکان پر ملازم رکھنا 209
(25)تبرّا کرنے والے شیعوں کے ہاں دسویں محرم کو کھانا کھانا 209
(26)حضرت عثمانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں نازیبا کلمات کہنے والے کی امامت 210
(27)شیعہ مذہب اختیار کرنے والے سے تعلقات رکھنا 210
(28)مرتد کے ساتھ کاروبار میں شرکت کرنا 210
(29)غیر مسلم کی نماز جنازہ پڑھنے اور اُن کے عبادت گاہوں میں جانے کا حکم 210
(30)کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اور اُن کے لئے ایصالِ ثواب کرنے کا حکم 211
(31)غیر مسلم کو زکوۃ اور صدقۂ فطر دینا 211
(32)اگر شوہر کافر اور بیوی مسلمان ہو تو اولاد ثابت النسب نہ ہوگی 211
(33)غیر مسلمہ شادی شدہ عورت اسلام قبول کرلے تو نکاح پر اثر 211
(34)غیر مسلموں کو زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا 212
(35)غیر مسلم کو زکوۃ دینا 212
(36)مشرک کی امامت 212
(37)قاضی کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے 213
(38)اسلام کو دورِ جدید کیلئے کافی نہ سمجھنا کفر ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح کرنا 213

(39)اختلافِ دین ارث سے مانع ہے..... 214
(40)اگر غیر مسلم سلام کرے تو مسلمان کیا جواب دے..... 214
(41)غیر مسلم اور مسلمان آپس میں دوست نہیں ہو سکتے ،اور کسی غیر مسلم کو بھائی بنانا..... 214
(42)غیر مسلم کی گواہی..... 215
(43)غیر مسلم کا قاضی بنا..... 215
(44) کفار کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت..... 215
(45) کفار کی تعظیم کرنا..... 216
(46)غیر مسلم کی گواہی..... 216
(47) کافر کو سلام کرنا..... 217
(48) کفار کے لئے دعائے مغفرت کرنا..... 217
(49) کفار کے ساتھ سلام و دُعا کرنا..... 217
(50) کافروں کے ساتھ دوستی کرنا..... 217
(51) کافر کی امامت..... 218
(52) کفار سے دوستی کرنے کی ممانعت..... 218
(53)بدعتی کی امامت اور اس کا وعظ سننا..... 218
(54)بدعتی کی امامت..... 219
(55)اہل بدعت کی امامت..... 219
(56)بدعتی کی امامت..... 219
(57)بدعتی کی امامت..... 219
(58)فاسق کی امامت..... 219

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی صاحبؒ کا فتوی..... 220

(1)مسلمان کے خلاف شیعہ کی گواہی کا حکم..... 220
(2)رافضی کی نماز جنازہ..... 223

(3)شیعہ کے ساتھ نکاح کرنے ،اُن کا جنازہ پڑھنے،اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم 225
(4)کفارِ محاربین سے دوستانہ تعلقات ناجائز اور حرام ہیں، جو شخص ان سے ایسے روابط رکھے وہ گمراہ اور ظالم اور مستحقِ عذابِ الیم ہے۔جو کافر،مسلمانوں کے دین کا مذاق اُڑاتے ہیں ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات،نشست و برخاست وغیرہ بھی حرام ہے۔مفسدوں سے اقتصادی و معاشرتی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں بلکہ شریعتِ اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اسوۂ رسول اکرم ﷺ ہے 225
(5)اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں کا نماز جنازہ پڑھنے،اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اور اُن سے تعلقات رکھنے کا حکم 238
(6)غیر مسلم عدالت کا اسلامی معاملات میں فیصلہ 241

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب، صدر مدرسہ

دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد دکن کا فتوی..... 244

(1)سنی شیعہ کا نکاح 244
(2)دس محرم کو شربت پلانا 244
(3)ماہِ محرم میں شادی کرنا 245
(4)شیعہ سے نکاح 245
(5)ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح 246
(6)مرتد کی سزا 246
(7)غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت اور مبارک باد 246
(8)غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت 247
(9)کافر مسلمان کے دوست نہیں ہوسکتے، سے کیا مراد ہے 248
(10)عیسائی دوست کی دعوت پر چرچ جانا 248
(11)غیر مسلموں کے جنازہ میں شرکت 248
(12)غیر مسلم کی اسلامی طریقہ پر تدفین 248
(13)غیر مسلم والدین کے لئے استغفار 249

(14)اگر پتہ نہ چلے کہ میت مسلمان ہے یا غیر مسلم 249
(15)غیر مسلموں کو صدقہ وزکوۃ دینا 250
(16)غیر مسلم مرد سے مسلمان عورت کا نکاح 250
(17)غیر مسلم سے کیا ہوا نکاح 250
(18)غیر مسلموں سے نکاح 251
(19)مشرکانہ افعال میں شرکت اور معاونت کرنا 251
(20)غیر مسلم سرکاری عدالتوں کا فیصلہ 252
(21)غیر مسلم لاوارث کے مال کا مصرف 252
(22)غیر مسلموں کے تیوہاروں میں شرکت کرنے والے کی امامت 252
(23)مسلمان کا گنیش چندہ وصول کرنا وغیرہ، اور اس کا نماز جنازہ پڑھنا 253
(24)غیر مسلموں کے لئے دعائے مغفرت مانگنا اور ایصال ثواب کرنا 254
(25)غیر مسلم لیڈروں کے لئے ایصال ثواب اور استغفار کرنا 254
(26)غیر مسلم محلّہ میں سکونت اختیار کرنا 255
(27)کرسمس میں شریک ہونا 255
(28)مورتی پوجا پر مبارکباد دی 255
(29)مشرکین کے جنازہ یا اُن کی تقریبات میں شرکت 256
(30)غیر مسلم کی اسلامی طریقہ پر تجہیز وتکفین اور مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین 256
(31)غیر مسلموں کیلئے ایصال ثواب کرنے اور اُن کے ساتھ تعلقات رکھنے کا حکم 256
(32)مساجد کے لئے غیر مسلموں کا چندہ لینے کا حکم 257
(33)غیر مسلم کو زکوۃ دینا 258
(34)مسجد کا منتظم اگر غیر مسلم ہو 258
(35)کفار ومشرکین کا ذبیحہ اور اُن سے نکاح 258
(36)غیر مسلم جج کے ذریعے تنسیخ نکاح 258

(37)غیرمسلموں کے جلوسِ جنازہ میں شرکت کرنے،اوراُن کے لئے ایصال ثواب و دعائے مغفرت کرنے کا حکم.....259
(38)غیرمسلموں کے تیوہاروں میں شرکت.....260
(39)غیرمسلم کی عبادت گاہ اور تیوہار میں تعاون کرنا.....260
(40)غیرمسلم کی دعوت قبول کرنا.....261
(41)مشرک اور مجوسی کا ذبیحہ.....261
(42)کفار سے محبت اور دوستی کرنا.....261

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا فتوی.....263

(1)شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا.....263
(2)شیعہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کرانے والے کے پیچھے نماز کا حکم.....263
(3)لامذہب اور شیعہ سے نکاح کا حکم.....264
(4)شیعہ سے نکاح کا حکم.....265
(5)شہدائے کربلا کے مزارات کی شبیہ بنانا.....265
(6)تعزیہ بنانے کا حکم.....265
(7)محرم میں سبیل لگانا.....266
(8)کونڈوں کی حقیقت اور اس میں شرکت کا حکم.....266
(9)شیعوں کے ماتمی مجلسوں میں شرکت کی ممانعت.....266
(10)علماء کو بُرا بھلا کہنے والے کا حکم،اور اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا.....266
(11)مسلمان انجینئر کیلئے عیسائیوں کے عبادت خانے کا ڈیزائن اور نقشہ تیار کرنا.....267
(12)حدیث کے ناقابلِ اعتبار ہونے اور جہنم کے دائمی نہ ہونے کا عقیدہ رکھنے والے اور ایسے آدمی کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کا حکم.....267
(13)چرچ کے لئے چندہ دینا.....268
(14)مسلمان عورت کا غیرمسلم مرد سے نکاح کرنا.....268

(15)شرعی منکرات پر مشتمل تقریبات میں شرکت کرنا 269
(16)غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت خریدنے کا حکم 270
(17)غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت کے بارے میں:هيئة كبار العلماء: کی قرارداد 272
(18)کافر اور فاسد العقیدہ کی امامت 276
(19)حضور اکرم ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے والے کے پیچھے نماز پڑھنا 277
(20)غیر مسلموں کو اپنی عبادت گاہ: مسجد: کی طرح تعمیر کرنے اور: مسجد: کا نام دینے کی اجازت نہیں 277
(21)غیر مسلم طاقتوں سے بے گناہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تعاون اور دوستی کسی صورت جائز نہیں 277
(22)دُنیوی مصلحت کے لئے اپنے آپ کو غیر مسلم لکھنا 280
(23)مسلمان میت کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنا 281
(24)غیر مسلم، مسلمان کا دوست نہیں ہوسکتا 281
(25)اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کفار و مشرکین کا ذبیحہ 281
(26)مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار کرنے کی ممانعت 283

حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق قاسمی صاحب رئیس دار الافتاء

جامعة العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتوی..... 285

(1)شاتمِ رسول ﷺ اور شاتمِ عائشہ صدیقہؓ اور صحابہ کرامؓ کے گستاخ کی سزا، اور شاتمِ رسول ﷺ کو پناہ دینے والے یا اس کی پشت پناہی کرنے والے ملک سے تعلق اور دوستی رکھنا جائز نہیں 285
(2)شیعہ کو زکوۃ دینا 288
(3)شیعہ کا ذبیحہ 289
(4)قربانی میں شیعہ کی شرکت 289
(5)زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے شیعہ کا فارم بھرنے اور اس کا مشورہ دینے والے کا حکم 289
(6)شیعہ کا لقمہ دینا 290
(7)شیعہ کا لقمہ دینا 290
(8)شیعہ کا جماعت میں شرکت کرنا 291

(9)شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا..... 291
(10)شیعہ کا اعتکاف..... 291
(11)شیعہ اور قادیانی کی چیز لینا اور اس سے افطار کرنا..... 291
(12)اصحابؓ رسول ﷺ کو بُرا کہنے والے کی عبرت ناک واقعہ..... 291
(13)بوہری شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنے، ان کیلئے دعائے مغفرت کرنے اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم..... 292
(14)شیعہ کو غسل دینا اور کفن و دفن..... 292
(15)شیعہ امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا..... 292
(16)شیعہ کی موت شہادت نہیں ہوتی..... 293
(17)شیعہ کو کہاں دفن کریں..... 293
(18)شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا..... 293
(19)گستاخ صحابہؓ کا عبرت ناک واقعہ..... 294
(20)اگر کسی مسلمان کا صرف شیعہ نے جنازہ کی نماز پڑھی ہے..... 294
(21)جان بوجھ کر شیعہ کے جنازہ کی نماز جائز سمجھ کر پڑھنا..... 296
(22)امام باڑہ کی تعمیر کے لئے کچھ فروخت کرنا..... 296
(23)شیعہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا..... 296
(24)شیعہ اور قادیانی کو تحفہ دینا..... 298
(25)شیعہ اور قادیانی کے ساتھ معاملات کرنا..... 299
(26)شیعہ کے گھر کا گوشت کھانا..... 299
(27)شیعہ کو غسل دینا اور جنازہ پڑھنا..... 299
(28)مرتد کو غسل دینا..... 299
(29)مرتد کو غسل دینا..... 299
(30)مرتد کے جنازے کی نماز..... 299

(31)مرتد کوزکوۃ دینا..... 300
(32)ملحد کوزکوۃ دینا..... 300
(33)مرتد کے ساتھ مدارات اور تجارت کرنا..... 300
(34) کفار کے رسموں میں شرکت کرنے والی بدکار عورت کے جنازہ کی نماز..... 300
(35)مشرک کی عبادت گاہ کیلئے سامان فروخت کرنا..... 301
(36)پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا..... 301
(37) کفار کے خلاف تجارتی بائیکاٹ کرنا..... 301
(38)غیر مسلم کو ملازم رکھنا..... 301
(39)غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا..... 301
(40)غیر مسلموں کے تہواروں پر اِن سے تحائف قبول کرنا..... 302
(41) کافر کے جنازے میں مرگھٹ تک جانا..... 302
(42) کافر کے جنازہ کی نماز میں شرکت کرنا..... 302
(43) کافر کی شادی اور نکاح میں شریک ہونا..... 302
(44) کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا..... 303
(45) کافر کے ساتھ شراکت کا معاہدہ کرنا..... 303
(46) کفار کی دعوت میں شرکت کرنا..... 303
(47) کافر کے ہاتھ قرآن مجید فروخت کرنا یا گفٹ میں دینا..... 304
(48) کافر ممالک سے گوشت درآمد کرنا..... 304
(49) کافروں سے مال خریدنا..... 304
(50)اسرائیل کے معاون مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنا..... 304
(51)غیر مسلم سے مسلمان میت کا جنازہ اُٹھوانا..... 305
(52)عبادات سے رُوکنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اور اس کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کا حکم..... 305

(53)اگر کافر رشتہ دار مر جائے تو اس کے غسل وکفن کا حکم 305
(54)غیر مسلم رشتہ دار کی تجہیز وتکفین 306
(55)غیر مسلم کے بچہ کو غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا 306
(56)مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرنا 306
(57)کفار کے ساتھ تجارتی معاملات کرنا 306
(58)اگر مسلمان نے غیر مسلم کا بچہ گود لیا 307
(59)غیر مسلم کا مسلمان میت کو غسل دینا 307
(60)غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا 307
(61)غیر مسلم کو مسلمان میت کا چہرہ دکھانا 307
(62)اگر کسی مسلمان کا کافر عزیز مر گیا تو اس کے غسل وجنازہ کا حکم 308
(63)کافر کا ولی صرف مسلمان ہو تو اس کو غسل دینے کا طریقہ 308
(64)باغی کا نماز جنازہ اور غسل 308
(65)کمیونسٹ کے جنازہ کی نماز پڑھنا 308
(66)اگر میت پر مسلمان ہونے کی علامت نہیں تھا 309
(67)منکرِ حدیث کی نمازِ جنازہ پڑھنے یا پڑھانے اور اس میں شرکت کرنے کا حکم 309
(68)میت مشتبہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھنا 309
(69)غیر مسلم زنس کا مسلمان بچے کو غسل دینا 309
(70)اگر مسلمانوں اور کافروں کی نعشیں مل جائیں 310
(71)مشرک کو قربانی میں شریک کرنا 310
(72)غیر مسلم کا ذبیحہ کھانا 310
(73)قربانی میں مشرک کی شرکت 310
(74)غیر مسلم سے زکوۃ کی تقسیم 310
(75)غیر مسلم فقیروں کو زکوۃ دینا 311

(76) کافر کو غلطی سے زکوۃ دے دی 311
(77) کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینا 311
(78) عاملینِ زکوۃ کا زکوۃ کے مستحق ہونے کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے 311
(79) مذہب کے لحاظ کے بغیر زکوۃ دینا 312
(80) کفار کے ساتھ: تشبّہ: اختیار کرنے کی ممانعت 312
(81) اگر امام کافر تھا، تو اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازوں کا حکم 313
(82) غیر مسلم کا نماز جنازہ پڑھنا 314
(83) غیر مسلم کی چیز سے افطار کرنا 314
(84) بدعتی کی امامت 314
(85) بدعتی کی امامت 315
(86) فاسق کی امامت 315

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، شیخ الحدیث

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتوی..... 316

(1) زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرنا 316
(2) شیعہ لوگوں سے نکاح کرنا 317
(3) سنی لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح کرنا 317
(4) شیعہ سے نکاح 318
(5) شیعہ سنی نکاح اور اس میں شرکت کرنا 318
(6) شیعہ لڑکی سے نکاح کرنا 319
(7) اہل سنت کا شیعہ سے نکاح 321
(8) فرقہ آغاخانیہ یا جماع المسلمین کافر ہے، وہ مسلمانوں کے کبھی خیر خواہ نہیں رہے ہیں، ان سے دوستی کرنا یا ان کے فاونڈیشن یا ان کی کسی انجمن میں شرکت بنص قطعی یہ حرام ہے 321
(9) شیعہ کے ساتھ تعلقات رکھنا 323

(10)غیر مسلم کوزکوۃ دینا 324
(11)مسلمان ہوجانے کے بعد غیر مسلم کی سرپرستی ختم ہوجاتی ہے 324

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد یعقوب شرودی دیوبندیؒ

فاضل دیوبند،تلمیذ رشید حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا فتوی..... 325

(1)اہل تشیع کی لڑکی سے نکاح کرنا،ان کے جنازہ میں شرکت کرنا،ان کو ووٹ دینا 325
(2)شیعہ کا جنازہ پڑھنا اور پڑھانا 328
(3)زکوۃ سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ لکھوانے والے مولوی کی امامت 329
(4)زکوۃ کی کھٹوتی سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ لکھوانا 330
(5)شیعوں کے عقائد اختیار کرنے سے بیوی نکاح سے خارج ہوجائے گی 330

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فتوی..... 332

(1) کیا شیعہ سنی اتحاد از روئے شریعت جائز ہے 332
(2)شیعوں کے کفریہ عقائد اور ان کی تکفیر کے بارے میں چند شبہات کا ازالہ 332

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی صاحب،استاذ دارالعلوم دیوبند کا فتوی..... 348

شانِ صحابہؓ قرآن وحدیث کی روشنی میں،اور گستاخانِ صحابہؓ کے ساتھ اتحاد کرنے کا حکم 348

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب،رئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی کا فتوی..... 357

(1)شیعہ،قادیانی اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات رکھنے اور کھانے پینے کا حکم 357
(2) آغاخانیوں سے تعلقات 357
(3)روافض کا ذبیحہ کھانے،ان کے ساتھ نکاح کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے کا حکم 358
(4)بائیس رجب کے کونڈوں کی حقیقت 361
(5)شیعوں کی ایجاد کردہ ایک ناجائز تعویذ و دعا کہنے اور گلے میں لٹکانے کا حکم 361
(6)شیعہ اور دوسرے زنادقہ کے ساتھ تعلقات رکھنا 362
(7)محرم میں سیاہ لباس پہننا 362

(8)محرم کے مہینے میں پانی پلانے اوراس پانی کے پینے کاحکم..... 362
(9)مرثیہ کی مجلس میں شرکت کرنا..... 362
(10)تعزیہ بنانا اوراس کا دیکھنا..... 363
(11)محرم کے مہینے میں کھانا تقسیم کرنا..... 364
(12)کافر کو فوج میں عہدیدار مقرر کرنا..... 364
(13)غیر مسلم کا مسجد میں کام کرنا..... 364
(14)غیر مسلموں کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھنے اوران کے ساتھ کھانے کاحکم..... 364
(15)غیر مسلم کوسلام کہنا..... 365
(16)کفار کے ساتھ معاملات کرنا..... 365
(17)بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا..... 365
(18)ایسے بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا جس کے مشرک ہونے کا اندیشہ ہو..... 365

حضرت مولانا مفتی محمد زہیر صاحب، مفتی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتوی..... 367

سنی، شیعہ اوراسماعیلی اتحاد کی تحریک: ایک تنقیدی جائزہ..... 367

دار العلوم دیوبند کا فتوی..... 376

صحابہ کرامؓ کی شان میں باغی، طاغی، مجرم، حکومت کا حریص اور ظالم جیسے الفاظ استعمال کرنے والے شخص کے انتظام وانصرام میں چلنے والے مدرسہ میں بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم کیلئے بھیجنے، ایسے شخص کو مقتدا ماننے، اس کی تقریر سننے، تحریر پڑھنے اوراس کے دُروس میں شریک ہونے اور ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم..... 376

حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب، سابق صدر مفتی، حال شیخ الحدیث، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کا فتوی..... 386

(1)شیعہ کے مذہبی پروگراموں میں اپنے مکان اوربرتن وغیرہ کرایہ پر دینا اوراُن کے ساتھ تعاون کرنا اورشیعیت کی اسلام دشمنی..... 386
(2)یاعلیؓ مشکل کشا کہنے کا حکم..... 391

(3)محرم کی بدعات کے لئے چندہ دینے اور تعزیہ بنانے کا حکم 392
(4)بائیس رجب کو کونڈا کرنا 394
(5)محرم میں کھچڑا پکانا 394
(6)شیعہ کی امامت 394
(7)بوری شیعہ سے نکاح کرنا 394
(8)بوہرہ قوم کی لڑکی سے نکاح 395
(9)شیعہ بوہری کا ذبیحہ کھانے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم 395
(10)بوہری شیعہ کو سلام کرنا 395
(11)شیعہ کے عقائد والا طغرا مسجد میں لگانا 396
(12)مسلمانوں کے قبرستان میں شیعہ کی تدفین 397
(13)مسلمانوں کے قبرستان میں بوہروں کی تدفین 397
(14)رضاخانی سے رشتۂ نکاح 398
(15)غیر مسلمہ سے نکاح کرنا 398
(16)مسجد میں غیر مسلم کا قیام کرنا 399
(17)غیر مسلم کے نعش کی تغسیل وتکفین 399
(18)ثبوت ہبہ کے لئے غیر مسلم کی شہادت 400
(19)قومی یکجہتی کیلئے کافر میت کا اعزاز واکرام کرنے، کافر کی لاش کے پاس قرآن پڑھنے، کافر کے اعزاز واکرام کیلئے اس کی قبر پر کھڑا ہونے کا حکم 400
(20)مسلمان کے جنازہ کے ساتھ قبرستان تک غیر مسلم کا جانا 401
(21)میت کے ساتھ کافر کا شریک ہونا 401
(22)مسلمان کا غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا، اس کو کندھا دینا 401
(23) کفار سے دوستی رکھنا 402
(24) گستاخان اسلام کے مجمع میں بیٹھنا 402

(25)اہل باطل کی مجالس میں بیٹھنے سے پرہیز کرنا..... 402
(26)گمراہ کن عقائد پر مشتمل کتابوں کی تجارت وطباعت کا حکم..... 403
(27)بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا..... 403
(28)بدعتی کی اقتدا میں نماز پڑھنا..... 404
(29)بدعتی امام کی امامت..... 404

جامعہ ربانیہ قصبہ کالونی کراچی کا فتوی.....405

شیعہ کے ساتھ مناکحت اور تعلقات رکھنا..... 405

فقیہ العصر، مفتی اعظم، حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فتوی

شیعہ یا قادیانی کا ذبیحہ کھانا اور شیعہ یا مرزائی سے پانی لے کر وضو کرنا:

سوال: شیعہ یا مرزائی یا کافر کے گھر سے پانی لے کر وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز ہوگی یا نہیں؟ اور ان لوگوں کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شیعہ اور قادیانی زندیق ہیں، اس لئے یہ اپنے کسی قسم کے مال کے مستحق نہیں، ان کے سب اموال بیت المال کی ملک ہے جو مساکین کیلئے حلال ہیں، غنی کیلئے ان کی کوئی چیز حلال نہیں، اور ان کا ذبیحہ مساکین پر بھی حرام ہے، البتہ ان سے پانی لینا غنی و فقیر سب کیلئے جائز ہے۔ اور عام کفار کا ذبیحہ حرام ہے اور دوسرے اموال..... غنی و فقیر سب کے لئے حلال ہیں۔ (احسن الفتاوی: ج2: ص46)

شیعہ کو غسل و کفن دینے اور اُن کے ساتھ لین دین وغیرہ کا حکم:

سوال: اگر شیعہ مرجائے اور کوئی شیعہ نہ ہو تو کیا مسلمان اس کو غسل دے سکتا ہے؟

جواب: اس کو مسلمان غسل دے کر دفن کر دے۔ مگر غسل، کفن اور دفن سنت کے مطابق نہ دیں بلکہ اس پر پانی بہا کر کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال کر مٹی ڈال دیں۔ (احسن الفتاوی: ج4: ص240)

شیعہ شہید نہیں ہوسکتا:

سوال: اِس عشرۂ محرم میں جو مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں سے مارے گئے، یہ لوگ شہید ہیں یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ شہادت کبریٰ نہیں تو شہادت صغریٰ تو ہوگی؟

جواب: شہادت کی شرطِ اوّل اسلام ہے۔شیعہ مسلمان نہیں،اس لئے ان کی اموات نہ شہادتِ کبریٰ ہے نہ صغریٰ، بلکہ نارِ جہنم ہے۔(احسن الفتاوی:ج4:ص 254)

شیعہ کے ساتھ نکاح کرنا اور تعلقات رکھنا:

سوال: شیعانِ علی مسلمان ہیں یا کافر؟اگر کافر ہیں تو اہل کتاب کے حکم میں ہوں گے یا نہیں؟اگر اہل کتاب ہیں تو ان کی عورتوں سے نکاح کرنا اور ان کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص حضرت علیؓ کو باقی سب صحابہؓ سے افضل سمجھتا ہے تو صرف اتنے اعتقاد سے وہ کافر نہیں ہوتا۔مگر آج کل کے شیعہ کا صرف یہ اعتقاد نہیں بلکہ ان کے معتقدات کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔چنانچہ تحریفِ قرآن کا مسئلہ ان کے ہاں مسلمات اور متواترات میں سے ہے۔(احسن الفتاوی: ج 1: ص 75)

کافر،شیعہ،مرزائی کو صدقۃ الفطر دینا جائز نہیں:

سوال: کافر،آغاخانی،شیعہ یا مرزائی کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کافر حربی کو صدقۂ فطر دینا بالاتفاق ناجائز ہے۔ذمی کے بارے میں اختلاف ہے:شامیہ باب المصرف و باب صدقۃ الفطر: میں بظاہر جواز کو ترجیح معلوم ہوتی ہے مگر کفارۂ ظہار کے باب میں کافی سے بدوں ذکر خلاف عدمِ جواز کو نقل کیا ہے جو فیصلہ کے لئے کافی ہے۔

آغاخانی،شیعہ اور قادیانی کا کفر اور ان کا حکم دوسرے کفار سے زیادہ سخت ہے،یہ زندیق ہیں۔ان کو صدقۃ الفطر دینا بالاتفاق جائز نہیں۔ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون بلکہ بیع وشراء،اجارہ واستجارہ وغیرہ کوئی معاملہ بھی جائز نہیں۔(احسن الفتاوی:ج4:ص383)

شیعہ کی طرف سے حج بدل جائز نہیں:

سوال:اگر کوئی شیعہ کسی سنی کو حجِ بدل کے لئے بھیجے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شیعہ کافر ہیں،اس لئے کسی مسلمان کو شیعہ کی طرف سے حجِ بدل کرنا جائز نہیں۔شیعہ کے ساتھ اس قسم کے معاملات سے عوام میں یہ زہر پھیلتا ہے کہ وہ شیعہ کو مسلمان سمجھنے لگتے ہیں،حتی کہ ان کے ساتھ رشتے ناطے کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔حالانکہ شیعہ بلاشبہ کافر ہیں۔(احسن الفتاوی:ج4:ص546)

شیعہ زندیق ہے، ان کا ذبیحہ اور ان سے نکاح کرنے کا حکم:

سوال: کیا شیعہ اہل کتاب ہے؟

جواب: معتزلہ کے بارے میں تحریر شامیہ کی بناء پر میں شیعہ کو اہل کتاب کہتا تھا، بعد میں متنبہ ہوا کہ یہ لوگ زندیق ہیں، اس لئے انہیں اہل کتاب میں داخل کرنا صحیح نہیں، بلکہ یہ زندیق ہے۔ اور زندیق کی دو قسمیں ہیں:

1.....بمعنی منافق، یعنی اسلام کا مدعی ہو اور کفریہ عقائد چھپاتا ہو۔

2.....جو شخص عقائدِ اسلام میں تاویلاتِ باطلہ کرتا ہو، ایسا شخص اگرچہ اپنے کفریہ عقائد کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ ان کی اشاعت کرتا ہے، اس کے باوجود اسے زندیق کہا جاتا ہے۔

زندیق کے احکام:

(1) زندیق واجب القتل ہے **(2)** گرفتار ہونے کے بعد اس کی توبہ قبول نہیں، گرفتاری سے پہلے قبول ہے **(3)** ان سے نکاح کرنا حرام ہے **(4)** ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ (احسن الفتاوی: ج 1: ص 88)

کونڈوں کی حقیقت، اور اِس رسم سے بچنے کی تاکید:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ 22 رجب کو کونڈا کرنے کی رسم کا کیا حکم ہے؟ اور شریعت میں اس کی کیا اصل ہے؟

جواب: کونڈوں کی مروّج رسم دشمنانِ صحابہ کرامؓ نے سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی وفات پر اظہارِ مسرّت کیلئے ایجاد کی ہے۔ 22 رجب سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی وفات ہے۔ 22 رجب کو حضرت جعفر صادقؒ سے کوئی تعلق نہیں، نہ اس میں حضرت جعفر صادقؒ کی ولادت ہوئی نہ وفات۔ حضرت جعفر صادقؒ کی ولادت 8 رمضان 80 ھجری یا 83 ھجری کی ہے اور وفات شوال 148 ھجری میں ہوئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کیلئے حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ورنہ درحقیقت یہ تقریب سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی شیعہ، مسلمانوں سے مغلوب و خائف تھے، اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی علانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو بلکہ دشمنانِ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں

جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ جب اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب منگھڑت ہے۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ (احسن الفتاوی: ج 1: ص 367)

تعزیہ کا جلوس اور ماتم کی مجلس دیکھنا:

سوال: تعزیہ کا جلوس اور ماتم کی مجلس دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ان دنوں میں مسلمانوں کی کثیر تعداد ماتم کی مجلس اور تعزیہ کے جلوس کا نظارہ دیکھنے کیلئے جمع ہو جاتی ہے۔ اس میں کئی گناہ ہیں۔

ایک گناہ یہ ہے کہ اس میں صحابہ کرامؓ اور قرآن کے دشمنوں سے تشبہ ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: من تشبّه بقوم فهو منهم: جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں شمار ہوگا۔

ایک عبرت ناک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

ہولی کے دنوں میں ایک بزرگ جا رہے تھے انہوں نے مزاح کے طور پر ایک گدھے پر پان کی پیک ڈال کر فرمایا کہ تجھ پر کوئی رنگ نہیں پھینک رہا، لے لو تجھے میں رنگ دیتا ہوں۔ مرنے کے بعد اس پر گرفت ہوئی کہ تم ہولی کھیلتے تھے اور عذاب میں گرفتار ہوئے۔

دوسرا گناہ یہ ہے کہ اس سے اُن دشمنانِ اسلام کی رونق بڑھتی ہے۔ دشمنوں کی رونق بڑھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: من كثّر سواد قوم فهو منهم: جس نے کسی قوم کی رونق بڑھایا وہ انہی میں سے ہے۔

تیسرا گناہ یہ ہے کہ جس طرح عبادت کو دیکھنا عبادت ہے اسی طرح گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔

ایک دفعہ کچھ صحابہ کرامؓ جہاد کی مشق کر رہے تھے، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کی اس عبادت کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، حضور اکرم ﷺ نے اس کا اتنا اہتمام فرمایا کہ آپ ﷺ پردے کی غرض سے خود کھڑے ہو گئے، حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ ﷺ کے پیچھے پردے میں کھڑے ہو کر آپ ﷺ کے کندھے پر سے دیکھتی رہیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ اس عبادت کے نظارے سے سیر ہو کر جب خود ہٹی تب حضور اکرم ﷺ ہٹے۔ غرض یہ کہ عبادت کو دیکھنا بھی

عبادت ہے اور گناہ کو دیکھنا بھی گناہ۔

چوتھا گناہ یہ ہے کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا غضب نازل ہو رہا ہوتا ہے۔ ایسی غضب والی جگہ جانا بہت بڑا گناہ ہے۔

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا گزر ایسی بستیوں کے کھنڈرات پر ہوا جن پر عذاب آیا تھا، حضور اکرم ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر ڈال لی اور سواری کو بہت تیز چلا کر اس مقام سے جلدی سے گزر گئے۔ جب حضور اکرم ﷺ غضب والی جگہ سے بچنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے تو عوام کا کیا حشر ہوگا؟

سوچنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دشمنوں کے کرتوتوں سے اس وقت عذاب آ گیا تو کیا صرف نظارہ دیکھنے کیلئے جمع ہونے والے مسلمان اس عذاب سے بچ جائیں گے؟ ہرگز نہیں، بلکہ عذاب آخرت میں بھی یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے۔

یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح مبارک دنوں میں عبادت کا زیادہ ثواب ہے اسی طرح ان دنوں میں گناہ پر بھی زیادہ عذاب ہے۔ (احسن الفتاوی: ج 1: ص 393)

دسویں محرم میں اہل وعیال پر وسعتِ رزق:

سوال: دسویں محرم میں اہل وعیال پر وسعتِ رزق کے حوالہ سے بعض لوگ یہ حدیث: من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللّٰہ علیہ السنۃ کلّھا: پیش کرتے ہیں کہ اس روز اہل وعیال پر وسعتِ رزق کرے تو پورے سال وسعتِ رزق ہوگی؟

جواب: اس کو مشہور محدثین نے غیر ثابت قرار دیا ہے۔ بفرضِ ثبوت اس سے اس لئے احتراز لازم ہے کہ لوگ اس کو ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ شریعت نے اس میں ثواب نہیں بتایا۔ اسے ثواب سمجھنے سے یہ کام بدعت بن جائے گا: کلّ بدعۃ ضلالۃ وکلّ ضلالۃ فی النّار: اگر کوئی یہ کہے کہ میں تو یہ کام صرف وسعتِ رزق کیلئے کرتا ہوں، میں اسے ثواب کی نیت سے نہیں کرتا، تو اس سے کہا جائے گا کہ آپ کے اس فعل سے اُن لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو ثواب کی نیت سے کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں فقہ کے قاعدے کے مطابق اس کا ترک واجب ہے۔ چنانچہ حکم ہے: اذا تردد الحکم بین سنۃ وبدعۃ فترکہ واجب: جب معاملہ سنت اور بدعت میں دائر ہو تو ترک واجب ہے۔ اور یہاں تو معاملہ سنت و بدعت کا نہیں بلکہ جائز اور بدعت کا ہے، یہاں تو بطریق اولیٰ ترک واجب ہوگا۔

دوسری قباحت یہ کہ اس روز شیعہ نیازِ حسینؓ کی دیگیں چڑھاتے ہیں جو شرک ہے اور اس کا کھانا حرام، اس لئے اس موقع پر بہتر کھانے پکانے میں شیعہ عقیدہ وعمل کی تائید ہوتی ہے۔(احسن الفتاوی:ج1:ص395)

شیعہ کا ذبیحہ اور اُن کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم:

سوال: شیعہ کی خباثتیں تو ظاہر ہیں مگر ان پر کفر کا فتوی کن وجوہ کی بناء پر ہے؟ ذرا تفصیل سے وضاحت فرمائیں؟ اور ان کے ذبیحہ اور ان سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیعہ کے تکفیر کی وجوہ بے شمار ہیں۔ان میں سے جو زیادہ معروف، خواص وعوام میں مشہور اور اُن کی تقریباً سب کتابوں میں مذکور ہیں، وہ تحریر کی جاتی ہیں۔

1.....عقیدۂ تحریف قرآن۔

2.....اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بارے میں عقیدۂ بدا۔

3.....حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف تقیہ جیسے نفاق کی نسبت۔

4.....سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف کفر ونفاق کی نسبت۔

5.....سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار۔

6.....سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا انکار، جس کا اعلان روزانہ ہر شیعہ مؤذن.....لاؤڈ اسپیکر پر اپنی منگھڑت اذان میں کرتا ہے۔

7.....سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی طرف کفر ونفاق کی نسبت۔

8.....سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی صحابیت کا انکار۔

9.....سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کا انکار، جس کا اعلان روزانہ ہر شیعہ مؤذن.....لاؤڈ اسپیکر پر اپنی منگھڑت اذان میں کرتا ہے۔

10.....سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی طرف کفر ونفاق کی نسبت۔

11.....سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی صحابیت کا انکار۔

12.....سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کا انکار، جس کا اعلان روزانہ ہر شیعہ مؤذن.....لاؤڈ اسپیکر پر اپنی منگھڑت اذان میں کرتا ہے۔

13.....دوسرے صحابہ کرامؓ میں سے بھی تین کے سوا سب کو کافر و منافق کہتے ہیں۔

14.....سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تزکیہ و تطہیر نصِ قرآن سے ثابت ہے، یہ ملعون و مردود اس کا انکار کرتے ہیں اور عائشہ صدیقہؓ پر (معاذ اللہ) زنا کی تہمت لگا کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تکذیب اور قرآن کریم کی تغلیط کرتے ہیں۔

15.....اپنے اماموں کو معصوم اور عالم الغیب سمجھتے ہیں۔

16.....اماموں کو انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔

17.....ختم نبوت کے منکر ہے۔اس لئے کہ اپنے آئمہ میں جریانِ نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

18.....متعہ جیسی حرام کاری اور پَرلے درجہ کی بے غیرتی اور دیوثی کو حلال بلکہ بہت بڑے اجر و ثواب کا کام، جہنم سے نجات اور جنت میں ترقی درجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

19.....تحلیل جیسی حرام کاری اور انتہائی بے غیرتی و دیوثی کو حلال سمجھتے ہیں۔

وجوہِ مذکورہ کی بناء پر یہ مردود.....دوسرے کفار یہود، نصاریٰ، ہندو، سکھ، بھنگی، چمار وغیرہ سے بھی بدتر ہیں۔ اکفر الکفار.....ہیں۔

شیعہ کا ذبیحہ مردار اور حرام ہے اور شیعہ عورت یا مرد سے کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ان کو اہل کتاب کے حکم میں سمجھنا بالکل غلط ہے۔اس لئے کہ یہ بظاہر اسلام کا دعوی کرتے ہیں اور اندرونی طور پر عقائدِ اسلام میں تحریف والحاد کے ذریعہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی مساعی میں سرگرم رہتے ہیں۔ایسے کفار کو زنادقہ کہا جاتا ہے۔

زنادقہ کے احکام:

1.....حکومت پر فرض ہے کہ ان کے عقائد کی تحقیق کر کے ان کے قتل کا حکم دے۔

2.....گرفتار ہونے کے بعد ان کی توبہ بھی قبول نہیں، گرفتار ہونے سے پہلے توبہ قبول ہے۔

3.....ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

4.....ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔

ان مردودوں نے نہ صرف عقائدِ اسلام میں تحریف کی بلکہ اسلام کے ارکان و احکام نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، طلاق وغیرہ کو بھی مکمل طور پر مسخ کر کے اسلام کے مقابلہ میں اپنا الگ مستقل مذہب پیدا کیا ہے،اس لئے ان کو مسلمانوں کا فرقہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔یہ مردود.....عقائد کے علاوہ نماز، روزہ وغیرہ تمام احکام میں بھی مسلمانوں سے بالکل الگ مذہب رکھتے ہیں۔

یہ حقیقت ذہن نشین کرلیں کہ اس فرقہ کی ابتداء مسلمانوں سے کسی مذہبی اختلاف کی بناء پر نہیں ہوئی، بلکہ اسلام کے خلاف یہودیوں کی سازش نے اس فرقہ کو جنم دیا ہے۔

بعض مسلمانوں کو اِن زنادقہ کے بارے میں دو غلط فہمیاں ہیں:

پہلی غلط فہمی یہ کہ ان میں بعض فرقے یا بعض افراد ایسے ہیں جو تحریفِ قرآن اور انبیاء کرام علیہم السلام پر تفضیلِ ائمہ کے قائل نہیں ہے۔

دوسری غلط فہمی یہ کہ ان کے عوام کو تحریفِ قرآن اور تفضیلِ آئمہ جیسے عقائد کا علم نہیں ہے۔

جو حضرات ان دو غلط فہمیوں میں مبتلاء ہیں انہوں نے شیعہ کے کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا اور ان کے عوام کا جائزہ نہیں لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان میں مرد و عورت، چھوٹا بڑا، بچہ بوڑھا کوئی فرد ایسا نہیں جو تحریفِ قرآن کا عقیدہ نہ رکھتا ہو، ہر خاص و عام اور جاہل سے جاہل کے دل میں بھی یہ عقیدہ خوب راسخ ہے۔ان میں عقیدۂ تحریفِ قرآن بالکل اسی طرح متواترات، مسلّمات، اور بدیہیات وضروریات دین میں سے ہے جیسے مسلمانوں میں صداقتِ قرآن اور نماز روزہ۔

اگر یہ ناممکن مفروضہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ان کے عوام کو ایسے عقائد کا علم نہیں تو بھی کفر و زندقہ کے حکم سے شیعہ کے کسی فرد کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔اس لئے کہ کسی مذہب میں دخول کا حکم لگانے کے لئے اس مذہب کے عقائد کی تفصیل کا علم ضروری نہیں۔بلکہ اس مذہب کی طرف صرف انتساب (نسبت) کافی ہے۔مثلاً کسی کو مسلمان قرار دینے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اسے عقائدِ اسلام کی تفصیل معلوم ہو، بلکہ اتنا کافی ہے کہ وہ خود کو مذہبِ اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو۔یعنی ایمانِ مجمل کے حصول سے اسلام میں داخل ہوجائے گا، بشرطیکہ اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھتا ہوں۔لہذا ہر وہ شخص جو خود کو مذہبِ شیعہ کی طرف منسوب کرتا ہے وہ شیعہ ہی ہے۔اس لئے وہ بھی کافر اور زندیق ہے، اگرچہ اپنے مذہب کے عقائد کی تفصیل سے بے خبر ہو۔

یہ محض بطورِ ارخاءِ عنان وفرضِ محال لکھ دیا ہے، ورنہ حقیقت وہی ہے کہ ان مرد و دوں کے عقائدِ مذکورہ ہر شیعہ بچے کی گھٹی میں پڑے ہوئے ہیں۔جیسے مسلمان اپنے بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی اللہ تعالیٰ جل شانہ، رسول ﷺ اور قرآن جیسے موٹے موٹے عقائدِ اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اسی طرح ان مردودوں کا کوئی بھی بچہ جیسے ہی ہوش سنبھالتا ہے یہ تحریفِ قرآن جیسے عقائد اس کے دل و دماغ کی گہرایوں میں اُتار کر اسے مکمل طور پر شیعہ اور کافر و زندیق بنا دیتے ہیں۔

اس انتہائی مکار، عیار، تخریب کار، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بہت خطرناک سازشوں میں ہروقت مصروفِ کار، دغابازی وفریب دہی کے فن میں ہر زمانہ میں پوری دنیا میں اوّل نمبر مشہور اور ماہر، یہود نژاد قوم کو جس کے مذہب کی بنیاد ہی مکروفریب اور اسلام اور اہل اسلام کے خلاف بغض وعناد و تخریب کاری پر ہے اور ایسی شاطرانہ، رُوبہ صفت نسل کو اپنے بچوں کی ذہنی تربیت اور ان کے دل ودماغ میں اپنے مذہب کی بنیاد اُتارنے کی کوشش ومحنت میں مسلمانوں سے کم سمجھنا صرف سادہ لوحی ہی نہیں بلکہ پرلے درجے کی حماقت اور انتہائی فریب خوردگی ہے۔

ان مردودوں کے دین وایمان کی بنیاد ہی تقیہ پر ہے۔اس لئے اگر کوئی شیعہ قرآن پر ایمان کا دعوی کرتا ہے تو یقیناً وہ تقیہ کر رہا ہے۔اس کی مثالیں خود انہی کی کتابوں میں موجود ہیں۔

جب ان پر ان کی کتابیں پیش کی جاتی ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ: ہم میں سے ہر شخص مجتہد ہے، اس لئے جس مصنف نے تحریفِ قرآن کا قول کیا ہے وہ اس کا اپنا اجتہاد ہے جو ہم پر حجت نہیں۔

ایسی صورت میں ان کے تقیہ کا پول کھولنے کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ:

عقیدۂ تحریف قرآن ''اصول کافی'' میں بھی موجود ہے۔اور اس کتاب کے بارہ میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی نے اس کی تصدیق کی ہے۔یہ لوگ امام مہدی کی تصدیق اس کتاب کے سرورق کی پیشانی پر چھاپتے ہیں، اور ان کے عقیدہ کے مطابق ان کا ہر امام غلطی سے معصوم اور عالم الغیب ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی افضل ہے، اس لئے ان کا ''اصول کافی'' کے فیصلہ سے انکار کرنا اپنے امام کی عصمت اور اس کے علم غیب سے انکار کرنا ہے۔

دوسرا طریقہ:

ان کے جن مصنفین نے تحریفِ قرآن کا قول کیا ہے یہ اُن سب کو کافر کہیں اور ایسی تمام کتابیں جلا ڈالیں، پھر اپنے اس قول وفعل کا اخباروں میں اشتہار دیں۔

میں دعوی سے کہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی شیعہ بھی اس پر آمادہ نہیں ہوسکتا۔جو شخص بھی چاہے اس کا تجربہ کر کے دیکھ لے۔

میں نے کئی شہروں میں خاص طور پر ان مردودوں کے محلوں میں ان کے امام باڑوں کے سامنے جا کر بڑے بڑے جلسوں میں بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ:

جوشیعہ،اصول کافی کومجمع میں پھاڑ کرجلائے اوراس کے مصنف کوکافر کہے،پھراپنے اس قول وفعل کااخباروں میں اشتہار دے،تو میں اسے ایک لاکھ روپے دوں گا۔جتنے شیعہ بھی اعلان کرتے جائیں گے ہرایک کوایک لاکھ روپے دیتا جاؤں گا۔مگرآج تک کوئی ایک شیعہ بھی ایسا پیدانہیں ہوااور نہ ہی قیامت تک ہوسکتا ہے۔

کیااس کے بعدبھی کسی کواس حقیقت میں کسی قسم کے تأمل کی کوئی گنجائش نظرآسکتی ہے کہ بلااستثناءشیعہ کاہر فردکافراورزندیق ہے....؟؟؟(احسن الفتاوی:ج10:ص36)

شیعہ ہونے سے نکاح ٹوٹ گیا:

سوال: ماقولکم یاعلماء تیری وخیرفورفی خان بی بی بنت رضا محمد المقیمة بمدینة الرسول ﷺ فانهااخبرت بان زوجها علی بخش ابن پیربخش الحذاد المتوطّن بخیرفورقدتشیع بعدماکان من اهل السنة فماحقیقة هٰذا الخبراصادق ام کاذب؟وان کان صادقً فهل یجوزلخان بی بی ان تنکح بزوج غیره ام لا؟

جواب:اخبرنی من اثق به واعتمدعلیه بعدالتحقیق ان الرجل المسؤل عنه المسمّٰی بعلی بخش بن پیربخش الحذادقداختارمذهب الروافض فالأن توقف جواب المسألة علی تنقیح الامرین:

الامرالاوّل:

ان تشیع احدمن اهل السنةفهل یحکم علیه باالارتداد ام لا؟فاقول ان روافض بلادنا خارجون عن دائرة الاسلام قطعاًلانهم یعتقدون تحریف القرآن سراً ول ایبرزونه تقیةً لمماثبت فی مذهبهم:لادین لمن لاتقیة ل:کذافی الکافی لیعقوب الکلینی، تحریف القرآن عندهم ثابت بالتواتر ومروی باکثرمن الفی روایة صرحت به کتبهم المعتبرة کما لایخفی علیٰ من طالعها،وایضاًهم یتفوهون علنا بالافک علیٰ ام المؤمنینؓ وانکار صحبة ابیهاالصدیقؓ وکفی بهماتکفیراقال فی الشامیة لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشةؓ اورانکرصحبة الصدیقؓ اواعتقدالالوهیة فی علیؓ اوان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفرالصریح المخالف للقرآن۔ (ردالمختار:ج3:ص406)فلذانحکم بالارتدادقطعاًعلی من بدل دینه باختارالرفض وان

فرضناانهم لايعتقدون تحريف القرآن۔

الامرالثانی:

ان اخبرت امرأة بارتدادزوجهااووصلهاالكتاب الكذائي فهل يجوزلهاان تعتمد علىٰ خبرالواحداوالكتاب فتنكح زوجاًغيره بعدانقضاءالعدة؟فاقول ان غلب علىٰ ظنهاصدق المخبروماًفي الكتاب فلهاان تعمل به وتنكح بعد مضي العدة لما شرح التنويراخبرهاثقة ان زوجها الغائب مات اوطلقها ثلاثاًاواتاها منه كتاب على يدثقة بالطلاق ان كان كان اكبررأيهاانه حق فلابأس ان تعتدوتزوج وكذالوقالت امرأة لرجل طلقني زوجي وانقضت عدتي لابأس ان ينكحها،وفي الشامية(قوله لابأس ان ينكحها)في الخانيةقالت ارتدزوجي بعدالنكاح وسعه ان يعتمدعلىٰ خبرها ويتزوجها وان اخبرت بالحرمة بامرعارض بعدالنكاح من رضاع طاراونحوذلك فان كانت ثقة اولم تكن ووقع في قلبه صدقهافلاتأس بان يتزوجهاالخ(ردالمختار:ج2:باب العدة مطلب في المنعٰى اليهازوجها)وايضاًفيهافي باب الرجعة(قوله له ان يصدقها)لانه اما من المعاملات لكون البضع متقوماً عندالخول اوالديانات لتعلق الحل به وقوله الواحد مقبول فيهمادر۔

قلت فان اعتبرناكونه من المعاملات فيجوزالعمل بالكتاب بدون معرفة الخط لانه لايشترط فيهاشيء من اسلام المخبروعدالته كمافي الفصل الثاني من اول الكراهية من الهندية يقبل قول الواحد في المعاملات عدلاًكان اوفاسقاً حراكان او عبداً ذكراكان اوانثىٰ مسلماكان اوكافراًدفعاًللحرج والضرورة ومن المعاملات الوكالات والمضاربات والرسالات في الهداياوالاذن في التجارات كذافي الكافي واذاصح قول الواحد في اخبار المعاملات عدلاًاوغيرعدل فلابد في ذلك من تغليب رأية فيه ان اخبره صادق فان كان غلب على رأية ذلك عمل عليه والافلا،كذافي السراج الوهاج۔(عالمگيريه:ج5:ص344)

وان اعتبرناه من الديانات فجوازالعمل يكون مشروطاًباحدالامرين،معرفة الخط مع عدالة الكاتب اوحصول الظن الغالب وان لم يعرف الخط:

اماالاوّل فلما في الشامية معزيالى العيون والفتوىٰ على قولهماذاتيقن انه خط،

سواء كان فى القضاء او الرواية والشهادة على الصك فى يدالشاهد لان الغلط نادر واثرا لتغييريمكن الاطلاع عليه وقلمايشتبه الخط من كل وجه فاذاتيقن جاز الاعتماد عليه توسعة على الناس(ردالمختار:ج 4:ص39)وتفصيل حكم كتاب القاضى الى القاضى بماله وعليه مصرح فى العلائية مع الشامية(ج4:ص386)

واماالثانى فلان المكتاب فى كونه دالابدلالة وضيعة غير لفظية يشبه الطبل والمدفع والقنديل ويجوزالاعتماد فى الديانات على ضرب الطبل ومايشبهه اذاكان موجب غلبة الظن بالقرائن لمافى الشامية يتسحر بقول عدل وكذابضرب الطبول (وبعداسطر)وقديقال ان المدفع فى زماننايفيدحلبة الظن وان كان ضاربة فاسقالان المعادة ان الموقت يذهب الىٰ دارالحكم أخرالنهارفيعين له وقت ضرب ويعينه ايضاً لوزيروغيره واذاضربه يكون ذلكبمراقبة الوزيرواعوانه للوقت المعين فيغلب على الظن بهذه القرائن عدم الخطأ وعم قصدالافساد(ردالمختار:ج 2:مطلب فى جوار الافطاربالتحرى)وايضاًفيهافى بيان رؤية الهلال قلت والظاهرانه يلزم اهل القرىٰ الصوم بسماع المدافع اورؤية القناديل من المصرلانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كماصرحوابه الخ،قلت وكفى حجة لكون الكتاب موجب العمل عندحصول الظن الغالب بالقرائن ماتواترمن عمل النبىﷺ واصحابه رضوان اللّٰه تعالىٰ عليهم اجمعين۔(احسن الفتاوى:ج5:ص22)

شیعہ اور قادیانی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی:

سوال: شیعہ یا قادیانی کو زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور زکوۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: شیعہ اور قادیانی کافر ہیں، بلکہ دوسرے کفار سے بھی بدتر ہیں، اور کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں، اور قادیانی کو زکوۃ دینا بہت سخت گناہ ہے۔ اور زکوۃ ادا نہ ہوگی، بلکہ ان کو کسی قسم کا بھی صدقہ دینا جائز نہیں۔

(احسن الفتاوى:ج 4:ص290)

شیعہ عورت سے نکاح اور اُن سے میل جول کا حکم:

سوال: اہل سنت میں سے کوئی شخص شیعہ عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شیعہ عورت مسلمان مرد کیلئے حلال نہیں، اس لئے کہ شیعہ کافر ہیں۔اور بعض کے خیال میں شیعہ اہل کتاب ہیں:مع ھذا:بوجوہ ذیل شیعہ عورت سے نکاح جائز نہیں:

1.....اکثر علماء،شیعہ کو اہل کتاب شمار نہیں کرتے،لہذا احتیاط واجب ہے۔

2.....ان کے نزدیک صرف وہ شیعہ اہل کتاب سے ہیں جس کا باپ اور دادا بھی شیعہ ہو۔اگر کوئی مسلمان شیعہ ہوگیا تو وہ اور اس کی صلبی اولاد بحکم اہل کتاب نہیں بلکہ مرتد ہیں،اور ایسی عورت کے ساتھ نکاح حرام ہے۔اگر شیعہ عورت سے نکاح کی اجازت ہوگئی تو بدوں اس تحقیق کے کہ یہ شیعہ عورت اہل کتاب سے ہے یا مرتد ہے نکاح ہونے لگیں گے،اس طرح حرام کاری کا دروازہ کھل جائے گا۔

3.....عوام کی اکثریت پہلے ہی سے شیعہ کو مسلمانوں کا فرقہ سمجھ رہی ہیں،شیعہ عورت سے نکاح کی اجازت سے عوام کے اس غلط عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔اس کے نتیجہ میں بعید نہیں کہ جاہل لوگ مسلمان عورت کا نکاح شیعہ مرد سے کردیں،جو قطعاً حرام ہے۔

شیعہ کو مسلمان سمجھنے کے اور بھی خطرناک مفاسد ہیں۔ان کے ساتھ میل جول سے ایمان پر سخت خطرہ ہے۔کئی مسلمان شیعہ مذہب میں عیش وعشرت کا سامان دیکھ کر شیعہ مذہب اختیار کرلیتے ہیں اور مرتد ہوجاتے ہیں۔

4.....شیعہ عورت کے ساتھ نکاح کے بعد اولاً تو خود شوہر ہی کا دین خطرہ میں پڑھ جاتا ہے،عموماً شوہر مرتد ہوجاتا ہے،اور اولاد تو یقیناً مرتد ہوجاتی ہے۔اِن وجوہ کی بناء پر شیعہ عورت سے نکاح ہرگز کوئی جواز نہیں رکھتا۔

(احسن الفتاوی:ج5:ص90)

شیعہ،قادیانی وغیرہ زنادقہ سے بیع وشراء ودیگر معاملات جائز نہیں:

سوال: شیعہ اور قادیانیوں وغیرہ زنادقہ کے ساتھ تجارت میں اشتراک اور خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شیعہ اور قادیانی زندیق ہیں،اس لیے ان کے ساتھ تجارت میں اشتراک،بیع وشراء اور اجارہ واستجارہ وغیرہ کسی قسم کا کوئی معاملہ کرنا جائز نہیں۔

ہر وہ شخص جو عقائدِ کفریہ کا برملا اعلان کرتا ہو اور انہی کفریہ عقائد کو اسلام قرار دیتا ہو اُس کو اصطلاحِ شرع میں زندیق کہا جاتا ہے۔جیسے شیعہ،قادیانی،آغاخانی،ذکری،پرویزی اور انجمن دیندار ان وغیرہ،ان سب کا یہی حکم ہے کہ ان سے کسی قسم کا بھی لین دین اور کوئی تعلق رکھنا جائز نہیں۔(احسن الفتاوی:ج6:ص534)

شیعوں کے ساتھ لین دین کرنا اور غیر مسلم بنک میں سود چھوڑنا:

سوال: غیر مسلمین کے بنک، یا جن بنکوں کے بعض مالک غیر مسلم ہیں، مثلاً عیسائی، مرزائی، غالی، سبی شیعہ حصہ دار ہیں، ان بنکوں میں اگر کوئی شخص اپنے دینی ادارہ کی رقم جمع کرائے اور لکھ دے کہ میں اس پر سود نہیں لوں گا اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اگر میں سود نہیں لوں گا تو میری رقم کا سود کفر کی نشر و اشاعت پر خرچ ہوگا، کیونکہ بنک والے یہی سود عیسائی مشنریوں اور شیعی اداروں کو دیدیں گے۔ تو کیا ایسی صورت میں بلا سود رقم جمع کرانا جائز ہوگا؟

نیز اگر اپنی رقم کا سود لے لے اور مساکین پر تصدق کردے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ شریعت کی رو سے ان دونوں صورتوں میں اہون صورت کونسی ہے؟ اگر اکثر حصہ دار مسلم ہوں اور غیر مسلم کم ہوں تو مسئلہ میں کوئی فرق پڑے گا یا نہیں؟

جواب: بنک کے مالک خواہ مسلم ہوں یا کافر، بہر کیف بنک میں رقم جمع کرانا جائز نہیں، اور اگر کسی نے ناواقفیت یا ضرورت شدیدہ کی وجہ سے بنک میں رقم جمع کرادی تو اس کا سود بنک میں چھوڑنا جائز نہیں، اس لئے کہ بنک میں مختلف لوگوں کی رقوم سے خلاف شرع حاصل شدہ منافع ارباح فاسدہ ہیں، جو بحکم لقطہ ہیں، اور چونکہ ان کا مالک معلوم نہیں، لہذا بنک سے سود کی رقم لے کر تصدق علی الفقراء واجب ہے۔ علاوہ ازیں اس میں سودی کاروبار سے تعاون کا گناہ بھی ہے۔

تنبیہ:

قادیانی، شیعہ اور ہر وہ فرقہ یا فرد جو کافر ہونے کے باوجود اسلام کا مدعی ہو، اُن کا حکم عام کفار سے الگ ہے، یہ زندیق ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا بھی کوئی معاملہ جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی: ج 7: ص 18)

شیعہ کو ملازم رکھنا یا اس کے ساتھ ملازمت کرنا اور دیگر معاملات جائز نہیں:

سوال: شیعہ کو ملازم رکھنا یا کسی شیعہ کے پاس ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شیعہ زندیق ہیں۔ ان کو ملازم رکھنا، ان کی ملازمت کرنا، ان سے خرید و فروخت وغیرہ کوئی معاملہ بھی جائز نہیں۔ ان سے ملا ہوا مال..... خواہ اُجرت میں ملا ہو یا بذریعہ خرید و فروخت یا ہدیہ وغیرہ حرام ہے۔ مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (احسن الفتاوی: ج 7: ص 340)

دسویں محرم کی چھٹی کرنا:

سوال: دس محرم کو چھٹی کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: اس دن چھٹی کرنے میں کئی قباحتیں ہیں۔

ایک یہ کہ اس میں اہل تشیع کے ساتھ تشبہ ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر اُن کی تائید وتقویت ہے۔

دوسری قباحت یہ کہ اس دن شیعہ اپنے مذہب کے لئے بے پناہ مشقت اور سخت محنت کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس کے برعکس مسلمان تمام دینی ودنیوی کاموں کی چھٹی کر کے اپنی بے کاری اور بے ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

تیسری قباحت یہ کہ چھٹی کی وجہ سے اکثر مسلمان تعزیہ کے جلوسوں اور ماتم کی مجلسوں میں چلے جاتے ہیں۔

(احسن الفتاوی:ج 1:ص 394)

شیعہ،قادیانی وغیرہ زنادقہ کا ذبیحہ حرام ہے:

سوال: شیعہ،آغاخانی اور قادیانی وغیرہ گمراہ فرقوں کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیعہ،قادیانی،آغاخانی،اور اس قسم کے دوسرے فرقے جو کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلم کہلاتے ہیں،اسلام میں تحریف کر کے اپنے کفریہ عقائد کو اسلام ظاہر کرتے ہیں اور اس کی اشاعت کرتے ہیں،یہ سب زندیق ہیں،ان کا ذبیحہ حرام ہے۔(احسن الفتاوی:ج 7:ص 402)

شیعہ مرتد ہے اس کے لئے وصیت کرنا باطل ہے:

سوال: ایک شخص کی جائیداد ہندوستان میں ہے،اس کی بہن بھی اس جائیداد میں اس کی شریک ہے،یہ جائیداد ان کو اپنے والد کے ترکہ میں ملی تھی،ابھی تک انہوں نے اسے تقسیم نہیں کیا تھا کہ بہن مرتدہ ہوگئی یعنی اس نے شیعہ مذہب اختیار کرلیا اور کچھ عرصہ بعد اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا۔جب بھائی کے انتقال کا وقت آیا تو اس نے اپنی اولاد کو یہ وصیت کی کہ تم اس جائیداد سے اپنی پھوپھی زاد اولاد کو بھی حصہ دینا ورنہ آخرت میں مؤاخذہ ہوگا۔اب اس کی اولاد اپنے والد کی وصیت نافذ کرسکتی ہے یا نہیں؟عدم تعمیل کی صورت میں کیا اولاد سے اس کا مؤاخذہ ہوگا؟جبکہ جن کے حق میں وصیت کی ہے وہ سب شیعہ مرتد ہیں؟

جواب: مرتدہ بہن حالتِ ارتداد میں نہ کسی کی وارث ہوگی اور نہ اس کے کسب ارتداد کا کوئی وارث ہوگا،

البتہ کسب اسلام کے وارث اس کے مسلم ورثہ ہوں گے، غیر مسلم وارث کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ لہذا ان کو حصہ دینے کی وصیت باطل ہے۔ اور عدمِ تعمیلِ وصیت پر اولا دماً خوذ نہ ہوگی۔ (احسن الفتاوی: ج9: ص289)

شیعہ کی شرکت سے کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی:

سوال: قربانی میں اہل سنت کے ساتھ شیعہ شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شیعہ کافر ہیں، اگر کسی جانور میں اس کا حصہ رکھ لیا گیا تو کسی کی قربانی بھی نہیں ہوگی۔

(احسن الفتاوی: ج 7: ص 509)

شیعہ، قادیانی اور ذکری کے ساتھ معاملات کرنا اور تعلق رکھنا:

سوال: شیعہ، مرزائی اور ذکری.... دوسرے عام کفار ہندو، سکھ وغیرہ جیسے ہیں یا ان کا حکم الگ ہے؟ ان کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے کرلیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیعہ کی جملہ اقسام، قادیانی، ذکری، منکرینِ حدیث اور انجمن دیندار ان سب زندیق ہیں، جن کے احکام دوسرے کفار بلکہ مرتدین سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ان کے ساتھ خرید وفروخت وغیرہ ہر قسم کا لین دین ناجائز ہے، اور ان سے دوستانہ تعلق رکھنا اور محبت سے پیش آنا غیرتِ ایمانیہ کے خلاف ہے، حتی الامکان ان کے ساتھ ہر قسم کے معاملات سے بچنا فرض ہے۔

اگر کسی نے ان کے ساتھ کوئی معاملہ بیع یا اجارہ وغیرہ کرلیا تو منعقد نہیں ہوگا، البتہ صاحبینؒ کے ہاں عدم جواز کے باوجود نافذ ہوجائے گا۔ بوقتِ ابتلاء عام وضرورتِ شدیدہ اس قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

زندیق کی تعریف:

زندیق، لغت میں بے دین اور بداعتقاد کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں جو اسلام ظاہر کرتا ہو اور غلط تاویلات سے اپنے ان عقائدِ کفریہ کو عقائدِ اسلام قرار دیتا ہو۔ (احسن الفتاوی: ج 8: ص 250)

شیعہ کے جنازہ میں شرکت جائز نہیں:

سوال: شیعہ کی نماز جنازہ میں سنی کی شرکت از روئے شرع کیسی ہے؟ جبکہ: روزنامہ جنگ کراچی: میں ہمارے بعض علماء کرام کی شرکت کی خبر شائع ہوچکی ہے۔ اگر شیعہ کی نماز جنازہ میں شرکت جائز ہے تو خیر، ورنہ اُن علماء کی

شرکت کا کیا مطلب؟

جواب: وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ: شیعہ کا کفر ظاہر ہے، اور مذکورہ آیات میں صراحۃً کفار کی نماز جنازہ پڑھنے، اُن کی قبر پر جانے اور ان کیلئے مغفرت طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر شیعہ کی نماز جنازہ میں کسی عالم کی شرکت کی خبر شائع ہوئی ہے تو اس عالم سے اُس کی وضاحت طلب کی جائے، اخبار کی خبر معتبر نہیں۔

(احسن الفتاوی: ج4: ص230)

شیعہ کے گھر کھانا کھانا:

سوال: شیعہ کے گھر جانا پڑے تو ان کے گھر سے کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ گوشت اور دوسری چیزوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب: شیعہ زندیق ہیں، لہذا ان سے کسی قسم کا تعلق جائز نہیں۔ ان کے گھر سے کوئی چیز کھانا غیرتِ ایمانیہ کے خلاف اور ناجائز ہے۔ البتہ بوقت ضرورتِ شدیدہ گنجائش ہے مگر گوشت کے بارے میں چونکہ کچھ تفصیل ہے، اس لئے اس سے احتراز واجب ہے۔ (احسن الفتاوی: ج8: ص122)

شیعہ سے نکاح کرنے، ان کا ذبیحہ کھانے، ان کی نماز جنازہ پڑھنے، اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم:

عوام بلکہ اکثر خواص بھی شیعہ اور قادیانی وغیرہ کو بھی مرتد ہی سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے احکام.....مرتدین سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

زندیق کی تعریف:

جو اسلام کا مدعی ہو اور اپنے کفریہ عقائد کا برملا اعلان کرتا ہوں اور انہی کفریہ عقائد کو اسلام قرار دیتا ہو، وہ زندیق ہے۔

شیعہ، یہ زنادقہ کا قدیم ترین فرقہ ہے اور سب سے بڑا دشمنِ اسلام اور سب سے زیادہ بدترین خبیث، زنادقہ کے اس: اخبث الخبائث: فرقہ نے اسلام اور مسلمانوں کو جتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے اور پہنچا رہے ہیں، اتنا نقصان

زنادقہ کے دوسرے سب فرقوں کا مجموعہ بھی نہیں پہنچا سکا، بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکا۔

زنادقہ کے احکام:

1.....حکومت پر فرض ہے کہ ان کے قتل کا حکم دے، خواہ کوئی خود زندیق بنا ہو یا باپ دادا سے اس مذہب میں چلا آتا ہو، جبکہ مرتد کی اولاد واجب القتل نہیں۔ اسی طرح عورت مرتدہ ہو جائے تو واجب القتل نہیں مگر زندیقہ عورت بھی واجب القتل ہے۔

2.....گرفتار ہونے کے بعد ان کی توبہ قبول نہیں، جبکہ مرتد کی توبہ گرفتاری کے بعد بھی قبول ہے۔

3.....ان کے کسی مرد یا عورت سے کسی مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔

4.....ان سے کسی قسم کا کوئی معاملہ بھی جائز نہیں۔

5.....ان کے جنازہ میں شرکت جائز نہیں۔

6.....مسلمانوں، بلکہ کافروں کے قبرستان میں بھی دفن کرنا جائز نہیں۔ کہیں گڑھا کھود کر اس میں پھینک کر مٹی ڈال دی جائیں۔

7.....ان کا ذبیحہ حرام قطعی ہے۔ (احسن الفتاوی: ج6: ص 387)

کیا کوئی مسلمان: دیوث: بننا برداشت کر سکتا ہے؟

بعض سادہ لوح مسلمان کہتے ہیں کہ: ہمارا ہمسایہ شیعہ ہے، اس کے ساتھ ہمارے بہت پرانے تعلقات ہیں، فلاں شیعہ ہمارا ہم جماعت ہے، فلاں شیعہ کاروبار میں شریک ہے اس لئے اس کے ساتھ دوستی ہے، اس سے تعلقات ختم کرنا بہت مشکل ہے، مروّت کے سخت خلاف ہے۔

ایسے لوگ یہ بتائیں کہ.....اگر کوئی آپ کی ماں، بیٹی اور بیوی کو فاحشہ، زانیہ و بدکار کہے، تو آپ کسی مروّت کی وجہ سے اس کے ساتھ تعلقات رکھ سکتے ہیں.....؟؟؟

شیعہ مردود.....تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں ایسی بکواس کرتے ہیں، جبکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاک دامنی و پاک بازی کا اعلان اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن میں فرمایا ہے، مگر یہ مردود (شیعہ) اللہ تعالیٰ جل شانہ اور قرآن کی تکذیب کرتے ہیں۔

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون ہیں؟

1..... پوری امت کی ماں، ازواج مطہراتؓ میں سب سے افضل۔

2..... حضور اکرم ﷺ کی بہت چہیتی بیوی، سب بیویوں سے زیادہ مقرب۔

3..... پوری امت میں سب سے افضل اور حضور اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ مقرب خلیفۂ اوّل سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی بیٹی۔

اب آپ سوچیں! کہ آپ اپنی ماں، دونوں جہانوں کے سردار ﷺ کی بیوی، اور پوری امت میں افضل ترین شخصیت کی بیٹی کے حق میں ایسی بکواس کرنے والے، اللہ تعالیٰ جل شانہ اور قرآن کو جھٹلانے والے، پوری امت کی ماں کو: بدکار: کہنے والے، حضور اکرم ﷺ، سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ اور پوری امت کو معاذاللہ: دیوث: کہنے والے بدبختوں سے تعلقات رکھنا کیسے گوارا کر لیتے ہیں؟

بتائیے! کیا ایسا شخص انتہائی بے دین ہونے کے علاوہ انتہائی بے غیرت اور دیوث نہیں؟ ایمان اور غیرت دونوں کا جنازہ نکل گیا ہے۔

اگر آپ ویسے کسی شیعہ سے تعلقات منقطع کرنے کی ہمت نہیں کر سکتے تو اس کی ماں، بیٹی اور بیوی کو: بدکار: کہے، پھر دیکھیں وہ آپ سے تعلق رکھے گا؟ حالانکہ ان کے مذہب میں متعہ جیسی بدکاری تو بہت بڑا ثواب ہے، اس کے باوجود بدکاری کی تہمت تو درکنار متعہ بازی کا طعنہ بھی ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ (احسن الفتاوی: ج 10: ص 40)

شیعہ، سنی کا وارث نہیں بن سکتا:

اگر وارث اور مورث میں سے ایک مسلمان ہے دوسرا کافر تو ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا۔ کافر خواہ عیسائی یا یہودی ہو یا قادیانی یا شیعہ، سب کا یہی حکم ہے۔

مرتد کو قتل کر دیا گیا یا مر گیا تو اس کا حالتِ اسلام میں کمایا ہوا مال اس کے مسلمان وارثوں پر تقسیم کر دیا جائے اور حالتِ ارتداد کی کمائی بیت المال کے مصارف میں خرچ کی جائے۔ (احسن الفتاوی: ج 9: ص 400)

کافر کی نماز جنازہ پڑھنے والے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص، قادیانی یا کسی اور کافر کا جنازہ پڑھ

لے،شرعاً اس شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص فاسق ہے،اس پر توبہ کا اعلان کرنا فرض ہے تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح بھی کرے۔جب تک توبہ کا اعلان نہیں کرتا اُس وقت تک اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنا جائز نہیں۔

قال المفسر العلامة السيدمحمود الآلوسیؒ:تحت قوله تعالى:(ولا تقم على قبره، انهم كفروا بالله ورسوله)(انهم كفروا بالله ورسوله) جملة مستأنفة سيقت لتعليل النهي على معنى ان الصلوة على الميت والاحتفال به انما يكون لحرمته وهم بمعزل عن ذلك لانهم استمروا على الكفر بالله تعالى ورسوله مدة حياتهم۔(روح المعانی:ج 10:ص155)وقال المفسر العلامة محمد بن احمد القرطبیؒ:تحت قوله تعالى:(ولا تصل على احد منهم مات ابدا)قال علماؤنا:هذا نص في الامتناع من الصلوة على الكفار:

علامہ ابن عابدین نے:ردالمحتار:ج 1:ص 351:پر اس کی تحقیق کی ہے۔اس تحقیق سے کافر کی نمازِ جنازہ پڑھنے والے کی تکفیر ثابت نہیں ہوتی۔اس لئے کہ نمازِ جنازہ میں مؤمنین کیلئے دعاءِ مغفرت کے کلمات ہیں،خاص اس میت کیلئے کوئی کلمہ نہیں۔اگر میت مؤمن نہیں تو نمازِ جنازہ میں اس کیلئے مغفرت کی دعا نہیں ہوئی،اگر چہ اس کی نیت ہے۔گویا کہ کافر کو مؤمنین کے زمرہ میں شامل کر کے ان کے ضمن میں اس کیلئے دعائے مغفرت کر رہا ہے۔

اس تفصیل کے تحت وجہ کفر.....یہ ہو سکتی ہے کہ قطعی کافر کو مسلمان سمجھنا بالاتفاق کفر ہے اور اس کی اس حرکت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کافر کو مسلمان سمجھ رہا ہے بلکہ مزید بریں کافر کے جنازہ میں شریک ہو کر گویا اپنے اس عقیدۂ کفریہ کا عام اعلان بھی کر رہا ہے،لیکن جب تک زبان سے اس کا اظہار نہ کرے اُس وقت تک محض اس عمل سے اس کے اس عقیدہ کا ثبوت اس حد تک نہیں پہنچتا کہ تکفیر کی جا سکے۔البتہ زجر وتوبیخ اور سببِ کفر کی قوت کے پیشِ نظر تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح پر مجبور کیا جائے۔(احسن الفتاوی:ج 10:ص 27)

فدیہ وکفارہ کافر کو دینا جائز نہیں:

سوال: فدیہ اور کفارہ کا طعام کافر کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کافر حربی کو دینا بالاتفاق جائز نہیں۔اور ذمّی کو دینے میں اختلاف ہے،عدمِ جواز راجح ہے۔

(احسن الفتاوی:ج 4:ص 442)

صدقة الفطر کافر کو دینا جائز نہیں:

سوال: مفتی صاحب! آپ نے احسن الفتاوی:ج4:ص383: میں لکھا ہے کہ صدقۃ الفطر کافر کو دینا جائز نہیں۔مگر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے دو مفتی حضرات نے جواز کا فتوی دیا ہے۔ان دونوں کے فتوئ کی کاپیاں ارسال ہیں،ملاحظہ فرما کر فیصلہ تحریر فرمائیں؟

جواب: جواز سے متعلق دونوں تحریریں:ردالمختار،باب المصرف :کی عبارت پر مبنی ہیں،جیسا کہ ایک تحریر میں:باب المصرف :کی عبارت کا ترجمہ نقل کیا ہے۔:تنویر مع الشرح والحاشیۃ: کی پوری اصل عبارت درج ذیل ہے:

فی التنویر وشرحه:(وجاز)دفع(غیرهاوغیرالعشر)والخراج(الیه)أی الذمی، ولو واجبا، کنذر وکفارة وفطرة،خلافا للثانی،وبه یفتی،حاوی القدسی:

وقال العلامة ابن عابدینؒ:وصرح فی الهدایة وغیرها بأن هذا روایة عن الثانی، وظاهره أن قوله المشهور کقولهما(قوله:وبه یفتی)الذی فی حاشیة الخیر الرملی عن الحاوی:وبقوله نأخذ:قلت:ولکن کلام الهدایة وغیرها یفید ترجیح قولهما وعلیه المتون(ردالمختار:ج2:ص352)

مگر علامہ ابن عابدینؒ نے خود ہی:باب کفارۃ الظہار:میں عدمِ جواز کو ترجیح دی ہے۔ونصه:

قال الرملی:وفی الحاوی:وان أطعم فقراء أهل الذمة جاز،وقال أبویوسف لایجوز :قلت:بل صرح فی کافی الحاکم بأنه لایجوز،ولم یذکر فیه خلافا،وبه علم انه ظاهرالروایة عن الکل.(ردالمختار:ج3:ص479)

یہ فیصلۂ عدمِ جواز اِن وجوہات کی بناء پر راجح ہے:

1.....قولِ جواز میں یہ الفاظ ہیں:ظاهره.....یفید.....وعلیه المتون: اور فیصلہ عدمِ جواز میں یہ الفاظ ہیں:وبه نأخذ.....وبه یفتی.....صرح فی کافی الحاکم.....ولم یذکر فیه خلافا.....وبه علم أنه ظاهر الروایة عن الکل: یہ الفاظ.....قولِ جواز سے متعلقہ الفاظ کے مقابلہ میں بہت قوی ہیں۔

2.....کافی حاکم کا مقام بہت بلند ہے:وهو کاف للمقتضاء بین الأقوال المختلفة.اس سے

:وعليه المتون: کا مسئلہ بھی حل ہوگیا۔لأن الكافي أم المتون:

علاوہ ازیں یہ کلیہ ہے کہ جہاں شروح میں متون کے خلاف فتوی تحریر ہو،وہاں متون پر عمل نہ ہوگا۔پھر''انـــه ظاهر الرواية عن الكل'' نے تو فیصلہ ہی کردیا۔

3.....علامہ ابن عابدینؒ کا فیصلۂ عدمِ جواز آپؒ کی تحریرِ جواز سے متأخر ہے۔

4.....آپ نے:بـــاب المصـرف :میں جواز کی طرف اپنا جواز بیان فرمایا ہے پھر اس کے بعد:بـاب كفارة الظهار:میں عدمِ جواز کا یقینی فیصلہ تحریر فرمایا ہے۔

5.....آپؒ نے:منحة الخالق :میں:باب المصرف:و:باب كفارة الظهار:دونوں جگہ عدمِ جواز کا:مفتی به:ہونا نقل کر کے اس پر کوئی اشکال نہیں تحریر فرمایا،جو دلیلِ اختیار ہے۔

6.....صدقة الفطر بوجہ وجوب،زکوۃ کے مشابہ ہے۔

7.....عدمِ جواز روایۃً ودرایۃً اقویٰ ہونے کے علاوہ احوط بھی ہے۔والأخذ بـالاحتيـاط فـي بـاب العبادات واجب:

8.....عدمِ جواز جمہور کے مطابق ہے۔(بداية المجتهد:ج1:ص289)

یہ بحث تو علامہ ابن عابدینؒ کی تحریر سے متعلق تھی۔مزید بریں مندرجۂ ذیل ائمہ وفقہاء کرامؒ بھی عدمِ جواز کے قائل ہیں۔

1.....الأول هو الحاكم نفسهؒ:المتوفى 344ھ۔(ردالمختار:ج3:ص479)

2.....الامام طاهربن عبدالرشيد البخاريؒ المتوفى:542ھ۔

(خلاصة الفتاوىٰ:ج1:ص242.275)

3.....الملاعلى القاريؒ المتوفى:1014ھ۔(شرح النقاية:ج1: ص392)

4.....العلامة الحصكفي المتوفىؒ:1088ھ۔(ردالمختار:ج2:ص269.351)

5.....العلامة الطحطاويؒ المتوفى:1231ھ۔

(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح:ص393)

6.....العلامة ابن عابدينؒ المتوفى 1252ھ۔(ردالمختار:ج3:ص479)

وظهر من مراجعة كتب المذهب أن المجوزين هم الاكثرون ،و معلوم أن العبرة

بقوة الدليل لا للكثرة،والكافي هو كاف وحده وان لم يكن معه أحد فكيف اذا واقفه جماعة من الأئمة العظام۔(احسن الفتاوی:ج10:ص461)

دارالاسلام میں غیر مسلمین کو تبلیغی اجتماع کی اجازت نہیں:

سوال: اسلامی ریاست میں کفروشرک کی تبلیغ کی اجازت دی جاسکتی ہے یانہیں؟ کیابطورِ حُسنِ سلوک یا رواداری اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کواُن کے باطل دین کی تبلیغ کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

جواب: دارالاسلام میں غیر مسلمین اپنے گھروں یا عبادت گاہوں میں مذہبی تبلیغ کرسکتے ہیں، کھلے مقامات پرانہیں تبلیغی اجتماع کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔حتّٰی کہ وہ اپنی مذہبی کتاب بھی بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے۔

(احسن الفتاوی:ج6:ص18)

دارالاسلام میں غیر مسلمین کو نئی عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں:

سوال: کیااسلامی ریاست میں غیر مسلم اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرسکتے ہیں؟واضح رہے کہ نئی عبادت کی تعمیر مقصود ہے۔

جواب: غیر مسلمین کودارالاسلام میں نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں۔پرانی عبادت گاہیں باقی رکھ سکتے ہیں،اُن کی مرمت بھی کرسکتے ہیں،مگرقدیم عمارت پراضافہ نہیں کرسکتے۔اسی طرح ان کا کوئی شہر فتح ہونے کے وقت اس میں اگرکوئی عبادت گاہ ویران تھی تو اسے ازسرِنوآباد کرنے کی اجازت نہیں۔

(احسن الفتاوی:ج6:ص19)

غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت:

سوال: محلّہ میں کوئی غیر مسلم رہتاہو،تو وہ مسلمانوں کی میت کے ساتھ قبرستان میں جاسکتا ہے یانہیں؟اور مٹی دے سکتا ہے یانہیں؟

جواب: جائزنہیں۔(احسن الفتاوی:ج4:ص243)

مسلم کی غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت:

سوال: غیر مسلم کی میت کے ساتھ اُن کے مرگھٹ تک مسلمانوں کو جانا جائز ہے یانہیں؟ جبکہ غیر مسلم محلّہ کا

ہو، یا غیر محلّہ کا بھی ہو، اور اس سے کاروبار ہو۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ تعزیت کرسکتا ہے۔(احسن الفتاوی:ج4:ص243)

کفار سے دوستی رکھنا اور اُن کے ساتھ کھانا کھانا:

غیر مسلموں کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھنا، بلاضرورت ان کی چیزیں استعمال کرنا یا ان کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانا غیرت ایمانیہ کے خلاف اور دنیا و آخرت میں تباہی کا باعث ہے۔(احسن الفتاوی:ج8:ص114)

کفار کی تعریف کرنا عظیم جرم اور کفر تک لے جانے کا ذریعہ بنے گی:

بہت سے لوگوں کو فساق و فجار سے نفرت کے بجائے ان کی بہت سی باتیں انہیں اچھی لگتی ہیں۔

ایک شخص نے کہا کہ: انگریز بہت ہنس مکھ اور خوش مزاج ہوتے ہیں اور یہ علماء اور یہ بزرگ حضرات خشک مزاج ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں کی خوش مزاجی ان کی زبان کا اثر ہے۔

ایسی باتیں اور بھی بہت سے لوگ کہہ دیتے ہیں۔ اس لئے اس کے جوابات سن لیں:

1.....مسلمان ہر کام میں اپنے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قانون کے پابند ہوتا ہے، وہ کوئی کام بھی خلاف نہیں کرسکتا جیسا دل میں آیا کرلیا۔ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات یا حرکت نہ ہوجائے جس سے میرا مالک ناراض ہوجائے۔ اور انگریز بالکل آزاد ہیں جیسا دل میں آیا کرلیا۔ اس سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے خوش مزاج ہیں۔

جو شخص قانون کا پابند ہوگا وہ خوش مزاج ہو ہی نہیں سکتا، اگر خوش مزاجی کی کوئی بات کرے گا بھی تو قانون کا پابند رہ کر، سوچ سمجھ کر، موقع محل دیکھ کر، اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رضا کیلئے کرے گا، آزادی سے بلا سوچے سمجھے، بے موقع ومحل اور مخلوق کی رضا کے لئے نہیں کرے گا۔

2.....اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا حکم ہے:

''اللہ کے باغیوں اور مجرموں کے سامنے ان کے گناہوں سے بیزاری کا اظہار کرو۔''

اللہ والے، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اس قانون کی پابندی کرتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے باغیوں اور مجرموں کے ساتھ زیادہ خوش مزاجی نہیں کرتے۔

اور انگریز جب خود ہی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے باغی ہیں تو وہ دوسرے باغیوں سے نفرت کیا کریں گے بلکہ محبت

ہی کریں گے،اسی لئے وہ ہرایک سے خوش مزاجی سے پیش آتے ہیں۔

ان دووجہوں سے معلوم ہوا کہ انگریزوں کی خوش مزاجی کی یہ خوبی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

میرے محترم قارئین کرام!

غیرقوموں میں بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو عقلاً وشرعاً صحیح نہیں ہوتیں مگر بعض لوگوں کو طبعاً پسند آتی ہیں، ایسی باتوں کی طرف طبعیت کا مائل ہونا بہت ہی خطرناک ہے، جوانسان کو کفر تک لے جاسکتا ہے۔

بعض باتیں غیرقوموں میں غیراختیاری ہوتی ہیں،مثلاً جسمانی ساخت،خوش رنگ،لمباقد،قوت،شجاعت وغیرہ۔اگران چیزوں کی وجہ سے ان کی طرف طبعیت مائل ہوتی ہے اوران کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے تو یہ بھی خطرہ سے خالی نہیں۔اس لئے کہ یہ بات سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ:

''جس کے ساتھ عداوت اور دشمنی ہوتی ہے اس کی خوبیاں اور کمالات بھی بُرے لگتے ہیں،اور جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کی بُری باتیں بھی اچھی لگتی ہیں۔''

آپ کے سامنے اگر کوئی آپ کے کسی دشمن کی خوبیاں بیان کرنا شروع کردے تو آپ کو کتنی ناگواری ہوتی ہے، آپ تو اس کا نام سننا بھی پسند نہیں کرتے،پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اتنے بڑے دشمنوں اور باغیوں کی غیراختیاری خوبیوں کو دیکھ کر اگر آپ متاثر ہوجاتے ہیں تو یہ اس کی دلیل ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دشمنوں سے محبت ہے، پھر انجام بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دشمنوں کے ساتھ ہی ہوگا۔حدیث شریف میں ہے:المرء مع من احبّ: انسان کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے دنیا میں محبت کی۔

لہٰذا کسی میں کوئی خوبی نظر آئے تو یہ دیکھیں کہ یہ شخص مسلمان اور دین دار ہے یا نہیں،اگر مسلمان ہے اور دین دار ہے تو سب کچھ ہے۔

اپنی اصلاح کیسی کریں؟

اوّلاً.....یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو جن کے ساتھ محبت ہے ہمیں بھی انہی کے ساتھ محبت ہو،اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک جو مبغوض ہیں ہمارے نزدیک بھی وہ مبغوض ہو۔

دوسرا علاج.....یہ کہ اگر غیراختیاری طور پر ان کی کوئی خوبی سامنے آئے یا کوئی آپ کے سامنے بیان کرلے تو اس کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے بتکلّف یوں رَدکرنے کی کوشش کیا کریں کہ:

''جولوگ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے باغی ہوتے ہیں ان میں کوئی کمال ہو ہی نہیں سکتا،کسی کا ظاہر اچھا ہونے سے

ضروری نہیں کہ اس کا باطن بھی اچھا ہو۔ سانپ کا ظاہر کتنا اچھا اور خوبصورت ہوتا ہے لیکن اندر زہر بھرا ہوتا ہے۔''

آپ کفر کی جتنی بُرائیاں بیان کریں گے اتنی ہی کفر سے نفرت بڑھے گی اور جتنی کفر سے نفرت بڑھے گی اتنی ہی اسلام سے محبت بڑھے گی۔

اگر آپ متکلف ان کی بُرائیاں سوچنے اور بیان کرنے کی بجائے ان کی خوبیوں کو سوچیں گے یا سنیں گے یا کسی کو بتائیں گے تو ان سے محبت بڑھے گی جو بالآخر کفر تک لے جائے گی۔

خلاصہ یہ کہ.....فساق و فجار سے خوش مزاجی سے پیش آنا یا محبت کرنا اور دوستانہ تعلق رکھنا تو درکنار...ان کے فسق و کفر سے نفرت ظاہر کرنا فرض ہے اور ان کے فسق و کفر کے مٹانے کی ادنیٰ سی کوشش سے بھی غفلت کرنا، یعنی دل میں ان کے مٹانے کا پختہ عزم نہ رکھنا بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

بنی اسرائیل پر: نھی عن المنکر ترک کرنے کی وجہ سے یہ عذاب آیا کہ انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تھا۔

اسی طرح حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

''اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میری اُمت کے بہت سے لوگ اپنی قبروں سے بندر اور خنزیر کی صورت میں نکلیں گے، اس وجہ سے کہ انہوں نے گناہ کرنے والوں کے ساتھ مداہنت سے کام لیا اور قدرت ہونے کے باوجود انہیں گناہوں سے نہیں روکا۔''

3.....ارشاد باری تعالیٰ ہے: واتقوا فتنۃ لاتصیبنّ الذین ظلموا منکم خاصۃ: اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو جو دنیا میں پھیل جانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں فلاں شہر کو اُن کے رہنے والوں پر اُلٹ دو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے رب! ان لوگوں میں تیرا ایک فلاں بندہ ایسا ہے جس نے پلک جھپکنے بھر بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہوا: اس پر بھی اور دوسرے لوگوں پر بھی اس شہر کو اُلٹ دو۔ اس لئے کہ لوگوں کے گناہ دیکھ کر میری خاطر کبھی بھی اس کے چہرے پر بل نہیں پڑا۔

میرے محترم دوستو!

اتنا بڑا عابد جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا اور ذرا سی دیر کیلئے بھی اس نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کوئی نافرمانی نہیں کی، لیکن چونکہ اسے لوگوں کے گناہ دیکھ کر ذرا بھی رنج و غم نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی اس نے

بُرائیوں کومٹانے کی سب سے آخری کوشش یعنی دل میں مٹانے کا عزم کیا، جس کا ظہور گناہوں کو دیکھ کر بیزاری کا اظہار کرنے سے ہوتا ہے، اس لئے اس کی عبادت اور ریاضت اسے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عذاب سے نہ بچا سکی۔

4.....حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اگر کسی قوم کا کوئی فرد گناہ کرتا ہو اور اس قوم کے دوسرے افراد اس کو روکنے کی قدرت بھی رکھتے ہوں اس کے باوجود وہ اسے گناہوں سے نہیں روکتے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کے مرنے سے پہلے ان پر عذاب بھیج دے گا۔ (احسن الفتاوی: ج9: ص103)

بدعتی کی امامت:

سوال: بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہے؟

جواب: آج کل کے فرقۂ مبتدعہ کے عقائد حدِ شرک تک پہنچے ہوئے ہیں، اس لئے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی بدعتی شرکیہ عقائد نہ رکھتا ہو بلکہ موحد ہو، صرف تیجہ، چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ء ہو، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ کوئی صحیح العقیدہ امام مل جائے تو بدعتی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے ورنہ اسی کے پیچھے پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے۔ بدعتی کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز اگرچہ مکروہ تحریمی ہے مگر واجب الاعادہ نہیں۔ یہ ایسے بدعتی کا حکم ہے جو مشرک نہ ہو۔ شرکیہ عقائد رکھنے والے کا حکم اُوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

(احسن الفتاوی: ج3: ص289)

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب کا فتوی

(نائب مفتی واستاذِ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد)

شیعوں کی مسجد میں سنیوں کا نماز پڑھنا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ شیعوں کی مسجد میں ان کی اجازت سے سنیوں کا نماز پڑھنا کیسا ہے؟ یعنی وہ خود بھی نماز پڑھتے ہیں اور سنیوں کو بھی اجازت دے رکھی ہے؟

جواب: غیر مذہب کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھنے کو فقہائے کرامؒ نے مکروہ لکھا ہے، دوسرے یہ کہ شیعہ کی مساجد (ایمان بگاڑہ) میں آمد ورفت سے ان کے عقائدِ باطلہ سے متاثر ہونے یا کم ازکم ان کی شناعت دل سے کم ہونے کا غالب گمان ہے۔اس لئے ان کی مساجد (ایمان بگاڑوں) میں سنیوں کو نماز پڑھنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ باقی اگر کبھی اتفاقاً کوئی نماز پڑھ لی اور جگہ پاک ہو تو نماز صحیح ہو جائے گی۔(کتاب النوازل :ج2:ص 61)

رافضی لوگ جہنمی ہیں، ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا درست نہیں ہے:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ رافضی لوگ جہنمی ہیں یا جنتی؟ چونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔اور ہمارے مسلمان بھائیوں کے اندر اختلافات چل رہے ہیں۔کچھ

لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ جہنمی ہیں اور کچھ جنتی بتلاتے رہے ہیں۔لہذا آپ ہمیں کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل وتسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: آج کل عموماً جو شیعہ پائے جاتے ہیں جنہیں: شیعہ امامیہ اور: اثناعشریہ: کہا جاتا ہے، وہ اپنے غلط عقائد ونظریات کی بناء پر دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا درست نہیں ہے۔

1.....یہ لوگ اپنے اماموں کو معصوم مان کر انہیں نبی کا درجہ دیتے ہیں۔

2.....یہ لوگ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔

3.....یہ لوگ حضرات صحابہ کرامؓ کو کافر ومرتد قرار دیتے ہیں (معاذاللّٰہ)۔

4.....حضرات شیخینؓ پر تبرا بازی کرتے ہیں۔

5.....یہ لوگ متعہ کے نام سے درپردہ زناکاری کو جائز کہتے ہیں۔الغرض ان کے دین کا شریعتِ محمدی ﷺ سے کوئی واسطہ نہیں ہے، ان کی اذان الگ ہے، ان کی نماز الگ ہے، ان کی عبادت الگ ہے، ان کا حج الگ ہے، ان کی سب چیزیں الگ ہیں، ان کی کتابیں لچر عقائد اور جھوٹی احادیث سے بھری پڑی ہیں۔

6.....ایسے عقائد رکھنے والے فرقے یقیناً کافر ہیں اور جہنم کے مستحق ہیں۔جیسا کہ حسب ذیل نصوص اور دلائل سے ان عقائد کی تردید ہوتی ہے۔

1.....:الشیعة:هم یجمعهم القول بوجوب التعیین والتنصیص وثبوت عصمة الانبیاء والائمة وجوباًعن الکبائروالصغائر:(الملل والنحل:ج2:ص191)

:الامامیة:هم القائلون بامامة علیؓ بعدالنبی ﷺنصاظاهراوتعیناصادقاً من غیرتعریض بالوصف،بل اشارة الیه بالعین.....،وقدعین علیاًرضی الله عنه فی مواضع تعریضاً،وفی مواضع تصریحاً.....،ثم ان الامامیة تخطت عن هذه الدرجة الی الوقیعة فی کبار الصحابةؓ طعناً وتکفیراً،واقله ظلماً وعدواناً،

وقدشهدت المنصوص القرآن علیٰ عدالتهم والرضاء عن جملتهم،قال اللّٰه تعالی:لقدرضی اللّٰه عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشّجرة:

وقدقال النبی ﷺ:عشرة من اصحابی فی الجنة،ابوبکروعمروعثمان وعلی...

...الخ،فلیتدبرالنقل،فان اکاذیب الروافض کثیرة،وأحداث المحدثین کثیرة:

(الملل والنحل:ج2:ص192)

2.....:قال اللّٰه تعالیٰ:الم،ذٰلک الکتٰب لاریب فیه:وقال اللّٰه تعالیٰ:انّه لقول رسول کریم،ذی قوّة عندذی العرش مکین،مطاع ثمّ امین:

عن معاویة بن قرةؓ قال:قال رسول اللّٰهﷺ:احسن ماأثنی علیک ربک(ذی قوّة عندذی العرش مکین،مطاع ثمّ امین)فمماکانت قوتک،و ماکانت أمانتک؟ قال..وأماامأنتی فلم أومربشی ءفعدوته ألی غیره:(الدرالمنثور للسیوطی:ج6:ص530):

3.....:عن ابی سیعد الخدریؓ قال:قال رسول اللّٰهﷺ:لاتسبّواالحدامن اصحابی، فان احدکم لوانفق مثل احدذهباً ماادرك مداحدهم ولانصیفه:

(عقائداهل السنة والجماعة:ص178):

وقدشهدت المنصوص القرآن علیٰ عدالتهم والرضاء عن جملتهم،قال اللّٰه تعالی:لقدرضی اللّٰه عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشّجرة:

وقدقال النبیﷺ:عشرة من اصحابی فی الجنة،ابوبکرو عمروعثمان وعلی ... ...الخ،فلیتدبرالنقل،فان اکاذیب الروافض کثیرة،و أحداث المحدثین کثیرة:

(الملل والنحل:ج2:ص192)

4.....:الرافضی اذاکان یسب الشیخینؓ ویلعنهما(والعیاذباللّٰه)فهوکافر:

(هندیه:ج:2ص264):

عن حذیفةؓ قال:قال رسول اللّٰهﷺ:انی لاادری مابقانی فیکم فاقتدوابااللذین من بعدی واشارالی ابی بکروعمر:(سنن الترمذی:ج:2ص207)

:قال اللّٰه تعالیٰ:لیغیظ بهم الکفّار:

ومن هٰذه الایة انتزع الامام مالکؒ فی روایة عنه بتکفیر الروافض الذین یبغضون الصحابةؓ،لانهم یبغضونهم،ومن غاظ الصحابةؓ فهوکافر لهٰذه الایة،ووافقه طائفة من العلماء ذٰلک:(تفسیرابن کثیر:ج4:ص314):

قال مالک بن انسؒ:من اصبح وفی قلبه غیظ علی اصحاب رسول اللّٰهﷺ فقداصابته هٰذه الایة:(تفسیرخازن:ج4:ص162)

5.....:قال اللّٰه تعالیٰ:ولاتقربوالزّنااانّه کان فاحشة وّساء سبیلا:

6.....:عن علیؓ قال:قال رسول اللّٰہﷺ:یظھرفی آخرالزمان قوم یسمون الرافضۃ یرفضون الاسلام:(مسنداحمد:ج1:ص103)

وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین:

(ھندیہ:ج2:ص264)

الرافضی اذکان یسب الشیخینؓ ویلعنھماوالعیاذباللّٰہ فھوکافر،ویجب اکفار الروافض بقولھم برجعۃ الاموات الی الدنیاوبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ،وبقولھم ان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی علیٰ محمدﷺدون علیؓ بن ابی طالب،وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین:

(عالمگیری:ج2:ص264).(کتاب الدوازل :ج2:ص53)

شیعوں سے معاملات اور میل جول رکھنے کا حکم:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ شیعہ کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ میں کیا حکم ہے؟وہ اہلِ ہنود ہے یانہیں؟سنی عقائد کے مطابق ہمیں ان لوگوں سے کہاں تک بچنا ہے؟ اورکہاں تک میل بڑھانا ہے؟ کیونکہ محلّہ میں ان کی کافی تعداد ہے،اوردعوت وغیرہ بھی کرتے ہیں۔کیاان کا کھانا جائز ہے؟قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھائیں کہ کس طرح ملنساری کریں؟

جواب: شیعوں میں سے فرقہ امامیہ اثناعشریہ کومعتبر علمائے اہل سنت ان کے کفریہ عقائد کی بناء پراسلام سے خارج قراردیا ہے۔لہذااس فرقہ میں شامل شیعوں کے ساتھ مسلمانوں کی طرح میل جول اوررشتہ ناطہ رکھنا جائزنہیں ہے۔

:قال اللّٰہ تعالی:ولاترکنواالی الّذین ظلموافتمسّکم النّار،ومالکم مّن دون اللّٰہ من اولیآء ثمّ لاتنصرون:(ھود:آیت113)

:والرکون الی الشیء ھوالسکون الیہ بالانس والمحبۃ،فاقتضی ذٰلک النھی عن مجالسۃ الظالمین ومؤانستھم والانضمات الیھم وھومثل قولہ تعالیٰ:فلاتقعد بعدالذّکریٰ مع القوم الظّٰلمین:(احکام القرآن:ج3:ص243)

:الرافضی اذکان یسب الشیخینؓ ویلعنھماوالعیاذباللّٰہ فھوکافر،ویجب اکفار

الروافض بقولهم برجعة الاموات الى الدنيا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الاله الى الائمة،وبقولهم ان جبرئيل عليه السلام غلط فى الوحى علىٰ محمدﷺدون علىؓ بن ابى طالب،وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين:

(عالمگیری:ج2:ص264)۔

:عن عبدالله بن مسعودؓ قال:من كثرسوادقوم فهومنهم،و من رضى عمل قوم كان شريكافى عمله:(كنزالعمال:ج9:ص22)

:و منهامامهوباطل بالاتفاق نحوالنكاح و لايجوزله ان يتزوج امراة مسلمة و لا مرتدة و لاذمية لاحرة و لامملوة،و تحرم ذبيحته وصيده بالكلب والبازوالرمى:

(عالمگیری:ج2:ص255)؛(کتاب النوازل :ج2:ص60)

تعزیہ پر بکرا چڑھانا اور اس کی کھال کا پیسہ مسجد میں دینا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میرے گاؤں کے اندر محرم کے مہینہ میں عاشورہ کے دن تعزیہ پر ایک بکرا (خصی) چڑھاواچڑھاتے ہیں،جس کو ذبح کیا جاتا ہے،اور اس کے چمڑے کو بیچ کر مسجد میں لگاتے ہیں۔یہ عمل کیسا ہے؟مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟مزید بچا ہوا روپیہ گاؤں والے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور بیس فیصد کے حساب سے مہینہ میں جمع کرتے ہیں،اور وہ مسجد پر خرچ ہوتا ہے،تقریباً چھ لاکھ روپے جمع ہے۔اب اس روپیہ کا کیا حکم ہے،وہ سود ہے یا نہیں،اگر سود ہے تو اس روپے کو کیا کیا جائے؟اور مسجد کے اندر جو روپیہ لگ چکا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: تعزیہ پر چڑھاوے کا وہ بکرا جسے ذبح کر دیا جائے وہ مردار ہے،اس کا کھانا امیر وغریب کسی کے لئے حلال نہیں ہے،البتہ مالک کی اجازت سے اس کی کھال کارِ خیر بشمول مسجد میں صرف کی جاسکتی ہے،لیکن بچا ہوا پیسہ کسی بھی شخص کیلئے قطعاً حلال نہیں ہے،لہذا اس کی جو رقم مسجد پر خرچ کے علاوہ جمع شدہ ہے اسے فوراً غریبوں میں تقسیم کرنا لازم ہے۔(کتاب النوازل :ج1:ص498)

تعزیہ داری میں شرکت کرنا اور چندہ دینا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ تعزیہ داری میں

شرکت کرنا اور چندہ دینا اور ملید بنا کر فاتحہ کرنا اور اس کو عوام میں تقسیم کرنا کیسا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ سب ہی اُمور بدعت اور ناجائز۔ان کی شریعت اسلامی میں کوئی اصل نہیں ہے۔(کتاب النوازل :ج1:ص501)

کونڈوں کی رسم شیعوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ 22رجب المرجب کوکونڈے کی نیاز وفاتحہ خوانی ہوتی ہے،یہ کہاں سے ثابت ہے؟اور کس نے سب سے پہلے ایجاد کیا؟

جواب: کونڈے کی رسم قطعاً بے اصل اور خلافِ شرع اور بدعت ہے۔22رجب نہ تو حضرت جعفر صادقؒ کی تاریخ ولادت ہے اور نہ تاریخ وفات۔حضرت جعفر صادقؒ کی ولادت 8رمضان 80ہجری یا83ہجری میں ہوئی اور آپ کی وفات شوال 148ہجری میں ہوئی۔بلکہ یہ تاریخ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی تاریخ وفات ہے۔شیعوں نے اس دن خوشیاں منائی تھیں،اور جاہل سنیوں میں اسے رائج کرنے کیلئے اسے حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کردیا۔(کتاب النوازل :ج1:ص519)

رجب کے کونڈے کا کھانا:

سوال: رجب کے کونڈے کھانا کیسا ہے؟

جواب: رجب کے کونڈے کرنا بدعت ہے،اگر کسی کے گھر کونڈے کا کھانا بھیجا جائے تو اسے قبول نہیں کرنا چاہئے،لیکن اگر کسی وجہ سے قبول کرلیا گیا تو اسے خود نہ کھائے بلکہ فقراء کو تقسیم کردے۔

(کتاب النوازل :ج1:ص520)

رجب کے کونڈے پوری کی دعوت میں شرکت کرنا اور اس کا کھانا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر کوئی پڑوسی یا قریبی رشتہ دار ہماری کونڈوں کی پوریاں کی دعوت کرے یا ہمارے یہاں وہ پوریاں بھیجے تو ہم ان کا کیا کریں؟ کھاسکتے ہیں یا نہیں؟اگر نہیں کھاسکتے تو کسی غریب یا مسکین کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟نیز محض رزق سمجھ کر بغیر رسم وعقیدے کے ان کا کھانا اور بنانا کیسا ہے؟

جواب: کونڈے کی دعوت میں شرکت کرنا کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے، اور اگر کونڈے کی پوریاں کسی کے گھر بھیجی جائے تو انہیں بلاتر دد واپس کردی جائیں، اسے ہرگز قبول نہ کریں، کسی غریب ومسکین کو بھی دینے کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ اس سے ایک بدعت کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ اور متعینہ تاریخ میں جہاں شبہ ہو کہ کونڈا سمجھ لیا جائے گا، گھر میں پوریاں بنانے سے بھی احتراز کرنا چاہئے: قال اللّٰہ تعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان: (کتاب النوازل: ج1: ص523)

شیعہ سے نکاح کرنے اور شیعہ سنی کا نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ عبداللہ مسجد کے امام ہے، انہوں نے شیعہ سنی کا ایک نکاح پڑھا دیا ہے۔ عبداللہ کو لوگ عالم اور امام سمجھ کر اس قسم کے نکاح کو جائز سمجھنے لگیں گے۔ تو آیا عبداللہ کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ اگر عبداللہ اب توبہ کرے تو وہ نمازیں جو نکاح سے اب تک پڑھائی ہیں، ان کا کیا ہوگا؟

جواب: عبداللہ کا یہ عمل نہایت بُرا ہے، اس لئے کہ جو شیعہ فرقے کفریہ عقائد رکھتے ہیں اور ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں، ان سے مسلمانوں کا رشتہ مناکحت کرنا جائز نہیں ہے، اور جان بوجھ کر جس شخص نے یہ نکاح پڑھا ہے اس کا یہ عمل نہایت بُرا اور فسقیہ کام ہے، اس لئے وہ اپنے اس فعل سے توبہ کرے، توبہ کے بعد اس کی امامت اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہوگا، ورنہ کسی دوسرے امام کو مقرر کیا جائے اور جو نمازیں امام صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی ہیں، ان کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

ومنها: اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمة فلا يجوز انكاح المؤمنة الكافر: (بدائع الصنائع: ج2: ص271)

واسلامه ان يتبرأ عن الاديان سوى الاسلام او عما انتقل اليه بعد نطقه بشهادتين: (الدر المختار: ج6: ص361)

وبهذا ظهر ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في عليؓ او ان جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي او كان ينكر صحبة الصديقؓ او يقذف السيدة الصديقةؓ فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل علياً او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر: (شامي: ج4: ص135) (کتاب النوازل: ج4: ص295)

شیعہ اور بدعتی کے لکھے ہوئے خطبے پڑھنا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ شیعہ اور بدعتی کے لکھے ہوئے خطباتِ جمعہ وعیدین پڑھنا کیسا ہے؟اس کو پڑھنے سے ان کی اتباع لازم آئے گی یا نہیں؟

جواب: شیعہ اور بدعتی کے لکھے ہوئے خطبہ پڑھنا ممنوع ہے۔اس لئے کہ اس میں باطل عقائد ونظریات موجود ہونے اقوی احتمال ہے،نیز ان کا خطبہ پڑھنے سے ان کی تعظیم لازم آتی ہے جس سے ہمیں رُوکا گیا ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:عن ابراھیم بن میسرۃؓ قال:قال سول اللّٰہ ﷺ:من وقر صاحب بدعۃ فقداعان علیٰ ھدم الاسلام:(رواہ البیھقی فی شعب الایمان:ج7:ص61)

یعنی جوشخص کسی بدعت والے کی تعظیم کرتا ہے وہ اسلام کی بنیاد مٹانے پر اعانت کرتا ہے۔

(کتاب النوازل:ج5:ص273)

رافضی کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا اور اس کے دفن وایصال ثواب وغیرہ میں شریک ہونا اور اس کو اچھا بتانا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ رافضی کے عقائد پر واقف ہوتے ہوئے اس کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کا حکم بیان فرمائیں؟نیز جو لوگ عقائد سے تو واقف نہیں ہیں مگر یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ رافضی ہے۔تو ایسے لوگوں کا رافضی کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا اور دفن وایصال ثواب وغیرہ میں شریک ہونا اور اس کو اچھا بتانا کیسا ہے؟

جواب: جو شیعہ اپنے عقائد کی بناء پر کافر ہو،اس کی نماز جنازہ میں شرکت ناجائز ہے،اور اس میں شرکت کرنے والے گنہگار ہیں۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ:و من یّرتدّ منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدّنیا والاخرۃ واولئک اصحٰب النّار ھم فیھا خٰلدون:(البقرہ:آیت:217)

:وقال اللّٰہ تعالیٰ:ولا تصلّ علیٰ احدٍ مّنھم مّات ابداوّلا تقم علیٰ قبرہ:

(سورۃ التوبہ:آیت84)

:والمراد من الصلوة المنهی عنها صلاة المیت المعروفة،وهی متضمنة للدعاء والاستغفار والاستشفاع:(روح المعانی:ج10:ص155)

:عن ابن عباسؓ عن عمربن خطابؓ انه قال:لمامات عبداللّٰه بن ابی بن سلول دعی له رسول اللّٰهﷺ لیصلیٰ علیه،فلماقام رسول اللّٰهﷺ وثبت الیه،فقلت:یارسول اللّٰهﷺ!.....قال:فصلی علیه رسول اللّٰهﷺ،ثم انصرف،فلم یمکث الایسیراحتی نزلت الآیتان من براءة:(ولاتصلّ علی احدمّنهم مّات ابدا.....الی قوله.....وهم فٰسقون:(صحیح البخاری:ج1:ص182)

وشرط هاستة:اسلام المیت وطهارته:(الدرالمختار:ج2:ص207)

والحق حرمة الدعاء بالمغفرة للکافر:(الدرالمختار:ج1:ص522)

امّاالمرتدفیلقی فی حفرة کالکلب ای ولایغسل ولایکفن ولایدفع الی من انتقل الی دینهم:(ردالمحتارمع الدرالمختار:ج2:ص230)(کتاب النوازل:ج6:ص108)

جب شیعہ کافر ہیں تو حج کرنے کیوں جاتے ہیں:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا شیعہ بالاتفاق کافر ہیں؟اگر بالاتفاق کافر ہیں تو پھر وہ حج کرنے کیوں جاتے ہیں؟اوراگر حج کرنے جاتے ہیں تو حکومتِ وقت کافروں کو حج کرنے کی اجازت کیونکر دیتی ہے؟اس لئے کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر شیعہ بالاتفاق کافر ہیں تو پھر ان کو یعنی کافروں کو حج کی اجازت کیوں دی گئی؟اوراگر اجازت دی گئی تو یہ بات اس پر دلیل ہے کہ شیعہ بالاتفاق کافر نہیں ہے۔ حکومتِ وقت کا ان کو حج کی اجازت دینا ان کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے؟

جواب: آج کل کے اثناعشری شیعہ جو صراحتاً حضرات صحابہ کرامؓ کے کفر،تحریف قرآن اور عقیدۂ امامت کے قائل ہیں،ان کے بارے میں علمائے اُمت سلف خلف کا اتفاق ہے کہ وہ اپنے باطل عقائد کی بناء پر دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔سعودی حکومت اگر آج ان کو اپنی سیاسی مجبوریوں کی بناپر حج کی اجازت دیتی ہے تو اس سے ان کے کفر کا حکم نہیں بدل سکتا،محض حج کیلئے جانا کسی کے ایمان کی دلیل نہیں ہے۔کوئی کافر بھی مسلمان کے نام سے پاسپورٹ بنا کر اس وقت حج کو جاسکتا ہے۔تو کیا محض اس وجہ سے اس کو مسلمان کہہ دیا جائے گا.....؟؟؟

:لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشةؓ اوانکر صحبة الصدیقؓ اواعتقد

الالوهية فی علیؑ اوان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی اونحو ذٰلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن:(شامی:ج6:ص237):(کتاب النوازل :ج7:ص289)

شیعہ یا ہندو غریب کو زکوۃ دینا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ شیعہ یا ہندو غریب کو زکوۃ دی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: ان دونوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

:عن ابراهيم قال:لاتعط المشركين شيئاً من الزكاة:

(المصنف لابن ابی شیبه:ج6:ص513)

:عن الحسن قال:لايعطى المشركون من الزكوة ولامن شی ء من الكفارات:

(المصنف لابن ابی شیبه:ج6:ص513)

:ولايصح دفعهاالكافر،وقال فی التنويروشرحه:ولاتدفع لذمی:

(طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح:ص393)

:واماالهل الذمه فلايجوز صرف الزكوة اليهم بالاتفاق:

(الفتاوی الهندية:ج1:ص188)

:ولاتدفع الی ذمی لحديث معاذؓ وجازدفع غيرها:(درمختار:ج3:ص301)

:ولايجوزان يدفع الزكاة الی ذمی:(الفتاوی التاتارخانية:ج3:ص211)

:لايجوزدفع الزكوة الی ذمی:(تبيين الحقائق:ج1:ص300)

(کتاب النوازل :ج7:ص123)

شیعہ لڑکی سے نکاح کرنے اوران کے کھانے کی دعوت میں شرکت کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شادی ہونے والی ہے جس میں لڑکا سنی ہے اور لڑکی شیعہ ہے، لیکن لڑکی سنی بننے کیلئے تیار ہے۔ لہذا آنجناب سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ

شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا یہ نکاح درست ہے؟اوراس نکاح میں کھانا وغیرہ کھانا درست ہے کہ نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں شیعہ لڑکی اگر سچے دل سے ایمان لاکر سنی مذہب قبول کرلے اور مذہب شیعہ کے طور وطریقہ اور رسوم سے برأت اور اظہار بیزاری کرے تو:فی نفسہ: ایسی لڑکی سے شرعاً نکاح درست ہوگا،اور اگر محض دکھاوے کیلئے یا شادی کی غرض سے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرے اور حقیقت میں شیعہ ہی رہے تو ایسی لڑکی سے مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔اور شیعہ لوگ چونکہ عموماً سنیوں سے اور ان کے اکابر حضرات صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین سے نفرت رکھتے ہیں۔اس لئے ان کے یہاں تقریبات میں شرکت سے اجتناب کرنا چاہئے،احتیاط اسی میں ہے۔

:و منهاان لاتكون المرأة مشركة اذاكان الرجل مسلماًفلايجوزللمسلم ان ينكح المشركة لقوله تعالىٰ:ولاتنكحوالمشركت حتى يؤمن،ولامة مؤمنة خيرمّن مّشركة وّلواعجبتكم:(سورة البقره:آيت221)

:ولوقذف عائشةؓ بالزنى كفربالله.....ومن انكرامامة ابى بكرالصديقؓ فهو كافر.....وكذٰلك من انكرخلافة عمرؓ فى اصح الاقوال....ويجب اكفار الروافض..... بقولهم ان جبرئيل عليه السلام غلط فى الوحى محمدﷺدون علىؓ بن ابى طالب:

(الفتاوىٰ الهندية:ج2:ص264)(كتاب النوازل :ج8:ص326)

شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے باہمی رضامندی کے ساتھ نکاح کرنا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شیعہ لڑکے کا نکاح سنی لڑکی سے ہوگیا،نکاح سے پہلے لڑکے کو معلوم تھا کہ لڑکی سنی ہے،اسی طرح لڑکی کو معلوم تھا کہ لڑکا شیعہ ہے،آپس میں لڑکی والوں نے یہ طے کردیا تھا کہ لڑکی پر شیعہ مذہب سے متعلق کوئی دباؤ نہیں بنایا جائے گا۔اب دریافت یہ کرنا ہے کہ یہ نکاح شریعتِ اسلامیہ کی رو سے صحیح ہوایا نہیں؟اب دونوں ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ہندوستان میں پائے جانے والے اکثر شیعہ امامیہ اثناعشریہ ہیں،جو حضرات صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرات شیخینؓ(سیدنا صدیق اکبرؓ وسیدنا فاروق اعظمؓ)اور ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں کفریہ عقیدہ رکھتے ہیں،اور ان مقدس شخصیات پر تبرا کرتے ہیں،اس لئے ایسے کفریہ عقیدہ رکھنے والے شیعہ لڑکے کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح قطعاً حلال نہیں ہے۔لہذا صورت مسئولہ میں مذکورہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا،اور دونوں کیلئے ساتھ رہنا بالکل جائز ہی نہیں ہے،فوری طور پر تفریق لازم ہے۔

:و منهااسلام الرجل اذاكانت الرجل مسلمة،فلايجوزانكاح المؤمنة الكافر،

لقوله تعالیٰ:ولاتنكحوالمشركين حتى يؤمنوا:(سورة البقره:آيت 221)

:ان الرافضي اذاكان يسب الشيخينؓ ويلعنهمافهوكافر:(شامي:ج6:ص 377)

:لاشک في تكفيرمن قذف السيدة عائشةاوانكرصحبة الصديق:

(شامي:ج6:ص378)(كتاب النوازل :ج8:ص327)

شیعوں سے نکاح کرنا اور اُن کے کفن دفن میں شریک ہونا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہندوستان کے صوبہ مدھیہ پیش کے سنی حضرات،شیعوں کے کفن دفن میں شریک ہوتے ہیں،نیز اُن کے ساتھ نکاح بھی کرتے ہیں۔کیا یہ دفن میں شرکت ونکاح دونوں چیزیں درست ہیں یانہیں؟

جواب: کفریہ عقائد والے شیعوں کے ساتھ مناکحت اور اُن کے کفن دفن میں شرکت جائز نہیں۔اس لئے سنی حضرات کو اُن لوگوں سے راہ ورسم قائم کرنے سے پہلے اُن کے عقائد کی تحقیق ضرور کرلینی چاہئے۔کیونکہ ہندوستان میں پائے جانے والے اکثر شیعہ فرقۂ امامیہ اثناعشریہ سے تعلق رکھتے ہیں،جن کو علمائے اہل سنت نے اُن کے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے۔

:وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام،احكامهااحكام المرتدين:

(الفتاوى الهندية:ج2:ص264)

:ولايصح ان ينكح مرتدومرتدة احدامن الناس مطلقاً:

(الدرالمختارمع الشامي:ج3:ص200).(كتاب النوازل :ج8:ص328)

کس قسم کے شیعہ سے سنی کا نکاح حرام ہے:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

1.....میں اپنی بڑی بہن سے ملنے گئی تو وہاں میری بہن نے آپ کا رسالہ:تحفۂ خواتین:ماہ فروری 2009ء پڑھنے کو دیا،انہوں نے مجھ سے کہا کہ دیکھو تو نے رافضی سے شادی کی ہے،تیرے لئے کیا حکم ہے،اس کو پڑھ کر اپنی عاقبت سنوار لے۔میں رسالہ گھر لے آئی اس میں صفحہ نمبر 18 پر آپ نے شیعہ سے نکاح کے متعلق جواب دیا ہے،یہ

جواب میری سمجھ میں نہیں آیا، اس کی وضاحت چاہتی ہوں، تا کہ میں دیکھوں کہ یہ باتیں میرے شوہر میں ہیں یا نہیں۔ پہلے میں سوال و جواب نقل کر رہی ہوں۔

سوال: میرے شوہر شیعہ ہیں، اور وہ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں ان کے مسلک کے مطابق نماز پڑھوں، اور وہ مجھے یہ بھی کہتے ہیں کہ شیعہ مسلک قبول کرلو، میں کیا کروں شوہر کے شیعہ ہونے سے میرا نکاح ختم تو نہیں ہوا؟ اور ان تمام باتوں میں کیا اطاعت ضروری ہے؟

جواب: جو شخص کفریہ عقائد رکھتا ہوں مثلاً: ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت باندھتا ہو یا حضرات شیخینؓ سیدنا صدیق اکبرؓ و سیدنا فاروق اعظمؓ کی صحابیت کا منکر ہو یا قرآن کریم میں کمی بیشی کا قائل ہو تو ایسے شخص سے کسی مسلمان لڑکی کا نکاح قطعاً حرام ہے، اور کسی مسلمان کیلئے شیعہ مسلک کے مطابق نماز پڑھنا یا کوئی بھی عبادت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

:ان الرافضی اذا کان یسب الشیخینؓ ویلعنهما فهو کافر:(شامی:ج6:ص 377)

:لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة او انکر صحبة الصدیق:(الفتاوی الهندیة)

2.....آپ نے تحریر کیا ہے کہ جو شیعہ کفریہ عقائد رکھتا ہو، یہاں سوال یہ ہے کہ کفریہ عقائد کیا ہے؟ اُن کی تفصیل آپ نے نہیں لکھی، دوسری چیز آپ نے تحریر کی ہے کہ ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت باندھتا ہو، آخر وہ تہمت کیا ہے؟ تیسری چیز آپ نے تحریر کی ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ و سیدنا فاروق اعظمؓ کی صحابیت کا منکر ہو۔ یہاں پر غور طلب یہ ہے کہ وہ تو تھے ہی صحابی، کسی کے انکار سے صحابیت ختم تھوڑے ہی ہوگی، پھر وہ کس بنیاد پر صحابیت کا منکر ہوگا اور کیوں؟ چوتھی چیز آپ نے تحریر کی ہے کہ شیعہ مسلک کے مطابق نماز پڑھنا یا کوئی بھی عبادت کرنا ہرگز جائز نہیں، یہاں پر سوال یہ ہے کہ اُن کی عبادت میں وہ حرام کام کیا ہیں، جن کی بنا پر اُن کی نماز یا عبادت میں اُن کی تأسی کرنا جائز نہیں؟

میں اپنی بات بتاؤں (مسئلہ میں شرم نہیں کے اُصول کے تحت) یہ ہے کہ میں نے محلّہ میں رہنے والے شیعہ سے عشقیہ شادی ضرور کی ہے، لیکن مجھے معلوم ہوا تھا (اور میرے شوہر نے بھی کہا تھا) کہ شیعہ مسلمان ہیں، اور ایک مسلمان سے نکاح ہوسکتا ہے، آپ کے اس جواب نے میری نیند اُڑا دی ہے، جلد از جلد جواب دیجئے، تا کہ میں کوئی فیصلہ کروں اور اپنی آخرت کو سنواروں۔

جواب: جو عقیدہ قرآن کریم اور متواتر احادیث شریفہ سے ثابت ہو، اُس کا انکار موجبِ کفر ہے، اور قرآن

پاک میں ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برأت کے بارے میں متعدد آیات نازل ہوئی ہیں جو سورۂ نور: میں مذکور ہیں۔لہذا اس برأت کے باوجود کوئی دریدہ دہن شخص حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بدکاری کی تہمت باندھے اور اُن سے بدظنی رکھے تو یہ قرآن کا انکار اور موجبِ کفر ہے،ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔اور شیعوں کے بہت سے فرقے مختلف کفریہ عقائد رکھتے ہیں،مثلاً:حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت والی صفت اپنے ائمہ میں ثابت کرنا اور سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار کرنا۔یہ صحیح ہے کہ اُن کی صحابیت کے انکار سے سیدنا صدیق اکبرؓ کی صحابیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا،لیکن جو حقیقتِ قرآن سے احادیثِ متواترہ اور اجماعِ اُمت سے مستفاد ہے،اُس کا انکار کرنے کی وجہ سے یقیناً کفر کا حکم ہوگا،جیسے کوئی شخص کسی نبی کی نبوت کا انکار کردے،تو اُس سے اگرچہ نبی کی نبوت ختم نہیں ہوتی لیکن منکر کافر قرار پاتا ہے۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ:انّ الّذین جآء وبالافک عصبة مّنکم،لاتحسبوہ شرّالّکم،بل ھو خیرلّکم،لکلّ امری ء مّنھم مااکتسب من الاثم،والذی تولیٰ کبرہ منھم لہ عذاب عظیم،لولااذسمعتموہ ظنّ المؤمنون والمؤمنٰت بانفسھم خیراوّقالواھٰذاافک مّبین، لولاجآء واعلیہ باربعة شھدآء فاذلم یأتوبالشّھدآء فاولئک عنداللّٰہ ھم الکٰذبون،ولو لافضل اللّٰہ علیکم ورحمتہ فی الدّنیاوالآخرة لمسّکم فی ماافضتم فیہ عذاب عظیم، اذتلقوّنہ بالسنتکم وتقولون بافواھکم مّالیس لکم بہ علم وّتحسبونہ ھیّناوّھو عنداللّٰہ عظیم،ولولااذسمعتموہ قلتم مّایکون لنااان نّتکلّم بھٰذا سبحٰنک ھٰذابھتان عظیم: (سورة النور:آیت نمبر 11تا 16)

:وقال اللّٰہ تعالی:الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطّیّبات للطّیّبین والطّیّبون للطّیّبات اولئک مبرّؤون ممّایقولون لھم مّغفرة وّرزق کریم: (سورة النور:آیت 26)

:لواستحل السب اوالقتل فھوکافر لامحالة.....سب الصحابة والطعن فیھم ان کان ممایخالف الادلة القطعیة کفر،کقذف عائشةؓ والافبتعة وفسق: (شرح الفقہ الاکبر:ص 86)

:وقال اللّٰہ تعالیٰ:ثانی اثنین اذھمافی الغاراذیقول لصاحبہ لاتحزن انّ اللّٰہ معنا:(سورة التوبہ:آیت 40)

:و منهااسلام الرجل اذاكانت الرجل مسلمة،فلايجوزانكاح المؤمنة الكافر، لقوله تعالىٰ:ولا تنكحوا المشركين حتّٰى يؤمنوا:(سورة البقره:آيت 221)

شیعہ مذہب،اسلام سے بالکل الگ مذہب ہے،اس کے عقائداوراُصول وفروع سب جداگانہ ہیں،نماز کے طریقے میں بھی فرق ہے۔لہذا کسی بھی مسلمان کیلئے جائزنہیں کہ وہ اپنا صحیح طریقہ چھوڑ کر باطل مذہب کا طریقہ اپنائے۔

:و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام،احكامهااحكام المرتدين:

(الفتاوى الهندية:ج2:ص264)

:وان انكربعض ماعلم من الدين ضرورة كفربها،فلايصح الاقتداء به اصلاً:

(الدرالمختار مع الشامي:ج2:ص300)

اب آپ کیلئے دوہی راستے ہیں،یاتو آپ اپنے شوہر کوصحیح عقائداوراعمال کی طرف لاکراس سے ازسرنو نکاح کریں اورشیعیت کے ماحول سے نکل کرالگ جگہ رہیں،اوراگرایسا کرناممکن نہ ہوتو فوری طور پراس شیعہ شوہر سے جدائی حاصل کرکے اس سے الگ زندگی گذاریں۔شوہر کے شیعہ رہتے ہوئے آپ کا اُس کے ساتھ رہناہرگز جائزنہیں ہے۔

(کتاب النوازل :ج8:ص329)

شیعہ سنی کا نکاح پڑھانے والے کا حکم:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک سنی لڑکے کا نکاح شیعہ لڑکی سے پڑھایا ہے،یہ لڑکی اثناعشریہ فرقہ سے تعلق رکھتی ہے،اوراس فرقہ پر کفر کافتویٰ لاحق ہو چکا ہے،عبداللہ عالم اور مسجد کاامام ہے،جس وقت عبداللہ نکاح پڑھانے جارہاتھا،ایک شخص نے کہا کہ آپ کو یہ نکاح نہ پڑھانا چاہئے،تو عبداللہ نے کہاہاں مجھے معلوم ہے کہ یہ کافر ہے،میں نکاح نہ پڑھاؤں گا،بلکہ صرف شرکت ہی کروں گا،مگرعبداللہ نے وہاں جاکرنکاح پڑھایا۔اس ضمن میں چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔کیاعبداللہ نے شیعوں کا کافرہونے کایقین ہونے کے باوجودنکاح پڑھایاغالباً جائزسمجھ کریاپیسوں کے لالچ میں؟

جـــواب: عبداللہ نے جونکاح پڑھایاہے وہ جائزسمجھ کرنہیں بلکہ کسی اورمقصد سے پڑھایاہے،اس لئے عبداللہ پر سچی اور پکی توبہ لازم ہےاورجوسنی اس نکاح میں شریک ہوئے ان پربھی توبہ لازم ہے۔

(کتاب النوازل :ج8:ص332)

شیعہ لڑکی کا سنی لڑکے سے نکاح پڑھوانا اور نکاح خواں کا امامت کرنا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے ایک سنی لڑکے کا نکاح ایک شیعہ لڑکی سے پڑھادیا ہے(یہ لڑکی اثناعشری فرقہ سے تعلق رکھتی ہے،اوراس فرقہ پر کفر کا فتویٰ لاحق ہو چکا ہے)زید عالم اور مسجد کا امام بھی ہے،جس وقت زید نکاح پڑھانے جارہا تھا،ایک شخص نے کہا کہ آپ کو یہ نکاح نہ پڑھانا چاہئے،تو زید نے کہاہاں مجھے معلوم ہے کہ یہ کافر ہے،میں نکاح نہ پڑھاؤں گا،بلکہ صرف شرکت ہی کروں گا،مگر زید نے وہاں جاکر نکاح پڑھایا۔اس ضمن میں چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

1.....کیازید نے شیعوں کا کافر ہونے کا یقین ہونے کے باوجود نکاح پڑھایا غالباً جائز سمجھ کر یا پیسوں کے لالچ میں؟

2.....منع کرنے والے شخص سے جھوٹ بھولا کہ میں نکاح نہیں پڑھاؤں گا،پھر بھی پڑھایا؟

3.....زید کے نکاح پڑھانے کی وجہ سے سنی لڑکا شیعہ لڑکی سے جو صحبت کرے گا وہ جائز ہوگی یا نہیں؟

4.....زید کو لوگ عالم اور امام سمجھ کر اس قسم کے نکاح کو جائز سمجھنے لگیں گے۔اس طرح کے حالات کے پیش نظر زید کے پیچھے نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں؟اگر زید اب توبہ کرے تو وہ نمازیں جو نکاح سے اب تک پڑھائی ہیں ان کا کیا ہوگا؟

جواب: شیعہ اثناعشریہ جو خلافِ شرع عقائد رکھتے ہیں،اُن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں،ایسا نکاح منعقد ہی نہ ہوگا،اِلّا یہ کہ لڑکی اپنے عقائدِ باطلہ سے توبہ کرکے دائرۂ اسلام میں داخل ہوجائے اور پھر کوئی صحیح العقیدہ شخص ان دونوں کا نکاح کرائے۔

بریں بنا صورتِ مسئولہ میں زید نے شیعہ لڑکی سے سنی لڑکے کا نکاح پڑھا کر سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے،اس نکاح پڑھانے سے شیعہ لڑکی سنی لڑکے کے لیئے حلال نہ ہوگی،زید پر توبہ واستغفار لازم ہے،جب تک توبہ نہ کرے گا اُس کی امامت مکروہ ہوگی،تاہم جو نمازیں توبہ سے قبل پڑھائی ہیں اُن کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

(کتاب النوازل :ج8:ص333)

تعزیہ بنانا کھلی ہوئی بدعت ہے اور تعزیہ رکھنے کی جگہ پر مسجد بنانے کا حکم:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ شہر گھرکون میں ایک

بنگلہ ہے،یعنی پنچایتی ایک عمارت،جس میں کئی سالوں سے تعزیہ وغیرہ بنتا ہے اور سال بھر اسی کے کام میں لیا جاتا ہے، اب اس محلّہ میں مسجد نہ ہونے کی وجہ سے اہل محلّہ کا اس جگہ پر مسجد بنانے کا ارادہ ہے،جبکہ اسی میں سے ایک کمرہ تعزیہ کے لئے بھی نکالنا چاہتے ہیں۔تو ایسی جگہ پر مسجد تعمیر کر سکتے ہیں؟

جواب: تعزیہ بنانا جائز نہیں ہے،یہ کھلی ہوئی بدعت ہے۔اس لئے صورتِ مسئولہ میں جس عمارت میں تعزیہ رکھا جاتا ہے اگر اُس عمارت کے مالکین ومتصرفین راضی ہوں تو اُس جگہ مسجد بنانا شرعاً جائز ہے۔اور مسجد بنے یا نہ بنے تعزیہ کا سلسلہ بہر صورت ختم ہونا چاہئے۔(کتاب النوازل :ج 13:ص 191)

مسجد کے فنڈ سے تعزیہ بنوانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں تعزیہ داری کا رواج قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے،اب الحمدللہ کسی حد تک لوگ باز آگئے ہیں،لیکن تعزیئے اب بھی بنائے جاتے ہیں اور تعزیہ سازی پر جو رقم صرف ہوتی ہے وہ مسجد کا جمع کردہ فنڈ ہوتا ہے،جب اُن کو مسجد کے فنڈ میں سے خرچ کرنے سے منع کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ صاحب! یہ تو ہم پرانے زمانے سے کرتے آئے ہیں،مؤدبانہ درخواست ہے کہ تعزیہ سازی پر قدرے روشنی ڈالتے ہوئے مسئلہ کی وضاحت کی جائے۔

جواب: تعزیہ داری وتعزیہ سازی بدعت وگناہ کا کام ہے،مسجد کا فنڈ اِس ناجائز کام میں استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں اور یہ کوئی دلیل نہیں کہ پرانے زمانے سے یہ کام ہورہا ہے۔اس لئے کہ بہت سے حرام کام صدیوں سے ہوتے چلے آرہیں،لیکن اُنہیں اِس بنا پر جائز نہیں کہا جاسکتا۔(کتاب النوازل :ج 13:ص 303)

روافض کے مذہبی کاموں میں تعاون اور شرکت کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص جو بظاہر اہل سنت والجماعت کی طرف میلان کا اظہار کرتا ہے،اور علمائے اہل سنت کی تقریریں وغیرہ بھی سنتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُس کے یہاں محرم کے موقعوں پر شیعوں کی خرافات بھی انجام دی جاتی ہیں،اُس کے یہاں تعزیئے اُٹھتے ہیں، علم اور پنجے لائے جاتے ہیں،تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں،محرم کا حلیم بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے،نیز حالیہ دنوں میں شیعہ عالم نے اُس کے یہاں تقریر کی،اُس کے بعد کھلم کھلا اعلانیہ سینہ کوبی اور ماتم کیا گیا،نالہ وشیون اور شور وشغب اِس قدر بلند ہوا کہ قریب بیس فٹ دُوری پر واقع مسجد میں عشاء کی نماز ہورہی تھی،جس میں نمازیوں کو بے پناہ خلل ہوا۔واضح

رہے کہ اس صورتِ حال اعلانیہ ماتم اور سینہ کوبی کا تقریباً تمام نمازیوں نے مشاہدہ کیا۔

لہذا کیا ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے نکل کر شیعوں کی فہرست میں داخل ہوجائے گا؟ اور اس پر شیعوں کے احکام جاری ہوں گے؟ کیا ایسے شخص سے سلام وکلام کرنا جائز ہوگا؟ کیا ایسے شخص کی محرم کے علاوہ عام دنوں کی دعوتوں کو قبول کرنا اور اُس کے یہاں کھانا کھانا، چائے پانی وغیرہ کرنا جائز ہوگا؟ کیا ایسے شخص سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کرلینا واجب ولازم ہوگا؟ کیا ایسے شخص کی ایام محرم کی دعوتوں کو قبول کرنا اور اُس کے یہاں ایام محرم کی مجلسوں میں شرکت، اُس کے یہاں سے بھیجے ہوئے محرم کے حلیم اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں کا ایامِ محرم میں لینا جائز ہوگا؟

جواب: سوال میں جو اُمور لکھے گئے ہیں وہ سب روافض کا شعار، بدعت اور گناہ ہیں۔ اِن اُمور میں کسی طرح کا تعاون اور شرکت جائز نہیں ہے۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ:ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان:(سورۃ المائدہ:آیت 2)

:عن عبداللّٰہ بن ابی اوفیؓ قال:نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن المراثی:

(سنن ابن ماجہ:ص 114)

:ثم ایاہ وان یشغلہ ببدع الروافض ونحوھم من الندب والخیانۃ والحزن اذلیس من اخلاق المؤمنین:(البدایۃ والنھایۃ:ج 8:ص 202)

جو شخص ان باتوں کا مرتکب ہے اُس کو حکمت کے ساتھ سمجھانے کی ضرورت ہے، اگر وہ کسی طرح باز نہ آئے اور اس سے میل جول بند کرنے سے اُس کی اور دیگر لوگوں کی اصلاح کی اُمید ہو تو ایسے شخص سے میل جول ختم کرنے کی بھی اجازت ہے، تاہم محض اِس بدعملی کی وجہ سے اُس کو شیعوں کی فہرست میں داخل نہیں کیا جائے گا۔

(کتاب النوازل :ج 16:ص 369)

شیعوں سے سنیوں کا میل جول رکھنے، اُن کی تقریبات وغیرہ میں شرکت کرنے اور اُن کے مقتداء کا اکرام کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کبیر پورہ ضلع سابر کانٹھا کا ایک دیہات ہے جس میں تقریباً اہل حق، بریلوی، شیعہ وغیرہ تمام مکتب فکر کے لوگ رہتے ہیں، آپسی اتفاق الحمدللہ قابلِ تعریف ہے، خصوصاً اجتماعی مسائل میں، نیز اکثریت اہل حق کی ہے، لہذا اُن کی رائے کا زیادہ دخل ہے، اِن تمام

فرقوں کا آپسی تعلق الحمدللہ نہایت ہی عمدہ اور قابل تعریف ہے،خصوصاً شیعوں کو تو کسی کام میں بغیر اہلِ حق کے آنکھیں ہی نہیں کھلتی۔

لہذا استفتاء یہ ہے کہ شیعوں نے اپنے کسی بڑے پیر کی خلافت اُن کے بیٹے کو عطا کی اور خلیفہ بنایا،اس قوم میں پیر پرستی غالب ہونے کی وجہ سے پیر کے گاؤں جا کر مختلف انداز سے خوشیاں منائی گئیں،منجملہ اُن خوشیوں کے کچھ دنوں کے بعد ان لوگوں نے کھانا پکا کر پورے گاؤں کی دعوت کی،اس دعوت میں مرد وعورت کا با قاعدہ معیاری انتظام تھا جو صرف اہل حق کی رعایت میں تھا،ورنہ وہ لوگ اپنے آپسی معاملات میں یہ انتظام نہیں کرتے ،مرد وعورت ساتھ ہوا کرتے ہیں،نیز اس دعوت میں پیر کے نام کا چڑھاوا تھا اور نہ کوئی نذر،اور دعوت میں منجانب شیعہ کے نہ کوئی قباحت شرعی تھی،نیز اس گاؤں میں اس خصوصی دعوت کے علاوہ تمام لوگ اپنی شادی بیاہ وغیرہ میں ایک دوسرے کے یہاں شرکت کرتے ہیں،نیز خوشی غمی،موت ومیت وغیرہ اُمور آپس میں بغرض تعزیت،دلجوئی،مبارک بادی وغمخواری وغیرہ اُمور میں ایک دوسرے کی خوب رعایت کرتے ہیں،خصوصاً اہل شیعہ لوگ،اہل حق سے زیادہ اُن اُمور کی رعایت کرتے ہیں،نیز بعض آپس میں ایک دوسرے کے قرابت دار ہیں،کیونکہ چند سال قبل تمام ایک تھے،الحمدللہ دعوت ومدارس کی محنت سے بعض بڑے بڑے صراط مستقیم پر گامزن ہوئے،اور اہل حق میں شامل ہو گئے،نیز اہل حق کی مسجد کی زمینیں شیعوں کو مزارعت پر دی جاتی ہیں،اسی طرح دیگر معاملات بیع وشراء وغیرہ بڑے اچھے انداز سے ہوتے ہیں،جن میں اہل حق کی بات غالب رہتی ہے،اور با قاعدہ باشرع مسلمانوں کی طرح وہ لوگ بھی معاملہ کرتے ہیں،خلاصہ یہ کہ الحمدللہ آپسی اُمور بڑے ہی اچھے ہیں،نیز خود سائل کا مکان اُن کے قریب وجوار میں ہے تو کبھی کبھی پڑوس کے حق کی وجہ سے چھوٹی موٹی کھانے پینے کی چیزوں کا لین دین رہتا ہے،ہم لوگ اُن کی کھانے کی چیزوں کو استعمال نہیں کرتے ،لیکن وہ لوگ ہمارے کھانے کی چیزوں کو بہ طیب خاطر کھا لیتے ہیں۔

لہذا اصل استفتاء یہ ہے کہ مذکورہ دعوت میں اہل حق شرکت کریں یا نہیں؟ قباحت صرف اتنی ہے کہ داعی شیعہ ہیں۔اہل حق میں دو(2) رائے ہیں،منکرین حضرات کی یہ دلیل ہے کہ اُن لوگوں نے حضرات اسلاف کے ساتھ ظلم وزیادتی کی تھی،لہذا کیا مخالفین کے ساتھ یہ رویہ روا ہوسکتا ہے؟اور ظاہر ہے کہ شرکت نہ کرنے سے اُن کو تکلیف ہورہی ہے،کیونکہ اُس کا یہ کہنا کہ ہمیں آپ کی جماعت کی زیادہ قدر وقیمت ہے،اور آپ ہماری دعوت میں شریک نہیں ہوئے، حالانکہ ہماری رعایت میں اُن لوگوں نے تمام طرح کی رعایت کی تھی،نیز بعض عورتوں سے بعض منکرین کی طرف منسوب کرتے ہوئے حرمت تک کا قول سنا۔لہذا اس مسئلہ میں ہماری رہبری فرمائیں۔نیز شیعوں کے پیر سے سلام ومصافحہ اور

ملاقات کرنا کیسا ہے؟

جواب: شیعوں کا جو فرقہ خلافِ شرع عقائد رکھتا ہو اور صحابہ کرامؓ و اسلافِ عظام پر تبرا کرتا ہو (اور آج کل ہندوستان میں ایسے ہی شیعوں کی اکثریت ہیں، جو ظاہرداری میں سنیوں سے بہت اچھا معاملہ کرتے ہے لیکن اندرونی طور پر مذہب اہل سنت اور صحابہ کرامؓ سے بغض رکھتے ہیں) تو ایسے لوگوں سے سنیوں کا میل جول اور اُن کی تقریبات وغیرہ میں اس طرح شرکت کرنا کہ عوام کے ذہن سے اُن کے مذہب کی بُرائی نکل جائے ہرگز جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اُن کے کسی پیر یا مقتداء کا باقاعدہ اکرام بھی سنیوں کی طرف سے نہیں ہونا چاہئے، اور اُن سے قرابت اور رشتہ داری بھی درست نہیں ہے۔

:الرافضی ان کان ممن یعتقدالالوھیۃفی علیؓ اوان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی اوکان ینکرصحبۃ الصدیقؓ اویقذف السیدۃ فھوکافرۃ لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ بخلاف ماذاکان یفضل علیاًاو ایسب الصحابۃ،فانہ مبتدع لاکافر:(شامی:ج4:ص135)(کتاب النوازل :ج16:ص371)

شیعوں کے یہاں کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا اور میل جول رکھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ شیعہ کے یہاں حنفی حضرات کا کھانا پینا کیسا ہے؟ جبکہ یہ بات مشہور ہے کہ جب کبھی سنی حضرات، شیعہ کے یہاں کچھ کھاتے پیتے ہیں تو وہ لوگ اُس میں تھوک دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ سنی کو دھوکہ دینا اُن کے یہاں ثواب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کچھ سنی حضرات یہ کہتے ہیں کہ انفرادی طور پر نہیں کھانا چاہئے، اجتماعی دعوت ہو تو وہاں کھانا صحیح ہے۔ اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: جو شیعہ، اسلام مخالف عقائد رکھتا ہو اُس سے میل جول رکھنا، اُس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا منع ہے، خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ (کتاب النوازل :ج16:ص373)

شیعہ اور فاسق سے دوستی رکھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا کسی تارکِ صلوۃ وصوم اور حرام گوشت کھانے والے (حرام گوشت سے مراد جھٹکا ہے) شیعہ مسلمان سے دوستی رکھنا اور اُن کے ساتھ اکثر نشست وبرخاست، خورد ونوش، آمد ورفت رکھنا کسی اہل سنت مسلمان کیلئے جو بظاہر شراب نوشی نہیں کرتا، لیکن حرام گوشت

کھانے والے کے ساتھ کھاتا پیتا ہے، تعلق رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور شریعت کی نظر میں یہ اہل سنت شخص جو کہ علماء اور تعلیم یافتہ ہے اور سب کچھ جانتے ہوئے بھی قصداً شیعہ مسلمان ہم پیالہ وہم نوالہ بنا ہوا ہے، کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اہل سنت اور مسلم معاشرت میں مؤخر الذکر شخص کس سزا کا مستحق ہے؟ اس پر روشنی ڈالی جائے۔

جواب: شیعہ اور فاسق سے دلی دوستی رکھنا کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے۔ مذکورہ شخص پر توبہ اور ترکِ تعلق لازم ہے۔

:قال اللّٰہ تبارك وتعالٰی:ولاترکنواالی الّذین ظلموافتمسّکم النّار:

(سورۃ الھود:آیت113)

وقال اللّٰہ تعالٰی:یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْادِیْنَکُمْ ھُزُوًاوَّلَعِبًامِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوْاالْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَاَوْلِیَآءَ،وَاتَّقُواللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔(المائدۃ: 57)

(کتاب النوازل :ج 16:ص 374)

ماہِ محرم میں شادی کرنا:

سوال: بہت سی جگہوں میں خصوصاً ہمارے یہاں محرم کا چاند دیکھتے ہی شادی بیاہ کا سلسلہ بالکل بند کر دیتے ہیں اور گمان یہ کرتے ہیں کہ اب اس ماہ میں شادی بیاہ کرنا درست نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ نیز محرم کے مہینہ میں شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا بالکل حلال ہے، اس میں کوئی کراہت بھی نہیں، جو لوگ اس مہینہ میں ایک حلال چیز کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔ یہ غلط عقیدہ شیعوں کی طرف سے آیا ہے، جس سے اہل سنت والجماعت کو بچنا لازم ہے۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل:ص 235)

محرم میں کالے کپڑے پہننا وغیرہ:

سوال: محرم کے مہینہ میں کالے کپڑے پہننا، چولہا نہ جلانا اور بستر پر نہ سونا وغیرہ، اہل سنت والجماعت کے لئے ایسا کرنا کیا ضروری ہے؟

جواب: یہ سب اعمال قطعاً جائز نہیں، شریعت میں صرف عورت کیلئے اپنے شوہر پر عدت تک سوگ منانے کا حکم ہے، کسی دوسرے کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں۔

لہذا کسی بھی سنی اور صحیح العقیدہ شخص کیلئے محرم کے مہینہ میں کالے کپڑے پہننے وغیرہ جیسے سوگ والے اعمال کرنا بالکل درست نہیں ہے۔(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص 257)

روافض کی جلوس کے لئے شربت کی سبیل لگانے اور اس کے پینے کا حکم:

سوال: محرم کے جلوس کے سلسلہ سے راستے میں جگہ جگہ شربت پلانے کا اہتمام مسلمانوں کی طرف سے ہوتا ہے تو ناظرین کیلئے ایسے شربت کا پیا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کی طرف سے کیا اس کا اہتمام کرنا درست ہے؟

جواب: روافض (شیعوں) کے جلوس کیلئے شربت کی سبیل لگانا ہرگز موجبِ ثواب نہیں ہے، کسی بھی مسلمان کو اس میں حصہ نہیں لینا چاہئے اور اس پانی کے پینے سے بھی احتراز کریں، تا کہ اس عمل پر نکیر نہ ہو سکے:قال النّبیّ ﷺ :من کثّرسواد قوم فھو منھم:(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص 257)

شہدائے کربلا کے لئے قرآن خوانی اور مرثیہ کی مجالس قائم کرنا:

سوال: دس محرم کو شہدائے کربلا کیلئے اہتمام کے ساتھ قرآن خوانی کرانا کیا ثواب کا کام ہے؟ نیز جگہ جگہ مرثیہ کی مجلس لگانا اور مرثیہ گانا جائز ہے؟

جواب: قرآن خوانی عام دنوں میں بلا کسی التزام کے ہو تو گنجائش ہے، لیکن اس کیلئے محرم یا اس کے کسی دن کو خاص کرنا بدعت ہے۔اسی طرح نوحہ اور مرثیہ کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص 258)

محرم کی مجلسیں قائم کرنا:

سوال: محرم کے مہینہ میں شہدائے کربلا کے واقعات بیان کرنا، محفل منعقد کرنا اور رُونا دھونا، اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے لئے کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: یہ سب سوگ کی باتیں اور خرافات ہیں، ان کا اسلام اور دین سے کوئی تعلق نہیں، اہل سنت والجماعت کے لئے ان سے اجتناب لازم ہے۔(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص 258)

محرم میں کھچڑا پکانا اور اس میں ذاتی یا مالی طور پر حصہ لینا:

سوال: دس محرم کو کھچڑا پکانا اور اس کا لنگر لٹانا اور لوگوں کو بُلا بُلا کر کھلانا، ساری رات اس کیلئے جاگنا اور اس کیلئے چندہ دینا اور چندہ وصول کرنا، سنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

جـــواب: محرم میں کھچڑے کی رسم محض جہالت وبدعت ہے،اس میں ذاتی یا مالی طور پر کسی بھی طرح حصہ لینا درست نہیں۔(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص259)

تعزیہ کا جلوس دیکھنا اور اس میں شرکت کرنا:

ســـوال: بہت سی جگہ جب تعزیہ کا جلوس و پنکھے کا جلوس نکلتا ہے تو گھر کے بچوں کو ساتھ لے کر تماش بین بن کر تماشہ دیکھنے جاتے ہیں۔تو کیا یہ تماشا دیکھنا جائز ہے؟بچوں کے بہانے بڑوں کو اور بچوں کو ایسے جلوس میں شریک ہونا اور دیکھنا درست ہے؟

جـــواب: ایسے جلوسوں میں شرکت سے معصیت پر تعاون ہوتا ہے،اس لئے ان میں شرکت درست نہیں۔ قال اللّٰہ تعالیٰ:تعاونوا علی البرّ والتّقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان:

(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص258)

محرم کا کھچڑا وصول کرنا:

ســـوال: محرم کا کھچڑا کوئی شخص پکا نہیں رہا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی اہتمام کر رہا ہے،مگر اس کے یہاں رشتہ داروں کے یہاں سے کوئی بھیج رہے ہیں۔تو اس کھچڑا کا لینا اور کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جـــواب: جس طرح محرم کا کھچڑا پکانا جائز نہیں اسی طرح جس گھر میں یہ کھچڑا بھیجا جائے،اسے وصول بھی نہیں کرنا چاہئے،تا کہ بدعات ورسوم پر تنبیہ ہو سکے اور پکانے والوں کی اصلاح ہو۔(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص259)

شیعہ کے ساتھ نکاح کرنا:

جن فرقوں کے عقائد واضح طور پر کفر تک پہنچتے ہوں،جن میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو جیسے بہائیہ اور شیعوں کے وہ فرقے جو کفریہ عقائد رکھتے ہیں،مثلاً:اثنا عشریہ،مہدویہ،دروزی،نصیری وغیرہ تو اُن کے مردوں یا عورتوں سے نکاح قطعاً جائز نہیں ہے۔(کتاب المسائل:ج4:ص255)

محرم میں شادی کو منحوس سمجھنا:

محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا بالکل حلال ہے،اس میں کوئی کراہت بھی نہیں،جو لوگ شیعیت سے متاثر ہو کر اس مہینہ میں نکاح کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں،اُن کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔

(کتاب المسائل:ج4:ص311)

شیعہ کی امامت:

شیعہ اثناعشری کی امامت میں نماز درست نہیں ہے، کیونکہ اس فرقہ کے عقائد کفریہ ہیں، مثلاً: حضرات شیخینؓ کی تکفیر، عصمتِ انبیاء، تحریف قرآن وغیرہ۔

فان ادی الی الکفر فلا یجوز اصلاً الاقتداء به کغلاة الروافض:

(صغیری:ص264)

اوالکافر بسب الشیخینؓ اوبسب احدهما فی البحر عن الجوهرة معزیا للشهید من سب الشیخینؓ اوطعن فیهما کفر، ولا تقبل توبته، وبه اخذ الدبوسی وابواللیث وهو المختار للفتویٰ:(شامی زکریا:ج6:ص376)۔(کتاب المسائل:ج1:ص407)

عشرۂ محرم میں تعزیہ وغیرہ نکالنا:

عشرۂ محرم میں سوگ منانا، تعزیہ وغیرہ نکالنا شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ روافض کا شعار ہے، جس کا ترک لازم ہے۔(کتاب النوازل:ج1:ص494)

عشرۂ محرم میں ذکرِ شہادت کرنا، شربت ودودھ کی سبیل لگانا:

حضرت حسینؓ یا دیگر شہداء کی شہادت کا ذکر کرنا یا بلا کسی التزام کے عام لوگوں کیلئے پانی یا دودھ وغیرہ کی سبیل لگانا وغیرہ :فی نفسه: جائز ہے، لیکن ان باتوں کو عشرۂ محرم کے ساتھ خاص کر لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسا کرنے میں روافض سے تشبہ لازم آتا ہے۔(کتاب النوازل:ج1:ص497)

شوہر کے ارتداد کی وجہ سے نکاح کا فسخ ہونا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میں نے ایک نومسلم نوجوان سے شادی کی تھی، کچھ دن تو وہ ٹھیک ٹھاک رہا، اور اپنے کو مسلمان ظاہر کرتا رہا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد گھریلو تنازعہ پر اُس نے کئی بار یہ کہا کہ اب میں مسلمان نہیں رہا، اور میں اپنے سابقہ مذہب کی طرف لوٹ رہا ہوں۔ تو ایسی صورت میں میرا اُس شوہر کے ساتھ رہنا درست ہے یا نہیں؟ ہمارا نکاح برقرار ہے یا نہیں؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ واقعہ اگر درست ہے اور آپ کا شوہر مذہب اسلام چھوڑ کر واقعتاً مرتد ہو چکا ہے تو جس وقت سے اُس نے ارتداد اختیار کیا، اُسی وقت سے آپ کا اس سے ازدواجی تعلق خود بخود ختم ہو چکا ہے، اب آپ دونوں کا ساتھ رہنا جائز نہیں، اور اس سے فوری طور پر علیحدہ ہونا لازم ہے۔ اگر آپ اس کے ساتھ رہیں گی تو سخت گنہگار ہوں گی۔ (کتاب النوازل :ج 10:ص 100)

اگر شوہر مرتد ہو گیا:

سوال: میرا شوہر مسلمان تھا، لیکن (نعوذ باللہ) وہ مرتد ہو گئے، اور اپنے نام کے آگے سنگھ لکھ رہے ہیں۔ اب میرا پوچھنا یہ ہے کہ اس صورت میں میں کیا کروں؟ خلع کرالوں یا کوئی اور شکل اختیار کروں؟ ان کو سمجھا کر عاجز آچکی ہوں، مگر ان کا کہنا ہے کہ تم بھی مذہب بدل لو۔ آپ مجھے تسلی بخش جواب دیں اور یہ بھی بتائیں کہ ان کی جائیداد میں ہماری اولادیں (الحمدللہ تمام اولادیں میرے ساتھ ہیں اور سبھی ان سے نفرت کرتے ہیں) شریک ہوں گی کہ نہیں؟ اور حق زوجیت ملے گا کہ نہیں؟

جواب: جس وقت سے آپ کا شوہر (نعوذ باللہ) مرتد ہوا ہے، اُسی وقت سے آپ خود بخود اس کے نکاح سے نکل گئیں اور عدت تین ماہ گزرنے کے بعد آپ کیلئے دوسرا نکاح بھی حلال ہو جائے گا، اس لئے آپ کا اس شوہر کے ساتھ رہنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، فوری طور پر اس سے علیحدگی لازم ہے، اور شوہر اپنے مال کا خود مالک ہے، اور مرنے کے بعد اس نے جو مال حالتِ اسلام میں کمایا ہے اس میں اس کی اولاد کا بھی شرعی حق ہوگا، اور شوہر کا انتقال اگر آپ کی عدت گزرنے کے بعد ہو تو آپ کو اس کی وراثت میں سے کچھ حق نہ ملے گا۔

(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص 251)

مسلمان شوہر مرتد ہو جائے تو نکاح کا حکم:

اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) تو نکاح فوراً ختم ہو جائے گا، اور عدت کے بعد وہ مسلمان عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔ (کتاب المسائل:ج 4:ص 260)

مرتد ہو جانے والی ماں کو پرورش کا حق نہیں:

جو عورت (نعوذ باللہ) مرتد ہو جائے تو اُس کو بچہ کی پرورش کا حق نہیں ملتا (کیونکہ اوّلاً تو ارتداد کی سزا

پانے کی وجہ سے وہ پرورش ہی نہ کرپائے گی ،مزید یہ کہ اُس کے غلط عقائد کا اثر بچہ پر پڑنے کا اندیشہ ہوگا)۔

(کتاب المسائل:ج5:ص444)

زندیق عورت سے نکاح:

وہ عورت جو اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے کافرہ ہو کو کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے تو اس سے نکاح حلال نہیں ہے۔

(کتاب المسائل:ج4:ص253)

ذمیوں کی شہادت سے نکاح کا حکم:

اگر شوہر مسلمان ہو اور عورت ذمیہ (کتابیہ) ہو تو اُن دونوں کا نکاح دو ذمی کافروں کی شہادت سے صحیح ہو جائے گا، لیکن اگر دونوں میاں بیوی مسلمان ہوں تو پھر ذمیوں کی شہادت اُن کے حق میں معتبر نہیں ہے۔

(کتاب المسائل:ج4:ص119)

موجودہ قرآن کو اصلی قرآن نہ کہنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب نے بیان میں کہا ہے کہ قرآن کریم اصل قرآن کریم نہیں ہے، اصل قرآن کریم تو لوح محفوظ میں ہے، ہمارے پاس جو قرآن کریم تیس پاروں کا ہے وہ اصل قرآن کریم نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ تو اس کے نقوش ہیں اصل تو لوح محفوظ پر ہے۔ایک مرتبہ اس شخص نے قرآن کریم کے اوراق مہتر کی گاڑی میں ڈال دیئے، اور پوچھنے پر کہنے لگے کہ یہ اصل قرآن کریم نہیں ہے۔تو کیا ایسے شخص کو امام بنایا جاسکتا ہے؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ہمارے پاس جو قرآن کریم ہے یہی اصل قرآن کریم ہے، اور لوح محفوظ سے نازل شدہ ہے، اس کی توہین قطعاً حرام اور موجب کفر ہے۔اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ درست ہے تو مذکورہ شخص پر تجدیدِ ایمان لازم ہے، اور ایسے شخص کی امامت توبہ کے بغیر درست نہیں۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ:الم.ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ:قولہ:لاریب فیہ:ای لاشک فیہ قالہ ابوالدرداءؓ وابن عباسؓ ومجاھدؒ وسعیدبن جبیرؒ وابومالکؒ ونافع مولی ابن عمرؓ وعطاء وابوالعالیۃ،وفی الکلام ھنا:ان ھٰذاالکتاب ھوالقرآن لاشک فیہ انہ نزل من عنداللّٰہ کماقال تعالیٰ فی السجدۃ:الم،تنزیل الکتٰب لاریب فیہ من رّبّ العٰلمین:

(تفسیر ابن کثیر:ص36)

عن ابی ھریرۃؓ عن النبیﷺ قال:المراء فی القرآن کفر:

(سنن ابی داؤد:ج2:ص632)

اذاانکرآیۃ من القرآن،اوسخرمن القرآن....وفی الخزانۃ:او عاب فقد کفر:

(الفتاوی التاتارخانیۃ:ج5:ص490)

وکرہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اھتمامہ بالدین فتعجب اھانتہ شرعاً، فلایعظم بتقدیمہ للامامۃ:(مراق الفلاح:ص302)(کتاب النوازل :ج4:ص267)

اشاعت اسلام کی غرض سے غیر مسلموں میں زکوۃ تقسیم کرنا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زکوۃ کی رقم غیر مسلم انسانوں میں اشاعتِ اسلام کے لئے صرف کی جاسکتی ہے؟اور:والمؤلفۃ قلوبھم:میں کیا حکم خداوندی ہے؟

جواب: غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت کیلئے زکوۃ کی رقومات کو صرف کرنا جائز نہیں ہے،اور قرآن کریم میں:والمؤلفۃ قلوبھم: کے مصرف کا جو ذکر ہے وہ دورِ صدیقیؓ میں باجماع صحابہؓ ساقط ہو چکا ہے۔البتہ جو غیر مسلم اسلام لے آئے اور وہ نادار فقیر ہو تو ایسے نومسلم فقیر کو زکوۃ دینا درست ہے۔(کتاب النوازل :ج7:ص121)

اسکول کے مسلم وغیر مسلم بچوں پر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا اور استاذہ کی تنخواہ دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک اسکول میں درجہ اطفال سے لے کر درجہ آٹھ تک تعلیم ہوتی ہے،لیکن درجہ پنجم تک ملازمین کی تنخواہ چندہ کی رقم سے ادا کی جاتی ہے۔تو ایسی صورت میں غیر مسلموں کو تعلیم دینا اس اسکول میں صحیح ہے یا نہیں؟نیز پہلے غیر مسلموں کو اس مکتب میں تعلیم نہیں دی جاتی تھی،حالانکہ چندہ کی رقم فطرہ،چرمِ قربانی،زکوۃ،عطیات وغیرہ ہوتا ہے،تو کیا ایسی رقمیں مسلم بچوں کے ساتھ غیر مسلم طلبہ پر بھی خرچ کی جاسکتی ہے؟

جواب: مذکورہ اسکول کیلئے زکوۃ،صدقاتِ واجبہ کی رقومات وصول کرنا اور پھر ان کو ماسٹروں اور ملازمین کی تنخواہوں میں اور اسکول کے غیر مسلم بچوں پر صرف کرنا جائز نہیں ہے،ان جگہوں پر صرف کرنے سے زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(کتاب النوازل :ج7:ص163)

غیر مسلم کوفطرہ اورزکوۃ کی رقم دینا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ فطرہ وزکوۃ کی رقم غیر مسلم کودے سکتے ہیں یانہیں؟

جواب: زکوۃ کی رقم غیر مسلم کونہیں دی جاسکتی،اورفطرہ بھی مسلمان کودیناافضل ہے۔

(کتاب النوازل :ج7:ص254)

مسلمان لڑکے لڑکی کا نکاح مشرک کے ساتھ حرام ہے:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا مسلم لڑکے یالڑکی کا غیر مسلم کے ساتھ نکاح جائز ہے؟اُن کی اولاد کا کیا حکم ہے؟کیا جائیداد موروثی میں اُن کا حق ہے؟

جواب: مسلمان لڑکے لڑکی کا نکاح غیر مسلم مشرک کے ساتھ قطعاً حرام ہے،اس رشتہ سے پیداشدہ اولاد کا نسب مسلمان سے ثابت نہ ہوگا،اور یہ اولاد اُس کی وارث بھی نہ ہوگی۔(کتاب النوازل :ج8:ص321)

مسلمان بیوی کوطلاق دے کرغیر مسلم عورت سے نکاح کرنااوراُس سے پیدا ہونے والی اولاد کانسب:

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ مسلمان ہے اوراس نے ایک مسلم لڑکی سے شادی بھی کی اوراس سے اولاد بھی پیداہوئی،کچھ عرصہ کے بعداس نے اس لڑکی کوشرعی طلاق دیدی،پھراس لڑکے نے ایک ہندولڑکی سے شادی کرلی اوراس لڑکی کومسلمان بھی نہیں کرایا گیااوروہ لڑکی آج بھی اس کے گھر میں بیوی کی حیثیت سے رہ رہی ہے،اوروہ شخص جواِس فعلِ بد میں گرفتار ہے یہ شخص مسلمانوں کی کسی بھی طرح رہنمائی کرسکتا ہے؟اوراب اس ہندولڑکی سے جواولاد ہورہی ہے کیاوہ اولاد جائز ہے یاناجائز؟

جواب: مسئولہ صورت میں اگرغیر مسلم لڑکی کومسلمان کرکےاس سے نکاح کیا ہےتو شرعاً کوئی اشکال نہیں ہےاوراگرغیر مسلم لڑکی سے اس کے مسلمان ہوئے بغیر نکاح کیا ہے،جیسا کہ سوال میں درج ہےتو یہ نکاح سرے سے منعقدہی نہیں ہوا،اوراس سے جواولاد ہوئی ہےان کا نسب بھی اس شخص سے ثابت نہ ہوگا،دونوں میں فوراً تفریق لازم ہے،ورنہ سخت گنہگار ہوتے رہیں گے۔

:فلا یجوز للمسلم ان ینکح المشرکۃ لقولہ تعالیٰ:ولا تنکحوا المشرکٰت حتی یؤمن:(بدائع الصنائع:ج2:ص552):(کتاب النوازل :ج10:ص270)

غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کراسکتے ہیں یانہیں؟

جواب: غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا ناجائزاورحرام ہے۔(کتاب النوازل :ج16:ص291)

غیر مسلم کامذہبی منتروں وغیرہ سے علاج کرنا:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص غیر مسلم ہے،وہ اپنے دھرم ومذہب کے اعتبار سے دیوی دیوتاؤں کے عمل کے ذریعہ پتھری کا علاج کرتا ہے،پتھری کے سینکڑوں مریض ہفتہ میں دوبار اتوار ومنگل کوعلاج کرانے جاتے ہیں،جس میں مسلم وغیر مسلم سبھی ہوتے ہیں،بہت سے اہل علم طبقہ کوبھی دیکھا گیا کہ علاج کرا کے آئے اور بتایا کہ پتھری نکل گئی اور ہر آدمی دیکھتا ہے،نیز بہت سے لوگ شفاپانے کی شہادت بھی دیتے ہیں،آپریشن کی ضرورت نہیں پڑتی،نیز بہت سے پتھری کے مریض پرانے ہیں ضعیف بھی ہیں،شوگر کے بھی مریض ہیں،ڈاکٹر آپریشن کرانے سے بھی منع کررہے ہیں کہ شوگر کی وجہ سے آپریشن کازخم ٹھیک نہیں ہوتا۔تو ایسی صورت میں اُس غیر مسلم سے خصوصاً اہل ایمان کے لئے پتھری کا علاج کرانا درست ہے یانہیں؟

جواب: حسبِ تحریر سوال چونکہ مذکورہ غیر مسلم ہندو دھرم اور دیوی دیوتاؤں کے عمل کے ذریعہ علاج کرتا ہے۔لہذا کسی مسلمان کیلئے اُس غیر مسلم سے کسی طرح علاج کرانا قطعاً جائز نہیں ہے،جو بھی علاج کرانا ہو کسی ماہر حکیم یا ڈاکٹر یا کسی مسلمان عامل سے کرایا جائے۔(کتاب النوازل :ج16:ص292)

قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کے قول کا حکم:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کاقول معتبر ہوگا یانہیں؟

جواب: اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں یہ پتہ ہی نہ ہو کہ قبلہ کس سمت میں ہے،یعنی مثلاً یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں

سے قبلہ مشرق کی جانب ہے یا مغرب کی۔تو اگر کوئی غیر مسلم ایسی جگہ قبلہ کی سمت بتائے تو محض اس کی خبر کا اعتبار نہ ہوگا، جب تک کہ قرائن سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے۔اور اگر ایسی جگہ ہے جہاں اتنا تو معلوم ہے کہ قبلہ یہاں مثلاً جانب مغرب ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ مغرب کدھر ہے تو مغرب کا رُخ جاننے کیلئے کسی غیر مسلم سے بھی تحقیق کی جاسکتی ہے،اور محض رُخ بتانے میں اس کی خبر معتبر ہوگی جبکہ اس کی سچائی کا غالب گمان ہوجائے۔(کتاب النوازل: ج3:ص 432)

کیا غیر مسلم عورت مسلمان میت عورت کا چہرہ دیکھ سکتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے پڑوس میں غیر مسلم رہتے ہیں، ہماری والدہ کا جب انتقال ہوا تو ہمارے پڑوس کی غیر مسلم عورتیں ان کا چہرہ دیکھنے کیلئے ہمارے گھر آئیں، جب انہوں نے چہرہ دیکھنا چاہا تو بعض عورتوں نے انہیں چہرہ دیکھنے سے منع کردیا کہ تم سے پردہ ہے۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ غیر مسلم عورت کو مسلم میت عورت کا چہرہ دکھا سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا غیر مسلم عورت سے پردہ ہے؟ عدت میں غیر مسلم عورت سے پردہ کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: مسلمان عورتوں کا غیر مسلم عورتوں سے پردہ کرنا کم از کم مستحب ضرور ہے۔لہذا مسلم میت کا چہرہ دیکھنے سے کافر عورتوں کو روکنے کی گنجائش ہے،اور عدت یا بلا عدت کسی بھی حال میں غیر مسلم عورتوں کے سامنے بے پردگی یعنی بال اور زینت کے مواقع ظاہر کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے۔(کتاب النوازل: ج6:ص 57)

غیر مسلم کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا:

سوال: سلام کے سلسلہ میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ہمیں کوئی غیر مسلم شخص سلام کرے، جیسا کہ مسلمان بھائی اپنے ایک دوسرے بھائی کو سلام کرتے ہیں:السلام علیکم:۔اس طرح اگر کوئی غیر مسلم شخص مسلمان کو سلام کرے تو اس کا جواب کس طرح دینا چاہئے؟ کیا ہم کسی غیر مسلم شخص کو اسلامی طریقہ پر سلام کرسکتے ہیں؟ یا شرعی طور پر اس کا کوئی دوسرا طریقہ ہے؟

جواب: غیر مسلم کو سلام کرنا درست نہیں ہے،اگر وہ ہمیں سلام کرے تو جواب میں صرف:وعلیکم:کہہ دیں،ان سے ملاقات کے وقت:آداب:یا اس جیسے الفاظ کہیں،سلام نہ کریں، کیونکہ سلام صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص اور ان کا دینی شعار ہے۔(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص 291)

غیر مسلموں کو قرآن کریم دینا:

سوال: میں کالج میں پڑھتی ہوں، وہاں غیر مسلم لڑکیاں بھی ہیں، جو ہمارے اسلام اور نماز کے بارے میں طرح طرح کے سوال کرتی ہیں، اور میں جواب نہیں دے پاتی کہ ہم نماز کیوں، کیسے اور کس لئے پڑھتے ہیں؟ تبلیغ دین بھی ضروری ہے۔ اب مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میں نہیں بتا پا رہی ہوں تو کیا کچھ غلط ہے؟ اس کیلئے کیا میں ہندی والا قرآن یا کوئی اور دینی کتاب اُن کو پڑھنے کے لئے دے سکتی ہوں؟

جواب: آپ کو چاہئے کہ دینی کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور دین کی موٹی موٹی باتیں غیر مسلم سہیلیوں تک پہنچائیں، ان کی طرف سے اگر کوئی ایسی بات پیش ہو جس کا جواب آپ کو معلوم نہ ہو تو آپ اسے نوٹ کرلیں اور جانکار اہل علم سے معلوم کر کے اس کا انہیں جواب دے دیں، کوئی آسان سی دینی کتاب بھی انہیں مطالعہ کیلئے دی جاسکتی ہے، البتہ ابتدائی مرحلہ میں قرآن پاک غیر مسلموں کو دینا مناسب نہیں، کیونکہ ان کے گھروں میں اس کی بے حرمتی کا اندیشہ رہتا ہے۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل: ص 307)

بالغہ مسلمان لڑکی کے نکاح پر اُس کے کافر اولیاء کو اعتراض کا حق:

بالغہ مسلمان لڑکی اگر از خود کسی جگہ کفو یا غیر کفو میں نکاح کر لے تو اُس کے کافر اولیاء کو کسی قسم کے اعتراض کا حق نہ ہوگا۔ (کتاب المسائل: ج 4: ص 136)

مسلمان لڑکی کا غیر مسلم باپ اُس کا ولی بننا:

جو لڑکی مسلمان ہو اور اُس کا باپ غیر مسلم ہو تو وہ غیر مسلم باپ اُس لڑکی کا ولی نہیں بن سکتا۔

(کتاب المسائل: ج 4: ص 138)

یہودی یا عیسائی عورت کو بچے کی پرورش کرنا:

اگر کوئی ذمیہ (یہودی یا عیسائی کتابی عورت) مسلمان کے نکاح میں ہو تو اُسے بھی بچہ کے باشعور ہونے تک حسب ضابطہ پرورش کا حق ملتا ہے، لیکن جب یہ خطرہ ہو کہ یہ بچہ کو اپنے فاسد عقائد سے خراب کر دے گی، تو اُس کے پاس بچہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ (کتاب المسائل: ج 5: ص 446)

مشرکین سے ازدواجی وجنسی تعلق حرام ہے:

اسلام کی نظر میں شرک سب سے بڑا گناہ ہے،اس لئے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مشرکین سے ازدواجی وجنسی تعلق قطعاً نہ رکھا جائے، کیونکہ اس تعلق کی بنیاد پر نسلوں کے بگڑنے کا حقیقی خطرہ موجود رہتا ہے، جو اسلام کو کسی صورت منظور نہیں۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَاتَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ،وَلَاَمَةٌمُّؤْمِنَةٌخَيْرٌمِّنْ مُّشْرِكَةٍوَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ،وَلَاتُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا،وَلَعَبْدٌمُّؤْمِنٌ خَيْرٌمِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ اَعْجَبَكُمْ، اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ،وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ،وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ:(البقرہ:آیت:221)

ترجمہ: اور نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں،اور مؤمنہ باندی،مشرک آزاد عورت سے بہتر ہے،اگر چہ وہ تمہیں اچھی لگتی ہو،اور اپنی عورتوں کا نکاح مشرکین سے اُس وقت تک نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان لے آئیں،اور مؤمن غلام،آزاد مشرک سے بہتر ہے،گو کہ وہ تمہیں پسند ہو،یہ(مشرک)جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت ومغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے،اور اپنے احکامات لوگوں کو بتاتا ہے،تاکہ لوگ نصیحت قبول کریں۔

اس آیت میں حکم کے ساتھ ساتھ اس کی علت بھی واضح طور پر بیان کردی گئی ہے کہ یہ مشرکین لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں،یعنی اگر ان کے ساتھ رشتہ کیا جائے گا تو یہ اس رشتہ داری کے ذریعہ مؤمن مرد یا عورت کو جہنم تک پہنچانے والے عقائد واعمال کی دعوت دیں گے،اور ان کے ساتھ قریبی معاشرت کا کم از کم یہ اثر تو ضرور ہوگا کہ مشرکانہ عقائد واعمال کی نفرت دلوں سے کم ہو جائے گی،جو رفتہ رفتہ ایمان کے رخصت ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔

(نعوذ باللّٰہ منہ)۔(کتاب المسائل:ج4:ص244)

غیر مسلموں کے مذہبی تقریبات میں شرکت کرنا:

غیر مسلم کی مذہبی تقریبات میں شریک ہونا مطلقاً گناہِ کبیرہ ہے اور شریک ہونے والے مسلمان پر توبہ اور انابت الی اللّٰہ:لازم اور ضروری ہے۔(کتاب النوازل:ج16:ص337)

غیر مسلم کوزکوۃ دینا:

غیر مسلم کوزکوۃ نہیں دے سکتے ہیں۔(دینی مسائل اوراُن کاحل:ص179)

غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا:

غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت نہ کی جائے، کیونکہ یہ ایک مذہبی عمل ہے۔(کتاب النوازل: ج16:ص341)

غیر مسلم کی مذہبی تقریب میں شرکت کرنا:

غیر مسلم اہل خاندان کی کسی مذہبی تقریب میں شرکت کرنا جائز نہیں۔(کتاب النوازل: ج16:ص344)

کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا:

کسی کافر سے ایسی دلی دوستی رکھنا کہ اُس کی وجہ سے دین میں مداہنت اور کافروں کے مذہبی طور طریقوں سے اُنسیت کا احساس ہو قرآن وحدیث کی رو سے ممنوع ہے۔(کتاب النوازل :ج16:ص356)

غیر مسلم کی تجہیز وتکفین اور جنازہ کے ساتھ چلنے اور اُس کے جلانے میں شرکت کرنے یا اِس سلسلہ میں اُس کا مالی تعاون کرنے کا حکم:

غیر مسلم کی تجہیز وتکفین اور جنازہ کے ساتھ چلنے اور اُس کے جلانے میں شرکت کرنے یا اس سلسلہ میں اُس کا مالی تعاون کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اس لئے کہ یہ چیزیں اُن کے مذہبی شعائر میں شامل ہیں، جن میں مسلمانوں کو حصہ لینے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔اگر کوئی مسلمان اِس طرح کے کسی طرح کے کام میں دانستہ یا نادانستہ طور پر شریک ہوگیا تو اس پر سچے دل سے توبہ واستغفار لازم ہے۔قال اللّٰہ تعالیٰ:ولا تصلّ علیٰ احد مّنھم مّات ابدا وّلا تقم علیٰ قبرہ:(سورۃ التوبہ:آیت 84):(کتاب النوازل :ج16:ص355)

غیر مسلموں کی کسی مذہبی تقریب میں شریک ہونا:

غیر مسلموں کی کسی مذہبی تقریب میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔(کتاب النوازل :ج16:ص352)

غریب غیر مسلم کو زکوۃ دینا:

غیر یب و نادار غیر مسلم کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(کتاب النوازل :ج 7:ص 121)

غیر مسلموں کے مذہبی تیوہاروں پر مبارکباد دینا:

غیر مسلموں کے مذہبی تیوہاروں پر کسی مسلمان کا مبارک باد دینا جائز نہیں (کتاب النوازل: ج 16:ص 350)

کافر کا جنازہ لے کر چلنا:

کافر کا میت اور جنازہ لے کر چلنا اور اُن کے دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا جائز نہیں۔

(کتاب النوازل :ج 16:ص 354)

غیر مسلموں کے ہوٹلوں میں گوشت کھانا:

غیر مسلموں کے ہوٹلوں میں گوشت کھانا کراہت سے خالی نہیں ہے، اگر چہ وہ دعویٰ کریں کہ گوشت حلال ہے، حتی الامکان اُس کے کھانے سے بچنا چاہئے۔(کتاب النوازل :ج 16:ص 359)

کافر، مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا:

چنانچہ کافر، مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور نہ ہی مسلمان کافر کا وارث ہوگا۔ (کتاب النوازل: ج 18:ص 205)

کافر، شہید نہیں کہلا سکتا:

شہید کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔لہذا غیر مسلم کے واسطے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہوسکتی۔

(کتاب المسائل:ج2:ص 105)

کافر کو زکوۃ دینا:

کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(کتاب المسائل:ج2:ص 265)

زکوۃ کا روپیہ کسی کافر پر صرف کرنا:

زکوۃ کا روپیہ کسی کافر پر صرف کرنا جائز نہیں ہے۔(کتاب المسائل:ج2:ص268)

بدعتی کی امامت:

سوال: کیا کسی بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

جواب: بدعتی شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اگر مجبوری میں اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے تو بکراہت ادا ہو جاتی ہے۔(دینی مسائل اور اُن کا حل:ص92)

بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بدعتی کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر بدعت شرک کی حد تک پہنچی ہوئی ہے (مثلا: وہ غیر اللہ کیلئے ایسی صفات ثابت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کیلئے خاص ہیں) تو ایسے بدعتی امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔(کتاب النوازل :ج 1:ص 457)

بدعتی کی امامت:

بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(کتاب المسائل:ج 1:ص 407)

فاسق کو امام بنانا:

فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے، کیونکہ اس سے فاسق کی تعظیم لازم آتی ہے، جو شرعاً محمود نہیں ہے۔

(کتاب النوازل :ج4:ص 284)

حضرت مولانا سید عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ کا فتوی

(خطیب بڑی جامع مسجد راندیر ضلع سورت)

مسلمانوں کے قبرستان میں روافض کو دفن کرنا:

سوال: کیا فرماتے علماء کرام اس مسئلہ میں کہ سنیوں کا ایک قبرستان ہے جس کا انتظام کورٹ کی طرف سے :سنی مسلم وقف کمیٹی: نامی ایک کمیٹی کو سپرد کیا گیا ہے، اس قبرستان میں مسلمانوں کے علاوہ غیر سنی مثلاً شیعہ وغیرہ فرقہ کا کوئی مردہ دفن کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر یہ کمیٹی ایسی اجازت دیتی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: روافض و اہل تشیع میں مختلف العقائد فرقے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کو خلیفۂ اوّل ہونے کے مستحق سمجھتے ہیں مگر باقی صحابہ کرامؓ پر تبرا نہیں کرتے، یہ فاسق اور مبتدع ہیں اسلام سے خارج نہیں ہے۔ ان کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جا سکتا ہے (لیکن ان کی جگہ الگ کردی جائے)۔ اور بعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کو معبود سمجھتے ہیں، بعض وہ ہیں جن کا عقیدہ ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی، حضرت علیؓ کو پہنچانے کے بجائے حضرت محمد ﷺ کو پہنچادی، گویا ان کے نزدیک نبی و رسول بننے کے اصل حقدار حضرت علیؓ تھے، بعض وہ ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں، بعض ایسے بھی ہیں جو حضرات صحابہ کرامؓ کو مسلمان ہی نہیں مانتے کافر و مرتد قرار دیتے ہیں، ان فرقوں کی نماز جنازہ درست نہیں اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

لہذا ہر فرقہ کی تعیین مشکل ہے، جو لوگ روافض وشیعہ کہلاتے ہیں ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی جائے اسی میں احتیاط ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج 7:ص 74)

شیعہ والدین کے ساتھ سلام وکلام اور ان کیلئے دعائے مغفرت کرنا:

سوال: میں اور میری بیوی تین سال پہلے شیعہ تھے، الحمدللہ تائب ہوکر اسلام میں داخل ہوئے، میری اہلیہ کے والدین وغیرہ کیلئے مغفرت کی دعا کرنا، ان کو مسنون طریقہ کے مطابق سلام کرنا، ان کے سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ میرے خسر کا یہ عقیدہ ہے کہ پہلے زمانہ میں اللہ میاں تھے اور اب سیدنا علیؓ ہیں، جن کو سجدہ کرنا کارِ ثواب ہے۔ ہمیں بھی اس عقیدے کے منوانے پر اصرار کرتے ہیں۔

جواب: شیعوں میں مختلف فرقے ہیں بعض کے عقائد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں۔ جو لوگ حضرت علیؓ کو (معاذاللہ) خدا سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ قدرت وغیرہ میں شریک مانتے ہیں، جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی، حضرت علیؓ کے بجائے حضور اکرم ﷺ کو وحی پہنچائی ہے، اور جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں، اور جو لوگ سیدنا صدیق اکبرؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرتے ہیں وغیر ذٰلک کفریہ عقائد رکھنے والوں کو فقہائے کرامؒ نے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

ان کے علاوہ شیعوں کے اور بھی کفریہ عقائد ہیں مثلاً: تحریف قرآن کا قائل ہونا، حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد چار اشخاص کے سوا تمام صحابہ کرامؓ مرتد ہوگئے تھے، امام کا معصوم اور مفترض الطاعۃ ہونا، اس پر وحی باطنی آتی ہے، ان کو حرام وحلال کرنے کا اختیار ہوتا ہے، وہ تمام کمالات وشرائط وصفات میں انبیاء کرام علیہم السلام کا ہم پلہ ہوتا ہے، ان میں اور پیغمبر میں کوئی فرق نہیں ہوتا بلکہ امامت کا مرتبہ پیغمبری سے بھی بالاتر ہے۔

سوال میں آپ نے ان کے مقتداء کے متعلق ان کا جو عقیدہ تحریر کیا ہے اس کے کفر اور شرک ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے؟ اس لئے اس قسم کے عقائد کے حامل شیعوں کو مسنون طریقہ کے مطابق سلام کرنا، مسنون طریقہ کے مطابق ان کے سلام کا جواب دینا، ان کی مغفرت کا دعا کرنا جائز نہیں ہے، ہاں ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنا جائز ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج3:ص254)

ماہِ محرم میں شادی کرنا اور شیعوں کی رُسومات میں شرکت کرنا:

سوال: ہمارے یہاں ماہِ محرم میں شادی کرنے کو ناجائز کہتے ہیں اور اس کو ماتم اور سوگ کا مہینہ کہتے ہیں۔

کیایہ درست ہے یانہیں؟

جواب: ماہِ محرم کو ماتم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا جائز نہیں، حرام ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ عورتوں کو ان کے خویش واقارب کی وفات پر تین دن ماتم اور سوگ کرنے کی اجازت ہے اور اپنے شوہر کی وفات پر چار مہینے دس دن سوگ منانا ضروری ہے۔دوسرے کسی کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں، حرام ہے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ: جو عورت اللہ تعالیٰ جل شانہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے، اس کیلئے جائز نہیں کہ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔مگر شوہر اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

ماہِ محرم میں شادی وغیرہ کرنا مبارک ہے اور اس کو نا جائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔اسلام نے جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہو۔اعتقاداً یا عملاً ان کو نا جائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کا خطرہ ہے۔مسلمانوں کو چاہئے کہ روافض اور شیعہ سے پوری احتیاط برتیں۔ان کی رسومات سے علیحدہ رہیں۔ان میں شرکت حرام ہے۔:مالابد منہ:میں ہے کہ:مسلمانوں کو کفار وفساق کی مشابہت اختیار کرنی حرام ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج2:ص115)

شیعہ لڑکی سے سنی لڑکے کا نکاح:

سوال: 1....لڑکا سنی ہے، اور شادی شدہ ہے۔اور لڑکی سنی ہے۔دوسری شادی شیعہ لڑکی سے کرنی ہے۔اور لڑکی کے ماں باپ کا ارادہ ہے کہ شیعہ طریقے سے نکاح ہو، ان کے سماج میں دکھاوے کیلئے وہ شیعہ طریقے سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، ان کے نکاح کے بعد اگر لڑکا سنی طریقے سے اپنے گھر پر نکاح کرلیوے تو ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

2....لڑکی سنی طریقہ اختیار کرنے کو راضی ہے، صرف والدین کو راضی کرنے کیلئے وہ شیعہ طریقے سے نکاح کرنے کو کہہ رہی ہے۔

3....اگر شیعہ طریقے سے نکاح کرتے ہیں تو اسلام سے خارج ہوتے ہیں یانہیں؟

4....اگر شادی کے بعد لڑکی شیعہ مذہب میں رہے اور لڑکا سنی مذہب میں رہے تو اس کیلئے مذہبی اعتبار سے کیا رائے ہے؟

جواب: 1.....شیعوں اور روافض میں بہت سے فرقے ہیں، اور عقائد بھی مختلف ہیں۔ جو لوگ حضرت علیؓ کو (معاذاللہ) خدا سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ قدرت وغیرہ میں شریک مانتے ہیں، جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی، حضرت علیؓ کے بجائے حضور اکرم ﷺ کو وحی پہنچائی ہے، اور جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور جو لوگ حضرت صدیق اکبرؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرتے ہیں وغیر ذٰلک : کفریہ عقائد رکھنے والوں کو فقہائے کرامؒ نے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اور جن کے عقائد کفر تک نہ پہنچے ہو، مبتدع اور گمراہ ہیں۔

سوال میں جس لڑکی کا ذکر ہے وہ کس عقیدہ کی ہے؟ اور کس گروہ سے تعلق رکھتی ہے اس کا جاننا مشکل ہے۔ اس لئے جب تک لڑکی شیعی یا رافضی عقیدے سے تائب ہو کر اہل سنت والجماعت میں شامل نہ ہو جائے اور سنی طریقہ سے شادی کرنا منظور نہ کرے اس سے نکاح نہ کیا جائے۔

چنانچہ عقائد الاسلام میں ہے کہ شیعہ کو کیا ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہؓ جن کی خوبیاں قرآن میں مذکور ہے اور ان کا ثبوت یقینی ہے کو بُرا کہتے ہیں۔ اور طرح طرح کے عُیوب ان میں ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور ان کی دشمنی کو اور ان پر لعن طعن کرنے کو اپنا ایمان بنا رکھا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو اور حضور اکرم ﷺ کی بیویوں کو کیا کیا عیب لگاتے ہیں، اور کیسے کیسے نالائق کلمات ان کی شان میں لکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی کسی ادنیٰ شخص کی بیوی کو ایسا کہے تو وہ اس کا کبھی منہ بھی نہ دیکھے۔ لیکن، افسوس.... صد... افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو ایسے ملعون لوگوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان سے شادی بیاہ کرتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ایسے لوگوں سے بھی آنحضرت ﷺ ناراض ہوں گے اور ان کو حوض کوثر سے ہانکیں گے۔

2.....اگر لڑکی اپنے عقائدِ باطلہ کی بنا پر کافرہ ہوگی تو اس سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور حرام کو حلال سمجھنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اور اگر ایسے عقائد نہیں ہیں تو خارج نہ ہوگا۔ لیکن شیعہ طریقہ پر نکاح کرنے میں اس طریقہ کی تعظیم اور اپنے طریقہ اسلام اور جماعت کی تحقیر کا جرم عائد ہوگا۔

3.....اگر لڑکی کے عقائد کفر کی حد تک نہیں پہنچے ہیں تو جائز ہے مع الکراھت۔ لیکن شرعی مصلحت کی بنا پر اس کی اجازت نہ ہوگی۔

4.....قرآن کریم میں اہل کتاب سے نکاح کرنے کی اجازت موجود ہے۔ لیکن شرعی مصلحت کی بناء پر سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کی مخالفت فرمادی۔ چنانچہ حضرت حذیفہؓ نے جواب میں لکھا کہ: کیا

کتابیہ سے نکاح حرام ہے؟ جواب میں سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے لکھا: کہ حرام تو نہیں کہتا، لیکن اس اندیشہ کی وجہ سے اجازت نہیں دیتا کہ تم ان عورتوں کے پھندے میں پھنس جاؤ۔

تقریباً یہی واقعہ کسی قدر وضاحت کے ساتھ امام محمدؒ نے: کتاب الآثار: میں نقل فرمایا ہے: یعنی امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت حمادؒ سے روایت کیا ہیں کہ حضرت حذیفہؓ نے مدائن میں یہودی عورت سے نکاح کیا تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے ان کو لکھا کہ اس کو چھوڑ دو۔ حضرت حذیفہؓ نے لکھا: یا امیر المؤمنین! کیا یہودیہ (کتابیہ) سے نکاح حرام ہے؟ سیدنا فاروق اعظمؓ نے جواب میں لکھا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میرا یہ خط (ہاتھ سے) نہ رکھو اس سے پہلے کہ اس کو چھوڑ دو (یعنی پہلے اس کو چھوڑ دو، پھر خط ہاتھ سے رکھو) اس لئے کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ لوگ تمہاری پیروی کریں گے، اور ذمی عورتوں کے ساتھ نکاح کریں گے ان کی خوبصورتی کی وجہ سے، اور یہ مسلمان عورتوں کے واسطے بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں۔ ہم یہودی عورت سے نکاح کو حرام نہیں کہتے لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ مسلمان عورتوں کو اُن پر ترجیح دی جائے، اور یہی قول امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

(فتاوی رحیمیہ: ج8: ص187)

سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ کر دیا تو یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں:

سوال: ایک پارسی لڑکی اور شیعہ لڑکے میں محبت ہوگئی، لڑکی نے اہل سنت والجماعت عالم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور سنی مسلمان ہوگئی، اس کے بعد وہ دونوں میرے پاس آگئے اور لڑکے نے کہا پہلے یہ پارسی تھی اور اب اہل سنت والجماعت عالم کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئی ہے اور ہم نے قانونی کاروائی بھی کرلی ہے، اب ہم دونوں باہم نکاح کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے درمیان رشتہ ازدواج قائم کردوں۔ چنانچہ میں نے اس لڑکے کا اس نومسلم لڑکی سے نکاح کر دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ لڑکا شیعہ (داؤدی بوہرہ) ہے، بوقتِ نکاح اس نے اپنا شیعہ ہونا ظاہر نہیں کیا تھا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ سنی اور شیعوں کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: آپ کے سوال اور زبانی بیان سے معلوم ہوا کہ پارسی نوجوان لڑکی نے راندیر آکر اہل سنت والجماعت عالم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے، اس کے بعد اس نومسلمہ سنیہ لڑکی نے ایک نوجوان داؤدی بوہرہ (شیعہ) لڑکے کے ساتھ شادی کرلی ہے، لڑکے نے اپنا داؤدی (شیعہ) ہونا ظاہر نہیں کیا بلکہ چھپایا، لہذا نکاح نہیں ہوا، کسی سنی لڑکے سے کر دیا جائے۔

روافض وشیعوں میں مختلف العقائد فرقے ہیں اور تقیہ ان کا شعار ہے،اس لئے حقیقتِ حال کا معلوم ہونا اور امتیاز کرنا مشکل ہے۔وہ لوگ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف عقیدے رکھتے ہیں مثلاً:تحریف قرآن اور افکِ عائشہ صدیقہؓ کے قائل ہیں،اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد (معاذاللہ) اکثر صحابہؓ مرتد اور کافر ہو گئے ہیں۔اس بناپر ان کے ساتھ سنیہ لڑکی کا نکاح جائز نہیں بلکہ باطل ہے۔لہذا آپ نے لڑکی کو سنی سمجھ کر نومسلمہ سنیہ سے جو اس (شیعہ) کا نکاح پڑھایا ہے وہ صحیح نہیں ہوا باطل ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج 8:ص 203)

سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ کردیا تو یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں:

سوال: شیعہ اور سنی کا نکاح باہم درست ہے یا نہیں؟اگر بوجہ غلطی کے سنیہ کا نکاح شیعہ سے ہوگیا اور ابھی تک رخصت نہ ہوئی تھی تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب نمبر 1.....باہم مناکحت شیعہ وسنیوں کی جائز نہیں ہے۔سنیہ لڑکی جس کا نکاح شیعہ مرد سے کیا گیا ہے وہ نکاح جائز نہیں ہوا،لڑکی کو رخصت نہ کیا جائے اور اس شیعہ کے قبضہ میں نہ دیا جائے،دوسرے سنی مرد سے اس لڑکی کا نکاح کردیا جائے۔

جواب نمبر 2.....پس صورت مسئلہ میں نکاحِ اوّل جو شیعہ غالی سے ہوا صحیح نہیں ہوا۔بلکہ باطل ہوا، اور دوسرا نکاح صحیح ہے۔

جواب نمبر 3.....رافضی اگر غالی ہے یعنی سبِ شیخینؓ کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کا قائل ہے اور دیگر عقائدِ کفریہ کا معتقد ہے تو وہ مرتد ہے،سنیہ عورت کا نکاح اس سے درست نہیں ہوا،اور یہ سنیہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

جواب نمبر 4.....اس صورت میں آپ اپنی دختر کا نکاحِ ثانی کردیں،کیونکہ رافضی تبرائی سے سنی عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوتا،اور اگر نکاح کے بعد رافضی ہوجائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب نمبر 5.....سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ بہت سے علماء کے فتوی میں درست نہیں ہے،اس لئے ہرگز سنی عورت کا شیعی مرد سے نکاح نہ کرے۔

جواب نمبر 6.....سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد سے جائز نہیں۔

جواب نمبر 7.....اگر شیعہ،غلطیٔ وحی یا الوہیتِ حضرت علیؓ یا افکِ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قائل ہو

یا قرآن مجید میں کمی بیشی ہونے کا معتقد ہو یا صحبتِ حضرت صدیق اکبرؓ کا منکر ہو تو ایسے شیعوں کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اور چونکہ شیعوں میں تقیہ کا مسئلہ شائع اور معمول ہے اس لئے یہ بات معلوم کرنی مشکل ہے کہ فلاں شیعہ قسمِ اوّل میں سے ہے یا قسمِ دوم میں سے۔

جواب نمبر 8.....مذکورہ صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوا، بوجوہ ذیل....ایک کثیر جماعت علماء کی اس طرف گئی ہے کہ مطلقاً سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ کسی حال میں منعقد نہیں ہوتا اگرچہ اس کا شیعہ ہونا بوقت نکاح ظاہر بھی ہو۔ اور یہ اس لئے کہ آج کل شیعہ عموماً وہ لوگ ہیں جو قطعیات اسلام کا انکار کرتے ہیں مثلاً: عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتے ہیں یا تحریف قرآن وغیرہ کے قائل ہیں، اور اس عقیدے کے لوگ باجماعِ اُمت کافر ہیں۔ البتہ جو شیعہ قطعیات کے منکر نہیں ان کے بارے میں احوط یہی ہے کہ کفر کا حکم نہ کیا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج8: ص203)

شوہر شیعہ ہو جائے تو تفریق ضروری ہے یا نہیں:

سوال: بوقت نکاح شوہر اور بیوی دونوں اہل سنت والجماعت عقیدے کے تھے مگر دو سال ہوئے شوہر شیعہ ہو گیا ہے، بیوی اپنے عقیدے پر قائم ہے۔ شیعہ شوہر اپنی سنی بیوی پر شیعہ مذہب اختیار کرنے کیلئے دباؤ ڈال رہے ہیں، بیوی انکار کر رہی ہے، اس وجہ سے دونوں میں اختلاف حدّت اختیار کر گیا ہے، جس کی بنا پر لڑکی اپنے والد کے گھر چلی آئی ہے، آیا اب لڑکی کو خاوند کے گھر بھیجی جائے یا اور کوئی صورت اختیار کی جائے؟

جواب: شیعوں کے مختلف العقائد فرقے ہیں۔ بعض فرقوں کے عقائد کفر کی حد تک پہنچ چکے ہیں اور باقی مبتدع اور گمراہ ہے۔ لہٰذا اہل سنت والجماعت مسلک چھوڑ کر شیعہ مسلک اختیار کرنے والا مردود ہے، اس نے مسلک حق کی توہین کی ہے، اس کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا جب تک تائب ہو کر مسلک حق اختیار نہ کرے عورت کیلئے جائز نہیں ہے کہ اس کے پاس رہے۔ عورت کو چاہئے کہ مسلم پنچایت میں اپنا مقدمہ دائر کرے اور تفریق کا مطالبہ کرے، تحقیقات کے بعد جو شرعی فیصلہ ملے اس کے مطابق عمل کرے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج8: ص379)

شیعہ کلمہ گو ہو، اور خود کو مسلمان کہتا ہو تو اس کے ساتھ نکاح کیوں جائز نہیں:

سوال: میں میڈیکل کالج میں پڑھتی ہوں، ایک مسئلہ کے متعلق آپ سے تحقیق کرنا چاہتی ہوں۔

ایک شیعہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، مجھے بھی یہ رشتہ پسند ہے لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سے سنی عورت کا نکاح جائز نہیں ہے، یہ بات مجھے سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ شیعہ ہماری طرح کلمہ پڑھتا ہے، خود کو مسلمان کہتا ہے، اس کے

باوجوداس سے نکاح کیوں جائز نہیں؟کلمہ گواور مسلمان ہونے کے باوجوداُن سے نکاح کیوں جائز نہیں؟

جواب: مسلمان ہونے کیلئے صرف زبانی دعوی کافی نہیں ہوتا بلکہ اُن تمام باتوں پر ایمان لانا اور تصدیق کرنا ضروری ہوتا ہے جواللہ تعالیٰ جل جلالہ اوراس کے رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا یا ایسا عقیدہ اختیار کرنا جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوانسان کو دائرہ اسلام سے خارج کردیتا ہے چاہے وہ زبان سے مسلمان ہونے کا دعوی کرتا رہے۔

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں منافقین،اسلام کا دعوی کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کی مبارک مجلس میں قسم کھا کر کہتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہے مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:وہ بالکل جھوٹے ہیں اوران کے متعلق وعید فرمائی کہ وہ جہنمی ہیں (زبانی دعوی کافی نہ ہوا)۔ارشاد خداوندی ہیں:

:اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ،وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُه، وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً: جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں،اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اور باوجوداس کے) اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین (اس کہنے میں) جھوٹے ہیں،ان لوگوں نے اپنی قسموں کو (اپنی جان ومال بچانے کے لئے) ڈھال بنارکھا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ،وَلَنْ تَجِدَلَهُمْ نَصِيْرًا: بلا شبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں جائے گے،اورتو ہرگز ان کا مددگار نہ پائے گا۔

مشہور منافق عبداللہ بن ابی بن سلول وہ بھی اپنے کو مسلمان کہتا تھا حتی کہ جب اس کا انتقال ہوگیا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی،اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِه اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِه وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْن :اوران میں سے کوئی مرجائے تو اس کے (جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے،اور نہ (دفن وغیرہ کے واسطے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجائے (کیونکہ) انہوں نے اللہ اوراس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر میں ہی مرے ہیں۔

اسی طرح ہمارے زمانہ میں قادیانی بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں،اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ جل شانہ اوراس کے رسول ﷺ اور قرآن مجید کو مانتے ہیں،مگر اتنا کہنے سے کیا وہ مسلمان ہیں؟نہیں،ہرگز نہیں۔بلکہ اہل سنت والجماعت کا فتوی یہ ہے کہ قادیانی اپنے غلط عقائد کی وجہ سے قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

یہی حال شیعوں کا ہے۔ان میں مختلف فرقے ہیں اور مختلف عقائد ہیں خاص کر اثنا عشری فرقہ کے عقائد کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے شیعہ اثنا عشریہ کے متعلق ایک تفصیلی سوال مرتب فرمایا جن میں شیعہ کے غلط اور فاسد عقائد بیان کر کے دریافت فرمایا کہ ان عقائد کی بنیاد پر یہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہیں یا خارج ہیں؟محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا کہ: شیعہ اثنا عشری بلا شک وشبہ کافر ومرتد ہیں اور یہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔اوران کے اس جواب پر پوری دنیا کے مفتیان کرام اور علمائے عظام کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔

شیعوں کے کچھ غلط عقائد ملاحظہ فرمائیں:

1.....ان کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن محرف ہے اس میں ہر طرح کی تحریف اور کمی بیشی ہوئی ہے،یہ بعینہ وہ قرآن نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے حضور اقدس ﷺ پر نازل کیا گیا تھا۔یہ عقیدہ یقیناً موجب کفر ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے خود قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ارشاد خداوندی ہے:انّانحن نزّلنا الذّکر وانّالہ لحٰفظون:ہم نے ذکر یعنی قرآن مجید نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔لہذا ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے،اس میں ذرہ برابر ردوبدل اور کمی بیشی نہیں ہوئی ہے۔

2.....سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ جو حضور اقدس ﷺ کے بعد بترتیب،اُمت کے افضل ترین افراد اور جلیل القدر صحابی ہیں اور ان کا اسلام بتواتر ثابت ہے،یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔اور شیعہ،ان دونوں حضراتؓ پر سخت لعن طعن اور ان حضراتؓ کو منافق اور بدترین کافر کہتے ہیں (معاذاللّٰہ)،جبکہ حضور اقدس ﷺ ان دونوں حضراتؓ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکرؓ و عمرؓ: میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا۔

حضور اقدس ﷺ تو اپنے بعد اُمت کو ان دونوں حضرات کی اقتداء کا حکم فرمارہے ہیں اور شیعہ ان دونوں حضراتؓ پر لعن طعن اور ان کو منافق اور کافر کہتے ہیں۔(معاذاللّٰہ)

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

نیز خلفاء راشدین (سیدنا صدیق اکبرؓ،سیدنا فاروق اعظمؓ،سیدنا عثمان غنیؓ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ کے متعلق ارشاد فرمایا:علیکم بسنتی وسنّۃ الخلفاء الرّاشدین المھدیّین عضّوا علیھا بالنّواجذ: یعنی تم اپنے اوپر

میرے طریقہ (سنت) کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کے طریقہ کو لازم کرلو اور دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔

حضور اقدس ﷺ، خلفائے راشدینؓ کے طریقہ (سنت) کو لازم پکڑنے کا حکم فرمارہے ہیں اور ان حضراتؓ کو ہدایت یافتہ ارشاد فرمارہے ہیں جبکہ شیعہ ان حضراتؓ کو (حضرت علیؓ کے سواء) ضال اور گمراہ کہتے ہیں۔ ان حضراتؓ کے اسلام اور صحابی ہونے کا انکار موجب کفر ہے۔

اسی طرح ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد اکثر صحابہؓ (معاذاللہ ثم معاذاللہ) کافر و مرتد ہو گئے تھے۔ حالانکہ حضور اقدس ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: اصحابی کالنجوم فبایّھم اقتدیتم اھتدیتم: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جن کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤں گے۔

3.....منافقین نے سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کی تہمت لگائی تھی، اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن مجید میں پورا ایک رُکوع نازل فرمایا، جس میں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی براءت بیان فرمائی گئی۔ مگر شیعہ، سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر وہی تہمت لگاتے ہیں جو صراحۃً پورے رکوع بلکہ پورے قرآن کا انکار ہے اور موجب کفر ہے۔

4.....ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے (معاذاللہ) وحی لانے میں غلطی کی، حضرت علیؓ کے بجائے حضرت محمد ﷺ کے پاس وحی لے گئے۔ ان کے علاوہ اور بھی کفریہ عقائد رکھتے ہیں۔

فقہ کی مشہور کتاب: شامی: میں ہے کہ: اُس شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے جو سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائے یا سیدنا صدیق اکبرؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرے یا حضرت علیؓ کے متعلق اُلوہیت کا عقیدہ رکھے یا یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی یا ان کے علاوہ ایسے عقیدے رکھے جو صریح کفر اور قرآن کے مخالف ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ: میں ہے: قلت وھذا فی حق الرافضۃ والخارجۃ فی زماننا فانھم یعتقدون کفر اکثر الصحابۃ فصلا بین سائر اھل السنۃ والجماعۃ فھو کافر بالاجماع بلانزاع:

فتاوی عالمگیری: میں ہے کہ: رافضی جو شیخینؓ (سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ) کو بُرا بھلا اور (معاذاللہ) ان پر لعن طعن کرے تو وہ کافر ہے، اگر سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کی تہمت لگائے تو وہ بھی کافر ہے، اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی امامت (خلافت) کا انکار کرے تو صحیح قول کے مطابق وہ بھی کافر ہے، اسی طرح سیدنا فاروق اعظمؓ کی خلافت کا انکار کرے تو اصح قول کے مطابق وہ بھی کافر ہے، اور جو حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ،

حضرت زبیرؓ،سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کافر کہے وہ بھی کافر ہے،اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ ایک امام باطن ظاہر ہوگا جو شریعت کے اوامر ونواہی کو معطل (ختم) کردے گا وہ بھی کافر ہے،اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی حضرت علیؓ کے بجائے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس وحی لے گئے تو وہ بھی کافر ہے۔

جو شیعہ اس قسم کے عقائد رکھتے ہوں وہ کافر ومرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ان سے نکاح کرنا بالکل صحیح نہیں ہے۔

ہوشیار:

ایک بات بطور خاص یہ ذہن میں رہے کہ تقیہ شیعوں کا مذہبی عقیدہ اور ان کا شعار ہیں۔تقیہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت کو چھپانا اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا۔اس لئے یہ معلوم کرنا کہ یہ شیعہ کس قسم کا عقیدہ رکھتا ہے بہت ہی مشکل ہیں۔لہذا اپنے ایمان کی حفاظت اسی میں ہے کہ خود کو ایسے بدعقیدہ کے حوالہ نہ کیا جائے۔

آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ کا ظہور حضور اقدس ﷺ کے بعد ہوا تو حضور اقدس ﷺ کے بعد ان فرقوں کا ظہور کیا حق ہونے کی دلیل ہے؟ بلکہ احادیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایسے گمراہ فرقوں کے ظہور پر پیشن گوئی فرمائی ہے۔چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:میری اُمت پر وہ سب آئے گا جو بنی اسرائیل پر آچکا ہے۔بنی اسرائیل کے 72 فرقے ہو گئے تھے،میری اُمت کے 73 فرقے ہو جائیں گے،وہ سب دوزخی ہوں گے مگر صرف ایک ملت (فرقہ) ناجی ہوگی۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:وہ ملت کون سی ہوگی؟حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:ماانا علیه واصحابی: یہ وہ ملت ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

اس حدیث شریف میں غور کیجئے!حضور اقدس ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی کہ میری اُمت کے 73 فرقے ہوں گے اور ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ سب دوزخی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے،اور اس نجات پانے والے فرقہ کی علامت بتائی کہ وہ، وہ فرقہ ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں،اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ حضور اقدس ﷺ کے طریقہ اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ کو اختیار کریں گے وہی نجات پائے گا۔یہی فرقہ :اہل سنت والجماعت: کہلاتا ہے۔

اور شیعوں کا حال معلوم ہو چکا کہ وہ صحابہ کرامؓ کی اقتداء اور پیروی تو کیا کرے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ سیدنا صدیق اکبرؓ،سیدنا فاروق اعظمؓ،سیدنا عثمان غنیؓ اور اکثر صحابہ کرامؓ کو کافر ومرتد کہتے ہیں (معاذاللہ)۔کیا ایسے جہنمی

فرقہ کے ساتھ آپ نکاح کرنا اور اپنی ذات اس کے حوالہ کرنا پسند کریں گی؟ آپ کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی اپنے باپ کے طریقہ پر ہوں گی۔لہذا آپ ہرگز شیعہ سے نکاح نہ کریں اور اگر نکاح کروگی تو وہ نکاح باطل ٹھہرے گا اور اولاد حرام ہوں گی۔(فتاوی رحیمیہ:ج8:ص213)

شیعہ کے جنازہ میں شرکت کرنا:

سوال: کسی شیعہ مذہب والے کے جنازہ میں شریک ہونا،خواہ کسی دنیوی مصلحت کی وجہ سے یا اس بناء پر کہ وہ یا اس کے گھر والے ہمارے یہاں کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں۔جائز ہیں یا نہیں؟

جواب::فی نفسہ منھی عنہ: ہے،لیکن اگر کوئی ضرورت ہوتو جائز ہے،اور ضرورت کی حقیقت..... دفعِ مضرّت ہے نہ کہ جلبِ منفعت۔(فتاوی رحیمیہ:ج7:ص136)

شوہر شیعہ ہوجائے تو کیا حکم ہے:

سوال: شوہر اور بیوی سنی تھے،کچھ عرصہ کے بعد شوہر شیعہ بن گیا،اور اس نے اپنے گمراہ پیر کو سجدہ کیا،اور اس کو بولتا قرآن سمجھنے لگا اور قرآن مجید کو گونگا قرآن کہنے لگا،اور بیوی سنیہ ہے،تو کیا ان کا نکاح فسخ ہوگیا؟اگر فسخ ہوگیا تو وہ عورت دوسری جگہ شادی کرنے کے لئے متارکت زوج یا تفریق امارت شرعیہ کی محتاج ہے یا نہیں؟الدرالمختار کی عبارتِ ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاءِ قاضی کی ضرورت نہیں:وارتداد احد الزوجین فسخ عاجل بلاقضاء: یعنی زوجین میں سے کسی کا مرتد ہونا نکاح کو فسخ کردیتا ہے،اور اس میں قضاءِ قاضی ضروری نہیں۔لیکن اس سے اوپر فتوی سے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔براہِ کرم تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: شیعوں میں مختلف فرقے ہیں بعض کے عقائد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں۔جو لوگ حضرت علیؓ کو (معاذاللہ) خدا سمجھتے ہیں اور خدا تعالی جل شانہ کے ساتھ قدرت وغیرہ میں شریک مانتے ہیں،جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی،حضرت علیؓ کے بجائے حضور اکرم ﷺ کو وحی پہنچائی ہے،اور جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں،اور جو لوگ سیدنا صدیق اکبرؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرتے ہیں:وغیر ذٰلک: کفریہ عقائد رکھنے والوں کو فقہائے کرامؒ نے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

اور جس فتوی کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کے سوال میں شوہر کے صرف شیعہ ہونے کا تذکرہ ہے،اس کے ایسے کوئی عقیدہ یا قول وفعل کا تذکرہ نہیں جو موجب کفر ہو،اس لئے احتیاطاً نکاح فسخ ہونے کا فیصلہ نہیں کیا گیا،اور یہ لکھا

گیا تھا کہ عورت اپنا معاملہ مسلم پنچایت میں داخل کرے، مسلم پنچایت کے اراکین.....شیعہ شوہر کے عقائد کی تحقیق کر کے فیصلہ کرے اور عورت کو اس فیصلہ کے مطابق عمل کرنا ہوگا، مگر چند سال پہلے خمینی کی کتابیں اور اس کا لٹریچر سامنے آیا جس سے شیعوں اور خاص کر اثنا عشری کے عقائد کھل کر سامنے آئے۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ کی تحریک پر یہ مسئلہ اٹھا اور علماء کرام نے متفقہ طور پر شیعہ کے کفر کا فیصلہ کیا۔ لہذا اب اگر کوئی شخص شیعہ بنے گا تو اسے مرتد قرار دے کر فسخِ نکاح کا حکم لگایا جائے گا۔

الحیلۃ الناجزہ: میں ہے: اگر کسی عورت کا خاوند (معاذاللہ) اسلام سے پھر جائے اور مرتد ہو جائے تو باجماع ائمہ اربعہ و باتفاق جمہور فقہاءؒ اس کا نکاح خود بخود فسخ ہو جاتا ہے۔ قضاءِ قاضی اور حکمِ حاکم کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ شوہر کا مرتد ہونا اگر خلوتِ صحیحہ سے قبل ہوا ہے تو نصف مہر خاوند کے ذمہ ہے اور عورت پر عدت بھی واجب ہے، نیز اس مرتد پر عدت کا نفقہ بھی لازم ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج 8: ص 389)

شیعہ سے چندہ لینا:

سوال: شیعہ سے چندہ لینا کیسا ہے؟

جواب: اعلی اور بہتر صورت یہی ہے (خاص کر اس زمانہ میں) کہ مسلمانوں ہی سے چندہ لیا جائے، غیروں کا احسان نہ لیا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج 9: ص 133)

شیعہ آغا خانی کھوجے کو وقف کا منتظم بنانا:

سوال: ایک مرحوم خیر کی ملکیت سورت میں ہے مرحوم کا کوئی وارث نہیں ہے، ان کی اس ملکیت میں 16 کرایہ دار رہتے ہیں اور وہ خود بھی اسی میں رہتے تھے، انہوں نے اپنی وفات سے پہلے عمارت کی آمدنی کیلئے ایک ٹرسٹ قائم کیا ہے اور وصیت کی ہے کہ اس کی جو آمدنی ہو پہلے اس سے مکان کی تعمیر و مرمت کی جائے اور پھر جو رقم بچا کرے وہ محلّہ کی چار مسجدوں میں تقسیم کی جایا کرے۔ مذکورہ عمارت کے کل پانچ افراد ٹرسٹی ہیں ان میں ایک شخص شیعہ آغا خانی کھوجا بھی ہے۔ ہم اہل سنت والجماعت حنفی المسلک ایسی آدمی کو ٹرسٹی (منتظم) قائم رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: واقف نے غلطی کی ہے کہ سنی ٹرسٹیوں کے ساتھ آغا خانی کو ٹرسٹی بنایا۔ اب اگر اس کی وجہ سے وقف کو نقصان پہنچتا ہو اور واقف کا مقصد فوت ہو جاتا ہو تو بدلا جا سکتا ہے۔ اگر قانونی طور پر اس کی منظوری ہو گئی ہو تو قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ کاروائی کی جائے تا کہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

صورتِ مذکورہ میں سنی ٹرسٹیوں کی اکثریت ہے تو ایک نے اگر مخالفت کی تو وہ کامیاب نہ ہوگا، کیونکہ فیصلہ اکثریت کی رائے سے ہوگا۔بہر حال: نہ سانپ بچے نہ لاٹھی ٹوٹے: کے اُصول پر کام کیا جائے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج9:ص46)

مسجد میں فرقۂ اثناعشریہ والے شخص کا چندہ لینا:

سوال: ایک شخص جو فرقہ اثناعشریہ سے ہے اس نے مسجد میں کچھ رقم دی ہے، کیا وہ رقم مسجد یا مسجد کی ملکیت کے مکان میں خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت اور فرقہ اثناعشریہ کے عقائد کے درمیان واضح فرق ہیں، لہذا خالص دینی اور مذہبی معاملہ میں ان سے چندہ نہ لیا جائے، اگر وہ خود دینا چاہے تو وہ کسی سنی مسلمان کو ہبہ کر دے اور وہ مسلمان اپنی طرف سے مسجد میں دے دے تو لے سکتے ہیں۔

صورت مسئلہ میں تو وہ شخص رقم دے چکا ہے تو اگر واپس کرنا نامناسب ہو تو بادل نخواستہ پیشاب خانہ، بیت الخلاء، غسل خانہ میں استعمال کر لی جائے یا پھر مسجد کا مکان بنانے میں استعمال کی جائے۔(فتاوی رحیمیہ :ج9:ص101)

سنی عالم شیعوں کا نکاح پڑھائے تو کیا حکم ہے:

سوال: شیعوں کا نکاح سنی عالم پڑھائے تو کیسا ہے؟

جواب: شیعوں کا نکاح ان کے ہی لوگوں کے حوالہ کر دیا جائے۔ان میں سے بعض کے عقائد حدِ کفر تک پہنچے ہوئے ہیں۔تقیہ ان کا شعار ہے۔اس وجہ سے ان کے صحیح عقائد کا پتہ چلانا بھی مشکل ہے۔لہذا بچنا ہی چاہئے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج10:ص190)

گستاخِ صحابہؓ کے ساتھ تعلقات رکھنا:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا ہے اور میرے لئے میرے صحابہ کو منتخب کیا، پس ان کو میرا مددگار اور رشتے دار بنایا۔اور آخر زمانہ میں ایک گروہ (جماعت) پیدا ہوگا جو صحابہ کا رتبہ کم کرے گا۔پس تم ان کے ساتھ نہ کھاؤ، نہ پیو، نہ ان کی عورتوں سے نکاح کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو اور نہ ان پر جنازہ کی نماز پڑھو، ان پر خدا تعالیٰ جل شانہ کی لعنت نازل ہوئی ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج3:ص72)

روافض کے محرم کی بدعات سے بچنے کا حکم:

اہل سنت کا طریقہ یہ ہے کہ یومِ عاشوراء کو فرقۂ روافض کی بدعات مخترعہ مثلاً: ماتم، نوحہ وغیرہ سے علیحدہ رہتے ہیں کہ یہ مؤمنوں کا کام نہیں ہے، ورنہ اس غم کا سب سے زیادہ حقدار حضور اقدس ﷺ کا یوم وفات تھا۔

(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص223)

شیعہ کا نماز جنازہ پڑھانا:

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ حاضر کیا گیا کہ نماز پڑھادیں، حضور اقدس ﷺ نے نماز نہ پڑھائی۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: یہ عثمان سے بُغض رکھتا تھا (اس وجہ سے) اللہ تعالیٰ جل شانہ اس سے بُغض رکھتا ہے (فتاوی رحیمیہ: ج3: ص86)

حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے گستاخ کی امامت اور اس سے تعلقات رکھنے کا حکم:

حدیث شریف میں ہے: لاتسبّوا اصحابی فلوانّ احدکم انفق مثل احدذهبا مابلغ مدّ احدهم ولا نصیفه متفق علیه: اور ایک حدیث شریف میں ہے: اکرموا اصحابی فانّهم خیارکم: اور ایک حدیث شریف میں ہے: لاتمسّ النّار مسلماً رانی اورای من رانی: اور ایک حدیث شریف میں ہے: فمن احبّهم فبحبّی احبّهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم:

اور حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ یقیناً صحابی ہیں، اس لئے احادیث مذکورہ ان کو شامل ہوگی۔ پس ان (حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ) کا اکرام اور محبت واجب ہوگی اور ان کو بُرا کہنا اور ان سے بغض ونفرت رکھنا یقیناً حرام ہوگا اور ان سے جو کچھ منقول ہے بعد تسلیم صحت نقل ان اعمال پر ان کے حسنات بلکہ خود ایک وصف صحابیت غالب ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ: فلوانّ احدکم، الخ: اس پر دال ہے۔ اور اسی بناء پر: لاتمسّ النّار، الخ: فرمایا ہے۔ پس جو وسوسہ اور خطرہ بلا اختیار دل میں پیدا ہو وہ عفو ہے اور جو عقیدہ اور تعلق اختیار سے ہو اس کی اصلاح واجب ہے اور جو شخص باختیار (حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ سے) بدگمانی یا بدزبانی یا بغض ونفرت رکھے گا۔ لامحالہ وہ احادیثِ نبویہ ﷺ کا مخالف اور خارج از اہل سنت والجماعت ہے جیسا کہ کتبِ اہل سنت سے ظاہر ہے، اس

لئے اس کی امامت مکروہ ہے،اور بغیر ضرورت کے اس کے ساتھ اختلاط ممنوع ہے(فتاوی رحیمیہ:ج3:ص 91)

کافر کا مسلمان میت کے پاس ٹھہرنا:

سوال: میت کے پاس کافر کا ہونا کیسا ہے؟

جواب: اولیٰ یہی ہے کہ میت کے قریب کافر نہ رہے۔کافر کا وجود،نزولِ رحمت کے لئے مانع ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج7:ص23)

کافر کا مسلمان میت کے پاس ٹھہرنا:

سوال: 1.....غیر مسلم کو میت کا چہرہ دکھلانا کیسا ہے؟وہ لوگ تقاضا کریں اور نہ دکھانے میں شور وشغب کا خوف ہو تو اس صورت میں ان کو چہرہ دکھانا جائز ہے یا نہیں؟

2.....میت کے روز میت والے کے گھر پر غیر مسلم ہندو عورتیں آتی ہیں اور مردے کے پاس بیٹھتی ہیں اور تعزیت کرتے ہیں۔کیا ان عورتوں کو میت کے مکان میں داخل ہونے دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب: 1.....جائز ہے لیکن زیادہ شر کا اندیشہ ہو تو انکار کر دیا جائے کہ یہی احوط ہے۔

2.....ان ہندو عورتوں کو وہاں سے علیحدہ کر دیا جائے۔چونکہ وہ وقت نزولِ رحمت کا ہے اور غیر مسلموں پر لعنت برستی ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج7:ص23)

زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کو سپرد کرنا اور غیر مسلم کو زکوۃ اور سود کی رقم دینا:

سوال: ہمارے یہاں مسلمانوں کی ایک کمیٹی ہے اس کے منتظمین تمام مسلمان ہیں،وہ لوگ چندہ میں للہ رقم اور زکوۃ کی رقم بھی وصول کرتے ہیں اور زکوۃ کے پیسوں میں آج تک غریب مسلمانوں کو مفت دوا وغیرہ دیتے تھے،اور تقسیم کا یہ کام مسلمان ہی کو سپرد کیا جاتا تھا،مگر اب ایک غیر مسلم کو ملازم رکھ کر وہ کام اس کو سپرد کیا گیا،اب وہ غیر مسلم اپنی مرضی سے جس کو چاہتا ہے مفت دوا دیتا ہے،حتیٰ کہ غریب حاجت مند مسلمانوں کے ہوتے ہوئے غیر مسلموں کو بھی مفت دوا دیتا ہے۔اب دریافت طلب اُمور یہ ہیں:

1.....کیا زکوۃ جیسے اہم عبادت جو نماز روزہ وغیرہ کی طرح ایک اسلامی فریضہ ہے،اس کی تقسیم کا کام غیر مسلم کر سکتا ہے یا نہیں؟

2.....زکوۃ کے پیسے غیر مسلموں کو محض خوش کرنے کی غرض سے دیئے جائیں تو جائز ہیں یا نہیں؟ اور اس کمیٹی کو چندہ میں دینے والوں کی زکوۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

3.....بینک کی سودی رقم غریب مسلمانوں کے ہوتے ہوئے غیر مسلم کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: 1.....زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کو سپرد کرنا جائز نہیں، اس میں مسلمانوں کی توہین لازم آتی ہے، اور ایک غیر مسلم کی سرداری مسلمانوں پر ہوگی، اور زکوۃ کی رقم کا غلط استعمال ہوگا، اور زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا نہ ہوگی، اور اس کے ذمہ دار: انجمن: کے منتظمین ہوں گے۔

:درمختار: میں ہیں:(هو:اى العاشر:حرمسلم)بهذايعلم حرمة تولية اليهود على الاعمال(قوله هومسلم)ولايصح ان يكون كافراًلانه لايلى على المسلم بالآية بحر والمرادبالآية قوله تعالىٰ:ولن يّجعل اللّٰه للكافرين على المؤمنين سبيلا:

:غاية الاوطار: میں ہے کہ: عاشر آزاد ہو مسلمان ہو۔یعنی نہ غلام ہو، نہ کافر ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ یہود کو عامل بنانا حرام ہے۔

2.....زکوۃ کے مصرف غریب مسلمان ہیں، کسی بھی نیت سے غیر مسلموں کو اگر زکوۃ کے پیسے دیئے جائیں گے تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

3.....دے سکتے ہیں مگر بہتر نہیں ہے۔حاجت مند مسلمانوں کا حق مارنے کے مثل ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج7:ص179)

غیر مسلمہ سے نکاح کرنا اور اس مجلس میں شرکت کا حکم:

سوال: کوئی مسلمان، ہندو عورت کے ساتھ آریہ سماج مندر میں نکاح کرے تو کیسا ہے؟ اور اس میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلمہ (کافرہ ومشرکہ) کے ساتھ نکاح حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔قرآن کریم میں ہے:ولا تنكحوالمشركت حتّٰى يؤمن:یعنی مشرکہ عورت جب تک ایمان نہ لائے اس سے نکاح نہ کرو۔لہٰذا ایسی مجلس میں شرکت بھی ناجائز ہے۔اگر حلال سمجھ کر نکاح کرے تو موجبِ کفر ہے۔ظاہراً اور برملا تجدیدِ ایمان لازم ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج8:ص191)

سیلاب میں عورت بہہ کر آئی ہو تو کفن دفن اور نماز جنازہ کا حکم:

سوال: سیلاب میں کوئی عورت بہہ کر آ گئی ہو اور بدن پر کپڑے نہ ہوں اور ایسی کوئی علامت نہ ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ تو اس کے کفن دفن کا کیا حکم ہے؟ نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں جب مسلمان ہونے کی علامت نہ ہو تو مسنون طریقہ کی رعایت کئے بغیر اس کو نہلا کر کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔ اور اگر کسی قرینہ سے دل گواہی دیتا ہو کہ مسلمان ہوگی تو نماز پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج 7: ص 34)

غیر مسلم جج تفریق کرے تو کیا شرعاً اس کا فیصلہ معتبر ہے:

سوال: بمبئی میں ایک لڑکی کی شادی ہوئی، 5 برس ہوئے لڑکا افریقہ میں ہے۔ فی الحال لڑکی کی عمر 20 سال ہے۔ شادی کے بعد لڑکے نے اس کو نہیں بُلایا، نہ نفقہ وغیرہ بھیجتا ہے، خطوط لکھے مگر جواب ندارد، طلاق کا مطالبہ کیا تب بھی جواب نہیں دیا۔ بالآخر بمبئی کورٹ میں مقدمہ دائر کر کے طلاق حاصل کی۔ کیا یہ طلاق واقع ہوئی؟ ورنہ حصولِ طلاق کی کیا صورت ہے؟ اب تک کے نفقہ و مہر کی حقدار ہے؟ اگر ہے تو بذریعہ دیوانی اس کی وصول یابی درست ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں غیر مسلم مجسٹریٹ (جج) کا فیصلہ شرعاً معتبر نہیں ہے۔ لہٰذا لڑکی نکاح نہیں کر سکتی اور اگر کرے تو وہ غیر معتبر ہے۔ لہٰذا اس مقدمہ کو مسلم جماعت یعنی دیندار مسلم پنچایت کے سامنے پیش کیا جائے جس میں ماہر عالم بھی ہو۔ یہ پنچایت شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ معاملہ کی تحقیق کر کے فسخ نکاح کا فیصلہ کرے۔ اب عورت شرعی نقطۂ نظر کے بموجب آزاد ہوگی۔ عورت مہر کی حقدار ہے، لیکن ایامِ گذشتہ کے نفقہ کی حقدار نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ: ج 8: ص 377)

غیر مسلم جج کا فسخِ نکاح کا فیصلہ معتبر نہیں ہے:

سوال: شفیق الرحمٰن کا بشریٰ سے نکاح ہوا تو تقریباً سات آٹھ سال دونوں ساتھ رہے، دو بچے بھی ہیں، پھر شفیق الرحمٰن کا بشریٰ اور اس کے والدین سے جھگڑا ہوا، جس کی وجہ سے بشریٰ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی اور اس نے بنگلہ دیش میں ایک کورٹ میں طلاق یعنی فسخِ نکاح کیلئے درخواست پیش کی، کورٹ نے شوہر اور بیوی دونوں کی گفتگو سنی، ان دونوں کی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شوہر کے انکار پر نکاح فسخ نہیں کیا۔ اس کے بعد بشریٰ کے والدین امریکہ چلے

گئے وہاں غیر مسلم جج کے سامنے کورٹ میں فسخِ نکاح کی درخواست پیش کی، وہاں کورٹ نے شوہر کا بیان یا اس سے تحقیق کئے بغیر فسخِ نکاح کا فیصلہ کر دیا۔ کیا وہاں کے غیر مسلم جج کے فسخِ نکاح کا فیصلہ کرنے سے نکاح فسخ ہو جائے گا؟

جواب: غیر مسلم جج فسخِ نکاح کا فیصلہ کرے تو وہ شرعاً معتبر نہیں ہوتا اور اس سے نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

:الحیلۃ الناجزہ: میں ہے: اگر کسی جگہ فیصلہ کنندگان حاکم غیر مسلم ہو تو اس کا فیصلہ بالکل غیر معتبر ہے، اس کے حکم سے فسخ وغیرہ ہرگز نہیں ہو سکتا: لان الکافر لیس باھل للقضاء علی المسلم کما ھو مصرح فی جمیع کتب الفقہ: حتیٰ کہ اگر روداد مقدمہ غیر مسلم مرتب کرے اور مسلمان حاکم فیصلہ کرے یا بالعکس تب بھی فیصلہ نافذ نہ ہوگا.... الی قولہ.... اور اگر فیصلہ کسی جماعت کے سپرد کیا جاوے جیسا کہ بعض مرتبہ ججوں کی جیوری کے سپرد ہو جاتا ہے یا بینچ میں پیش ہوتا ہے یا چند اشخاص کی کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے تو اس صورت میں ان سب ارکان کا مسلمان ہونا شرط ہے، کوئی غیر مسلم جج اور مجسٹریٹ اور ممبر بھی اس کا رکن ہو تو شرعاً اس جماعت کا فیصلہ کسی طرح معتبر نہیں، ایسے فیصلہ سے تفریق وغیرہ ہرگز صحیح نہ ہوگی۔

لہذا صورت مسئولہ میں عورت کی درخواست پر غیر مسلم جج نے فسخِ نکاح کا جو فیصلہ کیا ہے وہ معتبر نہیں، اس فیصلہ سے نکاح شرعاً فسخ نہ ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ: ج8: ص389)

مسجد میں غیر مسلم کا چندہ لینا:

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک غیر مسلم نے مسجد کیلئے بطور دان (چندہ) کچھ پیسے دیئے ہیں۔ تو کیا وہ پیسے مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر غیر مسلم اپنے اعتقاد سے اسے قربت سمجھتا ہو تو اس کا چندہ لینے کی گنجائش ہے، مگر فی زمانہ غیر مسلم کی رقم مسجد میں استعمال کرنے سے بچنا چاہئے۔ غیر مسلم کا مسجد پر احسان چڑھے گا اور کسی وقت اُن کے مذہبی کاموں میں چندہ دینا اور شرکت کرنا پڑے گی۔ لہذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج9: ص135)

غیر مسلم نے مسجد میں پلاسٹر کروایا، اس جگہ نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: ہمارے شہر میں ایک مسجد کے صحن میں ایک غیر مسلم نے اپنے پیسوں سے صحن میں پلاسٹر کروا دیا۔ اب اس صحن میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: فی زمانہ مناسب یہی ہے کہ غیروں کا چندہ مساجد میں نہ لیا جائے۔ مگر صورتِ مسئولہ میں غیر مسلم،

صحنِ مسجد میں پلاسٹر کرا چکا ہے، اگر اس نے یہ کام تقرب سمجھ کر کیا ہے تو اس صحن میں نماز پڑھ سکتے ہیں، اگر ہمت ہو اور کوئی مناسب صورت ہو تو اس شخص نے جتنی رقم خرچ کی ہے وہ اسے واپس کر دی جائے اور اچھے انداز سے اسے سمجھا دیا جائے کہ یہ مذہب اور عبادت کا معاملہ، ہر ایک اپنے اپنے مذہبی اُمور اور عبادت گاہوں کے انتظام خود کریں، یہی مناسب ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج9:ص163)

غیر مسلم کو سود دینا:

سوال: بینک کے سود کا پیسہ غیر مسلم کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسلمانوں میں ہی بے شمار محتاج اور غرباء ہیں، لہذا غریب محتاج مسلمانوں کو یہ رقم بغیر نیتِ ثواب دے دی جائے، یہی بہتر ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج9:ص279)

بینک کا سود غیر مسلم کو دینا:

سوال: بینک سے جو سود ملتا ہے وہ کس کو دیا جائے؟ ایک غیر مسلم ضرورت مند ہے، اس کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: یہ رقم غریب، مسکین محتاج کو دی جا سکتی ہے اور وہ اپنے کام میں لے سکتا ہے۔غریب مسلمان کو فائدہ پہنچنا چاہئے، وہ بنسبت غیر مسلم کے زیادہ حق دار ہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج9:ص279)

شرعی اُمور کے مخالف حامیوں کے متعلق شرعی حکم اور اُن کے ساتھ نشست و برخاست کرنا:

سوال: ایک آدمی خلاف شرع امور کا مرتکب ہے، دوسرے بعض اس کی حمایت کرتے ہیں، تو ان حامیوں کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: گناہ اور بُرے کام سے جو شخص راضی رہتا ہے وہ بھی فاسق اور گنہگار ہے، اور جو کوئی شرعی گنہگار اور فاسق ہو حتی الامکان اس سے احتراز و اجتناب لازم ہے۔فرمان خداوندی ہے: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ: یعنی گنہگاروں کے ساتھ نشست و برخاست ترک کرنا لازم ہے۔

اس میں عاقبت کی درستی اور دین کی سلامتی اور مجرمین کے لئے عملی نصیحت اور تازیانہ عبرت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو علماء نے ان کو روکا مگر وہ باز نہ آئے، علماء ان کی مجالس میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے تو ان کے دل کے اثرات علماء کے دلوں پر پڑے۔ ان کے دل کی نحوست سے نیک آدمیوں کے قلوب بھی ویسے بن گئے، ان تمام پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی۔ (فتاوی رحیمیہ: ج 1: ص 45)

غیروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت:

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ جب تک میت کو قبر میں اُتارا نہ دیا جاتا آنحضرت ﷺ قبر کے پاس کھڑے رہتے تھے، بیٹھتے نہ تھے۔ ایک مرتبہ ایک یہودی نے دیکھ کر کہا ہم بھی اپنے مُردوں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فوراً بیٹھ گئے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ: خالفوھم (ان کی مخالفت کرو یعنی بیٹھ جاؤ، کھڑے رہنے میں ان سے مشابہت لازم آتی ہے)۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص ہمارے طریقے کے علاوہ دوسروں کے طریقہ پر چلے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: من تشبّہ بقوم فھو منھم: جو کوئی کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے (وہ انہیں کا ہوگا)۔

سیدنا حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ ایسے بہت کم لوگ ہیں کہ جنہوں نے کسی قوم سے مشابہت کی اور اُن سے نہ مل گئے ہوں۔ عبرت کے لئے ایک سچا واقعہ عرض ہے:

عبرت ناک واقعہ:

کانپور میں کوئی نصرانی جو کسی اعلیٰ عہدہ پر تھا، مسلمان ہو گیا تھا، مگر مصلحتاً اسلام کو چھپائے ہوئے تھا، اتفاق سے اس کا تبادلہ کسی دوسری جگہ ہو گیا، اس نے اُن مولوی صاحب کو جن سے اسلام کی باتیں سیکھی تھیں، اپنے تبادلہ سے مطلع کیا اور فرمائش کی کہ کسی دیندار شخص کو مجھے دیں، جس سے علم دین حاصل کرتا رہوں، چنانچہ مولوی صاحب نے ایک شاگرد کو اس کے ساتھ کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد جب یہ نصرانی بیمار ہوا تو اس مولوی صاحب کے شاگرد کو کچھ روپے دیئے اور کہا کہ جب میں مر جاؤں اور عیسائی مجھے اپنے قبرستان میں دفن کر آویں تو تم رات کو جا کر مجھے قبر سے نکالنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب مولوی صاحب کے شاگرد نے حسبِ وصیت رات کو ان کی قبر کھولی تو دیکھا کہ اس قبر میں وہ نصرانی تو نہیں ہے، بلکہ مولوی صاحب پڑے ہیں، وہ سخت پریشان ہوا کہ یہ کیا ماجرہ ہے، میرے استاد

یہاں کیسے؟ آخر دریافت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نصرانیوں کے طور طریق کو پسند کرتے اور اچھا جانتے تھے۔ وہ نومسلم نصرانی مولوی صاحب کی قبر میں منتقل ہوا ہوگا۔ ایسے واقعات.....سینکڑوں کی تعداد میں کتابوں میں مل سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ایسی حالت سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج 7: ص 116)

بدعتی کی امامت:

سوال: ہمارے محلّہ کی مسجد کے امام بدعتی ہے اور دوسری مسجد جہاں صحیح العقیدہ امام ہے وہ بہت دُور ہے، وہاں جانا مشکل ہے۔ تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جماعت چھوڑنے پر دل مائل نہیں ہوتا۔ میرے ایک دوست کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھ کر تنہا نماز کا اعادہ کرلیا کرو۔ شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر یقین کے ساتھ اس بات کا علم ہو کہ امام کے عقائد کافرانہ اور مشرکانہ ہیں، وہ بدعقیدہ ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اور اگر یقین کے ساتھ اس بات کا علم نہ ہو تو پھر اگر دوسری مسجد دُور ہو، اور وہاں پنج وقتہ حاضری دینا مشکل ہو تو مجبوراً ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لے، تنہا پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے کہ جماعت کی بہت اہمیت ہے۔ ایسے بدعتی شخص کو امام بنانے کی جو خرابی اور کراہت ہے اس کی ذمہ داری، امام اور اس کو مقرر کرنے والوں اور جماعت کرنے والوں پر ہوگی، اور جماعت سے نماز پڑھنے کے بعد اعادہ کی ضرورت نہیں۔

نوٹ: اگر بدعتی کی بدعت اور بداعتقادی: مفضی الی الکفر: ہو تو پھر اس کی امامت کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ: ج 4: ص 190)

فاسق و فاجر اور بدعتی کی امامت کا حکم:

سوال: ہمارے یہاں کے امام صاحب فاسق و فاجر ہیں، ان میں دینداری نہیں ہے، خلافِ شریعت اعمال کے مرتکب ہیں۔ تو ان کے پیچھے ہماری نماز صحیح ہے یا نہیں؟ ان کے پیچھے ہم نماز پڑھیں یا نہیں؟ بعض نمازی اسی وجہ سے ان کے پیچھے پڑھنے کیلئے راضی نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں ان سے نفرت ہے، پھر بھی متولی اسے معزول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ جو شخص بدعتی ہو اور مشرکانہ عقائد رکھتا ہو، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کو امام بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: امام کا صحیح العقیدہ اور نماز سے متعلق مسائل سے واقف ہونا، صحیح قراءت پڑھنے والا دیندار اور ظاہری گناہوں اور بُرائیوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فاسق وہ ہے جو کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو یا صغیرہ گناہوں کا عادی ہو۔ لہٰذا

فاسق فاجر کوامام بنانا گناہ ہے۔حدیث شریف میں ہیں: لایؤم فاجر مؤمناً: فاجر شخص کسی مؤمن کی امامت نہ کرے۔اور کبیری میں ہیں: لوقدموا فاسقاً یأثمون: اگر فاسق کوامام بنائیں گےتو گنہگار ہوں گے۔اس لئے کہ فاسق اپنے دین کاہی اہتمام نہیں کرتا (تو نماز جیسی عظیم الشان عبادت کے متعلق اس کا اعتبار کیونکر ہو)۔نیز اسے امامت کا منصب دینے میں اس کی تعظیم لازم آتی ہے، حالانکہ شریعت میں اس کی اہانت (تذلیل) واجب ہے۔لہذا مخالفِ شریعت، واجب الاہانت امام کومعزول کردیناضروری ہے۔

ابو داؤد شریف میں ہے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی، اسے تھوک آیا تو قبلہ کی جانب تھوک دیا، آنحضرت ﷺ یہ دیکھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوگیا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں سے حضور اقدس ﷺ نے فرمادیا کہ یہ شخص آئندہ تمہاری امامت نہ کرے۔اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اسے رُوک دیا اور بتادیا کہ حضور اقدس ﷺ نے اس کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے۔یہ شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے کہا تھا۔راوی بیان کرتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی تھی۔

احادیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ فاسق شخص امامت کے لائق نہیں، اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔لہذا ایسے امام کو بغیر تاخیر کے معزول کردینا لازم ہے۔اگر معزول نہ کیا جائے تو آپ دوسری مسجد میں چلے جائیں، اگر دوسری مسجد نہ ہو تو مجبوراً اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں، کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے۔اور مجبوری کی حالت میں کراہت لازم نہیں آئے گی۔ساری ذمہ داری امام اور اس کے متعین کرنے والے اور اسے برداشت کرنے والوں پر ہوگی۔بدعتی امام کا بھی یہی حکم ہے۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت ابن عمرؓ ایک مسجد میں گئے، وہاں ظہر کی اذان ہوچکی تھی، نمازیوں کا انتظار تھا کہ مؤذن نے تثویب کہی۔یعنی: الصلاۃ الصلوۃ: پکارا، تاکہ نمازی آجائیں۔حضرت ابن عمرؓ نے فوراً فرمایا کہ ہمیں اس بدعتی کے پاس سے نکالو۔چنانچہ حضرت ابن عمرؓ اس مسجد سے چلے گئے، وہاں نماز نہیں پڑھی۔

نوٹ: اگر بدعتی کی بدعت اور بداعتقادی مفضی الی الکفر: ہوتو پھر اس کی امامت کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔(فتاوی رحیمیہ: ج4: ص170)

بدعتی کی تعظیم کرنا:

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہیں: جس نے (دین میں) کوئی نئی بات ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، نہ اس کی فرض عبادت مقبول ہے اور نہ نفلی عبادت۔

(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص139)

بدعتی کی تعظیم کرنا:

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہیں: جس نے بدعتی کی عزت کی اس نے اسلام (کی بنیاد) ڈھانے میں مدد کی۔

(فتاوی رحیمیہ: ج2: ص139)

بدعتی کی تعظیم کرنا:

حدیث شریف میں ہے: من وقّر صاحب بدعة فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام: یعنی جس نے بدعتی کی توقیر (تعظیم) کی، اس نے اسلام (کی بنیاد) ڈھانے میں مدد کی۔ (فتاوی رحیمیہ: ج2: ص169)

بدعتی سے محبت رکھنے کی سزا:

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بدعتی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے نیک اعمال مٹا دیتا ہے اور اسلام کا نور اس کے دل سے نکال دیتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج2: ص172)

بدعتی کی امامت کا حکم:

فاسق و بدعتی کو امام بنانا ناجائز ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ فاسق کے مقابل بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے میں اعلیٰ درجہ کی کراہت ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج4: ص197)

بدعتی کے سلام کا جواب دینا:

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو ایک شخص نے سلام پہنچایا، آپؓ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ اس شخص نے بدعت ایجاد کی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو میری طرف سے اس کو سلام پہنچانے کی کوئی حاجت نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ: ج6: ص204)

بدعت کے کام میں شرکت کرنا:

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو ختنہ میں بلایا گیا تو انکار کرتے ہوئے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ختنہ کے موقعہ پر نہ ہم جاتے تھے نہ ہمیں بلایا جاتا تھا۔(فتاوی رحیمیہ:ج6:ص205)

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام چاٹگامی صاحب کا فتوی

(1) سابق رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

(2) استادِ حدیث وفقہ جامعہ اہلیہ دارالعلوم مُعین الاسلام ھاٹھزاری چاٹگام بنگلہ دیش۔

شیعہ کے ساتھ اسلامی تعلقات رکھنے اور نکاح کرنے کا حکم:

سوال: شیعہ لوگ مرتد ہیں یا کافر؟ ان کے عقائد کیا ہیں؟ ان کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: شیعہ اثنا عشریہ روافض اور امامیہ کافر اور مرتد ہیں، کیونکہ یہ لوگ قرآن کریم کو مکمل نہیں مانتے، قرآن کو چالیس پارے مانتے ہیں، جو کہ اِن کے عقیدہ کے مطابق امام غائب کے پاس ہے۔ وہ امام کو معصوم مانتے ہیں، خواہ وہ تمام کبائر اور منکرات کے ارتکاب کرے۔ وہ مساجد میں پانچ وقت نمازیں ادا نہیں کرتے، بلکہ کچھ نماز ادا کرتے ہیں وہ

بھی مساجد میں نہیں بلکہ امام بارگاہوں میں ادا کرتے ہیں۔وہ متعہ یعنی چند روز کیلئے معمولی چیز دے کر گواہوں کے بغیر یا ان کے آپس کے گواہوں کی موجودگی میں نکاح کر لیتے ہیں۔ان سے چند دن یا چند ماہ وطی کرنے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں۔یہ سارے کبائر اور منکرات ان میں پائے جاتے ہیں،اس لئے بھی یہ کافر ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے تحفہ اثناعشریہ میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔اور ہمارے زمانے میں حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ نے خمینیت اور سبعہ رافضیہ پر مشہور فتویٰ لکھا ہے جو پاکستان سے چھپ چکا ہے،اُس میں تمام دلائل اور قرآن وحدیث کے حوالے ہیں۔اسی طرح جو بھی اسلام یا اسلام کو لانے والے نبی کریم ﷺ کا انکار کرے گا وہ بھی مرتد اور اسلامی حکومت کے نزدیک واجب القتل اور مہدورالدم ہے۔

کیونکہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ مرتدین.....جیسے عبداللہ بن خطل مرتد ہو کر بھاگ چکا تھا،جس کو جہاں ملے قتل کر دیں،پھر کعبہ معظمہ کے پردے کے اندر اس کو قتل کیا گیا۔عبداللہ بن ابی اسرح کو بھی ارتداد کی بناء پر جہاں ملے قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا،مگر اس کو اپنے رضائی بھائی کے پناہ لینے اور توبہ کرنے اور تجدید ایمان کے بناء پر معاف کیا گیا۔

معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث اور اجماع کے تحت مرتد اور منکرِ اسلام،واجب القتل اور مہدورالدم ہیں،قابلِ سزا اور قابلِ مواخذہ ہیں۔اور ایسے لوگوں کو جو مسلمان سمجھے وہ بھی کافر اور مرتد ہیں وہ بھی واجب القتل ہے اسلامی حکومت کا امام ان کو قتل کرے گا۔

حضرت علیؓ نے بعض مرتدوں کو آگ میں جلا دیا تھا جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے یہاں اسلامی حکومت قائم نہ ہونے اور اسلامی قوانین نافذ نہ ہونے کی بناء پر یہ سب پورے ملک میں دندناتے پھر رہے ہیں،اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی ان کو سزا دے گا چھوڑے گا نہیں،جس وقت وہ پکڑے گا تو ان کا پکڑ سخت ہوگا:ان بطش ربک لشدید:

اب مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ ان کافروں سے دیگر کافروں کی طرح تعلقات رکھیں اور اسلامی تعلقات نہ رکھیں۔اگر غلطی سے کرلیا ہے تو فوراً توڑ دیں ورنہ ایمان بچانا مشکل ہے (آپ کے سوالات اور اُن کا حل:ج3:ص438)

مسلمان کے خلاف شیعہ کی گواہی کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شیعہ اثناعشری کسی سنی مسلمان کے خلاف دعوی کرتا

ہے کہ سنی مسلمان نے شیعہ اثناعشری کی دوکان جلائی ہے اور دوکان کا مال لوٹا ہے۔سنی مسلمان ان تمام باتوں سے انکاری ہے۔سنی مسلمان کا کہنا ہے کہ مجھے مذکورہ باتوں میں سے کسی ایک بات کی خبر نہیں ہے،اس پر گواہ پیش نہیں کیا جاسکتا بلکہ میرے خلاف جھوٹا الزام ہے۔لیکن شیعہ اثناعشری معاملہ عدالت میں پیش کرتا ہے اور گواہی کیلئے چار شیعہ اثناعشریوں کو پیش کرنا چاہتا ہے۔سنی مسلمان کو بلاوجہ پریشان کئے جانے کا قوی اندیشہ ہے۔سنی مسلمان نے ایک وکیل سے مشورہ کیا ہے،وکیل نے کہا کہ علماء شیعہ اثناعشری کو مسلمان نہیں سمجھتے اگر یہ فتوی مل جائے کہ شیعہ اثناعشری مسلمان نہیں ہے پھر ان کی گواہی پر فیصلہ نہیں ہو سکے گا،کیونکہ اسلام میں کافروں کی گواہی مسلمان کے خلاف معتبر نہیں ہوتی،پھر وکیل نے مزید کہا کہ اگر شیعہ اور روافض کی گواہی معتبر نہ ہونے پر تاریخ اسلام کے قاضیوں کا فیصلہ یا مثال مل جائے تو بہت بہتر ہوگا۔لہذا بندہ ناچیز جناب عالی سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اس بارے میں ہماری شرعی رہنمائی فرمائیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں اسلامی قانون کی شہادت کی رو سے کسی مسلمان کے معاملہ میں اس کے خلاف کسی غیر مسلم کافر کی شہادت قبول نہیں ہوتی۔

شیعہ اثناعشری اپنے عقائدِ باطلہ و فاسدہ کی بناء پر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں،اس لئے ان کی شہادت مسلمان کے خلاف معتبر نہ ہوگی۔

ویسے تو شیعوں کے عقائدِ باطلہ کئی ہیں،مثلاً **(1)** قرآن کے محرف ہونے کا عقیدہ **(2)** امامت ائمہ اثناعشریہ کا جزو ایمان ہونے کا عقیدہ **(3)** بارہ اماموں کے من جانب اللہ نامزد ہونے کا عقیدہ **(4)** بارہ اماموں کا تمام انبیاء سابقین علیہم السلام اور رسولوں سے افضل ہونے کا عقیدہ **(5)** بارہ اماموں کو حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے کے اختیار کا عقیدہ **(6)** شیخینؓ سیدنا صدیق اکبرؓ و سیدنا فاروق اعظمؓ کے کافر و مرتد اور منافق قرار دینے کا عقیدہ وغیرہ وغیرہ، لیکن یہاں پر صرف تحریف قرآن کے عقیدہ کے ثبوت میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

شیعوں کی مستند تفسیر: صافی: میں امام باقر سے روایت ہے: اگر قرآن میں کمی یا زیادتی نہ کی گئی ہوتی تو کسی عقل رکھنے والے پر ہم بارہ اماموں کا حق پوشیدہ نہیں رہتا۔یعنی قرآن کریم میں کمی واقع ہوئی اور زیادتی بھی ہوئی،اس وجہ سے ہمارے اماموں کے حقوق ذکر نہیں ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: اگر قرآن اس طرح پڑھا جاتا جس طرح نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہم ائمہ کا تذکرہ نام بنام پاتے۔یعنی چونکہ قرآن کریم میں کمی اور زیادتی کے ساتھ تحریف ہوئی ہے اس لئے ہمارے ائمہ کا تذکرہ موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔

شیعوں نے اپنی کتابوں میں تحریفِ قرآن پر بڑی نظائر اور مثالیں پیش کی ہیں، ان میں سے بطور نمونہ چند یہاں لکھی جاتی ہیں۔

1.....سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 33 کے اندر: وان کنتم فی ریب ممّانزّلنا علٰی عبدنا فأتوا بسورة مّن مّثله، الخ: کے بارے میں شیعہ کی اصح الکتب اصول کافی: میں امام باقر کی روایت ہے کہ: آیت مذکورہ میں: فـــی عـــلـــیّ : کا اضافہ تھا، جس کو آپ ﷺ کے بعد قرآن جمع کرانے اور مرتب کرنے والوں یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ نے نکال دیا ہے۔ (معاذاللّٰہ)

2.....سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 110 کے اندر: ولقد عهدنا الٰی آدم من قبل فنسی: کے بارے میں شیعہ اثنا عشریہ کے چھٹے امام، امام جعفر صادق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: اصل آیت اس طرح ہے: ولقد عهدنا الٰی آدم من قبل کلمات فی محمدو علی وفاطمة والحسن والحسین والائمة من ذریتهم فنسی، هکذا واللّٰه نزلت علی محمد ﷺ:

جس کا مطلب یہ ہے کہ اصل آیت اس طرح تھی، لیکن قرآن مرتب کرنے والوں، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ نے درمیان سے عبارت نکال دیا ہے۔ (معاذاللّٰہ)

3.....سورۂ احزاب کے آخری رکوع میں آیت: ومن یّطع اللّٰه ورسوله فقدفازفوزا عظیما: ہے، اس کے متعلق: اصول کافی: میں امام جعفر سے روایت نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اصل آیت اس طرح ہے: ومن یّطع اللّٰه ورسوله فی ولایة علی والحسن والحسین والائمة من بعده فقد فاز فوزا عظیما:

جس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن سے: فی ولایة علیّ: سے لے کر: والائمة من بعده: تک کی عبارت حذف کردی گئی اسے نکال دیا گیا ہے، اور یہ کام قرآن جمع کرنے والوں نے یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ نے کیا ہے۔ (معاذاللّٰہ)

اس طرح کی بے شمار نظائر ہیں جس سے شیعہ اثنا عشریہ کے ائمہ نے ثابت کیا ہے کہ قرآن میں ہر قسم کی تحریف ہوئی ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک موجودہ قرآن محرف ہے، یہ پورا قرآن نہیں ہے جبکہ عہدِ صحابہؓ سے لے کر تا حال پوری کی پوری اُمتِ مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس لے کر آئے تھے اور یہ قرآن تا حال بلا تحریف وتبدیل جوں کا توں موجود ہے۔

تحریف کا عقیدہ قرآن کا انکار ہے، اور قرآن کا انکار صریح کفر ہے۔ اس لئے شیعہ اثنا عشریہ تحریفِ قرآن کا

عقیدہ رکھنے کی بناء پر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں جبکہ ان کے اندر دوسرے باطل و فاسد عقائد بہت ہیں۔

کافروں کی شہادت مسلمان کے خلاف قابل اعتبار نہیں ہے:

قرآن کریم کے اندر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: واستشهدوا شهيدين من رّجالكم: گواہ بناؤ دو تمہارے مردوں میں سے:

تشریح: آیت میں مؤمنوں سے خطاب کیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اے ایمان والو! تم اپنے مومنین مردوں میں سے دو گواہ بنالو۔ جس کے مفہوم سے معلوم ہو رہا ہے کہ کافروں کی شہادت معتبر نہیں ہے، نہ ہی ان کو گواہ بنانا جائز ہے۔

امام ابوبکر جصاصؒ: احکام القرآن: کے اندر آیتِ مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قول: من رّجالكم: کی تفسیر یوں ہے: گویا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا: ای من رجال المومنين: جس کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف شہادت دینے کیلئے ایمان شرط ہے۔

امام ابن الہمامؒ: فتح القدير شرح الهدايه: میں شہادت کی بحث میں رقمطراز ہیں کہ: مسلمانوں کے خلاف کافروں کی شہادت قابلِ قبول نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا: لن يّجعل الله للكافرين على المومنين سبيلا: یعنی کافروں کیلئے مسلمانوں کے خلاف کوئی راستہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نہیں رکھا۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ: رد المحتار: میں لکھتے ہیں: پس مدعی اگر مسلمان ہے تو شاہد اور گواہ کیلئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ اور درمختار میں ہے کہ: کسی مسلمان کے خلاف کسی کافر کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

واضح رہے کہ شیعہ روافض کی شہادت مسلمان کے خلاف نا قابلِ اعتبار ہونے پر نظائر تو بے شمار ہیں، یہاں پر صرف دو نظائر پیش کی جاتی ہیں۔

1.....صاحب: اخبار القضاۃ: رقمطراز ہیں: كان ابى ليلى لا يجيز شهادة الرافضة: قاضی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روافض کی شہادت کو ناجائز قرار دیتے تھے۔

2.....وكان شريك لا يجيز شهادة الرافضة: قاضی شریک روافض (شیعہ) کی شہادت کو جائز قرار نہیں دیتے تھے۔

لہٰذا مسلمانوں کے مقدمات میں معتبر اور دیندار مسلمان گواہ کا پیش کرنا ضروری ہے، شیعہ اور روافض کی

شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی۔

علاوہ اس کے یہ ہے کہ شہادت اس شخص کی قبول نہیں ہوتی کہ جو شخص کسی سے عداوت رکھے۔رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ایک طویل حدیث میں ہے:ولا ذی غمر لاخیہ:وفی حاشیۃ:کذاوقع والصواب ولا غمر لاخیہ بالیاء وقدذکرہ الدارقطنی وصاحب الغریبین بلفظ یدل علی صحۃ ھذا:

ظاہر بات ہے کہ اثناعشری شیعہ،اہل سنت والجماعت سے عداوت رکھتے ہیں،اس لئے ان کی شہادت قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

کسی مسلمان کے خلاف شہادت دینے کیلئے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان ہو،سچا ہو،غیر جانب دار ہو۔اور شیعہ میں یہ تینوں شرطیں مفقود ہیں،لہذا مسلمان کے خلاف اس کی شہادت مردود ہے۔(جواہر الفتاوی:ج 1:ص 385)

صحابہ کرامؓ کے بارے میں غلط خیالات رکھنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: ہماری مسجد کے خطیب،یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ اسلامی کے پروفیسر ہیں،کبھی کبھی جمعہ کی تقریر میں تاریخی بات چیت کرتے ہیں۔جناب نے گذشتہ جمعہ میں جنگ جمل اور صفین کے واقعات بیان کئے ہیں اور تقریر کے آخر میں یہ بات کہی ہے کہ:

صحابہ کرامؓ کی اندھی تقلید کرنا ایک قسم کی غلطی ہے،چونکہ یہ لوگ بھی انسان تھے ان کے اندر بھی اچھے بُرے تھے،جیسے جنگ جمل اور صفین کے واقعات میں سب حالات مذکور ہیں،لیکن بعض علماء ان واقعات کی فاسد تاویلیں کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔پس ہماری رائے یہ ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ معیارِ حق نہیں ہیں،یعنی جن صحابہ کرامؓ سے فسق وفجور ظاہر ہوا ہے وہ لوگ قابلِ اقتداء نہیں ہیں جیسے حضرت امیر معاویہؓ وغیرہ۔(العیاذ باللّٰہ)

اب ہمیں ان کے بیان سے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں غلط خیالات رکھنے والے علماء یا کسی آدمی کو امام یا خطیب بنانا کیسا ہے؟

جواب: صحابہ کرامؓ کے بارے میں غلط خیالات رکھنے والے عالم یا کسی بھی شخص کو مساجد میں امام،خطیب اور مؤذن مقرر کرنا جائز نہیں،ان کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

فلہذا صورت مسئولہ میں کمیٹی اور نمازی لوگوں پر واجب ہے کہ مذکورہ خطیب کو سبکدوش کر کے ایک دیندار متقی ومتبع سنت عالم دین کو خطیب مقرر کریں،ورنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے جواب

دہی کرنی ہوگی۔کون ہوگا کہ ان کے سوال کا جواب دے سکے گا؟ بلکہ جس سے سوال ہوگا ذلیل وخوار ہوگا۔

(جواھر الفتاوی: ج4: ص215)

صحابہ کرامؓ کوسبّ وشتم کرنے والے کی عبادت، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دربار میں قبول نہیں:

سوال: ایک قومی عالم صاحب نے کہا کہ جولوگ صحابہ کرامؓ کوسبّ وشتم کرتے ہیں اوران کو بہت سے معاملات میں طعن کرتے ہیں، ان کی فرض ونفل کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی، بلکہ ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔اب سوال یہ ہے کہ ان عالم صاحب کی باتیں کہاں تک درست ہیں؟

جواب: جناب عالم صاحب کی باتیں درست ہیں، اور حدیث سے ثابت اور منقول ہیں۔چنانچہ حدیث شریف میں ہیں:

1.....حضرت عویمر ابن ساعدہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے رفقاء اور ساتھی منتخب فرمائے اور پھر ان رفقاء میں سے کچھ کو میرا وزیر، کچھ کو میرا رشتہ دار بنایا، پس جس شخص نے ان کو بُرا کہا، اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت، جب تک توبہ نہ کرے تب تک اللہ تعالیٰ جل شانہ، نہ اس کی نفل قبول کرے گا نہ فرض۔

2.....حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایک گروہ پیدا ہوگا، جن کو رافضی کہا جائے گا، پس اگر تم ان کو پاؤ تو ان کو قتل کرنا، کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کی پہچان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ تمہیں ان چیزوں کے ذریعہ اُونچا دکھائیں گے جو تم میں نہیں ہوں گے اور صحابہ کرامؓ پر طعن کریں گے۔

3.....دارقطنی کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہے: اور ان لوگوں کو مشرک کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ کو بُرا کہیں گے، اور جس شخص نے میرے صحابہؓ کو بُرا کہا، اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

4.....قاضی عیاضؒ نے شفاء میں لکھا ہے کہ حضرت مالک بن انسؒ وغیرہ کا قول ہے کہ: جس شخص نے صحابہ کرامؓ سے بغض رکھا اور ان کو بُرا کہا ہے، اس کو مسلمانوں کے مال فئی میں کوئی حق نہیں۔

قاضی عیاضؒ نے ایک اور جگہ فرمایا کہ: جس شخص نے اصحابؓ محمد ﷺ سے بغض وغصہ رکھا، وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ارشاد: لیغیظ بھم الکفّار: کے بموجب کافر ہے۔

پس صحابہ کرامؓ کو سبّ وشتم کرنے والے اور ان سے بغض وعداوت رکھنے والے گمراہ ہیں، راہِ حق سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج4: ص226)

صحابہ کرامؓ کو سبّ وشتم کرنے والے کی گواہی اور امامت کا حکم:

سوال: صحابہ کرامؓ کو سبّ وشتم کرنے والے لوگوں کی گواہی، دینی یا دنیوی معاملات میں معتبر ہے یا نہیں؟ ایسے لوگوں کو امام بنانا کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ایسا آدمی فاسق اور گمراہ ہے، کیونکہ قرآن واحادیث میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں بے شمار فضیلتیں آئی ہیں، گویا کہ وہ ان کا منکر ہے، ایسا آدمی بڑا فاسق ہے، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے، چنانچہ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں:

:اذا رأیت الرجل ینتقص احداً من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ فاعلم انہ زندیق و ذلک ان القرآن حق والرسول حق وماجآء بہ حق و ماادیٰ الینا ذلک کلّہ الاالصحابۃ فمن جرحھم انما اراد ابطال الکتاب والسنۃ فیکون الجرح بہ الیق والحکم علیہ بالزندقۃ والضلال أقوم واحقّ:

پس ایسے فاسق کی گواہی شرعاً قابلِ قبول نہیں ہے، ویسا ہی ان کو امام مقرر کرنا بھی جائز نہیں، اگر کسی مسجد میں مقرر ہو چکا ہے تو کمیٹی پر واجب ہے کہ ان کو فارغ کردیں اور متقی عالم دین کو مقرر کریں۔ واضح رہے کہ ایسے عقیدے والے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (جواھر الفتاوی: ج4: ص225)

شیعہ اثنا عشری، بوہری، خوجہ، اسماعیلی فرقہ کے لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟ ان کی نماز جنازہ اور دعوتوں میں شرکت اور ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک بزرگ ہے جو کہ دیندار ہے، لیکن

ان کے اندر دو خرابیاں ایسی ہیں جس کی وجہ سے لوگ ان کو بُرا جانتے ہیں:

پہلی خرابی یہ کہ..... ہمارے علاقہ میں مسلمانوں کی جتنی نماز جنازہ ہوتی ہیں، پابندی کے ساتھ سب نمازوں میں شریک ہوتے ہیں، مگر شیعہ، خوجہ، اسماعیلی، بوہری فرقہ والوں کی نماز جنازہ اور دعوتوں میں شریک نہیں ہوتے۔ پوچھنے پر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے جنازہ میں شریک ہونا ثواب ہے، اس لئے اس میں شریک ہوتا ہوں، شریعت میں مسلمانوں کے جنازہ میں حاضری کے لئے کہا گیا ہے۔

ہم نے ان سے سوال کیا کہ ہمارے علاقہ میں شیعہ اثنا عشریہ ہیں، خوجہ ہیں، بوہری ہیں، سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک وہ سب لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟ جواب دیتے ہیں کہ علماء کرام اُن کو مسلمان نہیں کہتے۔

دوسری خرابی یہ کہ..... وہ ولیمہ کی دعوتوں میں شریک نہیں ہوتے مگر کبھی کبھی، دعوت مسلمانوں کی ہو تو شریک ہوتے ہیں کہ دعوت قبول کرنا مسلمان کا حق ہے۔ اس بارے میں بھی بزرگ صاحب وہی جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی دعوت قبول کرنا سنت ہے، اس لئے جاتا ہوں۔

برائے مہربانی آپ وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ لوگ جن کا ذکر اُوپر ہوا ہے، مسلمان ہیں یا نہیں؟ ان کی دعوتوں میں شریک ہونا، ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے ساتھ دوسرے معاملات مثلاً: نکاح، شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ صاف اور واضح جواب دیں گے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جواب: صورت مسئولہ میں بزرگ صاحب کا موقف صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے نماز جنازہ میں شریک ہونے اور نہ ہونے کا اُصول بتا دیا ہے کہ مسلمانوں کی نماز جنازہ میں وہ شریک ہوتے ہیں۔ اور شریعت کی رُو سے مسلمانوں کے جنازہ میں شرکت ان کا حق ہے، اور ہر مسلمان پر فرض ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے، جس کا راوی کہتا ہے کہ: ایک مسلمان کا حق دوسرے مسلمان پر یہ ہے کہ اس کے نماز جنازہ میں شریک ہو، اس کی عیادت کرے، کھانسی کا جواب دے (یعنی اس کے: الحمد للّٰہ: کہنے کے جواب میں: یرحمک اللّٰہ: کہے) جب دعوت کرے تو اسے قبول کرے، سلام کرے تو اس کا جواب دے۔ حدیث شریف کی رُو سے مسلمانوں کی نماز جنازہ میں شریک ہونا بزرگ کا حق ہے۔ آپ نے کہا کہ وہ اس میں شریک ہوتے ہیں۔

نیز یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ مسلمانوں کی دعوت قبول کرنا مسلمان کا حق ہے غیر مسلم کا نہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ وہ مسلمانوں کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور بعض جن کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوتے ہیں۔ اور

جن فرقہ کا آپ نے نام لیا ہے درحقیقت وہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔

شیعہ اثنا عشری کے متعلق حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ کی کتاب: کیا شیعہ اثنا عشری مسلمان ہیں: میں تفصیل سے بحث ہے۔ وہاں پر تمام اہل سنت والجماعت کا فتویٰ بھی ہے کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فرقہ والے موجودہ تیس پارے والے قرآن کو نہیں مانتے، صحابہ کرامؓ خاص کر شیخینؓ کی تکفیر کرتے ہیں، حضرت علیؓ کیلئے ایسی ولایت وامامت کو مانتے ہیں جو نبوت سے افضل ہے، اور اپنے بارہ آئمہ کو معصوم مانتے ہیں۔ جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا سارے لوگ غیر معصوم ہیں، وغیرہ وغیرہ، عقائدِ باطلہ کی بنا پر یہ لوگ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔

اُوپر لکھی گئی تفصیل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ان کی دعوتوں میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، ان کے نکاح میں شرکت جائز نہیں، نہ ان کی نماز جنازہ ہے، نہ ان کیلئے دعا ہے۔ اسی طرح خوجہ، بوہری کے عقائد بھی قریباً وہی ہیں اور کچھ زیادہ ہیں۔ (آپ کے سوالات اور اُن کا حل: ج 1: ص 76)

حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ کی طرف کفر کی نسبت کرنے والے کا حکم:

سوال: جو فرقہ حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ کی طرف کفر کی نسبت کرے، ان کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟

جواب: جو لوگ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک کی طرف کفر کی نسبت کریں گے، وہ لوگ کافر ومرتد ہو جائیں گے اور اُن پر کفر وارتداد کا حکم عائد ہوگا: قال فی الھندیۃ: ویجب اکفارھم باکفار عثمانؓ وعلیؓ وطلحۃؓ وعائشۃؓ (جواھر الفتاوی: ج 5: ص 77)

صحابہ کرامؓ کو معیارِ حق نہ سمجھنے والوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا ضروری ہے:

سوال: جو لوگ صحابہؓ کی طرف کفر کی نسبت تو نہیں کرتے مگر ان کو معیارِ حق نہیں سمجھتے اور بعض صحابہؓ پر تنقیص وتنقید کرتے ہیں ان کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟

جواب: ایسے لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور گمراہ ہیں ان کی اتباع حرام ونا جائز ہے، مسلمانوں کو ان سے کنارہ کشی ضروری ہے۔ (جواھر الفتاوی: ج 5: ص 78)

قادیانی اور شیعہ کے ساتھ نکاح اور تعلقات رکھنا:

سوال: قادیانی اور شیعہ مسلمان ہیں یا کافر؟ اِن سے شادی و بیاہ اور اسلامی معاملات درست ہیں یا نہیں؟ جنہوں نے کرلیا ہے تو وہ اب کیا کریں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں قادیانی، شیعہ، یہ سب گروہ غیر مسلم اور کافر ہیں۔ مذاہب عالم پر مشہور کتاب: الملل والنحل: میں اس کی وجوہات بیان کی ہیں، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے: اکفار الملحدین فی ضروریات الدین: میں یہی فتوی دیا ہے، حضرت مولا اشرف علی تھانویؒ نے بھی: امداد الفتاویٰ: میں ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ ان سے اسلامی تعلقات ناجائز وحرام ہیں۔ اگر کر لئے ہیں تو دین کی بنیاد پر توڑ لیں۔ شریعت کا یہی حکم ہیں۔ (آپ کے سوالات اور اُن کا حل: ج 3: ص 437)

روافض کے کفر اور سزائے موت پر کوفہ کے فقہائے کرامؒ کا فتوی:

کوفہ کے فقہاء کرامؒ کے ایک طبقہ نے قطعیت کے ساتھ فتویٰ دیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرنے والا (اگر اسلامی حکومت ہو تو) سزائے موت کا مستحق ہے۔ نیز انہوں نے فتوی دیا ہے روافض کے دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا۔

نوٹ: ملحوظ رہے کہ روافض کے بارے میں کوفہ کے علماء اور فقہاء کا فیصلہ وفتویٰ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ رفض وتشیع کا مرکز رہا ہے۔ اس لئے وہاں کے فقہاء کرامؒ..... روافض کے عقائد واحوال سے زیادہ واقف رہے ہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج 1: ص 292)

گستاخِ سیدنا صدیق اکبرؓ کے نماز جنازہ کا حکم:

محمد بن یوسف الفریابیؒ سے دریافت کیا گیا ایسے آدمی کے بارے میں جو سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان میں گالی بکے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ کافر ہے۔ پوچھا گیا کہ ایسے آدمی کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے؟ آپؒ نے فرمایا کہ نہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج 1: ص 292)

روافض کے ذبیحہ کا حکم:

امام ابوبکر ابن ہانیؒ نے فرمایا کہ روافض اور قدریہ کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں، جیسے مرتد کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں،

حالانکہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کا ذبیحہ کھانا جائز ہے۔ روافض اور قدریہ کا ذبیحہ کھانا اس لئے جائز نہیں کہ شرعی حکم کے لحاظ سے یہ مرتدین میں ہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج 1: ص 292)

شیعہ پر مرتدین کے احکام لاگو ہوتے ہیں:

اور یہ لوگ یعنی روافض دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام وہ ہیں جو شریعت میں مرتدین کے ہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج 1: ص 294)

شیعوں پر زندیق اور مرتدین کے احکام لاگو ہوتے ہیں:

اور اسی طرح وہ لوگ بھی زندیق ہیں جو کہتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ وسیدنا فاروق اعظمؓ اہل جنت (یعنی مؤمنین صادقین) میں سے نہیں ہیں (بلکہ معاذ اللہ منافق اور جہنمی ہیں) جبکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ احادیث رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں جن میں ان دونوں حضراتؓ کے جنتی ہونے کی بشارت (اور مؤمن صادق ہونے کی شہادت) دی گئی ہے۔

یا جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبوۃ اور خاتم النبیین ہیں لیکن اس کا مطلب اور مقتضیٰ بس یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ کہا جائے گا لیکن نبوت کی جو حقیقت ہے یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کیلئے مبعوث اور نامزد ہونا اور گناہوں سے اور رائے میں غلطی اور اس پر قائم رہنے سے معصوم ومحفوظ اور اس کا مفترض الطاعۃ ہونا، تو یہ سب ہمارے اماموں کو حاصل ہے۔ تو ایسے عقائد اور خیالات رکھنے والے زندیق ہیں۔ اور جمہور متاخرین حنفیہ وشافعیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ (اگر اسلامی حکومت ہو تو اسلامی قانون میں مرتدین کی طرح) یہ لوگ سزائے موت کے مستحق ہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج 1: ص 297)

شیعہ کے ساتھ نکاح کرنے اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم:

بلاشبہ فرقہ امامیہ، سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت سے منکر ہیں، اور کتب فقہ میں مذکور ہے کہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا جس نے انکار کیا وہ اجماع اُمت کا منکر ہوا، وہ کافر ہو گیا۔

لہذا شیعہ اثنا عشری رافضی کافر ہیں۔ مسلمانوں سے ان کا نکاح شادی بیاہ جائز نہیں، ان کو مسلمانوں کے

قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں، غرض ان کے ساتھ غیر مسلم جیسا سلوک کیا جائے۔ (جواہر الفتاوی: ج 1: ص 354)

روافض کے ذبیحہ کا حکم:

محققین کے نزدیک سبی روافض.....کافر بحکمِ مرتد ہیں۔ لہذا ان کا ذبیحہ حلال نہیں۔

(جواھر الفتاوی: ج 1: ص 325)

صحابہ کرامؓ کو معیارِ حق نہ سمجھنے والوں کی پیروی سے بچنے کا حکم:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ عادل اور معیارِ حق ہیں، یہ نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ومنقول ہے، یہی عقیدہ رکھنا ایمان کے صحت کے لئے شرط وضروری ہے۔

جو لوگ تمام صحابہ کرامؓ کو عادل اور معیارِ حق نہیں سمجھتے وہ لوگ گمراہ اور فاسق ہیں اور اہل سنت والجماعت کے راستہ سے ہٹے ہوئے ہیں، ان کی پیروی ناجائز وحرام ہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج 4: ص 210)

گستاخِ صحابہؓ کے ساتھ تعلقات کا حکم:

عقیلی نے ضعفاء میں نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے منتخب کیا اور میرے لئے میرے اصحابؓ میرے انصار اور میرے قرابت دار تجویز کئے، اور (یاد رکھو) عنقریب کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو میرے صحابہ کو بُرا کہیں گے اور ان میں نقص نکالیں گے۔ پس تم نہ ان لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اور نہ ان کے ساتھ کھانا پینا اور نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا۔ (جواھر الفتاوی: ج 4: ص 213)

صحابہ کرامؓ کو بُرا کہنے والے کا حکم:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو بُرا کہتے ہیں تو تم کہو، اللہ کی لعنت ہو تمہاری بُری حرکت پر۔ (جواھر الفتاوی: ج 4: ص 213)

گستاخِ صحابہؓ، مالِ فئی کا مستحق نہیں:

قاضی عیاضؒ نے شفاء میں لکھا ہے کہ حضرت مالک بن انسؒ وغیرہ کا قول ہے کہ: جس شخص نے صحابہ کرامؓ سے بغض رکھا اور ان کو بُرا کہا ہے، اس کو مسلمانوں کے مالِ فئی میں کوئی حق نہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج 4: ص 214)

شیعہ،قادیانی اور مشرک مرد اور مشرک عورت سے نکاح کا حکم:

شریعت اسلامیہ کا حکم قرآن حکیم نے صاف الفاظ میں فرمادیا ہے کہ مشرک مرد اور مشرک عورت سے مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہیں: ولا تنکحوا المشرکات حتّٰی یؤمن الخ: (بقرہ:122)

ترجمہ: اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لے آئیں اور البتہ مسلمان لونڈی بہتر ہے مشرک بیوی سے اگر چہ وہ تم کو بھلی لگے، اور نکاح نہ کرو اپنی عورتوں کا مشرک مردوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور البتہ مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے اگر چہ وہ تم کو بھلا لگے، وہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے جنت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتلاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔

تشریح:

کافر مرد اور عورت سے نکاح کے سلسلہ میں اسلام کا حکم آنے سے قبل ہر ایک کا دوسرے سے نکاح ہوتا تھا اور اس کی اجازت تھی، اس آیتِ مذکورہ کے ذیعہ یہ اجازت ختم کردی گئی ہے۔ اب اگر مرد یا عورت مشرک ہو تو اِس کا نکاح مسلمان سے درست نہیں ہے یا نکاح کے وقت دونوں مسلمان تھے مگر بعد میں ایک مشرک اور کافر (مرتد) ہوگیا تو کیا ہوا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ البتہ کافروں میں سے صرف یہود اور نصاری کی عورت سے مسلمان کا نکاح جائز ہے یہ دوسری آیت سے معلوم ہوا ہے، وہ عام مشرکین میں داخل نہیں ہیں بشرطیکہ وہ اپنے دین پر قائم ہوں، دہریہ (خدا کے منکر) اور ملحد (خدا کے ضروری احکام کو غلط تأویل سے توڑنے والے) نہ ہو۔ غرض یہ کہ مشرک مرد اور عورت سے مسلمان عورت اور مرد کا نکاح ناجائز اور حرام ہے، اگر چہ ان کی خوبصورتی اور ان کے مال و دولت کی وجہ سے وہ بھلے لگیں۔

آیت مذکورہ میں جس بناء پر مشرک مرد اور عورت سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورت کا نکاح کسی بے ایمان کافر سے نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لے آئے، خواہ وہ ہندو ہو یا آتش پرست، قادیانی ہو یا شیعہ، منکرِ قرآن و منکرِ احکام قرآن ہو یا منکرِ حدیث وغیرہ۔ کیونکہ مسلمانوں کے نکاح کے لئے ضروری ہے کہ دوسرا فریق بھی مسلمان ہو ورنہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرامؒ نے جملہ کافروں سے نکاح کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔

اور فتاوی عالمگیری: میں ہے کہ: آتش پرست عورتوں سے اور بُت پرست عورتوں سے نکاح ناجائز ہے اور فرقہ معطلہ اور زندیق عورت، فرقہ باطنیہ کا عقیدہ رکھنے والی عورت، فرقہ اباحیہ والی عورت، اور ہر اُس مذہب والی

عورت سے جس کی عقید ہ باطلہ کی وجہ سے تکفیر کی جاتی ہے۔(اس سے نکاح نا جائز ہے)۔

بدائع الصنائع میں علامہ کاسانیؒ نے لکھا ہے کہ مشرک اور کافروں سے نکاح نا جائز ہونے کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو بھی اسلام اور ایمان سے خارج ہوگا اس کے ساتھ مسلمان مرد اور عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ زوجین کے درمیان جو سکون اور محبت والفت نکاح کیلئے ضروری ہے وہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے کہ دونوں کی ملت اور دین ومذہب ایک ہو، کیونکہ غیر مذہب اور مخالف ملت کے ساتھ دینی عداوت ہر مسلمان مرد وعورت کی فطرت میں ہوتی ہے تو اس فطری اور دینی عداوت کے ہوتے ہوئے ازدواجی محبت والفت کیسے قائم ہوگی؟ زوجین کے درمیان جو چین وسکون پیدا ہونا ضروری ہے کیونکر پیدا ہو سکے گا؟ حالانکہ نکاح کے مقاصد میں سے یہ اہم مقصد ہے کہ دونوں کی زندگی چین وسکون اور الفت ومحبت کے ساتھ گزرے۔

رہا یہ سوال کہ پھر شریعت میں اہل کتاب یہودی اور عیسائی عورت سے نکاح کی اجازت کیوں دی گئی؟ تو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اہل کتاب کی عورت کتبِ سابقہ اور انبیاءِ سابق پر ایمان رکھتی ہے ان میں رسول اللہ ﷺ کے دینِ اسلام کا ذکر موجود ہے۔ جب وہ کسی مسلمان کے نکاح میں آئے گی تو غالب گمان اور قریب یقین امید یہی ہے کہ شوہر کے عقائد واعمال دیکھ کر مسلمان ہوجائے گی۔

غرض اس امیدِ اسلام کی وجہ سے اس کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے بخلاف اس کے کسی مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب مرد کے ساتھ جائز نہیں ہے، اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی کیونکہ عورتیں شوہر کے پاس جانے سے شوہر کے دین ومذہب سے متاثر ہوتی ہیں، اگر مسلمان عورت کسی اہل کتاب کے نکاح میں جائے گی تو خطرہ ہے کہ (العیاذباللہ) وہ اسلام چھوڑ کر یہودیت یا عیسائیت قبول کرلے گی یہ بہت بڑی خطرناک بات ہوگی کفر ہوگا۔

مگر دوسرے کافروں کے مرد اور عورتوں سے مطلقاً نکاح جائز نہیں ہے۔ اسی وجہ سے کتب فقہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ شرائطِ نکاح میں سے یہ ہے کہ عورت اگر مسلمان ہے تو مرد بھی مسلمان ہونا ضروری ہے ورنہ نکاح نہیں ہوگا۔ چنانچہ بدائع میں ہے کہ:

نکاح کی شرائط میں سے ہے کہ عورت اگر مسلمان ہے تو مرد کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ پس ایمان دار عورت کا نکاح بے ایمان غیر مسلم اور کافر مرد کے ساتھ نا جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا حکم ہے کہ: اپنی عورتوں کا نکاح مشرک اور کافر مردوں سے مت کرو یہاں تک کہ مرد ایمان لے آئے۔

اور عقل وفہم کی رَو سے بھی اگر مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے کردیا جائے تو اس میں قوی خطرہ ہے کہ

عورت کفر میں مبتلاء ہوجائے گی۔وجہ اس کی ظاہر ہے، کیونکہ شوہر اپنے کردار، رفتار اور گفتار ہر جہت سے اپنے دین ومذہب: کفر: کی طرف بلائے گا اور فطرتاً عورتیں ناقصۃ العقل اور ان کے قویٰ کمزور ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے مردوں کی ہر بات میں اطاعت کرتی ہیں اور باہمی تعلقات کی وجہ سے اطاعت کرنی پڑتی ہے۔لہٰذا اپنے مردوں کی تقلید میں کفریات اختیار کرلیتی ہیں۔تو عورت کے کفر کا سبب کافر کے ساتھ اس کا نکاح کردینا ہوا۔اسی وجہ سے شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔

لوگوں کو اس غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہئے کہ مرد اپنے دین پر رہے اور عورت اپنے دین پر رہے، اور پھر نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔کیونکہ اس طرح بے دین اور کافر لوگوں سے لڑکیوں کے نکاح کردینے سے نکاح تو سرے سے نہیں ہوتا مزید خرابی یہ ہوتی ہے کہ خود اُن کا دین برباد ہوجاتا ہے لڑکی اور لڑکا خود بھی بے ایمان ہوجاتے ہیں اور ایسے نکاح کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ کیسی ہوگی؟ اس کا اندازہ ماں سے لگا لیجئے۔

اس واسطے مسلمان مرد اور عورت کیلئے وضاحت کی جاتی ہے کہ نہ کسی کافر سے شادی کرے نہ اُن کو لڑکی دیں، ورنہ اس کی سزا دنیا اور آخرت میں ماں باپ کو بھی بھگتنی ہوگی، اور اگر غلطی سے دے دی اور ظاہری طور پر نکاح ہوگیا تو اسے بلا تاخیر ختم کردیں اور رشتہ توڑ دے۔

غرض: کفاءت فی الدیانت: یعنی زیادت دین ونقصان دین کا بھی شرع نے اعتبار کیا ہے۔عورت اگر قدیم زمانہ سے مسلمان ہے تو نومسلم مرد اس کا کفو نہیں ہے۔عورت اگر بدون اجازت ولی نومسلم سے نکاح کرتی ہے تو فقہ حنفی کی ایک روایت میں نکاح نہیں ہوگا، دوسری روایت میں نکاح تو ہوجائے گا مگر ولی کو یہ نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوگا۔اسی طرح عورت اگر دیندار گھرانے کی ہے اور عورت خود بھی دیندار ہے، پابند صوم وصلوۃ اور پرہیزگار ہے لیکن مرد نام کا مسلمان ہے اور فاسق وفاجر ہے، پابند صوم وصلوۃ نہیں ہے، حلال وحرام کا پابند نہیں ہے، تو وہ دینی لحاظ سے عورت کا کفو نہیں ہے، ایسے مرد سے عورت بلا اجازت ولی نکاح نہیں کرسکتی، اگر کرے گی تو ایک روایت میں نکاح نہیں ہوگا، دوسری روایت میں نکاح تو منعقد ہوجائے گا مگر ولی کو فسخ کرانے کا اختیار رہوگا۔ہاں ولی کی رضامندی اور اجازت سے نکاح غیر کفو میں جائز ہے، مگر اس طرح نکاح میں دین کی رُو سے چین وسکون، الفت ومحبت کی زندگی نصیب نہ ہوگی، نہ ہی صحیح معنی میں ازدواجی زندگی کا لطف اور مزہ آئے گا۔(جواھر الفتاوی: ج 3: ص 309)

مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا، لیکن اسلام اور احکامِ اسلام سے بیزار ہے، تو ایسے شخص کی جنازہ پڑھنے اور اُس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم:

سوال: ایک شخص جو پیدائشی مسلمان تھا، مگر اب دین اسلام سے بیزار اور دین اسلام کے احکام کا منکر ہے۔ وہ مسلمانوں کے علاقہ میں رہتا ہے مگر عید و جمعہ کی نماز میں نہیں جاتا، کبھی جاتا بھی ہے تو کہتا ہے کہ میں لوگوں کو دکھانے کے لئے جاتا ہوں، اور نہ بھی جاؤں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ شرعاً اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے عقائد و اعمال کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اگر واقعی یہ صحیح ہے تو شخص مذکور اپنے دین و اسلام سے بیزار اور احکام اسلام کا منکر ہونے کی وجہ سے مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو کفر میں مرے گا، اس کو کافروں کے مقبرہ میں دفنایا جائے گا، اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے آدمی کو ارتداد کی سزا دی جاتی اور قتل کیا جاتا (آپ کے سوالات اور اُن کا حل: ج 1: ص 85)

شرعی احکام کے منکر کی نماز جنازہ اور تدفین اور اُن سے معاملات کرنے کا حکم:

سوال: کچھ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن وہ نماز نہیں پڑھتے، نہ اکیلے نہ جماعت کے ساتھ، معلوم نہیں کہ روزے رکھتے ہیں یا نہیں، زکوۃ نہیں دیتے۔ وہ کہتے ہیں ہم لوگ حکومت کو جو ٹیکس دیتے ہیں یہی زکوۃ ہے، الگ زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ اسلام کی بہت ساری چیزوں کے منکر ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ایسے لوگ از روئے قرآن وسنت مسلمان ہے یا نہیں؟ اگر مرجاویں تو ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفنایا جائے گا یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور وہ نماز نہیں پڑھتے، نہ اس کو ضروری سمجھتے ہیں، زکوۃ کے منکر ہیں، ٹیکس کو زکوۃ اور زکوۃ کو ٹیکس قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ مرتد ہیں، منافق ہیں، مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اوّلاً سمجھایا جائے، اگر سمجھ جائیں تو بہتر ہے، لیکن اگر اپنے افعال و اعمال سے باز نہیں

آتے،نمازاورزکوۃ وغیرہ اُمورکا نہ اقرارکرتے ہیں نہ ہی انہیں فرائض مانتے ہیں۔یہ لوگ بے ایمان اورکافر ہیں۔ اسلامی حکومت قائم ہوتی تو اِن کوارتدا کی سزادی جاتی،قتل کیاجاتا:لقولیه علیه الصلوة والسلام:من بدّل دینه فاقتلوه:

اب جبکہ اسلامی حکومت نہیں ہے،ان کو ردّت کی سزانہیں دی جاسکتی۔ان کی گمراہی اور ارتداد کے حال کولوگوں کے سامنے بیان کیاجاوے تا کہ لوگوں کودھوکہ نہ دے سکیں۔اوران سے نکاح،بیاہ،شادی اوردوسرے اسلامی معاملات نہ کئے جائیں۔(آپ کے سوالات اوراُن کاحل:ج3:ص72)

دینی احکام کامنکراورزکوۃ کوٹیکس قراردینے والے کی نماز جنازہ پڑھنے،اُن سے نکاح کرنے،اُن کومسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اوراُن کے ساتھ برتاؤ کاحکم:

سوال: بعض لوگ خاندانی مسلمان ہیں،وہ اپنے آپ کومسلمان بتاتے ہیں مگرنمازوغیرہ نہیں پڑھتے،زکوۃ نہیں دیتے۔وہ کہتے ہیں کہ زکوۃ اورٹیکس ایک ہی چیز ہے،مزید کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کوراضی کرنا مقصد اور ضروری ہے،باقی دوسری چیزیں ضروری نہیں بلکہ ہمارے نزدیک جیسے مسلمان اللہ تعالیٰ جل شانہ کوراضی کرکے جنت میں جائے گادوسرے مذاہب والے بھی جنت میں جائیں گے۔

جناب مفتی صاحب! آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ یہود ونصاریٰ،ہنودومجوس سب اللہ تعالیٰ جل شانہ کواسلام کے بغیر راضی کرسکتے ہیں یاوہ بدون اسلام قبول کئے جنت میں جاسکیں گے،اس بارے میں قرآن وحدیث کیابتاتے ہیں؟ہمارے دین اسلام کافتویٰ کیاہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جولوگ اسلام کونہیں مانتے،نہ اسلام کونجات کیلئے ضروری سمجھتے ہیں،اسی طرح احکام اسلام نماز،روزہ،زکوۃ اورحج کوضروری اورفرض قرارنہیں دیتے۔پھرکسی بھی مذہب یہودی،نصرانی اورہندو مذہب کونجات کیلئے کافی سمجھتے ہیں،یہ لوگ دراصل مسلمان ہی نہیں ہیں۔اگرکسی زمانہ میں مسلمان تھے مگرموجودہ حالات میں مذکورہ بالاعقائدونظریئے کی بناءپر یہ لوگ مرتد اور بے دین ہوگئے ہیں،دین اسلام کے ساتھ ان کا کچھ واسطہ نہیں ہے۔ صرف اسلام کے نام استعمال کرنے اوراپنے آپ کومسلمان کہلانے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا،

ایسے لوگ کافر اور مرتد ہیں۔

اگر اسلامی حکومت قائم ہوتی تو اِن پر حدِ ارتداد و کفر (قتل کا حکم) جاری کی جاتی، مگر بدقسمتی سے ہمارے یہاں قانونِ اسلامی کا نفاذ نہیں ہے، اس لئے حد اور قتل کا حکم تو نہیں ہوگا مگر اِن کو مسلمان نہیں کہا جائے گا، ان کے ساتھ اسلامی معاملات یعنی نکاح، شادی، بیاہ جائز نہ ہوگا، نہ مسلمانوں کے مقبرہ میں ان کو دفن کیا جائے گا۔ قرآن کریم کے اندر اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا: وقال تعالیٰ: ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه:

جس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ بعثت نبوی ﷺ کے بعد اب صرف اور صرف دین اسلام پر راضی اور خوش ہیں، اس کے بغیر کسی دین و مذہب خواہ دین یہود ہو یا دین نصاریٰ یا دین ہنود یا دین مجوس، کسی پر راضی نہیں، اور نہ راضی ہوں گے، کیونکہ اعلان کر دیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب پر وہ راضی نہیں ہے۔

اور یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص دین اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہتا ہے اور اسے اختیار کر کے وہ زندگی گذارتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ قیامت تک اور اس کے بعد بھی اس کے دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا: من بدّل دینه فاقتلوه: یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے، معنی متواتر کا درجہ رکھتی ہے۔

بس اختصار کے ساتھ یہ لکھ دیا ہے کہ ایسے لوگ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں، ان کو مسلمان کہنا، مسلمان سمجھنا، ان سے اسلامی معاملات کرنا، مسلمانوں جیسے برتاؤ کرنا سب ناجائز و حرام ہیں، کفر و فسق کے سوا کچھ نہیں۔

(آپ کے سوالات اور اُن کا حل: ج 3: ص 79)

غیر مسلموں کو زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے، اگر پہلے دی گئی ہے تو دوبارہ ادا کرنا لازم ہے:

سوال: ہمارے پڑوس میں کچھ غیر مسلم غریب لوگ رہتے ہیں، اور ہمارے رشتہ دار بھی کچھ غریب ہیں، لیکن رشتہ دار دُور کے علاقے میں رہتے ہیں۔ ایک مولانا صاحب نے بتایا کہ ہر فقیر اور غریب کو زکوۃ دے سکتے ہیں۔ کیونکہ زکوۃ صدقہ کا مصرف غریب اور فقیر ہیں، خواہ غریب مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔

لیکن میرے غریب رشتہ دار کہتے ہیں کہ زکوۃ صرف مسلمان کو دے سکتے ہیں، غیر مسلم کو نہیں۔ البتہ صدقۂ نافلہ غیر مسلم کو بھی دے سکتے ہیں۔ اب ہمیں تردد ہوا۔ پہلے زکوۃ اور امداد ہم لوگ ان غیر مسلموں کو دے چکے ہیں۔ آپ سے

مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہے۔اُمید ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحقیقی جواب عنایت فرمائیں گے۔

جواب: واضح رہے کہ غیر مسلموں کو صدقہ غیر واجبہ سے امداد کر سکتے ہیں اور یہ امداد کرنا جائز اور موجب ثواب ہے،انسانی ہمدردی ہے،مگر زکوۃ ان کو نہیں دے سکتے۔کیونکہ زکوۃ مسلمانوں کا ایسا مال ہے جو صرف مسلمانوں کو دیا جاسکتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: زکوۃ تو ایسا مال ہے کہ مسلمانوں کے مالداروں میں سے لیا جائے گا،پھر مسلمانوں کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔

جن مولانا صاحب نے بتایا ہے کہ زکوۃ کا مال غیر مسلم کو دے سکتے ہیں،انہوں نے صحیح نہیں بتایا بلکہ ان کا بتانا قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔انہوں نے جمہور صحابہؓ اور ائمہ اربعہؒ کے خلاف مسئلہ بتایا ہے۔غالباً ان کو صدقہ نافلہ کے مسئلہ کے ساتھ زکوۃ کے مسئلہ کا اشتباہ ہوگیا ہے،ورنہ یہ مسئلہ تمام کتب فقہ وفتاوی میں بصراحت موجود ہے۔

اور اس سے پہلے جو زکوۃ اِن غیر مسلموں کو دی گئی ہے،اتنی مقدار زکوۃ دوبارہ ادا کردی جائے۔کیونکہ غیر مسلموں کو دی ہوئی زکوۃ صدقۂ نافلہ بن جائے گی،اب جو ادا کریں گے وہ زکوۃ ہوگی۔

(آپ کے سوالات اور اُن کا حل:ج 1:ص 498)

غیر مسلم کو زکوۃ دینے کا حکم:

سوال: ہمارا ایک پڑوسی ہندو آدمی ہے،فی الحال وہ بیمار ہے،ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا ایک گردہ خراب ہوگیا،اب وہ علاج کیلئے مدراس جانا چاہتا ہے،تقریباً دولاکھ روپیوں کی ضرورت ہے،لوگوں سے مانگ کر وہ ڈیڑھ لاکھ روپے کا انتظام کرچکا ہے۔علاقے کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں اُسے بقیہ پچاس ہزار روپیہ کا انتظام کردوں۔واضح رہے کہ میرے ذمے میں ایک لاکھ زکوۃ کی رقم واجب ہے،میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے پچاس ہزار اس کے علاج کیلئے دے دوں۔اب سوال یہ ہے کہ اُسے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: زکوۃ کے پیسے کسی کافر کو دینا درست نہیں،مسلمان فقیر (مستحق زکوۃ) کو دینا ضروری ہے،ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔البتہ دیگر صدقۂ واجبہ،نذر ونیاز،کفارہ نفل،صدقہ وخیرات دینا جائز ہے۔لہذا صورتِ مسئولہ میں اُسے زکوۃ کی رقم دینا درست نہیں ہوگا اور دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(جواھر الفتاوی:ج 4:ص 336)

غیر مسلم کوزکوۃ دینا:

کسی غیر مسلم کوزکوۃ دینا جائزنہیں ہے۔(جواھر الفتاوی:ج 1:ص 48)

غیر مسلم عدالت کا اسلامی معاملات میں فیصلہ کرنے کی شرعی حیثیت:

ازروئے قرآن وحدیث مسلمانوں کے دینی اُمور میں فیصلہ کیلئے قاضی اورججوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اور پھر فیصلے کا قرآن وسنت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے۔

غیر مسلم حکام اورججوں کومسلمانوں کے دینی معاملات میں فیصلہ دینے کا اختیارنہیں ہے۔اورچونکہ غلام احمد قادیانی اوراس کے پیروکاروں اورمتبعین کے غیر مسلم ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ خالص دینی اورمذہبی ہے۔اس سلسلہ میں غیر مسلم ججوں کواس بات کااختیار ہی نہیں کہ وہ کسی جماعت یا فرقہ کے متعلق بتائیں کہ وہ مسلمان ہے یانہیں۔

کیونکہ غیر مسلم جج خواہ یہودی ہوں یا عیسائی، دین اسلام پرایمان ویقین نہیں رکھتے اورقرآن وحدیث کونہیں مانتے اورنہ ہی ان کے فیصلے قرآن وسنت کے مطابق ہوتے ہیں۔لہذا وہ خودکافراورظالم ہیں۔قرآن کریم میں ہیں:والکٰفرون ھم الظّٰلمون: تمام کافریقیناً ظالم ہیں۔

ظاہر ہے جولوگ خودکافراورظالم ہوں وہ عدل اورانصاف کے مطابق فیصلےنہیں کرسکتے ،اورغیر مسلم ججوں کے فیصلے دین اسلام کےقانون قرآن وسنت سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے ان کےاپنےقوانین کےمطابق ہوتے ہیں۔اورجو لوگ قرآن وحدیث کےقوانین کےمطابق فیصلےنہیں کرتےوہ کافر ہیں اوردین اسلام کےمنکر ہیں۔چنانچہ قرآن کریم میں ہے:ومن لّم یحکم بمااانزل اللّٰہ فاولئک ھم الکٰفرون: جولوگ اللہ تعالیٰ کےنازل کردہ احکام کے مطابق فیصلےنہیں کرتےوہ کافر ہیں۔

اورغیر مسلم یہودی ہوں یانصاریٰ خداتعالیٰ جل جلالہ اوررسول اللہ ﷺ کےنافرمان ہیں۔اورجولوگ اللہ تعالیٰ جل شانہ اوراس کے رسول ﷺ کےاحکامات نہیں مانتےوہ گمراہ ہیں،راہِ راست سے ہٹے ہوئے ہیں،لہذا دوسروں کی (فیصلہ دے کر)رہنمائی نہیں کرسکتے۔چنانچہ قرآن کریم میں ہے:ومن یّعص اللّٰہ ورسولہ فقدضلّ ضلالا مّبینا: جوشخص اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرےگاوہ کھلا گمراہ ہے۔

اورمسلمانوں کے اُوپر فیصلے کیلئے ججوں کامسلمان ہونا ضروری ہے۔چنانچہ علامہ ابن ہمامؒ فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ: قاضی کی ولایت اورعہدہ کسی کیلئے صحیح نہیں جب تک کہ اس میں شہادت اورگواہی دینے کی تمام شرائط جمع نہ

ہو جائیں ۔اور اس کی شرائط میں سے بعض یہ ہیں کہ دین اسلام پر ایمان رکھنے والا ہو بالغ ہو، عاقل (عقلمند) ہو، آزاد ہو، اور اس میں درجۂ کمال یہ ہے کہ قاضی (جج) کے عہدہ پر فائز ہونے والا عادل اور منصف ہو، غیر عادل اور ظالم نہ ہو، عفیف ہو، یعنی بڑے گناہوں سے محفوظ ہو، قرآن وسنت کا عالم اور جاننے والا ہو، اور اس کے فیصلے سابق اسلامی قاضیوں اور ججوں کے مطابق ہوں۔

علامہ مفتی ابن نجیمؒ مسلمانوں کے فیصلے کیلئے قاضی اور جج کی اہلیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ قاضی (یعنی موجودہ زمانے کے جج) بننے کا اہل وہ ہوسکتا ہے جو مسلمانوں کے معاملات میں شہادت اور گواہی دینے کا اہل ہوسکتا ہو۔یعنی آزاد آدمی ہو غلام نہ ہو، مسلمان ہو کافر نہ ہو، عاقل ہو مجنون اور فاتر العقل نہ ہو، بالغ ہو، نابالغ بچہ نہ ہو، عادل اور ثقہ ہو فاسق وفاجر اور دینی اعتبار سے لاپرواہ نہ ہو۔اس بنیاد پر صاحب نہایہ شارح ہدایہ نے لکھا ہے کہ کافر اور نابالغ بچے کا قضاء اور جج کے عہدہ پر فائز ہونا صحیح نہیں۔

شرح نقایہ میں ملا علی قاریؒ نے مسلمانوں کے فیصلے اور مقدمات کیلئے قاضیوں اور ججوں کیلئے جو شرائط عائد کی ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قضاء اور فیصلے کی اہلیت کیلئے شرط یہ ہے کہ قاضی یعنی جو جج اور فیصلہ کرنے والا ہو وہ اہل شہادت میں سے ہے تو جج اور قاضی بن سکے گا، اور اگر ایسا نہیں تو وہ مسلمانوں کے دینی معاملات میں فیصلہ کرنے کا اہل نہیں۔اور مسلمانوں کے معاملات میں شہادت اور گواہی کیلئے شرط یہ ہے کہ شہادت دینے والا دین اسلام پر ایمان اور یقین رکھتا ہو، اور اس کا پیرو کار ہو۔اور چونکہ یہود ونصاریٰ، دین اسلام اور ان کے قانونی دساتیر قرآن وحدیث کو نہیں مانتے اس لئے بوجہ کافر ہونے کے وہ اہل شہادت میں سے نہیں، اور جب اہل شہادت میں سے نہیں تو اہل قضاء اور اہل فیصلہ میں سے بھی نہ ہوں گے۔

اس سلسلہ میں صاحب الدر المختار نے قاضی خصاف سے ایک بہترین فتویٰ نقل کیا ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کی گواہی مسلمانوں کے معاملات میں درست نہیں، اس کا فیصلہ بھی مسلمانوں کے معاملات میں قابلِ اعتبار نہیں، اور جس کا فیصلہ قابل اعتبار نہیں اس کے فیصلوں کے مجموعہ کا بھی کچھ اثر نہیں۔

واضح رہے کہ غیر مسلم ججوں کے فیصلے مسلمانوں کیلئے لازم نہ ہونے کا مسئلہ جمہور کا اجماعی اور اتفاقی ہے اور اس بارے میں مسلمانوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں۔

قرآن کریم کی آیات اورفقہاء کرامؒ کی عبارات اورکتب فتاویٰ کی تصریحات سے جونتائج نکلتے ہیں وہ یہ ہیں:

1.....غیر مسلم خواہ یہودی ہو یا نصاریٰ یا کوئی اور فرقہ، مسلمانوں کے معاملات خصوصاً دینی اُمور میں شہادت یعنی گواہی دینے کے اہل نہیں اور نہ ہی ان کی شہادت کا اعتبار ہے۔

2.....وہ مسلمان کے نجی معاملات یا اسلام کے بنیادی اُمور میں فیصلہ دینے کے قابل نہیں، اور نہ ان کے فیصلوں کا اعتبار ہے۔

3.....بالفرض اگر غیر مسلم ججوں نے مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں غیر شرعی فیصلے دے بھی دیئے تو مسلمانوں کے لئے اس پر عمل کرنا لازم اور ضروری نہیں۔

4.....واضح رہے کہ جس پنچائت اور کمیٹی کا ایک رکن بھی غیر مسلم ہو، اُس پنچائت اور کمیٹی کے فیصلے کا حکم بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کیلئے ایسے فیصلوں کا قبول کرنا لازم نہیں۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر مسلمانوں کے دینی اُمور کا فیصلہ کسی جماعت کے سپرد کیا جائے جیسا کہ بعض مرتبہ ججوں کی جیوری کے سپرد ہوجاتا ہے یا بینچ یا چند اشخاص کی کمیٹی کے سپرد ہوجاتا ہے۔ تو اس صورت میں ان سب کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، بعض ارکان اگر غیر مسلم ہوں تو شرعاً اس جماعت کا فیصلہ کسی طرح معتبر نہیں۔

5.....قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی رُو سے غیر مسلم اور جملہ کافروں کی شہادت (گواہی) اور قضاء (فیصلہ) مسلمانوں کے دینی معاملات میں قابلِ اعتبار نہیں۔ (جواھر الفتاوی: ج2: ص366 تا370)

کفار ومشرکین سے دوستی کی ممانعت:

کفار ومشرکین کے اعتقاد میں نجاست ہے اس لئے ان سے نفرت رکھنا ضروری ہے اور ان سے قلبی تعلق و دوستی اور محبت رکھنا درست نہیں، البتہ کسی مصلحت کی بناء پر زبانی محبت واُلفت کا اظہار اور ضرورت کے موقع پر ان کو کھانے میں ایک ساتھ بٹھلانا درست ہے۔ (جواھر الفتاویٰ: ج5: ص184)

امامت کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے:

امام بننے کیلئے جو شرائط ہیں اُن میں سے ایک شرط یہ ہے کہ امام مسلمان ہو۔ (جواہر الفتاوی: ج5: ص265)

کافروں کے ہدایا اور تحائف قبول کرنے کا حکم:

کافروں کے ہدایا اور تحائف کی وجہ سے اگر مسلمانوں کے کسی دینی یا دنیوی امر یا شعائرِ اسلام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا مسلمانوں کی اجتماعی یا انفرادی زندگی میں کسی طرح کے نقصان کا اندیشہ ہو تو اُن کے ہدایا اور تحائف قبول کرنا ناجائز وحرام ہے، بلکہ لادینی طبقہ کی حمایت ہے، اور مسلمانوں کا اضرار یعنی ان کو ضرر پہنچانا ہے۔

لہٰذا اِن صورتوں میں ان کے ہدایا اور تحائف کو قبول نہ کیا جائے بلکہ اسے رد کیا جائے۔ کتب حدیث میں ایسے ہدایا کو رد کرنے کی حدیث بھی ملتی ہے۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر اِن کے ہدایا قبول کرے یا مسترد کرے۔

(آپ کے سوالات اور اُن کا حل: ج 2: ص 200)

بدعتی کی امامت کا حکم:

سوال: ہمارے علاقے کے اکثر لوگ بدعتی ہیں اور ہمارے محلّہ کے مسجد کا امام بھی بدعتی ہے، اور دوسری مسجد جہاں صحیح العقیدہ امام ہیں وہ بہت دُور ہیں وہاں جانا مشکل ہوتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: واضح رہے کہ اگر آپ کو یقین کے ساتھ اس بات کا علم ہو کہ امام کے عقائد کافرانہ اور مشرکانہ ہیں، وہ بدعقیدہ ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اور اگر آپ کو یقین کے ساتھ اس بات کا علم نہ ہو تو پھر اگر دوسری مسجد بہت دُور ہو، اور وہاں پنج وقتہ حاضری دینا مشکل ہو تو مجبوراً ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لے، تنہا نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے، نماز کراہت کے ساتھ ہو جائے گی، کیونکہ جماعت کی بہت اہمیت ہے۔ ایسے بدعتی شخص کو امام بنانے کی خرابی اور کراہت اور ذمہ داری امام اور اس کو مقرر کرنے والوں اور جماعت کرنے والوں پر ہوگی لہٰذا صورتِ مسئولہ میں آپ کیلئے تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ اس امام کے پیچھے پڑھنا افضل ہوگا بشرطیکہ امام کی قراءت درست ہو، ورنہ اس کی اقتداء میں نماز درست نہ ہوگی۔ (جواھر الفتاوی: ج 5: ص 257)

بدعتی کی مجلس شرابی کی مجلس سے بدتر ہے:

بدعتی کی مجلس شرابی کی مجلس سے بدتر ہے یہ بھی درست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرابی شراب کو بُرا اور شراب

پینے کو کارِ بد جانتا ہے مگر نفس کے دھوکے میں پیتا ہے، پھر جب اس کو احساس ہو جائے گا تو وہ اس سے باز آجائے گا، بخلاف بدعتی کے، اس لئے کہ بدعتی امرِ بدعت کو کارِ ثواب بلکہ نیکی سمجھ کر اس کو بجالاتا ہے، اس سے باز نہیں آتا ہے، ہاں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اگر سمجھ دے دی پھر توبہ کرے گا تو توبہ قبول ہوگی۔(جواھر الفتاوی:ج4:ص144)

فاسق کی امامت کا حکم:

سوال: ہمارے یہاں کے امام فاسق و فاجر ہیں، خلاف شریعت اُمور کے مرتکب ہیں۔ان کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟ان کے پیچھے ہم نمازیں پڑھیں یا نہیں؟ مجبوری کی حالت میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا کہ تنہا پڑھے؟

جواب: واضح رہے کہ امام کا صحیح العقیدہ اور نماز سے متعلق مسائل سے واقف ہونا، صحیح قراءت پڑھنے والا، دیندار اور ظاہری گناہوں اور بُرائیوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے کہ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔فاسق وہ ہے جو کبائر کا مرتکب ہوں یا صغائر کا عادی ہو۔

لہذا فاسق فاجر کو امام بنانا گناہ ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ فاسق، مؤمن کی امامت نہ کرے، اس لئے کہ فاسق اپنے دین کا ہی اہتمام نہیں کرتا (تو نماز جیسی عظیم الشان عبادت کے متعلق اس کا اعتبار کیونکر ہو) نیز اسے امامت کا منصب دینے میں اس کی تعظیم لازم آتی ہے، حالانکہ شریعت اسلامیہ میں اس کی اہانت واجب ہے۔

لہذا حدیث اور فقہی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ فاسق شخص امامت کے لائق نہیں، اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔لہذا ایسے امام کو بلا تاخیر معزول کر دینا لازم ہے، اگر معزول نہ کیا جائے تو آپ دوسری مسجد میں چلے جائیں، دوسری مسجد نہ ہو تو مجبوراً اس کے پیچھے پڑھ لیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے۔(جواھر الفتاوی:ج5:ص253)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب کا فتوی

(رئیس دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور)

شیعہ لڑکے سے کیا ہوا نکاح:

سوال: ایک شخص نے نکاح کے وقت اپنا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ظاہر کیا، لیکن نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ وہ یا علیؓ، یا غوث الاعظم جیسے الفاظ کہتا ہے، شیعوں کا عقیدہ رکھتا ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد سے اختلاف کرتا ہے۔ کیا ایسے شخص سے کرایا گیا سنی لڑکی کا نکاح درست ہے؟

جواب: شریعت نے نکاح کی صحت کیلئے اسلام کی شرط رکھی ہے اور اسلام کے بعد کفائت (یعنی برابری) کو بھی معتبر و قابلِ لحاظ ٹھہرایا ہے۔

صورتِ مسئولہ میں اگر مذکورہ شخص قرآن کریم کی کمی بیشی، حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی میں غلطی، حضرت علیؓ کی اُلوہیت، شیخینؓ کی صحابیت سے انکار وغیرہ جیسے اعتقادات رکھتا ہو جو کہ ضروریاتِ دین کا انکار ہے تو پھر نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا، البتہ اگر وہ ضروریاتِ دین کا انکار تو نہ کرتا ہو لیکن غلط نظریات کا حامل ہو، تو بھی شیعہ اور سنی کے عقائد میں اختلاف اور ہم آہنگی کے فقدان کی وجہ سے عدمِ کفائت کا دعویٰ معتبر قرار دیا جا سکتا ہے۔ لہذا لڑکی کا خاندان عدمِ کفائت کا دعوی کر کے بذریعۂ عدالت نکاح فسخ کرا سکتے ہیں۔

والدليل على ذلك: ومنها اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمة فلا يجوز انكاح

المؤمنة الكافر:

ترجمہ: اورنکاح کی شرائط میں سے ایک آدمی کا مسلمان ہونا بھی ہے، جب عورت مسلمان ہو۔لہذا مسلمان عورت کا کافرمرد سے نکاح کرانا جائزنہیں۔

:نعم لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشةؓ،اواعتقدالالوھیة فی علیؓ..... او نحوذلک من الکفرالصریح:

ترجمہ: ہاں اُس شخص کی تکفیر میں کوئی شک نہیں جوحضرت عائشہ صدیقہؓ پرقذف،حضرت علیؓ کی اُلوہیت جیسے صریح کفریہ عقائد کا قائل ہو۔(فتاوی عثمانیہ:ج5:ص122)

شیعہ عامل سے عمل کرانا:

سوال: ایک بیماری کےعلاج کیلئےایک عامل فاضل سے رجوع کیا۔اس نے اپناعمل کرانے کے بعد کہا کہ میرے پاس جنات کاتوڑنہیں ہے،لہذا آپ اس کاتوڑکرنے کیلئے کوئی عامل دیکھ لیں۔پھرمیرے بھائی نے ایک شیعہ عامل سے رابطہ کیا،جس نے جنات ختم کرنے کادعویٰ کیا۔کیاعلاج معالجہ اور جنات کاتوڑنے کیلئے شیعہ عامل کے پاس مریضوں کولے جایا جاسکتا ہے یانہیں؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآنی کلمات اوردیگروظائف ایک خاص اثر رکھتے ہیں اورمختلف بیماریوں کاعلاج ان سے کیاجاسکتاہے،اس لئے امراض کےعلاج اورشرور کےدفعیہ کیلئےقرآنی کلمات پڑھنااوران کے ذریعےعمل کرانا جائزہے۔تاہم اگرکوئی عامل کفریہ عقائدرکھتاہواوراس کے بارے میں یقین ہوکہ اس کے الفاظ شرکیہ ہیں یااس کےعمل سے ناجائزاُمورکاارتکاب لازم آتاہوتوایسےشخص سےعمل کرانا جائزنہیں۔البتہ اگروہ اس عمل میں کوئی ناجائزاورغیرمشروع اُمور سے استفادہ نہ کرتاہواورقرآنی آیات یااسمائے حسنیٰ سےعمل کرتاہوتوپھرایسے عامل سےعمل کروانا جائزہوگا۔(فتاوی عثمانیہ:ج10:ص245)

شیعہ کاذبیحہ کھانا:

سوال: اہل تشیع مختلف عقائدونظریات رکھتے ہیں۔کیاان عقائدونظریات کی وجہ سےان کے ذبیحے پراثر پڑتا ہے یانہیں؟اورایساذبیحہ ہمارے لئے کھانا حلال ہے یانہیں؟

جواب: اہل تشیع میں سے جوشخص صرف اس بات کا قائل ہوکہ حضرت علیؓ تمام صحابہ کرامؓ سے افضل ہےاور

باقی صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو بھی کافر و مرتد نہ سمجھتا ہو تو اس شخص کا یہ عمل فسق اور ضلالت و گمراہی ہے، لیکن کفر نہیں، لہذا ایسے شخص کا ذبیحہ حلال رہے گا۔ لیکن جو شیعہ ایسے عقیدے کا قائل ہو جس کے کفر پر اُمت کا اتفاق ہو جیسے حضرت علیؓ کی اُلوہیت کا عقیدہ رکھنا یا یہ کہنا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی میں غلطی کر کے حضور اکرم ﷺ کو وحی پہنچائی حالانکہ حق حضرت علیؓ کا تھا یا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار کرنا یا صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد کہنا یا تحریفِ قرآن کا عقیدہ رکھنا یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانا وغیرہ..... یہ تمام ایسی باتیں ہیں کہ ان کا عقیدہ رکھنے والا یا ان کا قائل کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا ایسے شیعہ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

والدليل على ذلك: واما شرائط الذكاة..... ومنها ان يكون مسلما، او كتابيا، فلا تؤكل ذبيحة اهل الشرك والمرتد:

ترجمہ: ذبح کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب ہو، پس کسی مشرک اور مرتد کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ (فتاوی عثمانیہ: ج 8: ص 302)

محرم کے ابتدائی عشرہ میں کھیر پکانے اور اس کے کھانے کا حکم:

سوال: محرم کے پہلے دس دنوں میں کھیر وغیرہ پکانا کیسا ہے؟ اور اس کا کھانا کیسا ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی کو کھانا کھلانا یا پانی پلانا ایک نیک عمل ہے، جس کی ترغیب جا بجا پائی جاتی ہے۔ البتہ کسی دلیل کے بغیر کسی خاص دن کے ساتھ اضافی ثواب کی نیت سے خاص کرنا درست نہیں۔

اس لئے محرم کے ابتدائی عشرہ میں کھیر وغیرہ کھلانے کو خاص ثواب کا ذریعہ سمجھنا جائز نہیں۔ نیز اہل تشیع اور روافض کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس کی شناعت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے محرم کے ان مخصوص ایام میں کھانا کھلانے سے احتراز کرنا چاہئے۔ ایسے کھانوں کا کھانا بھی مکروہ ہے۔

نفع المفتي والسائل: میں ہے کہ: ہمارے امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ روافض کی مشابہت جائز نہیں، اور جو کسی قوم سے مشابہت کرے گا وہ ان ہی میں سے شمار ہوگا۔ (فتاوی عثمانیہ: ج 10: ص 333)

سنی مسلمان کا شیعہ کی میراث میں استحقاق:

سوال: ایک سنی مسلمان اپنے شیعہ وارث کی میراث میں استحقاق رکھتا ہے یا نہیں؟

جواب: موانع ارث میں سے ایک مانع اختلافِ دین ہے۔ لہذا جو شیعہ، حضرت علیؓ کی اُلوہیت تحریفِ

قرآن ،حضرت عائشہؓ پر تہمت باندھنے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی صحبت سے انکار جیسے کفریہ عقائد رکھتا ہو، وہ کسی سنی مسلمان سے اور سنی مسلمان اُس سے میراث کا حقدار نہیں۔ البتہ جو محض تفضیلی شیعہ ہو اور کفریہ عقائد نہ رکھتا ہو تو چونکہ بدعت مانع ارث نہیں، اس لئے وہ سنی مسلمان کا اور سنی مسلمان اُس کا وارث بنے گا۔

والدلیل علیٰ ذٰلک:المانع من الارث اربعۃ:الرق.....والقتل واختلاف الدینین واختلاف الدارین:

ترجمہ: مانع ارث چار ہیں۔غلامی،قتل،دو دینوں کا اختلاف (اور دو کافروں کے درمیان) دار کا اختلاف۔(فتاوی عثمانیہ:ج10:ص504)

رافضی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

علامہ مرغینانیؒ فرماتے ہیں کہ:خواہش پرست اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور رافضی،جہمی،قدری، مشبہ اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر من پسند عقائد ہوں کہ ان کا عقیدہ رکھنے والا شخص کافر نہ گردانا جاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے،ورنہ (اگر اس کے عقائد کی وجہ سے اسے کافر قرار دیا جاسکتا ہو) تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہی نہیں۔

اور اگر کسی نے بدعتی اور فاسق شخص کے پیچھے نماز پڑھی تو جماعت کا ثواب تو حاصل ہو جائے گا،لیکن اُس طرح کا اجر نہیں پائے گا جس طرح کہ ایک متقی آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔(فتاوی عثمانیہ:ج2:ص211)

ارتداد.....سببِ حرمانِ حرث ہے:

سوال: ایک آدمی مرتد ہو جائے (العیاذباللّٰہ) تو وہ اپنے مسلمان رشتہ داروں کی وراثت کا حقدار ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: مرتد کسی کا وارث نہیں ہوسکتا۔نہ مسلمان کا اور نہ ہی کسی دوسرے مرتد یا کافر کا۔بطورِ سزا شریعت اس کو وراثت کی نعمت سے محروم کرتی ہے۔

والدلیل علیٰ ذٰلک:المرتد لایرث من مسلم ولا من مرتد مثلہ:مرتد مسلمان کا اور نہ اپنے مثل کسی مرتد کا وارث ہوتا ہے۔(فتاوی عثمانیہ:ج10:ص503)

مرتد کے ساتھ تعلقات کا حکم:

ایک کافر تو وہ ہے جس کا کفر علانیہ ہو، اور اسلام سے مکمل برأت کا اظہار کرتا ہو، اور دوسرا کافر وہ ہے جو اسلام کے مسلمہ اُصولوں اور قطعی عقائد میں اپنے نظریات کے مطابق تحریف کر کے حلقۂ کفر میں داخل ہو کر پھر بھی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔

اسلام میں پہلی قسم کے کافروں کے ساتھ تعلق، معاملات کے درجہ میں رکھنے کی گنجائش ہے، لیکن دوسری قسم کے کافر شریعت کی اصطلاح میں مرتد اور زندیق ہیں۔ مسلمانوں کیلئے اس دوسری قسم کے کافروں کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات رکھنا شریعت کی رُو سے جائز نہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ باغی کے حکم میں ہیں، جس کی وجہ سے اُن کے احکام دوسرے کافروں سے مختلف ہیں۔ (فتاوی عثمانیہ: ج10: ص381)

غیر مسلم کو سلام کرنا:

سوال: میں ایک غیر مسلم ملک میں ملازم ہوں، ملازمت کے دوران چونکہ غیر مسلموں کے ساتھ خرید وفروخت و دیگر معاملات کرنے پڑتے ہیں۔ بعض مواقع سلام اور مصافحہ کی نوبت آتی ہے۔ کیا اُس وقت غیر مسلموں کو سلام کیا جاسکتا ہے؟ نیز ضرورت اُن سے واسطہ ہو تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت مطہرہ کی رُو سے غیر مسلموں پر سلام میں پہل کرنا بہتر نہیں، تاہم بوقتِ ضرورت :السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ: کے الفاظ سے سلام کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ سلام میں پہل کرے تو جواب میں صرف: وعلیک: پر اکتفا کرنا چاہئے، یا: السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ: جواب میں کہنا بھی درست ہے۔ (فتاوی عثمانیہ: ج10: ص288)

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت کا استعمال:

سوال: غیر مسلم ممالک سے جو گوشت درآمد کیا جاتا ہے، ان کا کھانا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت کے بارے میں جب تک یقین نہ ہو کہ یہ حلال جانور یا پرندے کا گوشت ہے اور اس کو شرعی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہے تو اُس وقت تک ایسے کھانے سے احتراز کرنا چاہئے اور اس میں احتیاط کا پہلو اختیار کرنا چاہئے۔ (فتاوی عثمانیہ: ج8: ص303)

غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا:

سوال: میں غیر مسلم ملک میں نوکر ہوں۔وہاں میرے ساتھیوں میں سے ایک مجوسی شخص بھی ہے۔کیا میں ان کی دعوت قبول کرسکتا ہوں؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان کیلئے غیر مسلموں سے رواداری، ہمدردی اور احسان کا سلوک کرنا جائز ہے، لیکن ان سے ایسی گہری دوستی اور اختلاط جس سے اسلام کے امتیازی نشانات متاثر ہوجائیں، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

صورتِ مسئولہ کے مطابق اگر ساتھی غیر مسلم ہوتو اس کے ساتھ گہری دوستی اور اس کو رازدار بنانا جائز نہیں، البتہ ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔البتہ یہ یاد رہے کہ مجوسی کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے۔

:فتاوی هنديه: میں ہے کہ مجوسیوں کا کھانا کھانے میں مضائقہ نہیں، سوائے ذبیحہ کے، کیونکہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے۔(فتاوی عثمانیه:ج10:ص24)

نامعلوم خاتون کی میت پر نماز جنازہ:

سوال: ایک عورت سمندر کے قریب مردہ حالت میں پائی گئی۔اس کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کسی کو علم نہیں۔اب اس کی نمازِ جنازہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: میت پر نمازِ جنازہ پڑھنے کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔تاہم میت ایسی حالت میں پائی جائے کہ اس کے اسلام کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو، اور نہ ہی اس پر کوئی ایسی علامت موجود ہو، جس سے اس کا مسلمان ہونا یا کافر ہونا معلوم ہوسکے تو اس صورت میں قریبی آبادی کو دیکھ کر اس کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

اگر قریبی آبادی مسلمانوں کی ہوتو پھر اس کو مسلمان تصوّر کرکے اس پر نمازِ جنازہ پڑھنا ہوگا۔اور اگر قریبی آبادی کافروں کی ہوتو پھر اس کے ساتھ کافروں جیسا معاملہ ہوگا۔اس صورت میں میت پر نمازِ جنازہ جائز نہ ہوگا۔

:والدليل علىٰ ذلك:لولم يدر أمسلم أم كافر:ولا علامة:فان في دارنا غسل وصلى عليه،والا لا:قال ابن عابدين:علامة المسلمين:اربعة:الختان:والخضاب:ولبس السواد:وحلق العانة:

ترجمہ: اگر مسلمان یا کافر ہونے کا پتہ نہ چلے اور کوئی علامت بھی نہ ہو تو اگر ہماری ریاست میں ہو تو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی، ورنہ نہیں۔ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہونے کی علامتیں چار ہیں۔ ختنہ، خضاب، کالی پگڑی کا استعمال اور زیر ناف بالوں کا حلق کرنا۔ (فتاوی عثمانیہ: ج3: ص239)

کفار کے ساتھ ملازمت کرنا:

سوال: کفار کے ساتھ ملازمت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کفار کے ساتھ ملازمت کرنا اس صورت میں جائز ہے جب مسلمان کو اپنے عقائد اور اعمال متاثر ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور اس میں کفار کے سامنے ذلیل ہونا نہ پڑے۔

چنانچہ جو ملازمت مسلمان کے عقائد اور اعمال پر اثر انداز ہوتی ہو یا اس میں کافر کے سامنے ذلیل ہونا پڑے، وہ مکروہ ہے۔

:خلاصۃ الفتاوی: میں ہے کہ: مسلمان جب کافر کو اپنا نفس اُجرت پر دے دے، تاکہ اس کی خدمت کرے تو یہ جائز مگر مکروہ ہے۔ فضلیؒ نے کہا ہے کہ: اس کی ایسی خدمت جائز نہیں جس میں ذلیل ہونا پڑے۔ بخلاف زراعت اور درخت سینچنے کے (یعنی جس ملازمت میں مسلمان کی اہانت نہ ہو)۔ (فتاوی عثمانیہ: ج8: ص92)

کافر کے جنازہ میں شرکت کرنا:

سوال: کیا نماز جنازہ پڑھانے کیلئے مسلمان ہونا شرط ہے یا کسی غیر مسلم کی نماز جنازہ میں بھی شرکت کی جاسکتی ہے؟

جواب: واضح رہے کہ فقہی عبارات میں مسلمان کے مسلمان پر جن حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک: اتباع الجنائز: ہے، یعنی جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو جائے۔ فقہاء کرامؒ نے کسی میت پر نماز جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے لئے میت کے اسلام کو شرط قرار دیا ہے۔

لہذا کسی کافر یا مرتد کی نماز جنازہ پڑھنا یا پڑھانا کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں۔ اس لئے کہ نماز جنازہ میں میت کیلئے مغفرت کی دعا مانگی جاتی ہے اور مسلمان کا کسی کافر کیلئے مرنے کے بعد استغفار کرنا درست نہیں۔

:والدلیل علیٰ ذلک: نماز جنازہ کی شرائط چھ ہیں۔ ان میں سے میت کا مسلمان ہونا اور اس کا پاک ہونا ہے۔ (فتاوی عثمانیہ: ج3: ص247)

مسلمان میت کو(جو کفار کی قبرستان میں دفن کیا گیا ہو)ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل کرنا:

سوال: سویز رلینڈ میں مسلمانوں کو کفار کے قبرستان میں دفن کر کے دس سال بعد اس قبرستان کو منہدم کیا جاتا ہے۔ایسی صورت حال میں ایک مسلمان میت کو کسی اور ملک منتقل کرنا کیسا ہے؟

جواب: شرعی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کو کفار کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں۔

جہاں تک میت کو منتقل کرنے کا مسئلہ ہے تو جب تک میت کی ہڈیاں بوسیدہ نہ ہو جائیں اُس وقت تک اس کے قبر کو منہدم کرنا درست نہیں،اور اسی طرح کسی میت کو دو میل سے زیادہ دُور دفنانے کیلئے لے جانا بھی بغیر عذر کے مکروہ ہے صورتِ مذکورہ میں کفار کے قبرستان میں مسلمان میت کی تدفین اور دس سال بعد میت کو وہاں سے نکالنا یہ دونوں اُمور ناجائز ہونے کی وجہ سے میت کو پہلے ہی سے کسی اور مسلمان ملک منتقل کرنا زیادہ بہتر ہے اور عذر کی وجہ سے دو میل سے دُور لے جانے سے جو کراہت لازم آتی ہے وہ بھی لازم نہ ہوگی۔اگر دفن کر لیا تو بھی مذکورہ عذر کی وجہ سے منتقل کرنا درست ہے۔(فتاوی عثمانیہ:ج3:ص268)

مسلمان کو کفار کے مقبرے میں دفن کرنا:

سوال: مسلمان کو کفار کے قبرستان میں دفن کرنا ازروئے شریعت کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ کفار پر مسلسل اللہ تعالیٰ جل شانہ کا عذاب نازل ہوتا رہتا ہے اور مسلمان اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمت کا مستحق ہے۔لہذا مسلمان کو کفار اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

والدلیل علیٰ ذٰلک:ان الموضع الذی فیه الکافرتنزل فیه اللعن والسخط: والمسلم یحتاج الی نزول الرحمة فی کل ساعة فینزه قبره من ذٰلک:

ترجمہ: وہ جگہ جہاں کافر ہو،لعنت اور عذاب نازل ہوتا ہے،جبکہ مسلمان ہر لمحہ رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔اس لئے مسلمان کی قبر کو(عذاب سے)بچانا ضروری ہے۔(فتاوی عثمانیہ:ج3:ص269)

مقروض غیر مسلم کو زکوۃ دینا:

سوال: ہمارے گاؤں کے ہسپتال میں ایک غیر مسلم خاکروب میرا مقروض ہے،وہ غربت اور مفلسی کی وجہ

سے میرا قرضہ نہیں اُتار سکتا۔ میں اس کو زکوۃ کی رقم دینا چاہتا ہوں، تا کہ یہ شخص اس رقم کا مالک بن کر مجھے اپنا قرضہ واپس کردے۔ کیا شریعت کی رُو سے غیر مسلم کو زکوۃ کی رقم دے کر اس سے قرضہ وصول کیا جاسکتا ہے؟

جـــواب: جس آدمی کو شریعت نے زکوۃ دینے کا مستحق قرار دیا ہے، دوسری شرائط کے ساتھ ساتھ اس کا مسلمان ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لئے غیر مسلم کو زکوۃ کی رقم دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

صورتِ محررہ میں چونکہ مقروض شخص ایک غیر مسلم ہے اور غیر مسلم کو زکوۃ کی رقم دینا شرعاً جائز نہیں۔ اس لئے مذکورہ شخص کو زکوۃ دینے سے ذمہ فارغ نہیں ہوگا۔

:والدّليل علىٰ ذٰلک:ولايجوزان يدفع الزكوة الى ذمي:لقوله عليه السلام لمعاذؓ:خذهامن اغنيانهم وردهافي فقرانهم(ويدفع اليه ماسوى ذٰلک من الصدقة):

ترجمہ: ذمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے جو آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو ارشاد فرمایا تھا کہ: ان کے اغنیاء سے زکوۃ لے کر ان کے فقراء کو دے دو: جبکہ ان کو زکوۃ کے علاوہ رقم دی جاسکتی ہے۔

(فتاوی عثمانیہ:ج4:ص83)

مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح کرنے اور اولاد کا حکم:

سوال: اگر ایک مسلمان عورت اپنی مرضی سے کسی کافر کے ساتھ نکاح کرلے، تو اس سے پیدا ہونے والے بچوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ ایک حقیقت ہے کہ عائلی زندگی میں سکون واطمینان بنیادی چیز ہے، اس کے بغیر زندگی کا مزہ نہیں رہتا۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ میاں بیوی کے درمیان فطری اور اعتقادی ہم آہنگی پائی جائے۔ اس لئے شریعت کسی ایسے رشتہ کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی جہاں زوجین کے درمیان اعتقادی خلیج ہو، اس لئے میاں بیوی کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ مزید برآں باہمی ہم آہنگی کیلئے کفاءت میں یکسانیت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان عورت کا نکاح کافر سے جائز نہیں، بلکہ یہ نکاح باطل ہے، اور اس مرد اور عورت کے باہمی تعلقات زنا کے زمرے میں شمار ہوں گے۔ لہٰذا اس باطل نکاح کے نتیجہ میں جو بچے پیدا ہوں گے، ان کا نسب باپ سے ثابت نہ ہوگا، بلکہ وہ ماں کے تابع ہوں گے۔

:والدّليل علىٰ ذٰلک:ولايجوزتزوّج المسلمة من مشرك:وكتابي كذافي السراج الوهاج:

ترجمہ: مسلمان عورت کا نکاح مشرک اور کتابی (اہل کتاب) مرد سے جائز نہیں۔

:قال العلامة الشامیؒ:نکح کافرمسلمة فولدت منه لایثبت النسب منه و لا تجب العدة لانه نکاح باطل:

ترجمہ: علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ:اگر کافر مرد نے مسلمان عورت سے نکاح کیااور اس سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب اس کافر سے ثابت نہ ہوگا،اور نہ ہی اس عورت پر عدت واجب ہے۔کیونکہ یہ نکاح باطل ہے۔

(فتاوی عثمانیہ:ج5:ص118)

ہندولڑکی کا شادی کے بعد اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہونا:

سوال: ایک شادی شدہ صحت مند شخص ایک ہندولڑکی پر فریفتہ ہوگیا ہے۔لڑکی وعدہ کرتی ہے اگر اس شخص نے پہلے اس کے ساتھ شادی کرلی تو شادی کے بعد مسلمان ہو جائے گی۔والدین بھی رضامند ہیں۔سوال یہ ہے کہ اگر وہ لڑکی اس طرح مسلمان ہونے کیلئے راضی ہوتو کیا اس کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے؟شادی نہ کرنے کی صورت میں اگر وہ اسلام سے محروم رہی اور کفر پر مرگئی تو کیا یہ شخص گنہگار ہوگا؟

جواب: شریعت مطہرہ کی رُو سے مؤمن مرد کیلئے کسی بھی بت پرست یا آتش پرست عورت سے نکاح کرنا اُس وقت تک جائز نہیں،جب تک کہ وہ صدق دل سے اسلام قبول نہ کرلے۔لہذا مذکورہ ہندولڑکی جب تک اسلام قبول نہ کرے اُس وقت تک اُس سے شادی کرنا جائز نہیں،اس کو یقین دلایا جائے کہ اسلام لانے کے بعد مذکورہ شخص اس سے شادی کرلے گا،لیکن اگر وہ شادی سے پہلے اسلام لانے کیلئے تیار نہ ہوتو اُس سے نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں۔

جہاں تک اُس ہندولڑکی سے شادی نہ کرنے کی صورت میں اس کے حالت کفر پر مرنے کا سوال ہے تو یاد رہے! کہ ایک مسلمان کے ذمے اسلام کا سچا پیغام ہر جائز طریقے سے دوسروں تک پہنچانا لازم ہے۔باقی دلوں کا پھیرنا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاتھ میں ہے،اس پر کوئی مسلمان مکلف نہیں۔کسی کو مسلمان بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قطعی حکم کو توڑنا ہرگز جائز نہیں۔

:والدلیل علیٰ ذٰلک:ولاتنکحوالمشرکت حتیٰ یؤمن:

ترجمہ: اور مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو،یہاں تک کہ وہ ایمان قبول کرلیں۔

:لایجوزنکاح المجوسیات ولاالوثنیات وسواء فی ذٰلک الحرائرمنهن والاماء:

ترجمہ: مجوسی اور بت پرست عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔اس حکم میں آزاد اور باندھیاں برابر ہیں۔

(فتاوی عثمانیہ:ج5:ص121)

غیر مسلم کو زکوۃ اور صدقات واجبہ دینا:

سوال: ہمارے علاقے میں ایک نادار غیر مسلم آباد ہے۔ایک مالدار مسلمان اس کو زکوۃ کی رقم دینا چاہتا ہے۔کیا غیر مسلم کو زکوۃ دینا شرعاً جائز ہے؟

جواب: زکوۃ کی صحیح ادائیگی کے لئے فقہائے کرامؒ نے شرط قرار دیا ہے کہ لینے والا مسلمان ہو،چونکہ غیر مسلم میں یہ شرط مفقود ہے،اس وجہ سے اس کو زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں۔البتہ نفلی صدقہ غیر مسلم کو دیا جاسکتا ہے۔

:والدلیل علیٰ ذٰلک:(ولا)تدفع(الی ذمی)لحدیث معاذؓ(وجاز)دفع(غیرھا وغیرالعشر)والخراج(الیہ)ای الذمی:ولووجباً کنذر وکفارۃ وفطرۃ خلاف للثانی:

ترجمہ: حضرت معاذؓ کی حدیث کے حوالے سے ذمی کو زکوۃ نہیں دی جائے گی۔جبکہ زکوۃ،عشر اور خراج کے علاوہ جیسے..... نذر،کفارہ اور صدقہ فطر اگرچہ صدقاتِ واجبہ میں سے ہیں،ذمی کو دینا جائز ہے۔

(فتاوی عثمانیہ:ج4:ص93)

اختلافِ دین کا مانع ارث ہونا:

سوال: مسلمان غیر مسلم کا اور غیر مسلم مسلمان کا وارث ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: استحقاقِ وراثت سے مانع بننے والے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وارث اور مورث کا دین مختلف ہو۔چنانچہ مسلمان غیر مسلم کا اور غیر مسلم مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا۔

:قولہ علیہ السّلام:لایرث المسلم الکافرو لاالکافرالمسلم:مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔(فتاوی عثمانیہ:ج10:ص503)

مشتبہ حالت والی میت کو غسل دینے اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم:

اگر کسی جنگ میں مسلمان اور کافر ایک ساتھ مرجائیں تو جن نعشوں پر اسلام کی علامت(ختنہ،زیر ناف بالوں کی صفائی،خضاب،لباس وغیرہ)موجود ہوں تو وہ مسلمانوں کے حکم میں ہوں گے۔اور اگر سب کی حالت مشتبہ ہو تو پھر اکثریت کا اعتبار ہوگا۔اگر اکثر مسلمان ہو تو غسل،تکفین وتدفین اور نمازِ جنازہ میں تمام نعشیں برابر ہیں۔لہذا سب کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کیا جائے گا،تاہم اگر کثرت کافروں کی ہو تو غسل اور تکفین مسلمانوں کی طرح کی جائے گی،

البتہ نہ اُن پر نماز پڑھی جائے گی اور نہ ہی اُن کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کیا جائے۔

اگر مسلمان اور کافر برابر ہوں تو غسل دینے میں تو اتفاق ہے اور نمازِ جنازہ کے بارے میں راجح قول نہ پڑھنے کا ہے۔اس لئے کہ مسلمان کا جنازہ چھوڑنا بعض صورتوں (قطع الطریق، بغاوت وغیرہ) میں جائز ہے۔لیکن کافر کا جنازہ پڑھنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

دفن کرنے کے بارے میں اقوال مختلف ہیں۔تاہم فقیہ ابوجعفر ہندوانیؒ کا قول ہے کہ: ان کیلئے مسلمانوں اور کافروں کے مقبرے سے الگ کوئی اور مقبرہ مختص کر دیا جائے۔

اگر دارالاسلام میں کوئی مقتول مل جائے تو حنفیہ کے صحیح قول کے مطابق چاہے اس پر اسلام کی علامت ہو یا نہ ہو، اس کو مسلمان سمجھ کر تکفین وتدفین کا معاملہ کیا جائے گا۔تاہم دارالحرب یعنی کافروں کے ملک میں ملنے والی نعش پر اسلام کی علامت ضرور دیکھی جائے گی۔(فتاوی عثمانیہ:ج3:ص197)

کافر کو زکوۃ دینے کا حکم:

ذمیوں یعنی مسلمانوں کے ملک میں باضابطہ طور پر رہنے والے کافروں کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔البتہ زکوۃ کے علاوہ تمام صدقات واجبہ (صدقہ فطر: کفارات اور نذر وغیرہ) ان کو دیئے جاسکتے ہیں۔یہ قول امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔تاہم ان کے ہاں بھی یہ محض جواز کا قول ہے، ورنہ مسلمان فقراء کو دینا ان کے ہاں بھی ذمیوں سے افضل ہے۔
(فتاوی عثمانیہ:ج4:ص49)

کافر کو زکوۃ دینے کا حکم:

حربی کافروں یا مستأمنین کو نہ تو زکوۃ دی جاسکتی ہے اور نہ صدقاتِ واجبہ۔(فتاوی عثمانیہ:ج4:ص50)

نکاح کے گواہ کے لئے اسلام شرط ہے:

نکاح کے گواہوں کیلئے عاقل، بالغ، آزاد اور مسلمان ہونا ضروری ہے۔(فتاوی عثمانیہ:ج5:ص8)

کافرہ مشرکہ عورت سے نکاح کا حکم:

اہل کتاب کے علاوہ کسی کافرہ مشرکہ عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔اسی طرح نکاح کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ زوجین میں سے کوئی ایک یا دونوں مرتد نہ ہو۔اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مرتد ہوا تو اس کا نکاح نہ تو کسی مسلمان

سے جائز ہے، نہ کسی کافر اہلِ مذہب سے اور نہ اُن کے مابین یعنی مرتدین سے۔اسی طرح کسی مسلمان عورت سے کافر شخص کا نکاح بھی جائز نہیں۔(فتاوی عثمانیہ:ج5:ص93)

مشرک سے نکاح کا حکم:

مسلمان عورت کا نکاح مشرک سے جائز نہیں۔(فتاوی عثمانیہ:ج5:ص120)

غیر مسلم سے دوستی کا حکم:

غیر مسلم کے ساتھ دلی دوستی اور قلبی روابط قائم کرنا جائز نہیں۔(فتاوی عثمانیہ:ج7:ص137)

مشرک و مرتد کے شکار کا حکم:

مشرک،مرتد وغیرہ کا شکار درست نہیں۔(فتاوی عثمانیہ:ج8:ص276)

قربانی میں کافر یا مرتد کے شرکت کا حکم:

قربانی کے شرکاء میں سے تمام شرکا کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔لہذا کسی ایک شریک کے کافر یا مرتد ہونے کی صورت میں بقیہ شرکا کی قربانی درست نہیں ہوتی۔چاہے انہیں اس کا علم پہلے ہو یا بعد میں ہو جائے۔

:فتاوی ھندیہ: میں ہے کہ:اگر شرکا میں سے کوئی ایک ذمی ہو،چاہے اہل کتاب میں سے ہو یا ان کے علاوہ کوئی ہو،اور اس کا ارادہ گوشت کا ہو یا اپنے دین میں عبادت کے ارادے سے شامل ہوا ہو،تو بقیہ شرکا کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔کیونکہ کافر سے ثواب متحقق نہیں ہوتا۔(فتاوی عثمانیہ:ج8:ص335)

قربانی میں غیر مسلم کی شرکت کا حکم:

واضح رہے کہ قربانی میں شامل ہونے والے تمام شرکا کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔کسی غیر مسلم یا غلط عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ مل کر قربانی کرنا جائز نہیں۔(فتاوی عثمانیہ:ج8:ص393)

کافر کی گواہی کا حکم:

مسلمان کے خلاف کافر کی گواہی درست نہیں۔(فتاوی عثمانیہ:ج9:ص260)

کفار سے دوستی کا حکم:

کوئی مسلمان کسی کافر کے ساتھ موالات یعنی قلبی محبت اور تعلق نہ رکھے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰـــا یھـــا الّذین اٰمنوا لاتتّخذوا الیھود والنّصاریٰ اولیاء: اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔

(فتاوی عثمانیہ: ج 10: ص 327)

غیر مسلموں کو راز دان بنانے کی ممانعت:

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ جیسے مدبر، سیاسی شخصیت اور حکمران نے تمام ممالکِ خلافت کو یہ فرمان بھیجا تھا کہ ذمیوں (مسلمان ملک میں رہنے والے غیر مسلموں) کے ساتھ مکاتبت کا تعلق مت رکھو، کہیں تم میں اور اُن میں اس بہانہ سے مؤدت و محبت پیدا نہ ہو جائے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ہاں ایک نصرانی کاتب ملازم تھا جس پر سیدنا فاروق اعظمؓ انتہائی غصہ ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! مجھے اس کی کتابت سے کام ہے، مجھے اس کے دین سے کیا تعلق؟ تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ جن کی توہین اللہ تعالیٰ جل شانہ نے خود کی ہے میں اُن کی تکریم نہیں کروں گا، جن کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ذلیل کیا ہے میں اُن کو عزت نہیں دوں گا، اور جن کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے دُور کیا میں اُن کو مقرب نہیں بناؤں گا۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے مذکورہ مکالمے سے انتہائی جامع اُصول کا استخراج کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

1..... جب تک کوئی مضطرانہ ضرورت داعی نہ ہو، اصل یہی ہے کہ غیر مسلموں سے استغاثہ اور وہ بھی ایسی کہ جس میں ان کی تکریم ہوتی ہو، قرین عقل و دین نہیں۔

2..... یہ عذر کسی طرح قابلِ سماعت نہیں کہ ہمیں صرف ان کی خدمات درکار ہیں، نہ کہ ان کا مذہب۔ کیونکہ اس تحصیل خدمات کے ذیل میں ان کے ساتھ معیت..... اس شدت و تغلیظ کو کم کر دے گی جو ایک مسلمان کا اسلامی شعار بتلایا گیا ہے اور یہی قلتِ تغلیظ با لآخر..... مداہنت، چشم پوشی اور: اعراض عن الّذین: کا مقدمہ لے کر کتنے ہی شرعی منکرات کے نشو نما کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

3.....مان لیا کہ ایک شخص حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جیسا راسخ الایمان بھی ہے اور اشتراکِ عمل سے اس میں کوئی متزلزل بھی نہیں آسکتا، لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایسی ذمہ دار ہستی کا اشتراکِ عمل عام مسلمانوں کیلئے بڑی استعانت اور زیادہ اختلاط کا دروازہ کھول دے اور عوام اپنے لئے اس طرزِ عمل کو حجت شمار کریں۔

4.....جس مخلوق کی اس کے خالق نے تکریم نہ کی اور اُن کو پھٹکار دیا، اس کی تکریم اور اُن کو پیار کرنا شرائعِ الٰہیہ کی توہین اور افعالِ خداوندی کی صریح تکذیب ہے۔

5.....اسلام میں سیاست محضہ مقصود نہیں، بلکہ محض دین مقصود ہے۔ پس اگر سیاست ہی کا کوئی شعبہ تخریبِ دین یا مداہنت وحق پوشی کا ذریعہ بننے لگے تو بے دریغ اس کو قطع کر کے دین کی حفاظت کی جائے گی، ورنہ قلبِ موضوع اور انقلاب ماہیت لازم آجائے گا۔(فتاوی عثمانیہ:ج10:ص327)

غیر مسلموں کے ساتھ نشست ومجالست کا حکم:

غیر مسلموں کے ساتھ بلاضرورت مجالست اور نشست وبرخاست بھی درست نہیں تا کہ ان کے کفر ونفاق سے متاثر ہو کر اسلامی تہذیب وتمدن اور دین میں سست روی پیدا نہ ہو۔ قرآن کریم میں ہیں:

:وقدنزّل علیکم فی الکتٰب ان اذاسمعتم اٰیات اللّٰہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوامعھم حتّٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ انّکم اذامّثلھم:

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکامِ الٰہیہ کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو، جب تک کہ وہ کوئی اُور بات شروع نہ کردیں۔ اس حالت میں تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔(فتاوی عثمانیہ:ج10:ص328)

غیروں کے ساتھ مشابہت کا حکم:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے تو وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے آپ کو لباس وغیرہ میں کفار یا فساق وفجار کے مشابہ بنایا اور یا صوفیاء، صلحاء اور نیک لوگوں کے مشابہ بنایا تو وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں گناہ یا بھلائی میں اُن ہی لوگوں میں شمار ہوگا۔(فتاوی عثمانیہ:ج10:ص332)

غیر مسلم کے لئے دعائے مغفرت کا حکم:

شریعتِ مطہر کی رُو سے غیر مسلم کیلئے مغفرت کی دعا مانگنا جائز نہیں (فتاوی عثمانیہ:ج 10:ص 382)

غیر مسلم، مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا:

مسلمان غیر مسلم کا اور غیر مسلم مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا۔ (فتاوی عثمانیہ:ج 10:ص 459)

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن ملاخیل صاحب کا فتوی

رئیس دارالافتاء والتحقیق

خطیب ابوبکر صدیقؓ مسجد ڈیفنس کراچی

ماتمی جلوسوں اور جلسوں میں شرکت کرنا:

سوال: ماتم کی مجلسوں اور جلسوں میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دسویں محرم بلکہ محرم کے شروع دنوں سے شربتوں اور سبیلوں کا بھی بڑا رواج پڑا ہے، یہ بھی محض ایک رسم بلکہ بدعت ہے، اس سے بھی بچنا ضروری ہے، بالفرض کوئی ایصال ثواب کی غرض سے کرے تب بھی صحیح نہیں ہے، واقعی ایصال ثواب مقصود ہو تو شربت اور سبیلوں کے علاوہ کوئی نیک عمل کر کے ثواب پہنچائے۔

ماتم کی مجلسوں اور جلسوں میں شرکت کرنا بدعت میں اعانت اور غیروں کے ساتھ تشبہ اختیار کرنے کی بناء پر ناجائز اور حرام ہے۔ لہذا اس حرام کام سے اجتناب ضروری ہے۔ (فتاوی عباد الرحمن: ج 1: ص 207)

مرزائی اور شیعہ زندیق ہیں، ان کے ساتھ تعلقات رکھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مرزائی لوگوں کے بچے اسی گندے عقیدے پر بلوغ تک

اگر پہنچے،اسی طرح بعض شیعہ لوگ جو اسلام کی بنیادی عقائد کے خلاف عقائد رکھتے ہیں،ان کے بچے اسی عقیدے پر بلوغ تک اگر پہنچےتو یہ لوگ عام کفار شمار ہوں گے یا مرتد ؟اوران سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

جواب: مرزائی لوگ تو بالاتفاق مرتد اور کافر ہیں،دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔اور شیعہ لوگ بھی اگر دین اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف عقیدہ رکھتے ہوں تو بلاشبہ ایسے شیعہ بھی کافر ہیں۔اوران کے بچے شعور وعقل اپنانے کے بعد انہی غلط اور اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف عقائد پر اگر قائم ہیں تو وہ بھی کافر ہیں اور ایسے لوگ زندیق کہلاتے ہیں۔

زندیق شرعاً ایسے کافر کو کہتے ہیں جو اسلام ظاہر کرتا ہو اور عقائدِ کفریہ رکھتا ہو،یا اپنے باطل اور کفریہ عقائد کی تاویلات کرتے ہوئے اپنے کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہو۔

ایسے لوگوں کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ مسلمان ان سے قطع تعلق کریں اور معاملات لین دین میں ان سے گریز کریں۔(فتاوی عبادالرحمن:ج 1:ص 93)

رسوماتِ محرم اور حلیم وشربت کے کھانے پینے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ محرم کی پہلی تاریخ سے صفر کی دس تاریخ تک کوئی بھی دن مقرر کر کے شربت اور حلیم کی محفل منعقد کرتے ہیں اور اس عمل میں لوگوں کے دو طرح نظریے ہیں:

بعض کہتے ہیں کہ کسی صحابیؓ یا تابعیؒ کی نیاز ہے،ان کے نام کی ہے،یا کسی ولی یا بزرگ کی نیاز ہے۔دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ بس ایسا ہی بنالیا،یا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نام بنایا ہے۔

معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ تمام معاملات ان دنوں میں کرنا اور اس حلیم اور شربت کا کھانا پینا شریعت کی رو سے کیسا ہے؟ جبکہ ان دنوں اہل تشیع کا بھی یہی معمول ہوتا ہے اور سنی بھی اس میں مشغول رہتے ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رضا کیلئے صدقہ وخیرات فقراء پر کرنا بہترین عمل ہے،جس میں دن اور وقت کی کوئی تعیین نہیں،اللہ تعالیٰ جل شانہ توفیق دے تو پورا سال کریں۔

لیکن مسئولہ صورت میں ایام کا طے کرنا اور یہ سمجھنا کہ بس ان ایام میں یہ خیر کا کام کیا جاسکتا ہے،خصوصاً حلیم وشربت اور رائج طریقے ہی ثواب کے ہیں،تو یہ عمل بلاشبہ بدعت ہے،اس سے گریز کرنا ضروری ہے،لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نام کے علاوہ کسی بزرگ،ولی،نبی کے نام پہ کرنا جبکہ ان کا احترام مقصود ہو تو ہرگز جائز نہیں ہے۔

(فتاوی عبادالرحمن:ج1:ص192)

شیعہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیعہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یانہیں؟

جواب: جوآدمی حضرت علیؓ کی اُلوہیت کا قائل ہویاصدیق اکبرؓ کی صحابیت کامنکرہویاقرآن مجید کے بارے میں کمی کاعقیدہ رکھتاہویاحضرت عائشہؓ پرتہمت لگاتاہوتوایساشخص خواہ جس فرقہ سے تعلق رکھتاہودائرہ اسلام سے خارج ہے۔اس لئے کہ ان تمام باتوں سے قرآن کریم کاانکارلازم آتاہے،نیز یہ تمام باتیں دین اسلام کی بنیادی اُصول سے انحراف کو مستلزم ہیں۔لہذاایسے شخص کی اقتداء میں نمازنہیں ہوتی۔البتہ جس کاعقیدہ صرف حضرت علیؓ کی افضلیت کاہویعنی حضرت علیؓ کوشیخینؓ پرفضیلت دے رہاہوتواس کی اقتداء میں نمازپڑھنامکروہ تحریمی ہے۔اگرکوئی اُور امام نہ ہوتوتفضیلی کی اقتداء میں نماز جائزہوگی کراہت کے ساتھ۔

:لمافی الشامیۃ:ولاشک فی تکفیرمن قذف السیدۃ عائشۃؓ اوانکرصحبۃ المصدیقؓ اواعتقد الالوھیۃفی علیؓ اوان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی اونحو ذٰلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن:ونقل فی البزازیۃ عن الخلاصۃ:ان الرافضی اذاکان یسبّ الشیخینؓ ویلعنھما فھوکافروان کان یفضل علیّا علیھمافھو مبتدع:وفی الھندیۃ:تجوزالصلوۃ صاحب ھوی وبدعۃ ولاتجوزخلف الرافضی والجھیمی والقدری والمشبھۃ ومن یقول بخلق القرآن وحاصلہ ان کان ھوی لایکفربہ صاحبہ تجوزالصلاۃ خلفہ مع الکراھۃ والأفضلا.....وھوالصحیح.....ولوصلی خلف مبتدع فاسق فھومحرزثواب الجماعۃ:(فتاوی عباد الرحمن:ج2:ص186)

شیعہ عاملوں سے دم وتعویذ کرانا بڑی حماقت اور سخت گناہ ہے،منکوحہ خاتون کا کسی غیر کے ساتھ چلی جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا:

سوال: میرے بھائی کے یہاں کافی عرصہ سے اولادنہیں ہورہی تھی،اس لئے ان کی گھروالی مختلف جگہ دم ودرود کیلئے جاتی تھیں،ہمارے علاقے میں ایک غالی شیعہ تھاوہ عورت ایک مرتبہ اس کے پاس دم کیلئے چلی گئی تواس نے

بجائے ان پر دم کرنے کے جادو کے ذریعے مسخر کیا اور رات کے وقت گھر سے غائب ہوگئی اور بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ وہ دم کرانے کیلئے اس شیعہ کے پاس جاتی تھیں اور اسی نے ان پر جادو کیا ہے۔اور تلاش کرنے پر وہ اسی کے گھر سے مل گئیں۔

انہوں نے اس شیعہ کے پاس پانچ مہینے گزارے،اس کے بعد ہم نے علاقے کے دستور کے مطابق صلح کر کے اپنی بھابھی کو گھر لے آئے ،اس کے بعد ہم نے ان سے خوب پوچھ گچھ کی۔انہوں نے کہا کہ ان پانچ ماہ میں وہ آٹھ دن اکٹھے بھی رہے ہے،لیکن میرے ساتھ کوئی غلط کام نہیں کیا،اس کے بعد جب اس شیعہ کے گھر والوں کو پتہ چلا کہ یہ عورت شادی شدہ ہے،انہوں نے اس کو علیحدہ کر دیا،اور اس شیعہ کو اپنے علاقے پارا چنار بھیج دیا۔

عرض مسئلہ یہ ہے کہ اب میرے بھائی کیلئے اس عورت (میری بھابھی) کے ساتھ رہنا شرعاً کیسا ہے؟ آیا دوبارہ نکاح کرنا ہوگا یا کیا صورت اختیار کریں؟ کیونکہ یہ کہتی ہے کہ میرے ساتھ اس نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے،اور یہ کہ ہمارے لئے اس شیعہ کا قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اولاد دینا صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کا کام ہے،وہ جس کو چاہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہے لڑکے دیتا ہے اور کسی کو لڑکیاں اور لڑکے دونوں سے نوازتا ہے،اور جس کو چاہے بے اولاد سا نڈی رکھتا ہے۔دم درود سے اور علاج سے اولاد نہیں ہوتی،ہاں سبب کے درجہ میں علاج اور دم درود بھی کیا جا سکتا ہے۔لیکن دم درود کسی پرہیز گار متقی عالم سے کرائے تو اس کی گنجائش ہے بشرطیکہ شوہر خود بیوی کے ساتھ ہو،اور عورت پوری طرح پردے میں ہو۔

کسی شیعہ یا دیگر پیشہ ور عاملوں کے ذریعہ دم درود کرنا خصوصاً عورت کا ایسے لوگوں کے پاس جانا بڑی حماقت اور سخت گناہ ہے۔یہ عورت شوہر کی اجازت سے ایسے لوگوں کے پاس دم درود کیلئے اگر جاتی رہی تو شوہر بھی پوری گناہ میں شریک ہے اور شوہر کے اجازت کے بغیر جاتی رہی تب بھی انتہائی بے مروتی اور غیرت کے خلاف بات ہے کہ شوہر کو اپنی بیوی کی کوئی خبر نہ ہو کہ وہ کہاں کہاں جاتی ہے۔

رہا یہ کہ عورت اب اپنے شوہر کے نکاح میں رہی یا نہیں؟ سو نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا۔شوہر نے اگر طلاق نہیں دی ہے،اور وہ اس کو بسانا چاہتا ہے تو اس کی بیوی سے تجدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

ہاں دین اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف کوئی بات بیوی یا شوہر نے کہی ہو یا اس عورت سے ایسی کوئی بات کہلائی گئی ہو تو تجدید ایمان و نکاح ضروری ہے۔احتیاطاً تجدید ایمان و نکاح کرائی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔مذکورہ جرم میں اس شیعہ کو قتل کرنے کی عام لوگوں کو اجازت نہیں،اس قسم کی سزا یا انتقام صرف حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(فتاوی عبادالرحمن:ج4:ص394)

شیعہ عورت سے نکاح کا حکم:

سوال: ماذایقول علماء اهل السنة والجماعة هل النكاح مع الشيعة جائزام لا ؟

جواب: الشیعی ان کان یعتقد خلاف ماثبت فی الدین بالضرورة کاعتقادهم الالوهیة فی علیؓ او تحریف القرآن اوقذف عائشة الصدیقةؓ اوانکار صحبة ابی بکر الصدیقؓ فلانکاح معه اصلا لکفره وان لم یکن یعتقد خلاف ماثبت فی الدین بالضرورة فالنکاح معه وان کان جائزالکن الاحتیاط فی ترکه لان النکاح معهم لایخلوعن المفسدة فی الدین:

:لمافی الفتاوی الشامی:وبهذاظهران الرافضی ان کان ممن یعتقدالالوهیة فی علیؓ او ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی اوکان ینکرصحبة الصدیقؓ اویقذف السیدة الصدیقةؓ فهوکافرلمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ماذا کان یفضل علیاؓ اویسبّ الصحابةؓ فانه مبتدع لاکافر:

ولمافی الفتاوی الهندیة:لایجوزنکاح المجوسیات ولاالوثنیات.....والمعطلة والزنادقة والباطنیة والاباحیة وکل مذهب یکفربه معتقده:

ولمافی البحرالرائق:ویکفربقوله ان کان ماقال الانبیاء حقا.....وبقذف عائشة من نسانهؓ فقط وبانکاره صحبة ابی بکرؓ بخلاف غیره:(فتاوی عباد الرحمن:ج4:ص400)

شیعہ کانماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے کا حکم:

سوال: اگراہل سنت والجماعت کا کوئی فرد کسی شیعہ کی نماز جنازہ خود پڑھ لے یا خود پڑھالے تو کیا اس صورت میں ان کی اہلیہ کو طلاق واقع ہو جاتی ہے؟اور کیا اس صورت میں تجدید نکاح کرنا ہوگا؟

جواب: اگراس شخص نے جائز سمجھتے ہوئے شیعہ کی نماز جنازہ پڑھ لی یا پڑھوائی جو ضروریات دین اسلام کا منکر ہو مثلا:حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھنے والا ہو یا سیدنا صدیق اکبرؓ کے صحابی ہونے کا منکر ہو،اور حضرت علیؓ کی اُلوہیت کا قائل ہو تو وہ شیعہ چونکہ مسلمان نہیں۔اور غیر مسلم کا جنازہ پڑھنا یا پڑھانا حرام ہے،اور حرام چیز کو جائز یا کارِ ثواب جاننا کفر ہے۔

لہذا اس شخص پر جس نے نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی، اس شیعہ کے عقائد بھی اگر واضح تھے، اور وہ واقعی ضروریاتِ دینِ اسلام کی باتوں کا منکر تھا تو ایسی صورت میں اس شخص کا ایمان واقعی خطرہ میں ہے، اس کو چاہئے کہ تجدیدِ ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی کرے۔

:لمافی الهندية:من اعتقدالحرام حلالا او على القلب يكفرأمالوقال هذاحلال لترويج السلعة او بحكم الجهل لايكون كفرا:ولما فى الهندية:ولوقذف عائشةؓ بالزنى كفربالله:وايضا فى بحرالرائق:ويقذف عائشة من نسائهﷺ وبانكاره صحبة ابى بكرؓ:

:ولمافى الفتاوى الشامى:وبهذاظهران الرافضى ان كان ممن يعتقدالالوهية فى علىؓ او ان جبرئيل عليه السلام غلط فى الوحى اوكان ينكرصحبة الصديقؓ اويقذف السيدة الصديقةؓ فهوكافرلمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة:

(فتاوى عباد الرحمن:ج4:ص480)

مسلمان مرد کا آغا خانی عورت سے نکاح:

سوال: زید نے جو کہ خود سنی مسلمان ہے، ایک اسماعیلی (آغا خانی) خاتون سے نکاح کیا، حالانکہ زید کو اس بات کا علم ہے کہ آغا خانی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے پھر بھی نکاح کرلیا اور لوگوں کے رُوکنے پر بھی نہ رُکا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس عورت سے نکاح کا کیا حکم ہے؟ اگر نکاح صحیح نہیں ہو تو بچوں کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟ نکاح درست نہ ہونے کی صورت میں تفریق کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

جواب: آغا خانی فرقہ اپنے کفریہ عقائد کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس لئے ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ صورت مسئولہ میں زید کا نکاح آغا خانی خاتون سے صحیح نہیں ہوا، اور بچے اپنی اصل فطرت کے لحاظ سے مسلمان ہیں اور مسلمان باپ کے نطفہ سے متولد ہیں، اس لئے وہ باپ کے تابع رہیں گے اور باپ کی طرف منسوب ہوں گے۔

اب تفریق کی صورت یہ ہے کہ زید اس آغا خانی خاتون سے علیحدگی اختیار کرلے، لیکن اگر زید اس عورت کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہے تو لوگوں کو چاہئے کہ وہ زید کو علیحدگی پر مجبور کردیں یا عدالت کے ذریعے سے تفریق کرادیں، اور اگر یہ خاتون اپنے عقائد سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلے تو تجدیدِ نکاح کرکے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

(فتاوى عباد الرحمن:ج4:ص402)

شیعہ کا ذبیحہ اور اُن کی عورتوں سے نکاح:

سوال:هل يجوز اكل ذبيحة ونكاح نسائهم؟

جواب:اعلم انه يؤكل ذبيحة المسلم لاالكافر وكذا النكاح ، والشيعة ان اعتقد مايوجب الكفرفلايجوز اكل ذبيحتهم ولانكاح نسائهم وان لم يعتقد مايوجب الكفر فلابأس بنكاح نسائهم واكل ذبيحتهم:

:ولمافي الفتاوى الشامي:وبهذاظهران الرافضي ان كان ممن يعتقدالالوهية في علیؓ او ان جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي اوكان ينكرصحبة الصديقؓ اويقذف السيدة الصديقةؓ فهوكافرلمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة ، بخلاف ماذاكان يفضل عليااو يسب الصحابة فانه مبتدع لاكافر كماوضحته.....الخ:

(فتاوى عباد الرحمن:ج6:ص441)

غیر مسلموں کی مذہبی رسومات میں موافقت کرنا موجبِ کفر اور قاطع نکاح ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ میں (اظہر محمود) نے ایک کرسچن (عیسائی) عورت (زرینہ یوسف) سے شادی کی، بایں طور کہ پہلے اس کو مسلمان کر کے اسلامی طریقے سے نکاح کیا، پھر ہم دونوں کو چرچ لے جایا گیا، وہاں اُن کی مذہبی رسومات کے مطابق کرسچن فیملی کو نہلایا گیا، پھر انہی کے طریقے پر دوبارہ نکاح ہوا، جس سے یہ لوگ سمجھے کہ میں کرسچن ہو گیا ہوں، حالانکہ ہم (میاں، بیوی) نے یہ سب کچھ صرف دکھلاوے کے طور پر کیا تھا، تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ نہ پیدا ہو۔ اس (چرچ میں کئے گئے) نکاح میں میری پہلی مسلمان بیوی (زرینہ) (جو کہ اس نو مسلم بیوی سے پہلے میرے نکاح میں تھی) بھی شریک تھی، کچھ عرصہ تک دونوں بیویوں سے ازدواجی تعلق برقرار رکھنے کے بعد میں نے ایک تیسری (شیعہ) عورت (سیدہ دلشاد فاطمہ، جو کہ شیعیت کے بارے میں نارمل عقیدہ رکھتی ہے) سے بھی نکاح کر لیا، پھر کچھ ناچاقی کی وجہ سے دوسری (نومسلم) بیوی کو تین طلاقیں دے کر فارغ کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح کرسچن رسومات کے مطابق نکاح کرنے سے ہم اسلام سے خارج تو نہیں ہوئے؟ نیز ہمارے نکاح کا کیا حکم ہے؟

تنقیح:

1.....نومسلم بیوی کے ساتھ نکاح کے بعد اور چرچ جانے سے پہلے جماع کیا تھا یا نہیں؟

2.....چرچ جانے کے بعد کتنا عرصہ گزرا جب اس کو طلاق دی؟

3.....چرچ جانے کے بعد نومسلم بیوی میں باقاعدہ دین کی طرف رغبت ظاہر ہوئی یا نہیں؟ ظاہر ہوئی تو کس وقت؟

4.....پہلی بیوی نے چرچ میں جا کر کیا کیا عمل کیا تھا؟

5.....شیعہ عورت سے نکاح کب ہوا تھا؟

6.....شیعہ عورت سے نکاح کرنے سے پہلے اپنے سابقہ فعل سے سچی توبہ کی تھی یا نہیں؟

7.....شوہر نے اپنے فعل پر ندامت اور دل سے توبہ کب سے کی ہے؟ نیز صحیح طریقہ سے اسلامی تعلیمات پر چلنے کا عزم کب سے کیا تھا؟

8.....چرچ میں بپتسمہ دونوں نے اکٹھا کیا تھا یا آگے پیچھے؟ پوری تفصیل بتائیں۔

جواب تنقیح:

1.....نکاح کے بعد اور بپتسمہ سے پہلے باقاعدہ جماع کیا تھا۔

2..... بپتسمہ کے بعد عرصہ گیارہ سال ایک ساتھ رہے۔

3.....دین کی طرف رغبت اب بھی ظاہر نہیں ہے، صرف رسمی طور پر بعض کام انجام دیتی ہے اور اپنے گھر والوں کو اب تک یہ ظاہر کرتی ہے کہ میں عیسائی ہوں۔ البتہ مجھے غالب گمان ہے کہ اگر دوبارہ اس سے نکاح کرلیا تو سچی مسلمان ہو جائے گی، پہلے اس کے ذہن پر ایسی محنت ہی نہ کرسکا نہ اس کا زیادہ خیال ہوا، اب میرے دل میں بھی دین اسلام کی بڑی عظمت ہے۔

4.....صرف تماشائی تھی کچھ عمل نہیں کیا۔

5.....تقریباً دو اڑھائی سال بعد۔

7:6.....شیعہ عورت سے نکاح کرنے سے پہلے میں نے اس عمل کو غلط نہیں سمجھا تھا اور نہ اس سے توبہ کی تھی اور اب تک اس طرف کوئی دھیان نہیں ہوا، آج کے بعد اس کام سے سچی توبہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔

8..... پہلے میری بیوی نے مجھے کہا کہ آپ بپتسمہ کرلو اس میں کیا ہے، کیونکہ اس کے والد کا مطالبہ تھا تو پہلے

میری بیوی اس کو پسند کر رہی تھی پھر والد کے کہنے پر اس نے مجھے بھی تیار کیا، البتہ چند روز بعد بپتسمہ صرف میں (شوہر) نے ہی کیا تھا، بیوی نے نہیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں مذکورہ تفصیل وتنقیح کے مطابق اظہر محمود اور اس کی نومسلم بیوی (زرینہ یوسف) چرچ میں جا کر بپتسمہ لینے، نیز کرسچن رسومات کے مطابق نکاح انجام دینے کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔

لہذا اس حالت میں رہتے ہوئے شرعاً ان پر کفر کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ البتہ اس کے بعد وہ اگر سچی توبہ کر کے تجدید ایمان کر لیں اور اپنے ان منافی ایمان اعمال پر ندامت کا اعلان کرتے ہوئے اور عیسائیت سے براءت کا اظہار کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیں تو شرعاً ان پر مسلمانوں کے احکام لاگو ہوں گے، لیکن پہلی مسلمان بیوی (زرینہ) جو چرچ میں جا کر مذکورہ نکاح میں شریک ہوئی اگر وہ محض تماشائی تھی یعنی ان کے افعال کی وجہ سے اس کا عقیدہ تبدیل نہیں ہوا اور نہ ان کی مذہبی رسومات کو وہ اچھا سمجھ رہی تھی تو اس کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوئی، البتہ سخت گناہ گار ہوئی، وہ اس فعل پر اللہ تعالیٰ جل شانہ سے معافی مانگے اور آئندہ اس طرح کی محافل میں شرکت کرنے سے مکمل احتراز کرے۔ اور اگر وہ ان افعال کو اچھا اور جائز سمجھ رہی تھی یا اس کی وجہ سے اس کا عقیدہ تبدیل ہو گیا تھا تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو گئی ہے۔ بہر حال اس کو بھی احتیاطاً تجدید ایمان کر لینا زیادہ مناسب ہے۔ نیز مذکورہ تنقیح کے مطابق اظہر محمود اور اس کی نومسلم بیوی کا: ارتداد اور اسلام بعد الارتداد: آگے پیچھے ہونا متعین ہے۔

لہذا اس صورت میں اظہر محمود کا اپنی دونوں بیویوں سے نکاح ٹوٹ چکا ہے اور اس دوران (بغیر تجدید ایمان ونکاح کے) دوسری نومسلم بیوی (جبکہ وہ اظہر محمود کے نکاح سے بالکلیہ خارج ہو چکی تھی) کو دی گئی طلاق واقع ہی نہیں ہوئی اور نہ ہی تیسری بیوی (سیدہ دلشاد فاطمہ) سے نکاح درست ہوا ہے۔

لہذا اب اگر اظہر محمود بمع فیملی باقاعدہ طور پر دوبارہ اسلام قبول کر چکا ہے تو اس کے لئے مذکورہ تینوں عورتیں دوبارہ تجدید نکاح کے ساتھ ازدواجی تعلق رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ تینوں کفریہ عقائد سے تائب ہوں اور دین اسلام کے علاوہ دوسرے تمام ادیان سے براءت کا اظہار کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

(فتاوی عبادالرحمن: ج1: ص 84)

شیعہ کا نمازِ جنازہ پڑھنے یا پڑھانے سے نکاح کا حکم:

سوال: اگر اہل سنت والجماعت کا کوئی فرد کسی شیعہ کی نماز جنازہ خود پڑھ لے یا خود پڑھا لے، تو کیا اس

صورت میں ان کی اہلیہ کوطلاق واقع ہو جاتی ہے؟اور کیا اس صورت میں تجدید نکاح کرنا ہوگا؟

جـــواب: اگراس شخص نے جائز سمجھتے ہوئے ایسے شیعہ کی نماز جنازہ پڑھ لی یا پڑھوائی جوضروریاتِ دین اسلام کا منکر ہومثلاً:حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھنے والا ہو،حضرت صدیق اکبرؓ کے صحابی ہونے کا منکر ہو اور حضرت علیؓ کی اُلوہیت یا نبوت کا قائل ہو(العیـاذباللّٰـه)تو وہ شیعہ چونکہ مسلمان نہیں،اور غیر مسلم کا جنازہ پڑھنا یا پڑھانا حرام ہے،اور حرام چیز کو جائز یا کارِثواب جاننا کفر ہے۔لہذا اس شخص پر جس نے نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی،اس شیعہ کے عقائد بھی اگر واضح تھے اور وہ واقعی ضروریات دین اسلام کی باتوں کا منکر تھا تو ایسی صورت میں اس شخص کا ایمان واقعی خطرہ میں ہے،اس شخص کو چاہئے کہ تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی کرے۔

:لمافی الهندية:من اعتقد الحرام حلالاً اوعلى القلب يكفر أمالوقال هذا حلال لترويج السلعة اوبحكم الجهل لايكون كفرا:

:وفي شرح الوهبانية للشرنبلالي:مايكون كفرااتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولادالزنا ومافيه خلاف يومربالاستغفار والتوبة وتجديدالنكاح:

:ولمافي الهندية:ولوقذف عائشة الصديقةؓ كفربالله:

:وايضاًفي بحرالرائق:وبقذفه عائشةؓ من نسانهﷺوبانكاره صحبة ابي بكرؓ:

:ولمافي الشامية:ان الرافضي ان كان ممن يعتقدالالوهية في عليؓ اوان جبريل عليه السلام غلط في الوحي اوكان ينكر صحبة الصديق اويقذف السيدة الصديقةؓ فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضروره:(فتاوى عبادالرحمن:ج1:ص53)

شیعہ کے ساتھ تعلقات رکھنے اوران کوسلام کرنے کا حکم:

سـوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بدعتی کوسلام کرنا یا اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا یا اس کی عزت وتکریم کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ معاشرے میں ہم دیکھتے ہیں کہ علماء کرام بدعتی لوگوں کوسلام بھی کرتے ہیں،جبکہ فقہاء کرامؒ تو بدعتی لوگوں کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کوسختی سے منع کرتے ہیں۔

جواب: دراصل پاک وہند میں بدعت کے ہزاروں اقسام رائج ہیں،ہرطرح کی بدعت اگر چہ گناہ ہے،غلط ہے اور علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ بدعات کو بیان کریں،لیکن فقہاء کرامؒ کی اصطلاح میں بدعتی سے مراد اعتقادی بدعتی ہوتے ہیں جوصحابہ کرامؓ کوبُرا بھلا کہتے ہیں،قرآن کریم کے تحریف کے قائل ہیں،حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت

باندھتے ہیں،اسی طرح دیگر غلط عقائد کے لوگ جو اہل سنت والجماعت سے ہٹ کر باطل فرقے ہیں چونکہ ایسے بدعتی کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا،قریبی تعلق قائم کرنا اپنے ایمان کیلئے خطرہ کا باعث ہے،اس لئے ایسے لوگوں سے دُور رہنے کا حکم ہیں،سلام میں پہل کرنا منع ہے وغیرہ۔(فتاوی عبادالرحمن:ج13:ص202)

شیعہ کا نماز جنازہ:

جو شیعہ ضروریات دین کا منکر ہو مثلاً قرآن مجید کے بارے میں غلط عقیدہ رکھتا ہو کہ یہ مکمل نہیں ہے یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھتا ہو حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی براءت خود اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمائی ہے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی پہنچانے میں غلطی کا عقیدہ رکھتا ہو تو ایسا شخص خواہ کسی بھی مسلک کا پیروکار ہو،بلاشبہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے،ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

:لمما فی الشامی:وبهذا ظهران الرافضی ان کان ممن یعتقدالالوهیة فی علیؓ او ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی اوکان ینکرصحبة الصدیقؓ اویقذف السیدة الصدیقةؓ فهو کافرلمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ماذاکان یفضل علیاؓ اویسبّ الصحابةؓ فانه مبتدع لاکافر:(فتاوی عبادالرحمن:ج1:ص43)

محرم میں شربت کی سبیل لگانا:

دسویں محرم بلکہ محرم کے شروع دنوں سے شربتوں اور سبیلوں کا بھی بڑا رواج پڑا ہے،یہ بھی محض ایک رسم بلکہ بدعت ہے،اس سے بھی بچنا ضروری ہے،بالفرض کوئی ایصال ثواب کی غرض سے کرے تب بھی صحیح نہیں ہے،واقعی ایصال ثواب مقصود ہو تو شربت اور سبیلوں کے علاوہ کوئی نیک عمل کر کے ثواب پہنچائے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج1:ص207)

مرتد ہونے سے طلاق مغلظہ کا اثر ختم نہیں ہوتا:

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور تین طلاقیں دینے کے بعد یہ طلاق دینے والا شخص اور مطلقہ بیوی دونوں ہی کافر ہو جائیں اور پھر مسلمان ہو کر نکاح کر لیں۔کیا یہ دونوں بغیر حلالہ کروائے اکٹھے رہ سکتے ہیں؟اور مرتد ہو کر دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد جو نکاح ان دونوں نے کیا ہے کیا وہ جائز ہو گا یا حلالہ کروانا ضروری ہے؟

جـــواب: مرتد ہونے سے طلاق مغلظہ کا اثر ختم نہیں ہوتا ،لہذا بیوی کو تین طلاق دینے والا اگر مرتد ہوگیا (العیاذباللّٰہ) اس کے بعد دوبارہ اسلام قبول کرلیا تب بھی اس بیوی سے دوبارہ شادی کرنے کے لئے حلالہ شرعیہ ضروری ہے،اس کے بغیر وہ حلال نہیں ہوسکتی۔(فتاوی عبادالرحمن:ج4:ص489)

مرتد کے وقف کا حکم:

ســـوال: مرتد کے وقف کا شرعاً کیا حکم ہے؟یعنی ایک شخص نے مسجد کے لئے زمین وقف کی،اُس وقت وہ مسلمان تھابعد میں قادیانی بن گیا۔اب اس وقف شدہ زمین کا کیا حکم ہے؟واضح رہے کہ اس زمین پر ابھی تک مسجد بنی نہیں ہے؟

جواب: مسلمان جب مرتد ہوجائے (اعاذنااللّٰہ منہ)تو شرعاً اس کا وقف باطل ہوجاتا ہے اور وہ میراث بن جاتا ہے۔صورت مذکورہ میں اس کا وقف باطل ہے،الّا یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کو دوبارہ اسلام کی دولت سے نوازے اور وہ پھر سے اس وقف کا اعادہ کرے تو درست رہے گا۔(فتاوی عبادالرحمن:ج5:ص288)

مرتد سے تعلقات رکھنے اور اس کے جنازہ اور کفن دفن کا حکم:

ســـوال: ایک آدمی کے مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے نکاح پر کیا اثر پڑتا ہے؟اور زندگی میں اس کے رشتہ دار واحباب اور عام لوگ اس کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کریں؟اسی طرح مرنے کے بعد بھی؟

جواب: مرتد کا نکاح طلاق دیئے بغیر فسخ ہوجاتا ہے اور اس کی بیوی عدت گزارنے کے بعد کسی اور جگہ نکاح کرسکتی ہے۔اور اس کے رشتہ دار واحباب کو چاہئے کہ اس کو نصیحت کریں،اگر وہ نہیں مانتا اور اپنے ارتداد پر ڈٹا رہتا ہے تو اس کے ساتھ قطع تعلق کریں۔دوستانہ تعلقات اس کے ساتھ قائم رکھنا جائز نہیں حرام ہے،اور جب وہ مرجائے تو غسل وکفن دیئے بغیر مسلمانوں کے قبرستان کے علاوہ کسی گڑھے میں ڈال کر دفن کیا جائے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج6:ص365)

کفریہ عقائد والی کتب کی کمپوزنگ کرنے کا حکم:

ســـوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارا کمپوزنگ کا کام ہے،بسا اوقات ہمارے پاس ایسی کتابیں کمپوزنگ کیلئے آتی ہیں جن میں کفریہ اور شرکیہ عقائد ہوتے ہیں۔تو کیا ایسے عقائد والی کتابوں کو اُجرت لے کر کمپوزنگ کرنا درست ہے؟

جواب: ایسی کتابوں کو کمپوز کرنا جن میں کفریہ اور شرکیہ عقائد ہوں درست نہیں ہے، غیرتِ ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے معذرت کرلی جائے، اور اگر اس پر کوئی اجرت لی ہے تو اس کا ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کرنا واجب ہے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج10:ص562)

مسلمان عورت کا نکاح غیر مسلم سے جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان عورت عاقلہ بالغہ کا نکاح ایک کرسچن (مسیحی) لڑکے سے ان کے مذہبی طریقے سے کردیا گیا، جبکہ آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔سوال یہ ہے کہ کیا اس مسلمان عورت کا نکاح کرسچن لڑکے سے ہوگیا ہے جبکہ نکاح مسیحی مذہب کے مطابق کیا گیا ہو؟ عورت بدستور مسلمان ہے تو مذکورہ نکاح کا کیا حکم ہے؟ دونوں کے درمیان علیحدگی کی کیا صورت ہے؟

جواب: مذکورہ عورت کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، عورت پر لازم ہے کہ فوراً مرد سے الگ ہوجائے اور قریب کے تمام مسلمانوں پر اس عورت کو خلاصی دینے میں مدد کرنا واجب ہے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج7:ص248)

غیر مسلموں سے تعلقات اور دوستی سے متعلق تفصیل:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بات کافی دنوں سے دل میں آرہی ہے کہ کفار، یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلقات اور دوستی کا کیا حکم ہے؟

بعض قرآنی آیات کے ظاہر سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ مثلاً: آیت:لایتّخذالمؤمنون الکٰفرین اولیآء من دون المؤمنین: آیت:یٰاَیّھاالّذین اٰمنوا لاتتّخذوا عدوّی و عدوّکم اولیآء تلقون الیھم بالمودۃ:

اس کے علاوہ کئی احادیث میں بھی واضح لفظوں میں یہ حکم موجود ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہ قائم کئے جائیں۔

لیکن دوسری طرف قرآن کریم کی بعض آیات اور احادیث میں زیر اثر کفار کے درمیان عدل وانصاف قائم کرنے کا حکم ہے اور معاملات کی بھی اجازت ہورہی ہے۔مثلاً: آیت:لاینھٰکم اللّٰہ عن الّذین لم یقاتلوکم فی الدّین ولم یخرجوکم مّن دیارکم ان تبرّوھم وتقسطوااالیھم:

جبکہ بعض احادیث میں تو نبی کریم ﷺ کا کفار کی عیادت کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک وہمدردی کا بھی

ثبوت ملتا ہے۔اسی طرح خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کا ان کے ساتھ معاملات کرنا مذکور ہے۔

اور ظاہر ہے کہ کسی کے ساتھ معاملات کرنا اور میل جول رکھنا اس سے تو دوستی ہو ہی جاتی ہے۔اور بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ بسا اوقات ہم غیر مسلموں کے ساتھ کام کرتے ہیں اور کھانے کا وقت ہو جاتا ہے تو ایک جگہ بیٹھتے ہیں، ان سے دُور ہو کر بیٹھنا عجیب سا لگتا ہے، تعصب کا رنگ چڑھتا ہے اور اچھے اخلاق کے منافی معلوم ہوتا ہے، ادھر شرعی حکم کا احساس ہوتا ہے۔ایسی صورت پیش آئے اس کا حکم واضح فرمادیں اور قرآنی آیات واحادیث میں بظاہر تعارض معلوم ہو رہا ہے، اس کا حل بھی بتادیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفت ربوبیت اور بندۂ مؤمن کی صفت عبدیت کا تقاضا تو یہی ہے کہ دوستی یا دشمنی وعداوت کیلئے معیار محض اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی اور حضور اکرم ﷺ کی پیروی ہو، ذاتی، نسلی یا دنیاوی مفادات دوستی یا دشمنی کا معیار ہرگز نہ ہو، اسلامی تعلیمات سے یہی درس ملتا ہے۔چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

:عن ابی امامةؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من احبّ للّٰہ وابغض للّٰہ واعطٰی للّٰہ ومنع للّٰہ فقداستکمل الایمان:

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے کسی سے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے دشمنی کی، اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے دیا اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے منع کیا اور نہ دیا تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کرلی۔

معیاری دوستی دو چیزوں سے عبارت ہے۔ظاہری تعلق کے ساتھ قلبی تعلق بھی ہو تو صحیح معنوں میں دوستی کہلاتی ہے۔اور دلی محبت چونکہ ایک مخفی صفت ہے، اور دوسرا تعلق ظاہری صفت ہے لیکن ظاہری تعلق بسا اوقات دلی محبت کے بغیر کسی دینی مصلحت یا دنیاوی غرض کی وجہ سے بھی رکھنا پڑتا ہے۔اس لئے فقہاء کرامؒ نے دوستانہ تعلق کو مختلف درجات میں تقسیم کر کے شرعی حکم واضح فرمایا ہے۔فقہاء کرامؒ کی بیان کردہ تفصیل سے آیات اور احادیث میں تعارض کا کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

پہلا درجہ موالات یعنی قلبی مودّت ومحبت کا ہے، اور یہ صرف مؤمنین کے ساتھ خاص ہے۔

دوسرا درجہ مواسات کا ہے، یعنی خیر خواہی، نفع رسانی اور دوسروں کو نقصان سے بچانے کا جذبہ۔اس درجہ کی دوستی غیر مسلموں کے ساتھ بھی جائز ہے، البتہ ایسے کفار جو مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہوں، اُن کے ساتھ جائز نہیں۔

تیسرا درجہ مدارات کا ہے، یعنی دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا، اپنے دین کی طرف مائل کرنے کی

غرض سے ہو، خواہ ان کے شر سے بچنے کی غرض سے ہو، یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔

چوتھا درجہ معاملات یعنی لین دین، تجارت و ملازمت وغیرہ کا تعلق، یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، البتہ ایسا معاملہ جس کی وجہ سے اُمت مسلمہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ہرگز جائز نہیں، مثلاً اسلحہ وغیرہ ان کو فروخت کرنا۔

(فتاوی عبادالرحمن: ج13: ص228)

عیسائی کو کرسمس کی مبارکباد دینا جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ساتھ ایک عیسائی لڑکا کام کرتا ہے تو اس نے 25 دسمبر کو مجھے کہا کہ میری کرسمس ٹو یو، اس کے یہ الفاظ سن کر میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر میں نے صرف اور صرف اس کا دل رکھنے کیلئے یہ بولا آپ کو کرسمس مبارک ہو تو اب میرے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟

جواب: یاد رہے کہ غیر مسلموں کی تقریب میں شرکت کرنا یا ان کو مبارکباد دینا اور تعظیم اور حق جاننے کی وجہ سے ہو تو کفر ہے، اور اگر محض ان کی خوشی اور ان سے دوستی، محبت کی وجہ سے ہو تو بھی غلط اور بڑا گناہ ہے۔ کرسمس عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یوم پیدائش کے طور پر مناتے ہیں، یہ ان کا مذہبی تہوار ہے، اس لئے ان کو مبارکباد دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی عبادالرحمن: ج13: ص237)

مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں جانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اندرون سندھ میں ہندوؤں کے بہت سے مندر ہیں، وہاں پر سال میں ان کا جشن ہوتا ہے، دُور دُور سے لوگ آتے ہیں، کبھی کبھار مسلمان بھی مندر میں جا کر میلہ وغیرہ دیکھتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کا غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسلمانوں کیلئے غیر مسلموں کے عبادت گاہوں میں شرعی عذر کے بغیر داخل ہونا منع ہے، کیونکہ ان کی عبادت گاہیں شیاطین کے جمع ہونے کی جگہ ہوتی ہیں، اور ان کے مذہبی جشن وغیرہ میں شرکت کرنا بڑے خطرے کی بات ہے، اس لئے کہ ایسی صورت میں بسا اوقات انسان کفر تک پہنچ جاتا ہے، اس لئے دُور رہنا ضروری ہے۔

(فتاوی عبادالرحمن: ج13: ص246)

غیر مسلم محتاجوں کوزکوۃ دینے سے زکوۃ ادانہ ہوگی:

سوال: کیامال زکوۃ سے غیر مسلم محتاجوں،بیواؤں اور یتیموں کا امداد کرنا جائز ہے یانہیں؟

جواب: زکوۃ کامال صرف مستحق مسلمان کودیناضروری ہے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج4:ص 57)

اسلام میں داخل ہونے کے لئے شہادتین کااقرارضروری ہے:

سوال: کیافرماتے ہیں علماءکرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان لڑکے نے کسی غیر مسلم لڑکی سے نکاح کیا، اور لڑکی نے نکاح کے وقت مسلمان ہونے کااقرارکیا،یعنی صرف یہ الفاظ کہے کہ: میں مسلمان ہوں:کلمہ نہیں پڑھا،لیکن بعد میں لڑکی نے کہا کہ میں نے مسلمان ہونے کااقرارتو کرلیا تھالیکن میں اُس وقت مسلمان نہیں ہوئی تھی۔پوچھنا یہ ہے کہ غیر مسلم کے مسلمان ہونے کے لئے صرف مسلمان ہونے کااقرارہی کافی ہے یاکلمہ طیبہ پڑھناضروری ہے؟نیز اس صورت میں نکاح کا کیاحکم ہے؟

جواب: غیر مسلم کے مسلمان ہونے کیلئے محض یہ کہہ دینا کہ: میں مسلمان ہو: کافی نہیں ہے،کلمہ طیبہ یاکلمہ شہادت پڑھناضروری ہے،اوردین اسلام کے علاوہ تمام ادیان سے خصوصاً جس دین پر پہلے سے یہ شخص تھا اس سے برائت کااظہارکرناضروری ہے۔

لہذاندکورہ صورت میں یہ لڑکی نکاح کے موقع پر چونکہ مسلمان نہیں تھی،اس لئے نکاح کااعتبارنہیں،دوبارہ نکاح ضروری ہے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج1:ص 98)

غیر مسلم کوکام کے لئے رکھنےاوراسے زکوۃ دینے کاحکم:

سوال: کیاکسی غیر مسلم کوگھر میں کام کاج کیلئے رکھناجائز ہے؟نیز کیاغیر مسلم کوزکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ گھر میں کام کاج کیلئے کسی مسلمان کورکھاجائے،البتہ غیر مسلم کوبوجہ ضرورت گھر میں کام کے لئے رکھنے کی گنجائش ہے۔اورغیر مسلم کوزکوۃ نہیں دے سکتے،البتہ خیرات وغیرہ دے سکتے ہیں۔

(فتاوی عبادالرحمن:ج6:ص 214)

غیر مسلم عورت مسلمان ہو جائے تو غیر مسلم شوہر کا نکاح باقی نہیں رہتا:

سوال: ایک شخص نے امریکہ میں ایک شادی شدہ عیسائی عورت کو مسلمان کرا کے لے آیا۔اس عورت نے کوئی عدت گزاری ہے اور نہ اس کے عیسائی شوہر پر اسلام پیش کیا گیا ہے اور اس مسلمان نے اس کے ساتھ نکاح بھی نہیں کیا ہے۔اب اس عورت کے بارے میں کیا حکم ہے، وہ نکاح کر سکتی ہے؟ یا پہلے عدت گزارنا اور اس کے سابقہ شوہر کو اسلام کی دعوت دینا ضروری ہوگا؟

جواب: جب کوئی غیر مسلمہ شادی شدہ عورت اسلام قبول کر لے اور اس کا شوہر غیر مسلم ہو تو اس کا نکاح از خود ختم ہو جاتا ہے، اب وہ عورت اگر دار الحرب میں ہے تو صرف تین حیض گزار کر کسی مسلمان مرد سے نکاح کر سکتی ہے، اور اگر دار الاسلام میں ہے تو تفریق قاضی کے بعد دوبارہ نکاح کیلئے تین حیض گزارنا لازمی ہے۔لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس بینونت کے بعد عدت اس عورت پر لازم ہے یا نہیں؟ صاحبینؒ وجوب عدت کے قائل ہیں جیسا کہ شامی میں مذکور ہے اور اسی کو امام طحاویؒ لازمی قرار دیتے ہیں، لہذا صاحبینؒ کی رائے کے موافق تین حیض گزارنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے اور یہی احوط ہے، جبکہ امام صاحبؒ تین ماہواری مزید گزارنے کو ضروری نہیں جانتے۔

لہذا امام صاحبؒ کی رائے کے موافق تین ماہواری یا تین مہینے گزر جانے کے بعد مذکورہ عورت نکاح کر سکتی ہے، جبکہ صاحبینؒ کے قول کے مطابق کل چھ ماہواری یا چھ مہینے گزر جانے کے بعد نکاح کر سکتی ہے، اس سے پہلے نہیں، اور حاملہ ہو تو بالاتفاق عدت.....وضعِ حمل ہے۔

سابقہ شوہر چونکہ دار الحرب میں ہے، اس لئے اس پر عرض اسلام (اسلام کی دعوت دینا) ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ ان پر ہماری کوئی ولایت نہیں ہے، دار الاسلام میں ہوتا تو اس کو اسلام کی دعوت دینا ضروری ہوتا۔

(فتاوی عباد الرحمن: ج5: ص122)

نامعلوم میت کی تکفین و نماز جنازہ کا حکم:

سوال: اگر کسی علاقے میں کسی اجنبی شخص کی لاش ملے اور اس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا کافر ہو تو شرعاً اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟ اسی طرح اگر علاقہ مشترک ہو مسلمان اور کفار دونوں رہتے ہوں اور یہ صورت حال پیش آجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں غالب گمان کا اعتبار ہے، علامات یا حالات سے کسی طرح معلوم ہونا۔اگر معلوم

نہ ہواور علاقہ مسلمانوں کا ہے تو مسلمان سمجھ کر کفن وغسل دینا ضروری ہے اور نماز جنازہ پڑھنا بھی واجب ہے، اور اگر علاقہ مشترک ہو مسلمان اور کفار دونوں طرح کے لوگ آباد ہوں اور علامات وغیرہ سے کچھ پتہ نہ چلے تو اس صورت میں غسل دینے کی گنجائش ہے لیکن نماز جنازہ کے بغیر دفنانا چاہئے۔اس لئے کہ احتمال ہے کہ میت کافر کی ہو، اور کافر کی نماز جنازہ پڑھنے سے قرآن مجید میں واضح ممانعت کا حکم موجود ہے:ولا تصلّ علیٰ احدٍمّنهم مّات ابداوّلا تقم علی قبره:(فتاوی عبادالرحمن:ج3:ص315)

غیر مسلموں کو اُن کے مذہبی تہوار پر مبارک باد اور ہدایا دینا بڑا گناہ ہے:

سوال: غیر مسلموں کو اُن کے مذہبی تہوار پر مبارکباد اور ہدایا دینا کیسا ہے؟ نیز بعض عیسائی طلباء ہمارے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں، ہمارا اُن سے تعلق رکھنا، ہنسنا، کھیلنا اور دوستوں کی طرح رہنا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلموں کو اُن کے مذہبی تہوار پر مبارکباد دینا اور ہدایا دینا محبت اور مودّت کی علامت ہے، گویا اُن کے مذہبی شعار اور تہوار میں شریک ہونا ہے جو کہ شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔اگر اُن کے شعار اور ایام کی تعظیم کرتے ہوئے کوئی ہدیہ وغیرہ دے تو موجبِ کفر ہے، اگر کسی نے ایسی حرکت کی ہے تو اس پر توبہ لازم ہے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرے۔نیز اپنے ساتھ پڑھنے والے غیر مسلم طلباء کے ساتھ قلبی تعلق رکھنا اور دوستوں کی طرح رہنا جائز نہیں، البتہ رسمی تعلق (صرف ضرورت کی حد تک) جائز ہے، ہاں اچھے کردار اور عمدہ اخلاق سے پیش آنا شریعت کے منافی نہیں ہے بلکہ مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

:لمافی قوله تعالیٰ:یٰاَیّهاالّذین اٰمنوالاتتّخذوالیهودوالنّصاریٰ اولیاءولما فی قوله تعالیٰ:یٰاَیّهاالّذین اٰمنوالاتتّخذواعدوّی وعدوّکم اولیآءولمافی المشکوة المصابیح: المرء مع من احب:وفی التخییر:واتفق مشائخناان من رای امرالکفار حسنا فهوکافر، الخ :ولما فی مجمع الانهر:ویکفربخروجه الی نیروزالمجسوس،والموافقة معهم فیمایفعلونه فی ذٰلک الیوم وبشرانه یوم نیروزشیالم یشتریه قبل ذٰلک تعظیما للنیروز لالاکل والشرب وباهدانه ذٰلک الیوم للمشرکین،ولوبیضة تعظیما لذلک الیوم:ولما فی شرح کتاب الفقه الاکبر:ومن اشتری یوم النیروزشیناولم یکن یشتریه قبل ذٰلک ارادبه تعظیم النیروزکفر....ای لانه عظم عیدالکفرة،الخ.....ومن اهدی یوم النوروز الی انسان شیاوارادتعظیم النوروزکفر:(فتاوی عبادالرحمن:ج7:ص202)

مسلمانوں کا غیر مسلموں کے مذہبی تہوار میں شرکت جائز نہیں:

سوال: آج کل بعض مسلم حکمران غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنے کیلئے اُن کے گھر جا گھر اور مندروں میں جاتے ہیں۔شریعت کی رُو سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی مسلمان کا غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنے کیلئے ان کی عبادت گاہوں میں جانا جائز نہیں ہیں، کیونکہ یہ شیاطین کی آماہ جگاہیں ہیں،نیز اِس سے ان کی جمعیت میں کثرت ہوتی ہے جس پر حدیث مبارک میں سخت وعید وارد ہوئی ہے:لمافی کنزالعمال:من کثّرسوادقوم فھومنھم:ومن رضی عمل قوم کان شریکاً فی عملہ:(فتاوی عباد الرحمن:ج7:ص205)

غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کا حکم:

سوال: اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کے ہاں مہمان بن کر آجائے تو مسلمان کو ان کی عزت وتوقیر کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلموں کے ساتھ محض معاشرتی تعلقات رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے،ہاں دوستانہ تعلقات قائم رکھنا جس سے یہ تأثر ملے کہ مذہب اور غیر مذہب والے برابر ہیں جائز نہیں۔(فتاوی عباد الرحمٰن:ج7:ص204)

غیر مسلم کو سلام کرنا:

سوال: میں ایک فیکٹری میں ملازمت کرتا ہوں، جہاں کچھ عیسائی ملازمین بھی ہیں،فیکٹری میں آتے وقت اُس سے سلام وجواب ہوتے رہتے ہیں۔پوچھنا یہ ہے کہ میرے لئے اُن کو سلام کرنا اور اسی طرح اُن کے سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سلام کرنے میں چونکہ تعظیم ہے اور شریعت میں کافر کی اہانت کا حکم ہے،اس وجہ سے اُن کو سلام کرنا جائز نہیں ہے۔البتہ اگر کسی غیر مسلم سے کوئی ضرورت درپیش ہو تو اُس وقت اسے سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں اور سلام :السلام علیٰ من اتبع الھدی: کے الفاظ سے کیا جائے گا۔باقی ان کے سلام کا جواب دینا جائز ہے،لیکن جواب میں اگر سلام کرنے والا ایک ہو تو صرف:وعلیک:اور اگر ایک سے زائد ہو تو پھر:وعلیکم: کہے،اس پر اضافہ نہ کرے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج7:ص206)

غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کا مسئلہ:

سوال: ہم دس افراد ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں، جن میں دو تین غیر مسلم بھی ہیں، ہم اپنے کھانے پینے کا انتظام الگ کرتے ہیں، اور وہ لوگ الگ کرتے ہیں، لیکن کبھی کبھار وہ آکر ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ تو کیا ہمارا اس طرح مشترک کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلموں کے ساتھ ایک ساتھ کھانے پینے کو معمول بنانا گناہ ہے، کبھی کبھار اس طرح اتفاق ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔ دراصل غیر مسلموں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا سخت منع ہے، ایک ساتھ کھانے کو معمول بنا دینے سے دوستانہ تعلقات قائم ہو سکتے ہیں، اس لئے منع ہے۔ (فتاوی عباد الرحمٰن: ج 7: ص 209)

غیر مسلم کے ہاں نوکری کا حکم:

سوال: زید ایک شخص کی خدمت کرتا تھا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ عیسائی ہے۔ اب زید اس کی خدمت جاری رکھے یا چھوڑے؟ واضح رہے کہ زید چوکیداری کرتا تھا اور کبھی بازار سے سودا وغیرہ لاتا تھا۔

جواب: کسی غیر مسلم کے ہاں ایسی نوکری کرنا جس میں اپنے نفس کی تذلیل ہو یا کسی خلاف شرع کام کا ارتکاب لازم آئے جائز نہیں ہے۔ مسئولہ صورت میں چونکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے، اس لئے ایسی نوکری جائز ہے، لیکن غیر مسلم کے تحت نوکری کرتے ہوئے ماحول سے متاثر ہونے کا قوی اندیشہ ہے، اس لئے کسی دین دار مسلمان کے ہاں مناسب نوکری کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے تا کہ نیک ماحول ملے۔ (فتاوی عباد الرحمن: ج 7: ص 211)

غیر مسلم کو سلام کا مسئلہ:

سوال: ہماری گلی میں زیادہ تر ہندو اور عیسائی رہتے ہیں۔ تو کیا اُن کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ لوگ سلام کریں تو ہم اُن کے سلام کے جواب میں کیا کہیں؟

جواب: بغیر ضرورت اور حاجت کے غیر مسلم کو سلام کرنا مکروہ ہے، ہاں اُن سے کوئی کام ہو تو پھر سلام کر سکتے ہیں، سلام بھی ان الفاظ کے ساتھ: السلام علیٰ من اتبع الھدی: اگر وہ لوگ سلام کریں تو جواب دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ جواب میں صرف: وعلیک: کہے۔ (فتاوی عباد الرحمن: ج 7: ص 213)

غیر مسلم سے دوستانہ تعلقات:

غیر مسلموں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا منع ہے۔(فتاوی عبادالرحمن:ج 7:ص 208)

کفریہ کلمات کے بعد تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح دونوں ضروری ہے:

کسی نے ایسا کلمہ اگر بولا جس سے متفقہ طور پر کفر لازم آتا ہو تو اس پر تجدیدِ ایمان کے ساتھ تجدیدِ نکاح بھی لازم ہے۔تجدیدِ ایمان کے بعد تجدیدِ نکاح اگر نہیں کیا تو ساری عمر حرام کاری میں مبتلا رہنے کی سزا کا مستحق ہوگا،اللہ تعالیٰ جل شانہ معاف کردے تو الگ بات ہے۔اور خدانخواستہ تجدیدِ ایمان اگر نہیں کیا اور کفریہ الفاظ سے توبہ نہیں کی یہاں تک کہ اس کی موت آگئی تو ہمیشہ کیلئے جہنم میں جلے گا،پھر اس کیلئے معافی نہیں ہوگی۔(فتاوی عبادالرحمٰن:ج 1:ص 56)

اہل بدعت اور خلافِ شرع مجلسوں میں جانے کا حکم:

حضرت علیؓ کا ارشاد مبارک ہے کہ میں نے ایک دفعہ کھانا تیار کیا اور حضور اکرم ﷺ سے شرکت کی درخواست کی،آپ ﷺ تشریف لائے دیکھا کہ گھر میں تصویریں ہیں تو واپس تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب (کسی مجمع میں) احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہو تو اُن لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو جب تک کہ وہ (ایسی باتوں کو چھوڑ کر) کوئی اُور بات شروع نہ کریں کہ اس حالت میں تم بھی گناہ میں انہی جیسے ہوجاؤں گے۔(سورۃ النسآء آیت 140)

صاحب روح المعانیؒ اس آیت کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ فاسقوں اور بدعتیوں کے ساتھ بیٹھنا حرام ہے اور ان سے اعراض میں اعراضِ قلبی کافی نہیں بلکہ ان کی مجلس سے اُٹھنا ضروری ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ہر ایسی مجلس سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ یا اس کے رسول ﷺ یا شریعت اسلامیہ کے خلاف باتیں ہورہی ہوں اور اس کو بند کرنا یا کم از کم حق بات کا اظہار کرنا اس کے اختیار وقبضہ میں نہ ہو۔(فتاوی عباد الرحمن:ج 7:ص 258)

حضرت مولانا محمد رفعت قاسمی

صاحب کا فتوی

(مفتی ومدرس دار العلوم دیوبند)

شیعہ اور قادیانی کو زکوۃ اور صدقہ دینا کیسا ہے:

سوال: شیعہ اور قادیانی کو زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور زکوۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: شیعہ اور قادیانی کافر ہیں، بلکہ دوسرے کفار سے بھی بدتر ہیں۔ اور کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔ شیعہ اور قادیانی کو زکوۃ دینا سخت گناہ ہے، اور زکوۃ ادا نہ ہوگی، بلکہ ان کو کسی قسم کا بھی صدقہ نہ دینا چاہئے۔

(مسائل رفعت قاسمی: مسائل زکوۃ: ج 5: ص 263)

شیعہ کو غسل دینا:

سوال: اگر شیعہ مرد مر جائے اور کوئی شیعہ نہ ہو تو کیا مسلمان، اس کو غسل دے سکتے ہیں؟

جواب: اس کو مسلمان غسل دے کر دفن کریں، مگر غسل، کفن اور دفن سنت کے مطابق نہ کریں، بلکہ اس پر پانی بہا کر کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دیں۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل غسل: ج 1: ص 95)

شیعہ حافظ لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں:

سوال: اگر تراویح میں حافظ غلطیاں کرتا ہے اور سامع بھی چوک جاتا ہے اور شیعہ حافظ موجود ہے اگر وہ

نیت کر کے اقتداء میں آ کر بتلائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر شیعہ ایسا ہے کہ نہ تبرّا کو ہے اور نہ منکرِ صُحبت صدیق اکبرؓ اور نہ قائلِ قذفِ عائشہ صدیقہؓ تو اس صورت میں لقمہ دینا جائز ہے اور اس کے بتلانے سے لقمہ لینے والے کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔

اگر وہ شیعہ غالی ہے جس میں اُمورِ مذکورہ موجود ہوں یعنی تبرائی ہو اور منکرِ صُحبت صدیق اکبرؓ ہو اور قائلِ قذفِ عائشہ صدیقہؓ ہو، تو چونکہ ایسا شیعہ مرتد کافر ہے۔ اس لئے اس کے بتلانے سے اور امام کے لقمہ لینے سے امام کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل تراویح: ج 2: ص 50)

شیعہ کا ذبیحہ کھانے اور اُن کے ساتھ مناکحت کرنے کا حکم:

سوال: شیعوں میں چند فرقے ہیں، سب کا ذبیحہ ناجائز ہے یا کسی خاص فرقہ کا؟

جواب: جو رافضی تبرا کو ہو اور سبِّ شیخینؓ کرتا ہو، اِس کو بعض فقہاء نے کافر و مرتد کہا ہے، ان کے ذبح کئے ہوئے میں مسلمان سنیوں کو احتیاط لازم ہے، اِن کا ذبیحہ نہ کھایا جائے۔

اصل یہ ہے کہ شیعوں کے بعض فرقے بالاتفاق کافر ہیں، وہ جو افکِ حضرت عائشہؓ کے معتقد ہیں یا اُلوہیت حضرت علیؓ کے قائل ہیں یا سیدنا صدیق اکبرؓ کی صحابیت کے منکر ہیں یا بداء کے قائل ہیں، اِن کے ساتھ مناکحت (شادی بیاہ) اور ان کا ذبح کیا ہوا بالاتفاق ناجائز ہے۔ اور ایک فرقہ جو سبِّ شیخینؓ کرتا ہو، اور اُمورِ بالا کا معتقد نہ ہو، اس کے کفر میں اختلاف ہے۔ ان کے ذبیحہ اور مناکحت میں احتیاط کرنا لازم ہے۔ اور ایک فرقہ جو محض تفضیلیہ ہے کہ حضرت علیؓ کو خلفائے ثلثہؓ سے افضل جانتا ہے، مگر کسی کو بُرا نہیں کہتا اور سبِّ شیخینؓ نہیں کرتا، ان کا ذبیحہ حلال ہے اور وہ مسلمان ہے، اگرچہ سنی نہیں ہے۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل عیدین وقربانی: ج 4: ص 132)

شیعہ کو غسل دینا:

سوال: اگر شیعہ مرد مر جائے اور کوئی شیعہ نہ ہو تو کیا مسلمان، اِس کو غسل دے سکتے ہیں؟

جواب: اِس کو مسلمان غسل دے کر دفن کریں، مگر غسل، کفن اور دفن سنت کے مطابق نہ کریں، بلکہ اس پر پانی بہا کر کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دیں۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل میّت: ج 7: ص 37)

مذہبی معاملہ میں شیعہ سے چندہ لینا:

اہل سنت والجماعت اور فرقہ اثناعشریہ کے عقائد میں واضح فرق ہیں۔لہذا خالص دینی اور مذہبی معاملہ میں ان سے چندہ نہ لیا جائے،اگر وہ خود دینا چاہے تو وہ کسی سنی مسلمان کو ہبہ کردے،اور وہ مسلمان اپنی طرف سے دے دیں تو لے سکتے ہیں۔اگر وہ شخص رقم دے چکا ہے تو اگر واپس کرنا مناسب ہو تو بادلِ نہ خواستہ بیت الخلاء، پیشاب خانہ اور غسل خانہ میں استعمال کرلی جائے،یا پھر مسجد کا مکان بنانے میں استعمال کی جائے۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل مساجد:ج6:ص30)

شیعہ کو مسلمانوں کے مساجد میں آنے سے رُوکنا اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا:

جماعت میں اگر کوئی شیعہ درمیان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو سنیوں کی نماز میں اس صورت میں کچھ نقصان اور خلل نہ ہوگا،لیکن آئندہ اس رافضی سے کہہ دیں کہ یا تو وہ اپنے مذہب سے توبہ کرے،ورنہ مسلمانوں کے جماعت میں نہ آیا کرے،اور اس کو قبرستان میں دفن نہ کریں۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل نماز:ج2:ص 67)

شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا:

شیعہ کے پیچھے سنی کی نماز نہیں ہوتی،چونکہ ان کے بعض عقائد ایسے ہیں جو موجبِ کفر ہیں،لہذا اس صورت میں نماز کا صحیح نہ ہونا امرِ یقینی ہے،اور اگر شیعہ غالی نہ ہو تب بھی احتیاط لازم ہے کہ عقیدہ امرِ مخفی ہے اور سبِ شیخینؓ سے جو عندالبعض کفر ہے اور قذفِ عائشہ صدیقہؓ سے جو بالاتفاق کفر ہے کوئی شیعہ خالی نہیں ہوتا۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل امامت:ج2:ص 57)

شیعہ کے گھر کا گوشت کھانا:

شیعہ،مرزائی اور دوسرے کفار کے گھر سے پانی لے کر وضو کرنا جائز ہے،نماز ہو جائے گی،لیکن ان کے گھر کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔گوشت کے سوا دوسری چیز جائز ہے۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل وضو:ج1:ص 25)

شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا:

شیعہ امام کی اقتداء درست نہیں ہے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص126)

شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنا:

جو شیعہ غالی ہیں کہ ان کی تکفیر کی گئی ہے،اُن کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی چاہئے جیسا تبرّا کو ہیں کہ اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص89)

شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنا اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا:

روافض واہل تشیع میں مختلف العقائد فرقے ہیں۔بعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کو خلیفۂ اوّل ہونے کے مستحق سمجھتے ہیں،مگر باقی صحابہ کرامؓ پر تبرّا نہیں کرتے،یہ فاسق اور مبتدع ہیں،اسلام سے خارج نہیں ہیں،ان کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں اور ان کو مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے۔بعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کو معبود سمجھتے ہیں (معاذاللّٰہ)۔بعض وہ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی،حضرت علیؓ کو پہنچانے کے بجائے حضرت محمد ﷺ کو پہنچادی،گویا ان کے نزدیک نبی ورسول بننے کا اصل حقدار(معاذاللّٰہ)حضرت علیؓ تھے۔بعض وہ ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت رکھتے ہیں،اور بعض ایسے بھی ہیں جو حضرات صحابہ کرامؓ کو مسلمان ہی نہیں مانتے،کافر ومرتد قرار دیتے ہیں(معاذاللّٰہ)۔ان فرقوں کی نماز جنازہ درست نہیں ہے اور مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

ہر فرقہ کی تعیین مشکل ہے۔جو لوگ روافض وشیعہ کہلاتے ہیں ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی جائے،اسی میں احتیاط ہے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص89)

رافضی کے پیچھے نماز پڑھنا:

رافضی اگر غالی ہے کہ رفض اس کا حدِ کفر کو پہنچا ہوا ہے تو اس کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنے سے فرض کفایہ ادا نہ ہوگا، اور اس کی اقتداء بھی درست نہیں ہوگی۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص130)

شیعہ کو غسل وکفن دینا اور نماز جنازہ پڑھنا:

روافض میں سے کوئی مرجائے اور اُس پر کفر کا حکم جاری ہوسکتا تھا تو اس کی تجہیز وتکفین میں رعایت سنت کی نہ کریں اور نماز جنازہ بھی نہ پڑھے، ویسے ہی دفن کریں۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل میّت:ج 7:ص 155)

شیعہ کو غسل وکفن دینا اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا:

شیخینؓ کو سب وشتم کرنے والے کو بہت سے فقہاء کرامؒ نے کافر لکھا ہے۔اور جو روافض حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کے قائل ہیں یا سیدنا صدیق اکبرؓ کی صحابیت کے منکر ہیں یا سیدنا حضرت علیؓ کی اُلوہیت کے قائل ہیں، وہ باتفاق کافر ہیں۔

:در مختار شامی: میں ہے کہ ایسے روافض کی تجہیز وتکفین میں امداد کرنا اور ان کی جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں ہے،اور ان سے بالکل متارکت اور مقاطعت کی جائے،تا کہ ان کو تنبیہ ہو اور سنی ہو جائیں۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج 7:ص 155)

مرتد کو زکوۃ دینا:

جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کا اور نبوت کا اور آخرت کا منکر ہو وہ بھی کافر محارب: دشمنِ اسلام: ہی کی طرح ہے، اسے بھی زکوۃ میں سے دینا اس کی دین دشمنی میں تعاون کرنا ہے،اور جو شخص مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا وہ تو اسلام کی نظر میں زندگی ہی کا مستحق نہیں ہے،چہ جائے کہ اِس کی زکوۃ کی مد میں سے اِعانت کی جائے،اِس نے اِس قدر بڑا جرم کیا ہے اور اسلام اور مسلمانوں سے اس قدر عظیم خیانت کی ہے کہ وہ معاشرے میں زندہ رہنے کا حق کھو بیٹھا ہے۔ چنانچہ فرمان نبوت ﷺ ہے کہ: جو شخص (مسلمان) اپنا دین تبدیل کر دے اُسے قتل کرو۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج 5:ص 254)

مرتد کو غسل دینا:

مرتد (اسلام سے پھر جانے والا) اگر مر جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے،اور اگر اس کے مذہب والے اس کی نعش کو مانگیں تو ان کو نعش نہ دی جائے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج 7:ص 39)

زندیق کے احکام:

جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی متواتر عقائد کے خلاف قرآن وسنت کی تاویلیں کرتا ہو، ایسا شخص: زندیق: کہلاتا ہے۔ اور زندیق، مرتد کے حکم میں ہے، بلکہ ایک اعتبار سے: زندیق: مرتد سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ اگر مرتد توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق لائقِ قبول ہے، لیکن زندیق کی توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل میّت: ج 7: ص 90)

غیر مسلم کا مسلمان بچے کو غسل دینا:

سوال: ہمارے یہاں پر زچگی (وضع حمل) ہسپتالوں میں ہوتی ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے تو اس مردہ بچہ کو ہسپتال میں نرس تیار (غسل وکفن) کر دیتی ہے، اور اس کو براہ راست قبرستان میں دفنایا جاتا ہے، گھر پر اسے غسل نہیں دیا جاتا۔ کیا حکم ہے؟

جواب: غیر مسلم کے ہاتھوں سے دیا گیا غسل، غسل کے حکم میں تو آتا ہے، اس لئے کہ غسل دینے والے کا مکلف ہونا شرط نہیں ہے۔ مگر اس میں دو خرابیاں ہیں۔

1.....غیر مسلم کے ہاتھوں دیا گیا غسل، سنت کے مطابق نہیں ہے۔

2.....مسلم کی تجہیز وتکفین وتدفین، مسلمانوں پر لازم ہے، اس کی ذمہ داری ان پر رہ جاتی ہے۔ لہذا مسلمانوں کے ہاتھوں مسنون طریقے کے مطابق غسل دیا جانا ضروری ہے، چاہے وہ ہسپتال میں ہو یا گھر میں۔

(مسائل رفعت قاسمی: مسائل غسل: ج 1: ص 98)

عرصہ کے بعد امام کے کافر ہونے کا علم ہو جائے تو سابقہ نمازوں کا حکم:

سوال: ایک شخص عرصہ دراز تک امامت کرتا رہا۔ اب قرائن سے پتہ چلا کہ وہ کافر ہے، مگر خود وہ شخص کافر ہونے کا اقرار نہیں کرتا، بلکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ مگر لوگوں کو اس کے قول کا اعتماد نہیں، بلکہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نفاق کی وجہ سے اپنے کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔ تو کیا جتنی نمازیں اس کی اقتداء میں پڑھی گئیں ہیں اُن کا اعادہ واجب ہے؟

جواب: اگر شواہد وقرائن سے اس کے کفر کا ظنِ غالب ہو جائے تو اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ

فرض ہے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل امامت:ج2:ص 81)

زکوۃ کے ڈر سے مسلم کو غیر مسلم لکھوانا کیسا ہے:

سوال: ایک صاحب نے ایک عورت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوادیں تو (سرکاری طور پر) زکوۃ نہیں کٹے گی۔کیا ایسا کرنے سے ایمان پر اثر پڑے گا؟

جواب: کسی شخص کا اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوانا کفر ہے۔زکوۃ سے بچنے کیلئے ایسا کرنا ڈبل کفر ہے،اور کسی کو کفر کا مشورہ دینا بھی کفر ہے۔

پس جس شخص نے غیر مسلم لکھوانے کا مشورہ دیا،اس کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے۔اور اگر بیوہ عورت نے اس کے کفریہ مشورہ پر عمل کرلیا ہو،تو اس کو بھی ازسرِ نو ایمان کی تجدید کرنی چاہئے۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج5:ص70)

غیر مسلم فقیروں کو زکوۃ دینا کیسا ہے:

سوال: زکوۃ کا کافروں کو دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: زکوۃ کی تعریف:درمختار:میں یہ کی ہے کہ:تمليک جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير:اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوۃ شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ اپنے مال کا ایک حصہ معینہ جو کہ شارع علیہ السلام نے معین فرمایا ہے مثلاً چالیسواں حصہ مسلمان محتاج کو دیا جائے۔

پس معلوم ہوا کہ زکوۃ کے ادا کیلئے یہ شرط لازمی ہے کہ مسلمانوں کو ہی دی جائے،کیونکہ جو کہ مصرفِ زکوۃ ہو اور آیت کریمہ:انّماالصّدقات ،الخ: آیت میں فقراء ومساکین سے باجماعِ اُمت،مسلمان مراد ہیں۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج5:ص253)

غیر پابندِ شرع کو مسجد کا متولّی بنانا:

سوال: فاسق اور غیر پابندِ شروع کو مسجد کا متولّی بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد شعائرِ اسلامی میں سے ہے،جو آدمی اسلامی شعائر کا محافظ،شریعت کا پابند ہو،جس کا دل اللہ تعالیٰ جل شانہ کے خوف اور محبت نے گھر لیا ہو،وہی اس کا محافظ اور متولّی بن سکتا ہے۔جو شعائرِ اسلام کا محافظ نہ ہو،

شریعت کا پابند نہ ہو، نماز با جماعت کا پابند نہ ہو، فاسق ہو، یعنی گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو یا گناہ صغیرہ پر مصر ہو، شراب پینے کا عادی ہو، سود خور ہو، وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے گھر کا متولی نہیں بن سکتا۔ فاسق اور بے دین کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے گھر کا محافظ بنانے میں مسجد، شعارِ دین، امام اور مؤذن کی نیز نمازیوں کی بھی توہین وتحقیر لازم آتی ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہیں: انّما یعمر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ واتی الزکوۃ ولم یخش الّا اللّٰہ: بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہ کے گھر کو آباد کرنے کا کام اُن پاک لوگوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے، نماز کی پابندی کرے، زکوۃ ادا کرے، اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت گاہ کی تولیت کا حق متقی مسلمانوں کو پہنچتا ہے اور وہی اسے آباد رکھنے والے ہیں۔

یہاں سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ فاسق و فاجر آدمی مسجد کا متولی نہیں ہوسکتا، کیونکہ دونوں (اللہ تعالیٰ جل شانہ کے گھر اور فاسق و فاجر) میں کوئی مناسبت باقی نہیں رہتی، بلکہ متضاد باتیں جمع ہوجاتی ہے ہیں (وہ یہ کہ مسجد خدا پرستی کا مقام ہے اور فاسق و فاجر متولی خدا پرستی سے خالی ہے)۔

:فتاوی ابن تیمیہ: میں ہے کہ نیک، دیندار، پرہیز گار، متولی ملنے کے باوجود فاسق (غیر پابندِ شرع) کو متولی بنانا درست نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی کسی اہم کام کی ذمہ داری کسی ایسے شخص کے حوالہ کرے جبکہ جماعت میں ایسا آدمی موجود ہو جو اُس سے زیادہ خدا کی رضامندی چاہنے والا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے احکام کی زیادہ پابندی کرنے والا ہو تو منتخب کرنے والے نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خیانت کی اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی اور تمام مسلمانوں کی خیانت کی۔

:در مختار شامی: وغیرہ میں ہے کہ جب متولی میں شرعی اَعذار اور قباحتیں پیدا ہو جائیں تو اسے عہدہ سے برطرف کر دیا جائے جیسے غیر مامون ہو، عاجز ہو، فاسق و فاجر ہو یا اس کو شراب نوشی کی عادت ہوگئی ہو تو اسے تولیت سے ہٹا دینا ضروری ہے۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل مساجد: ج 6: ص 205: 206)

غیر مسلم کے جنازہ اور مذہبی رسومات میں شرکت:

سوال: ہمارے یہاں ایک غیر مسلم کے بچہ کا انتقال ہوگیا، ایک مسلمان اس کے جنازہ میں شریک ہوا، اور اس بچہ کی میت اپنے ہاتھوں میں لے کر چلا۔تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جـــــواب: کسی مصلحت یا ضرورت سے غیر مسلموں سے ملنا جلنا، ان کے دُکھ دَرد میں شریک ہونا اور انسانیت کے ناطے ان کا تعاون کرنا خاص کر جبکہ پڑوسی ہوں، تو شرعاً جائز ہے، نیت اچھی اور اصلاح کی ہونی چاہئے، مداہنت کی صورت نہ ہو۔البتہ ان کے مذہبی معاملات اور مذہبی رسومات میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

لہذا اگر کوئی غیر مسلم بیمار ہوگیا یا اس کے یہاں کسی کا انتقال ہوگیا تو اس کی عیادت اور تعزیت کرنا تو جائز ہے، مگر.....میت اور جنازہ لے کر چلنا اور ان کے دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا جائز نہیں۔

صورتِ مسئولہ میں اس شخص نے مروّت یا لحاظ میں شرکت کی ہوگی۔لہذا وہ شخص اپنے اس فعل (میت اُٹھا کر لے جانے) پر صدقِ دل سے توبہ کرے اور لوگوں کے سامنے اپنی توبہ کا اظہار کرے اور آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص111)

کافر میت کو غسل دینا اور اس کا نماز جنازہ پڑھنا:

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو، اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دے دی جائے۔اور اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا وہ لینا قبول نہ کرے تو بوجہ مجبوری وہ مسلمان، اس کافر رشتہ دار کو غسل دے، مگر مسنون طریقے سے نہیں۔یعنی اس کو وضو نہ کرائے، نہ سر صاف کیا جائے اور نہ کافور وغیرہ اس کے بدن پر مَلا جائے اور نہ نماز جنازہ پڑھی جائے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل غسل:ج1:ص96)

کافر میت کو غسل دینا:

اگر مردہ کافر ہے اور مسلمان ولی کے سوا کوئی اس کا ولی نہیں ہے تو مسلمان ولی اس میت پر پانی بہادے، یعنی اس غسل میں کوئی مسنون اہتمام نہ ہو۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل غسل:ج1:ص96)

کفار کے ذبیحہ کا حکم:

غیر کتابی کے ذبیحہ کی حرمت پر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مجوسیوں اور عرب کے تمام مشرکوں اور تمام بت

پرستوں اور غیر کتابی کافر کا ذبح کیا ہوا حرام ہے۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل عیدین وقربانی: ج4:ص132)

زکوۃ کا کام غیر مسلم کے سپرد کرنا:

زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کے سپرد کرنا جائز نہیں۔اس میں مسلمانوں کی توہین لازم آتی ہے،اور ایک غیر مسلم کی سرداری مسلمانوں پر ہوگی،اور زکوۃ کی رقم کا غلط استعمال ہوگا،اور زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا نہ ہوگی،اور اس کے ذمہ دار،انجمن کے منتظمین ہوں گے(یعنی جو شخص بھی یہ زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کو دے گا،وہ ہی ذمہ دار ہوگا)۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج5:ص190)

زکوۃ کا کام فاسق یا غیر مسلم کے سپرد کرنا:

کسی کافر یا فاسق یا مسائلِ زکوۃ سے ناواقف شخص کو اس کام پر مأمور نہ کیا جائے (یعنی زکوۃ کی تقسیم نہ کرائی جائے)۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج5:ص190)

غیر مسلم کو زکوۃ دینا:

ہندو(غیر مسلم)فقیر محتاج کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے واسطے دینا درست ہے،لیکن زکوۃ کا روپیہ ہندو کو دینا درست نہیں۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج5:ص253)

غیر مسلم کا قرض زکوۃ کے رقم سے ادا کرنا:

ہندو مفلس کے ذمہ کسی غریب مسلمان کا قرضہ ہو تو یہ قرضہ زکوۃ کی رقم سے ادا نہیں کیا جائے گا۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج5:ص253)

غیر مسلم کو زکوۃ دینا:

زکوۃ کا مصرف مسلمان ہیں،کسی غیر مسلم کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔اگر حکومت،زکوۃ کی رقم غیر مسلمانوں کو دیتی ہے اور صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتی تو اہلِ زکوۃ کی زکوۃ ادا نہیں ہوئی۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل زکوۃ: ج5:ص254)

غیر مسلم کو زکوۃ دینا:

زکوۃ،مسلمان محتاج کو دینا ضروری ہے،غیر مسلمانوں کے مدرسہ میں دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج5:ص254)

غیر مسلم کوزکوۃ دینا:

اگر کسی شخص نے کسی شخص کو اپنے گمان کے مطابق مستحق اور مصرفِ زکوۃ سمجھ کرزکوۃ دے دی،بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کافر تھاتو زکوۃ ادانہیں ہوگی،دوبارہ دینی چاہئے،اس لئے کہ کافر زکوۃ کا مصرف نہیں ہے۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل زکوۃ:ج5:ص275)

غیر مسلم کوسلام کرنا:

غیر مسلم کو:السلام علیکم: نہ کہو۔کیونکہ سلام میں پہل کرنا درحقیقت اسلامی تہذیب کا بخشا ہوا ایک اعزاز ہے،جس کے مستحق وہی لوگ ہوسکتے ہیں جو اسلامی تہذیب کے پیروہوں اور مسلمان ہوں،اس اعزاز کا استحقاق اُن لوگوں کو حاصل نہیں ہوسکتا جو دین کے دشمن اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے باغی ہیں۔

اسی طرح اُن باغیوں اور دشمنوں کے ساتھ سلام اور اس جیسی دوسری چیزوں کے ذریعہ اُلفت ومحبت کے مراسم کو قائم کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ہاں اگر وہ لوگ سلام میں خود پہل کریں اور:السلام علیکم: کہے تو اس کے جواب میں صرف:هداك الله:کہا جائے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل آدابِ ملاقات:ج6:ص72)

غیر مسلم کوسلام کرنا:

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی ایسی جماعت کے پاس سے گزرے یا کسی مجلس میں پہنچے جس میں مسلمان بھی ہوں اور غیر مسلم بھی،اور مسلمان خواہ ایک ہی ہو یا کئی ہوں تو مسنون یہ ہے کہ مسلمانوں یا مسلمان کا قصد کرکے پوری جماعت کو سلام کرے۔نیز علماء نے لکھا ہے کہ اس صورت میں چاہے تو:السلام علیکم: کہے اور نیت یہ رکھے کہ اس سلام کے اصل مخاطب مسلمان ہیں،اور چاہے یوں کہے:السلام علیکم علیٰ من اتبع الهدیٰ:

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل آدابِ ملاقات:ج6:ص72)

غیر مسلم کوسلام کرنا:

اگر کسی مشرک وغیر مسلم کو خط لکھا جائے تو مسنون یہ ہے کہ:مکتوب الیہ: کو سلام لکھنے کے بجائے وہی الفاظ لکھے جو حضور اقدس ﷺ نے ہرقل(روم کے بادشاہ) کو لکھے تھے،یعنی:السلام علیٰ من اتبع الهدیٰ:

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل آدابِ ملاقات:ج6:ص72)

کافرکوغسل دیناوراس کاجنازہ پڑھنا:

اگرکسی مسلمان کاکوئی عزیز کافرہو،اوروہ مرجائےتواس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کودے دی جائے۔اور اگراس کاکوئی ہم مذہب نہ ہو،یاوہ لیناقبول نہ کرےتوبوجہ مجبوری وہ مسلمان،اس کافررشتہ دارکوغسل دے،مگرمسنون طریقے سےنہیں۔یعنی اس کووضو نہ کرائے،نہ سرصاف کیاجائے اورنہ کافوروغیرہ اس کے بدن پرملاجائے اورنہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص38)

کافرکوغسل دینا:

شریعت کاحکم یہ ہے کہ مردیاعورت اپنے قریب رشتہ داروالدین وغیرہ کوجوکفرپرمرے،بطریقِ سنت تجہیز وتکفین نہ کرے بلکہ ناپاک کپڑے کی طرح دھوکراورکپڑے میں لپیٹ کرگڑھے میں ڈال دے۔اگروہ مرنے والااپنے مذہب کےمطابق عمل کرنے کی وصیت کرےتووصیت پرعمل نہ کرے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص55)

کافرمیت کوغسل دینا:

اگرمردہ کافرہےاورمسلمان ولی کےسواکوئی اس کاولی نہیں ہےتومسلمان ولی اس میت پرپانی بہادے،یعنی اس غسل میں کوئی مسنون اہتمام نہ ہو۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص38)

غیرمسلم کومسلمان میت کاچہرہ دکھانا:

غیرمسلموں کومؤمن مردکاچہرہ نمازسےقبل دکھاناجائزہے،لیکن اگرزیادہ شرکااندیشہ نہ ہوتوانکارکردیاجائے، یہی احوط ہے۔چونکہ وہ وقت...نزولِ رحمت کاہے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص71)

کافرکانمازجنازہ پڑھنا:

کافرکےجنازہ کی نمازنہ پڑھی جائےگی۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج7:ص87)

غیر مسلم کیلئے ایصالِ ثواب کرنا اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا:

کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ان کے دفن میں شرکت کرنا،ان کیلئے دعا واستغفار کرنا حرام ہے۔مسلمانوں کو ان سے مکمل قطع تعلق کرنا چاہئے۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل میّت: ج 7:ص 91)

غیر مسلم،مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا:

غیر مسلم،مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔اگر کسی غیر مسلم نے مسلمان کا جنازہ پڑھایا ہوتو دوبارہ جنازہ پڑھنا فرض ہے۔اور اگر بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا ہوتو تمام مسلمان گنہگار ہوں گے۔

(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج 7:ص 130)

کافر کا جنازہ پڑھانا:

کافر اور مرتد کا نماز جنازہ پڑھانا صحیح نہیں ہے۔(مسائل رفعت قاسمی: مسائل میّت: ج 7:ص 132)

مسلمانوں کو کفار کے قبرستان میں دفن کرنا:

مسلمان میت کو ایسے قبرستان میں جہاں ہندو (غیر مسلم) سکھ،عیسائی بھی مدفون ہوں،دفن کرنا اچھا نہیں ہے، یعنی مکروہ ہے جبکہ دوسری جگہ علیحدہ دفن کرنے کی مل سکے۔اور اگر مجبوری ہو کہ قبرستان اس کے علاوہ جو کہ مخلوط ہے اور کوئی جگہ دفن کرنے کی نہیں اور خالص مسلمانوں کا قبرستان نہیں ہے تو بہ مجبوری اسی قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔اور نماز جنازہ پڑھنا بھی وہاں مکروہ ہے،لیکن اگر وہاں کوئی جگہ صاف ہو کہ جہاں قبور کے نشان نہ ہوں اور آگے قبلہ کی جانب کوئی قبر نہ ہو تو نماز جنازہ وغیرہ وہاں درست ہے۔(مسائل رفعت قاسمی:مسائل میّت:ج 7:ص 154)

بدعتی کی امامت:

سوال: کیا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟اور کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہے؟

جواب: آج کل کے فرقہ مبتدعہ کے عقائد حدِ شرک تک پہنچے ہوئے ہیں۔اس لئے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔البتہ اگر کوئی بدعتی،شرکیہ عقائد نہ رکھتا ہو بلکہ موحد ہو،صرف تیجہ،چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہو،تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

کوئی صحیح العقیدہ امام مل جائے تو بدعتی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے، ورنہ اسی کے پیچھے پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے۔ بدعتی کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز اگر چہ مکروہ تحریمی ہے، مگر واجب الاعادہ نہیں۔

نوٹ: یہ ایسے بدعتی کا حکم ہے جو مشرک نہ ہو۔ شرکیہ عقائد رکھنے والے کا حکم یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل امامت: ج2: ص 61)

بدعتی کی امامت:

بدعتی کی امامت مکروہ ہے، لیکن بدعت کفر تک نہ پہنچی ہو۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل امامت: ج2: ص 87)

جو دین کا پابند نہ ہو اس کی بات کا اعتبار نہیں:

جو آدمی دین کا پابند نہیں، برابر گناہ کرتا رہتا ہے، مثلاً نماز نہیں پڑھتا یا روزے نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے، شریعت کی پابندی نہیں کرتا۔ تو شرع میں اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں، چاہے جتنی قسمیں کھا کھا کر بیان کرے، بلکہ ایسے اگر دو تین آدمی ہوں تو اُن کا بھی اعتبار نہیں۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل روزہ: ج4: ص 31)

فاسق کی امامت:

فاسق کا امام بننا مکروہ ہے۔ (مسائل رفعت قاسمی: مسائل امامت: ج2: ص 87)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کا فتوی

سنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح:

سوال: ایک سنی خاندان کے حنفی العقیدہ لڑکے کا نکاح شیعہ لڑکی سے جائز ہے؟ جبکہ لڑکے کے تمام افرادِ خاندان سنی اور لڑکی کے تمام خاندان والے شیعہ ہیں۔ لڑکا اور لڑکی دونوں راضی ہیں۔ لڑکا اپنا عقیدہ چھوڑنا نہیں چاہتا اور لڑکی شیعہ عقیدے پر رہنا چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں عقد جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شیعوں کے مختلف فرقے ہیں۔ ان کے بعض فرقوں میں کسی سنی مرد یا عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوسکتا۔ بعض فرقوں میں نکاح منعقد ہوسکتا ہے، لیکن ایسا نکاح سنی مسلمان اور اُس کی اولاد کے لئے دینی اعتبار سے سخت خطرناک ہے، حتی الامکان ایسے نکاح سے پورا اجتناب کریں۔ اگر سخت مجبوری کی صورت بالفرض پیش آئے تو شیعہ لڑکی کے عقائد حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ حضرت علیؓ کے بارے میں تحریر کر کے مسئلہ دوبارہ پوچھ لیا جائے۔

اگر وہ رافضی عقائدِ کفریہ رکھتا ہے جیسے قرآن کریم میں کمی بیشی کا قائل ہونا حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانا یا حضرت علیؓ کو خدا ماننا یا یہ اعتقاد رکھنا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام غلطی سے حضور اکرم ﷺ پر وحی لے آئے، تب تو کافر ہے، اور اس کا نکاح سنیہ سے صحیح نہیں۔ محض تبرائی کے کفر میں اختلاف ہے، علامہ شامیؒ نے عدمِ کفر کو ترجیح دی ہے، مگر اس کے بدعتی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

وفی ردالمحتار: لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃؓ او انکر صحبۃ الصدیقؓ او اعتقد الالوھیۃ فی علیؓ او ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی او نحو ذٰلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن: (فتاوی دار العلوم کراچی: ج3: ص206)

شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے آپس میں نکاح:

سوال: کیا شیعہ لڑکے کا نکاح سنی لڑکی سے یا سنی مرد کا شیعہ لڑکی سے جائز ہے؟

جواب: کسی سنی مرد یا عورت کا نکاح شیعہ عورت یا مرد سے نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان کے عقائد اور فرقے مختلف ہیں، اور یہ جاننا کہ کون شیعہ کون سے فرقے اور عقیدے کا ہے، بہت مشکل ہے۔ اور صحت وعدمِ صحتِ نکاح کا فیصلہ یہ جانے بغیر نہیں ہوسکتا، البتہ شیعہ خواہ کسی فرقے کا ہو وہ مسلمان لڑکی کا کفو نہیں ہے۔

:نقل فی البزازیة عن الخلاصة:ان الرافضی اذاکان یسب الشیخینؓ ویلعنهما فهو کافر:وان کان یفضل علیاًفهو مبتدع:وفی ردالمحتار:لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشةؓ اوانکرصحبة الصدیقؓ اواعتقدالالوهیة فی علیؓ اوان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی اونحو ذٰلک من الکفرالصریح المخالف للقرآن:

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج3:ص206)

شیعہ سنی کا کفو نہیں:

سوال: ہم صرف دو بھائی ہیں، میں سنی ہوں، میرا بڑا بھائی شیعہ ہے، بچے بچیاں دونوں کے اپنے والدین کے عقائد پر عمل پیرا ہیں۔ اگر ہم دونوں بھائی آپس میں رشتہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں؟

جواب: سنی اور شیعہ ایک دوسرے کے کفو نہیں، ان کا آپس میں نکاح نہ کیا جائے۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج3:ص207)

شیعہ سے نکاح کرنے ان کا جنازہ پڑھنے پڑھانے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا حکم:

سوال: شیعہ مرد سے سنی عورت کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس کے برعکس؟

جواب: شیعہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو ایسا عقیدہ رکھتے ہوں جو قرآن کریم کی صریح آیات یا تواتر کے خلاف ہو، مثلاً: حضرت علیؓ کو معبود مانتے ہوں یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جو تہمت لگائی گئی تھی اُسے سچا جانتے ہوں یا حضرت ابوبکرؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرتے ہوں یا قرآن شریف کو تحریف شدہ یا غیر معتبر مانتے ہوں، ایسے لوگ بالاتفاق

کافر ہیں، اُن کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا یا ان کیلئے دعائے مغفرت کرنا کسی سنی مسلمان کو جائز نہیں، اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کسی شیعہ سے کسی سنی لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا، نہ ایسا عقیدہ رکھنے والی شیعہ لڑکی سے مسلمان مرد کا نکاح ہوسکتا ہے۔

دوسری قسم اُن کی ہے جو ایسا عقیدہ تو نہیں رکھتے مگر خلفائے ثلاثہؓ پر تبرا کرتے ہیں، اُن کے کافر ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، اور راجح یہی ہے کہ کافر نہیں، اگرچہ شدید قسم کے فاسق ہیں، اُن کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے احتیاط کرنی چاہئے اور مناکحت سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے۔

:نقل فی البزازیة عن الخلاصة:ان الرافضی اذاکان یسب الشیخینؓ ویلعنهما فهو کافر:وان کان یفضل علیاًفهو مبتدع:وفی ردالمحتار:لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشةؓ اوانکرصحبة الصدیقؓ اواعتقدالالوهیة فی علیؓ اوان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی اونحو ذٰلک من الکفرالصریح المخالف للقرآن:

تیسری قسم وہ لوگ ہیں جو مذکورہ بالا خرابیوں میں تو مبتلا نہیں، مگر حضرت علیؓ کو خلفائے ثلاثہؓ سے افضل مانتے ہیں، ان کے کافر نہ ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے، مگر یہ اہل بدعت ہیں، دوستانہ روابط اُن سے بھی رکھنا مناسب نہیں۔ ان پر نماز جنازہ سنی مسلمان پڑھے تو جائز ہے، سنی مرد وعورت کا نکاح ان سے ہوسکتا ہے، مگر یاد رہے کہ یہ قسم بھی سنی لڑکی کے کفو نہیں اور عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر ان سے نکاح نہیں کرسکتی۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج3:ص 207)

اگر سنی لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے سے ہوجائے تو فسخ کراسکتی ہے:

سوال: ایک شخص نے لاعلمی کی حالت میں اپنی لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے کردیا ہے جو عقیدۃً شیعہ ہے اور کلیۃً مذہب شیعہ کو حق سمجھتا ہے۔ اب کیا وہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح بغیر طلاق لئے ہوئے کسی دوسرے شخص سے کرسکتا ہے؟

جواب: اگر یہ شیعہ کسی ایسی بات کا عقیدہ رکھتا ہے جو صراحۃً قرآن کریم اور قطعیاتِ اسلام کے خلاف ہو، مثلاً: یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ (معاذاللہ) حضرت عائشہؓ پر جو تہمت لگائی تھی وہ صحیح ہے یا مثلاً تحریف قرآن کا قائل ہو یا حضرت علیؓ کو خدا سمجھتا ہو یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی یا حضرت ابوبکرؓ کے صحابی ہونے کا منکر ہو، الغرض اگر اس کا کوئی بھی عقیدہ قطعیات اور ضروریاتِ دین کے خلاف ہے تو اس سے سنی لڑکی کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، نہ اس کی طلاق کی ضرورت ہے، نہ خلع یا فسخ کی۔ اب اس لڑکی کا نکاح کسی سنی مرد سے کرسکتے ہیں۔ اور اگر اب ایسا عقیدہ نہیں رکھتا جو قرآن یا قطعیاتِ اسلام کے صراحۃً خلاف ہو تو اس صورت میں نکاح تو منعقد

ہوگیا، لیکن عورت کو اور اس کے اولیاء کو اختیار حاصل ہے کہ بذریعہ عدالت وہ اس نکاح کو فسخ کرادیں، اور بہتر صورت یہ ہے کہ اس شوہر سے طلاق حاصل کرلی جائے۔

اور فسخِ نکاح کا اختیار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی شیعہ خواہ اس کے عقائد، صریح طور پر قطعیاتِ اسلام کے منافی نہ ہوں، کسی سنی لڑکی کا کفو نہیں، اور فقہائے کرامؒ نے صراحت کی ہے کہ اگر کوئی غیر کفو کا آدمی عورت یا اس کے اولیاء کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو اس کا کفو ظاہر کرے اور بعد میں اس کے خلاف نکلے تو بعض فقہاء کرامؒ کے نزدیک تو اس صورت میں بھی نکاح بالکل منعقد نہیں ہوتا، لیکن علامہ شامیؒ نے فتویٰ یہ لکھا ہے کہ اس صورت میں نکاح تو منعقد ہوگیا لیکن عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ بذریعہ عدالت اپنا نکاح فسخ کرالے۔ (فتاوی دارالعلوم کراچی: ج 3: ص 208)

شیعہ عورت سے نکاح:

سوال: میرا نکاح آج سے تقریباً چودہ، پندرہ سال قبل ایک عورت سے ہوا، اس عورت نے کہا کہ میں لکھنؤ کی رہنے والی ہوں، میرے والدین نے میرا نکاح ایک شخص سے کیا تھا، پھر ناچاقی ہوئی اور میں گھر بیٹھ گئی، اور اسی شوہر سے حاملہ ہوئی، ایک شخص اس کے گھر آتا جاتا تھا، اس کا اثر ورسوخ کافی تھا، اس کی کوششوں سے عدالت سے طلاق لے لی، پھر وہ شخص کراچی لے آیا اور اس کے کہنے کے مطابق اس نے نکاح نہیں کیا تھا بلکہ متعہ کیا تھا، خاوندِ اوّل شیعہ تھا اور اس کی والدہ بھی شیعہ تھی اور والد سنی تھے، جو اس کے کہنے کے مطابق شیعہ ہوا تھا، لیکن بعد کے حالات نے بتایا کہ وہ بھی سنی تھا اور جس خاوند سے متعہ کیا تھا وہ بھی سنی تھا، پھر دوسرے شوہر کو چھوڑ کر مجھے پسند کیا، اور معاملہ اتنا بڑھا کہ ہم نے نکاح بہتر جانا، نکاح سے پہلے ایک دوسرے کے عقائد معلوم کرنا چاہے، لیکن اچانک یہ طے ہوا کہ پہلے نکاح کرلیں، میرا نکاح اہل سنت طریقے پر ہوا۔

اس کے بعد ہم نے کہا کہ فرقہ پرستی چھوڑ کر سوچیں کہ درست کون سا راستہ ہے؟ چنانچہ آہستہ آہستہ وہ میرے عقائد کی قائل ہونے لگی اور بہت سی باتیں بھی چھوڑ دیں، لیکن پھر اچانک وہ اپنے عقائد پر قائم رہ کر مجھے بھی مذہب بدلنے پر زور دینے لگی، اس سے میری ایک لڑکی اور ایک لڑکا بھی ہوگئے، بچوں کو بھی اپنے طریقے پر چلانے لگی، لڑکی جب بالغ ہوئی تو ایک اور سنی لڑکے کو پھنسا کر اُس کو اپنے والدین سے متنفر کیا اور اس کے ساتھ میری لڑکی سے نکاح کرنے پر راضی ہوگئی، میں احتجاج کرتا رہا لیکن بے سود رہا، اسی دوران اس نے قرآن مجید ہاتھ پر رکھ کر قسم کھائی کہ میں نے پہلے شوہر سے طلاق نہیں لی تھی۔

اب عرض یہ ہے کہ آیا قسم کھانے کے بعد بھی میرا نکاح قائم رہا یا نہیں؟ نیز وہ صحابہ کرامؓ کی سخت توہین کرتی ہے اور قرآن چالیس پارے مانتی ہے اور کہتی ہے کہ دس پارے غبن ہیں جو حضرت علیؓ کے شان میں تھے، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں بھی غلط خیالات رکھتی ہے۔ اس عورت کو قسم کھائے ہوئے دو مہینے ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں بھی وہ کئی بار لوگوں سے کہہ چکی ہے کہ میں اس کی بیوی نہیں، بہن ہوں، اور بار بار کہا اور کہی لوگوں کے سامنے اس کی ماں نے بھی کہا ہے کہ وہ دونوں میاں بیوی نہیں بلکہ بہن بھائی ہیں۔ کیا اس صورت میں نکاح باقی ہے؟

جواب: سوال میں جو عقائد اس عورت کے بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے یہ عقیدہ کہ قرآن حکیم میں تحریف ہوئی ہے اور دس پارے ضائع کر دیئے گئے ہیں، کافرانہ عقیدہ ہے، کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت کا انکار ہے: انّا نحن نزّلنا الذّکر وانّا له لحٰفظون:

اسی طرح اگر یہ عورت حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت کو صحیح سمجھتی ہے تو یہ صحیح سمجھنا بھی کافرانہ عقیدہ ہے، کیونکہ یہ اُن تمام آیاتِ قرآنیہ کا انکار ہے جن میں اس تہمت کے غلط اور باطل ہونے کی صراحت کی گئی ہے۔

لہٰذا جب آپ نے اس سے نکاح کیا، اگر اُس وقت بھی اس کے یہی عقائد تھے تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، کیونکہ سوائے کتابیہ کے کسی کافر عورت سے مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا: منهما ان لاتكون المرأة مشركة اذا كان الرجل مسلماً فلايجوز للمسلم ان ينكح المشركة لقوله تعالىٰ: ولاتنكحو المشركت حتّٰى يؤمن:

چنانچہ اب تک جو آپ کا اس سے تعلق رہا، وہ سب حرام اور گناہ تھا، جس سے بلا تاخیر توبہ و استغفار کریں ورنہ سخت وبال ہوگا۔ اور اگر آپ سے نکاح کے وقت اس کے عقائد کافرانہ عقائد نہیں تھے، بعد میں یہ عقائد اس نے اختیار کئے تو اُس وقت تو نکاح منعقد ہو گیا، مگر جب اس نے ان کافرانہ عقائد کو اپنایا اُس وقت سے آپ کا اس سے نکاح ختم ہو چکا ہے: فى الهداية: اذاارتدا حدالزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغيرطلاق: اور نکاح ختم ہو جانے کے بعد جو آپ کا اِس سے تعلق رہا وہ شرعاً حرام اور گناہ تھا، اس سے بھی توبہ و استغفار ضروری ہے۔

یہ سب تفصیل اُس صورت میں ہے کہ اس نے پہلے شوہر سے طلاق حاصل کر لی ہو، یا خلع کر لیا ہو، یا مسلمان عدالت نے شرعی بنیاد پر شرعی طریقے سے اس پہلے شوہر اور اس عورت کے درمیان تفریق کر دی ہو، یا اس شوہر کا انتقال ہو چکا ہو اور آپ سے نکاح عدتِ وفات گزرنے کے بعد کیا ہو۔ اگر مذکورہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت پیش نہیں آئی تو یہ عورت اب تک اس پہلے شوہر کے نکاح میں ہے، لہٰذا آپ سے اس کا نکاح کسی حال صحیح نہیں ہوا، خواہ اس عورت کے

عقائد کافرانہ ہوں یا نہ ہوں۔

خلاصہ یہ کہ..... عورت اب آپ کے نکاح میں نہیں ہے اور جب تک وہ اپنے ان کافرانہ عقائد سے توبہ کر کے تجدیدِ ایمان نہ کرے اور شوہرِ اوّل سے اس کا نکاح ختم ہو جانا تحقیق سے ثابت نہ ہو جائے اس سے آپ کیلئے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج3:ص209)

شیعہ لڑکا اگر سنی ہونے کا اِرادہ کرے تو اس سے نکاح کرنا:

سوال: زید سنی مسلمان ہے، اس کی ایک لڑکی جوان ہو چکی ہے، اس کی وہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ایک لڑکا جس کا تعلق اثنا عشری شیعہ عقائد کا ہے، وہ کہتا ہے کہ میری شادی اس سے کر دو اور وہ وعدہ کرتا ہے کہ میں نکاح سے پہلے اپنا عقیدہ چھوڑ کر سنی بن جاؤں گا، اور کئی آدمیوں کے سامنے اس نے یہ وعدہ کیا ہے۔اس صورت میں سنی لڑکی کی شادی اُس سے کر دی جائے تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب: اگر مذکورہ لڑکا تقیہ سے کام نہ لے بلکہ حقیقۃً سچے دل سے اپنے اس شیعہ مذہب سے توبہ کر کے تجدیدِ ایمان کر لے تو اُس کی توبہ قبول ہے، اُس پر اعتماد کر کے سنی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ لڑکی اور اُس کے اولیاء اس لڑکے سے نکاح کرنے پر راضی ہوں۔

نوٹ:

جواب صحیح ہے لیکن شیعہ خاندان کا لڑکا سنی لڑکی کا کفو نہیں۔لڑکا اگر سنی بھی ہو جائے تو اس کا خاندان جو شیعہ ہے اُس کے غلط اثرات لڑکی پر پڑنے کا شدید اندیشہ ہے۔لڑکی کی شدید مجبوری کے بغیر باپ کو جائز نہیں کہ ایسے خاندان میں اپنی لڑکی کا نکاح کرے، تاہم نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائے گا۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج3:ص 211)

نکاح مؤقت حرام و باطل ہے:

سوال: زید کہتا ہے کہ میں بصرہ سے کوفہ جانے والا تھا، اسی اثنا میں ایک اجنبیہ عورت میرے ساتھ ہو گئی اور کہنے لگی کہ میں بھی کوفہ جانے والی ہوں مجھے بھی ساتھ لے چلو، اس لئے زید مجبور ہو کر اور ناجائز حرکت سے بچنے کیلئے اس اجنبیہ کو کوفہ پہنچانے میں جس قدر دن لگے اتنے دن تک کیلئے بلا مہر اُس سے نکاح کر لیا اور اسے ہمراہ لے کر کوفہ آیا، کوفہ آنے کے بعد اُس عورت کے کسی ولی نے کاتب کو بلا کر ایک مغلظہ طلاق لکھوایا اور اس پر زید سے دستخط لے لیا، لیکن زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی زبان سے لفظِ طلاق کو استعمال نہیں کیا، اس لئے زید سابق نکاح کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔لہذا

مذکورہ نکاح اور طلاق کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں زید اور اجنبیہ کے مابین مدت مقرر کر کے جو نکاح ہوا ہے، وہ نکاحِ مؤقت ہے، جو شرعاً حرام و باطل ہے۔ اس لئے زید کا نہ نکاح صحیح ہوا اور نہ طلاق واقع ہوئی، البتہ تراضی طرفین بغیر حلالہ دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم کراچی :ج3:ص 197)

شیعہ اور اسماعیلی کی نماز جنازہ پڑھنا:

سوال: کسی اسماعیلی یا شیعہ کے مرنے کے بعد جبکہ معلوم ہو کہ وہ دِل سے مسلمان تھا۔ تو اُن لوگوں کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: صرف دِل سے مسلمان ہونا کافی نہیں، زبان سے اقرار بھی ضروری ہے۔ جس نے زبان سے اسلام کا اقرار نہیں کیا، اُس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص 318)

شیعہ کو سنی کی نماز جنازہ سے منع کرنا:

سوال: اگر کوئی شیعہ کسی سنی العقیدہ میت کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہے تو اُسے منع کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ شخص خلفائے ثلاثہؓ پر تبرّا پڑھتا ہو تو اُس کو منع کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ شخص کافر ہے، اور کافر کی دعائے مغفرت مسلمان کے حق میں مفید نہیں :قال اللّٰہ تعالیٰ:وماد عٰؤالکٰفرین الاّفی ضلٰل:

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص 321)

اسماعیلی کے لئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کرنا:

سوال: میرا ایک دوست اسماعیلی فرقے سے تعلق رکھتا تھا، وہ اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا، اُس کا انتقال ہوگیا ہے۔ کیا میں اُس کی قبر پر جا کر دعائے مغفرت کر سکتا ہوں؟

جواب: اُس کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں، ایصالِ ثواب بھی جائز نہیں، اور ثواب اُس کو پہنچ بھی نہیں سکتا، کیونکہ اسماعیلی فرقے سے تعلق رکھنے والے لوگ کافر ہیں اور کافر کیلئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب جائز نہیں۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ:استغفرلھم اولا تستغفرلھم ان تستغفرلھم سبعین مرّۃ فلن یّغفر اللّٰہ لھم،ذٰلک بانّھم کفروا باللّٰہ ورسولہ:وقال اللّٰہ تعالیٰ:ماکان للنّبیّ والّذین اٰمنوااان

یستغفروا للمشرکین:(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج2:ص 351)

شیعہ کے لئے دعائے مغفرت کرنا:

سوال: مولانا مودودی اور امین احسن اصلاحی نے ایک تارتعزیت کے انتقال کے موقع پر ایک شیعہ کی بیوی کو ارسال کر کے مغفرت کی درخواست ربّ العالمین کے حضور میں پیش کی ہے۔تار:نوائے وقت: میں چھپا ہے۔بندہ نے مولامودودی سے دریافت کیا۔جواب میں انہوں نے کہا کہ شیعہ کافرنہیں ہیں،اس واسطے مغفرت کی دعا کی،اور علماء اُن کے کافرنہ ہونے پر متفق ہیں۔

دوسری دلیل یہ دی کہ حکومت نے قانونِ شرعی کے سلسلے میں شیعہ علماء کو بھی شامل کیا تھا،اور اُن کی ترمیمات کو بھی آئینِ شرعی میں شامل کیا گیا تھا،لہذا یہ کافرنہیں ہیں۔حضور کا کیا خیال ہے؟

جواب: شیعوں کی تعزیت اور مرنے کے بعد اگر وہ اُن اہل تشیع میں سے ہوں جن کے کفر کا فتویٰ ہے تو ان کے لئے دعائے مغفرت جائزنہیں:قال اللّٰہ تعالیٰ:ماکان للنّبیّ والّذین اٰمنوا ان یّستغفروا للمشرکین: اور جن پر کفر کا فتویٰ نہیں ان کیلئے دعائے مغفرت کی گنجائش ہے،لیکن وہ بھی چونکہ مبتدع ہیں،اس لئے مشہور علمائے دِین کو اُن کے حق میں: علی الاعلان: ایسا کرنے سے پرہیز بہتر ہے۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج2:ص 351)

فرقہ آغاخانی کافر ہے اور کسی مسلمان کا ان سے نکاح جائزنہیں:

سوال: کیا آغاخانی خوجہ اہل تشیع میں شامل ہیں؟ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنا اور ان کو اپنی لڑکیاں دینا کہاں تک درست ہے؟

جواب: فرقہ آغاخانی کے بارے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ فرقہ بلاشبہ کافر ہے،کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح آغاخانی مرد یا عورت سے جائزنہیں،باطل ہے۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج1:ص 254)

میں مسلمان نہیں ہوں،شیعہ،قادیانی ہو چکا ہوں،وغیرہ کلمات کہنا:

سوال: ایک آدمی کو تراویح کیلئے بلایا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان نہیں ہوں،میں کلمہ نہیں پڑھتا،

میں نے روزے ہی نہیں رکھے، میں شیعہ ہو چکا ہوں، میں مرزائی ہو گیا ہوں، میں نے مذہب ہی چھوڑ دیا۔ کیا یہ آدمی اسلام سے خارج ہو گیا؟ اور کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی؟

جواب: یہ الفاظ بولنے والا سخت گنہگار ہے، اسے فوراً توبہ و استغفار کرنی چاہئے، یہ کام تو بہر حال اس کے ذمہ ضروری ہے۔ ویسے ان الفاظ کی بنا پر وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ معلوم ہونے پر موقوف ہے کہ اس نے یہ الفاظ بطورِ استفہامِ انکاری کے تو نہ کہے تھے؟ اگر استفہامِ انکاری کے طور پر کہے تھے تو دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوا اور اس کا نکاح بھی باقی ہے۔ البتہ ان الفاظ سے سخت گنہگار ہوا، جس کا کفارہ توبہ و استغفار ہے۔

اگر استفہامِ انکاری کے طور پر نہیں کہے تھے بلکہ ان الفاظ کے ذریعہ دینِ اسلام چھوڑنے کی خبر دی تھی تو وہ مرتد ہو گیا ہے، اس کی مسلمان بیوی بھی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، اسے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے، اگر اسلام قبول کر لے تو اس پر مرتد کی سزا جاری نہیں ہوگی مگر بیوی سے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا، اس نکاح کا مہر بھی الگ ہوگا جو پہلے نکاح کے مہر کے علاوہ ہوگا، اور اگر اسلام قبول نہ کرے تو اس کو بتا دیا جائے کہ مرتد کی سزا اسلام میں قتل ہے۔

(فتاوی دار العلوم کراچی: ج 1: ص 231)

داڑھی والے کو بکرا کہنے اور صحابہ کرامؓ کی توہین کرنے والوں سے تعلقات رکھنے ان کی شادی بیاہ میں شرکت کرنے اور اُن کو سنیوں کی مساجد میں آنے سے روکنے کا حکم:

سوال: مسمّٰی مظہر حسین شاہ نے صوفی محمد اور مولوی احسان الحق (جنہوں نے شرعی داڑھی رکھی ہوئی ہیں) کو دیکھ کر مسمّٰی مظہر حسین شاہ نے رُوبرو گواہان کہا کہ وہ دونوں بکرے ہیں جا رہے ہیں، حالانکہ ماسوائے ہم دونوں کے وہاں نہ تو بکری تھی اور نہ بکرا تھا۔ آج سے دو ماہ پیشتر مسمّٰی مظہر حسین شاہ ایک ایسے شخص کا عملی معاون و مددگار رہ چکا ہے جس نے اصحاب ثلاثہؓ کی شان میں توہین کی اور بروئے فتوی وہ علاقہ بدر کر چکا ہے۔ مسمّٰی مظہر حسین شاہ اپنے آپ کو شیعہ فرقہ سے منسلک بیان کرتا ہے، صحابہ کرامؓ کی بھی توہین کا ارتکاب کر چکا ہے۔ کل کا اس کا یہ فعل ہمارے نزدیک شرمناک ہے، کیونکہ اس نے داڑھی والوں کو بکرا کہا ہے اور ہم لوگ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسے شخص کے ساتھ تعلقات، از قسم مشترک نماز یا جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح اس کے جو مددگار لوگ ہیں ان کے ساتھ

ہمارا تعلق رہنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: اس شخص نے یہ جملہ بول کر سخت گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے، اور صحابہ کرامؓ کی توہین بھی سخت گناہ ہے۔ اہل سنت والجماعت مسلمانوں کو حق ہے کہ ایسے شخص سے دوستانہ تعلقات منقطع کرلیں اور جب تک وہ اپنی ان قبیح حرکتوں سے توبہ نہ کرے اپنی مسجد میں نہ آنے دے اور اس کی شادی بیاہ میں شرکت نہ کریں۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج 1:ص 222)

تعزیہ، علَم وغیرہ کا جلوس نکالنا یا اس میں شریک ہونا:

سوال: ماہ محرم میں شیعہ جو تعزیہ یا علم وغیرہ نکالتے ہیں ان کے مقابلے میں اہل سنت والجماعت بھی تعزیہ مع جلوس نکالتے ہیں، کیا یہ فعل جائز ہے؟

جواب: شیعہ کے جلوس اور مجالس میں جو کہ عشرۂ محرم میں کئے جاتے ہیں شریک ہونا یا اس طرح کے جلوس خود نکالنا جائز نہیں، بدعت ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے گمراہی قرار دیا ہے اور عذاب جہنم کا سبب قرار دیا ہے، نیز حدیث شریف میں ارشاد ہے: من تشبّہ بقوم فھو منھم: یعنی جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے (اعاذنا اللّٰہ منہ)۔ (فتاوی دارالعلوم کراچی :ج 1:ص 186)

محرم میں شربت کی سبیل لگانا:

سوال: محرم میں رواج ہے کہ 7 تاریخ سے 10 تاریخ تک شربت اور خیرات کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: شربت اِن دنوں میں پینے پلانے کو خاص طور پر ثواب سمجھنا یا اس کی پابندی کرنا بدعت اور ناجائز ہے۔ (فتاوی دارالعلوم کراچی :ج 1:ص 186)

ماتم کی شرعی حیثیت اور اس میں شریک ہونے والے کا حکم:

سوال: محرم کی نو، دس تاریخ کو قبروں کی لپائی یا پانی چھڑکنا ثواب کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں، اس سے مُردوں کو فائدہ ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: محرم کی نو، دس تاریخوں میں قبروں کی لپائی کو خاص طور سے زیادہ ثواب سمجھنا بھی بے اصل اور بدعت ہے، ان تاریخوں میں ایسا کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ ماتم نہ حضرت حسینؓ کا جائز ہے نہ کسی اور کا، ماتم

اسلام میں قطعاً ممنوع اور حرام ہے، سینہ کوبی، بلند آواز سے رُونا وغیرہ سب ناجائز کام ہیں اور ماتم میں عملاً شریک ہونے والا فاسق ہے۔(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج 1:ص 185)

عشرۂ محرم میں عورتوں کی مجلس اور اس میں تقسیم ہونے والی اشیاء کھانے کا حکم:

سوال: ماہِ محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک عورتوں کی مجلس قرار پاتی ہے، اس میں مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور آہ و بکا کیا جاتا ہے، شہادت نامہ اور دس مجلس جیسی کتابیں پڑھی جاتی ہیں، اور فروٹ تقسیم کیا جاتا ہے، قیام بھی کیا جاتا ہے۔ کیا عورتوں کی ایسی مجلس جائز ہے؟

جواب: کتابیں اگرچہ مستند ہوں، لیکن جو حالات اس مجلس کے سوال میں تحریر ہیں ان کا مجموعہ بدعت اور حرام ہے، اس لئے یہ مجلس واجب الترک ہے، یہ فروٹ بھی نہیں کھانا چاہئے۔(فتاوی دارالعلوم کراچی: ج 1:ص 174)

اگر سنی لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے سے ہوجائے تو بذریعہ عدالت فسخ کرایا جاسکتا ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے لاعلمی کی حالت میں اپنی لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے کردیا ہے جو عقیدۃً شیعہ ہے اور کلیۃً مذہب شیعہ کو حق سمجھتا ہے۔ اب کیا وہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح بغیر طلاق لئے ہوئے کسی دوسرے شخص سے کرسکتا ہے؟

جواب: اگر یہ شیعہ کسی ایسی بات کا عقیدہ رکھتا ہے جو صراحۃً قرآن کریم اور قطعیاتِ اسلام کے خلاف ہو، مثلاً: یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ (معاذاللہ) حضرت عائشہؓ پر جو تہمت لگائی تھی وہ صحیح ہے یا مثلاً تحریف قرآن کا قائل ہو یا حضرت علیؓ کو خدا سمجھتا ہو یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی یا حضرت ابوبکرؓ کے صحابی ہونے کا منکر ہو، الغرض اگر اس کا کوئی بھی عقیدہ قطعیات اور ضروریاتِ دین کے خلاف ہے تو اس سے سنی لڑکی کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، نہ اس کی طلاق کی ضرورت ہے، نہ خلع یا فسخ کی۔ اب اس لڑکی کا نکاح کسی سنی مرد سے کرسکتے ہیں۔ اور اگر اب ایسا عقیدہ نہیں رکھتا جو قرآن یا قطعیاتِ اسلام کے صراحۃً خلاف ہو تو اس صورت میں نکاح تو منعقد ہوگیا، لیکن عورت کو اور اس کے اولیاء کو اختیار حاصل ہے کہ بذریعہ عدالت وہ اس نکاح کو فسخ کرادیں، اور بہتر صورت یہ ہے کہ اس شوہر سے طلاق حاصل کرلی جائے۔

اور فسخِ نکاح کا اختیار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی شیعہ خواہ اس کے عقائد صریح طور پر قطعیاتِ اسلام کے منافی نہ ہوں، کسی سنی لڑکی کا کفو نہیں، اور فقہائے کرامؒ نے صراحت کی ہے کہ اگر کوئی غیر کفو کا آدمی عورت یا اس کے اولیاء کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو اس کا کفو ظاہر کرے اور بعد میں اس کے خلاف نکلے تو بعض فقہاء کرامؒ کے نزدیک تو اس صورت میں بھی نکاح بالکل منعقد نہیں ہوتا، لیکن علامہ شامیؒ نے فتویٰ یہ لکھا ہے کہ اس صورت میں نکاح تو منعقد ہوگیا لیکن عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ بذریعہ عدالت اپنا نکاح فسخ کرالے۔ (فتاوی دارالعلوم کراچی: ج 4: ص 185)

نکاح کے بعد شوہر نے شیعہ مذہب اختیار کرلیا:

سوال: مسماۃ صغریٰ بن خوشی محمد کا نکاح ہمراہ جمیل بن کرم دین ہوا، اب جمیل شیعہ مذہب اختیار کر چکا ہے، تارکِ نماز و روزہ اور صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتا ہے۔ مسماۃ صغریٰ اور جمیل کا نکاح اب بھی باقی ہے یا نہیں؟

جواب: شیعوں میں بہت سے فرقے ہیں جن کے عقائد ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اس لئے سب پر ایک حکم لگانا مشکل ہے، البتہ جو روافض ضروریاتِ اسلام کے صریح خلاف عقیدہ رکھتے ہوں، وہ کافر ہیں، مثلاً: حضرت علیؓ کو معبود مانتے ہوں یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتے ہو یا حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ وہ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں نہیں رہے یا یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی پہنچانے میں غلطی ہوئی ہے، تو ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے۔ اور جو شخص ایسا عقیدہ نہیں رکھتا مگر صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتا ہے تو قولِ صحیح یہی ہے کہ وہ کافر نہیں فاسق ہے۔

:نقل فی البزازیة عن الخلاصة:ان الرافضی اذاکان یسب الشیخینؓ ویلعنهما فهو کافر:وان کان یفضل علیاًفهو مبتدع:وفی ردالمحتار:لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشةؓ اوانکرصحبة الصدیقؓ اواعتقدالالوهیة فی علیؓ اوان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی اونحو ذٰلک من الکفرالصریح المخالف للقرآن:

پس اگر آپ کا شوہر مذکورہ بالا عقائد میں سے کوئی عقیدہ رکھتا ہے تب تو کافر ہوگیا، اور آپ کا نکاح اُس سے ختم ہوگیا، عدالت سے فسخِ نکاح کا فیصلہ حاصل کئے بغیر بھی یہ نکاح ختم ہوگیا۔ عدتِ طلاق گزار کر آپ کسی مسلمان مرد سے نکاح کرسکتی ہے:ففی الهدایة:ولهذاتتوقف الفرقة بالاباء علی القضاء ولاتتوقف بالردة:

(فتاوی دارالعلوم کراچی: ج 4: ص 217)

شیعوں کے پیچھے نماز پڑھنے، اُن کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے، اُن کیلئے دعائے مغفرت کرنے، اُن کے قبرستان میں جانے، اُن سے کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح کرنے اور اُن کے ذبیحہ کا حکم:

سوال: کیا شیعہ عالم کی امامت میں اہل سنت نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت یا تعزیت کر سکتے ہیں؟ اور شیعہ کے قبرستان میں دعا کر سکتے ہیں؟ اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں۔ اسکردو میں سب قصاب شیعہ ہیں، انہی کا ذبیحہ گوشت اہل سنت والجماعت کے گھروں میں پکتا ہے۔ لہذا اس کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: پہلے اُصولی طور پر یہ سمجھ لیجئے کہ دِین کی جو بات قرآن حکیم یا احادیثِ متواترہ سے قطعی طور پر ثابت ہو، جو شخص ایسی بات کا منکر ہو، وہ کافر ہے۔ ایسے شخص کی نہ نماز جنازہ میں اقتدا جائز ہے، نہ اُس کی نماز جنازہ میں شرکت اور نہ اُس کے لئے دعائے استغفار۔

اور جو شیعہ ایسی بات کا منکر نہ ہو، وہ مسلمان ہے، اگر چہ بدعت اور دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو۔ پس جو شیعہ حضرت عائشہؓ پر جو بہتان لگایا گیا تھا اُسے صحیح سمجھتے ہیں یا حضرت علیؓ کو معبود مانتے ہیں یا حضرت ابوبکرؓ کے صحابی ہونے کے منکر ہیں یا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ سے وحی پہنچانے میں غلطی ہوئی ہے یا قرآن شریف کو تحریف شدہ یا غیر معتبر کہتے ہیں، وہ کافر ہیں۔ کیونکہ یہ عقائد قرآن حکیم اور تواتر کے خلاف ہیں۔ ایسے شیعوں کے پیچھے نہ نماز جائز ہے، نہ اُن کی نماز جنازہ میں شرکت جائز ہے، نہ اُن کیلئے دعائے مغفرت جائز ہے، نہ اُن کے قبرستان میں جانا چاہئے، نہ تعزیت لئے۔ اُن کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہے، اُن سے کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔

اور جو شیعہ مذکورہ بالا عقائد میں سے تو کسی چیز کے قائل نہیں، مگر شیخینؓ (حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) کو گالیاں دیتے اور تبرا کرتے ہیں، اُن کے کافر ہونے میں اختلاف ہے، مگر احتیاط اس میں ہے کہ جس کو شامی نے اختیار کیا ہے کہ: تکفیر نہ کی جائے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ وہ فاسق ہیں۔

اور جو شیعہ تبرا بھی نہیں کرتے مگر حضرت علیؓ کو باقی خلفائے ثلاثہؓ سے افضل سمجھتے ہیں، وہ بالاتفاق کافر نہیں، مگر اہلِ بدعت اور فاسق ہیں، اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔

آخری دونوں قسموں کے شیعوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اور اگر وہ اس طرح نماز پڑھاتے ہیں کہ نماز کا

کوئی رُکن یا شرط فوت ہو جاتی ہے تو ان کے پیچھے کسی سنی مسلمان کی نماز ادا نہ ہوگی، فرض ہی ادا نہ ہوگا۔ اگر نماز کا کوئی واجب ترک کرتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز واجب الاعادہ ہوگی، اگرچہ فرضیت ادا ہو جائے گی۔ ان کے جنازہ اور نماز جنازہ میں شرکت کی بھی گنجائش ہے، اور تعزیت و دعائے مغفرت بھی کی جاسکتی ہے، مگر مشہور علمائے کرام اور دینی پیشواؤں کو علی الاعلان: ایسا کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے: الاّ لحاجۃ شرعیۃ: اُن کے قبرستان میں دعا بھی کر سکتے ہیں، ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ (فتاوی دار العلوم کراچی: ج6: ص395)

ایرانی پارسیوں اور بہائیوں کے مذہبی نشانات بنانے کی اُجرت:

سوال: ہمارا پیشہ جیولری کا ہے، اور ہم زیورات بنانے کا کام کرتے ہیں۔ ہمارے پاس سب ہی طرح کے لوگ آتے ہیں، جن میں پارسی اور بہائی فرقے (جو ایران سے نکلا ہوا ہے) اور دوسرے غیر مسلم لوگ بھی آتے ہیں۔ یہ پارسی اور بہائی لوگ اکثر ہمیں اپنے مذہبی نشانات بنانے کا آڈر دیتے ہیں۔ بقول اُن کے کہ اس میں اسمِ اعظم لکھا ہوا ہے۔ اور ہم ان کو یہ بنا کر دیتے ہیں، لیکن میرے ذہن میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا بنانا اور تیار کرنا جرم ہے، اور جتنی محنت ان تمام چیزوں کو بنانے میں صَرف ہو رہی ہے وہ واقعی محنت تو ہے، لیکن اس محنت سے جو کمائی ہو رہی ہے وہ حرام نہ ہو، اور کہیں یہ کمائی ہوئی رقم حلال کمائی کو بھی حرام نہ کر دے؟

جواب: غیر مسلموں کے مذہبی نشانات بنانے میں چونکہ ان کی اعانت ہے، اس لئے مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں کے مذہبی نشانات بنانا ناجائز ہے، اور ناجائز کام کی اُجرت بھی ناجائز ہے۔ اور اس ناجائز اُجرت کی وجہ سے حلال کمائی حرام نہ ہوگی۔ (فتاوی دار العلوم کراچی: ج5: ص137)

شیعہ کو دوکان پر ملازم رکھنا:

سوال: شیعہ اگر دوکان میں ملازم رکھا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: گنجائش ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ کسی سنی کو ملازم رکھیں۔ (فتاوی دار العلوم کراچی: ج5: ص133)

تبرّا کرنے والے شیعوں کے ہاں دسویں محرم کو کھانا کھانا:

سوال: حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کی شہادت پر نوحہ کرنے والے اور حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ذات پر تبرّا کرنے والے شیعوں کے ہاں دسویں محرم کو کھانا کھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں ہے۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج6:ص213)

حضرت عثمانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں نازیبا کلمات کہنے والے کی امامت:

جو شخص حضرت عثمان غنیؓ کو خائن اور حضرت امیر معاویہؓ کو باغی کہتا ہو(العیاذ باللّٰہ)۔اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص267)

شیعہ مذہب اختیار کرنے والے سے تعلقات رکھنا:

جو شخص شیعہ مذہب اختیار کرے،اُس کے ساتھ قریبی تعلقات نہیں رکھنے چاہئے۔

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج1:ص488)

مرتد کے ساتھ کاروبار میں شرکت کرنا:

سوال: ایک شخص مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہے،مسلمانوں جیسا نام بھی ہے،لیکن نہ نماز پڑھتا ہے اور نہ روزے رکھتا ہے، بلکہ بعض دفعہ ایسی بات بھی کہہ جاتا ہے جس سے خدا تعالیٰ جل شانہ کی ذات سے انکار لازم آتا ہے۔ اس کی شرکت میں کاروبار کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ شخص پہلے مسلمان تھا،بعد میں خدا تعالیٰ جل شانہ کے وجود کا منکر ہو گیا تو یہ مرتد ہے،اس کے ساتھ شرکت نہ کریں۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج4:ص314)

غیر مسلم کی نماز جنازہ پڑھنے اور اُن کے عبادت گاہوں میں جانے کا حکم:

سوال: ایک مسلمان کا،عیسائیوں،یہودیوں اور سکھوں کی عیادت میں جانا اور اُن کے جنازوں میں شریک ہونا اور اُن کے جنازے کے ساتھ جانا اور اُن کی عبادت گاہوں میں جانا اور وہاں خاموش بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلموں کی بیمار پرسی جائز ہے،لیکن اُن کے جنازے میں اور عبادت گاہوں میں نہیں جانا چاہئے:قال اللّٰہ تعالیٰ:ولا تصلّ علیٰ احدٍمّنھم مّات ابداوّلا تقم علیٰ قبرہ:وفی روح المعانی تحت ھذہ الآیۃ:والمراد عن الصلاۃ المنھی عنھاصلاۃ المیت المعروفۃ وھی

متضمنة للدعاء والاستغفار والاستشفاع:(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص322)

کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اور اُن کے لئے ایصالِ ثواب کرنے کا حکم:

سوال: کیا کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے؟ اور کافر کیلئے ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟

جواب: کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا چاہئے، اور کافر کیلئے بہ صدِ ایصالِ ثواب دعا کرنا جائز نہیں:قال اللّٰہ تعالیٰ:ماکان للنّبیّ والّذین اٰمنوا ان یّستغفروا للمشرکین:وفی ردالمحتار:ویکرہ ان یدخل الکافرفی قریبہ المسلم لیدفنہ:

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص335)

غیر مسلم کو زکوۃ اور صدقۂ فطر دینا:

سوال: زکوۃ یا صدقۂ فطر کسی غیر مسلم کو یا غیر مسلم کے فنڈ میں دینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: جائز نہیں ہے۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص502)

اگر شوہر کافر اور بیوی مسلمان ہو تو اولاد ثابت النسب نہ ہوگی:

سوال: ایک شخص بہائی فرقے سے تعلق رکھتا ہے، اس کی بیوی مسلمان ہے، اس کی اولاد کی دینی حیثیت کیا ہوگی؟

جواب: اگر مرد کافر اور عورت مسلمان ہو تو اُن کے درمیان نکاح ہو ہی نہیں سکتا، اور جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب نہ ہوگی، کیونکہ یہ نکاح نہیں، زنا ہے اور زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔ مگر اولاد شرعاً مجرم نہیں، ان سے شفقت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج3:ص337)

غیر مسلمہ شادی شدہ عورت اسلام قبول کرلے تو نکاح پر اثر:

سوال: غیر مسلمہ شادی شدہ اگر مذہب تبدیل کر کے اسلام قبول کرلے تو اس تبدیلیٔ مذہب سے اس کا پہلا نکاح قائم رہے گا یا فسخ ہو جائے گا؟ بصورتِ فسخ، عدت گزارنے کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

جواب: غیر مسلمہ شادی شدہ اگر مشرف باسلام ہوجائے تو اگر اُس کا شوہر پہلے سے مسلمان ہے اور شرعاً ان دونوں کا نکاح درست تھا، تب تو نکاح علیٰ حالہٖ باقی ہے، اور دونوں پہلے کی طرح ساتھ رہ سکتے ہیں۔

اور اگر شوہر کافر ہے اور یہ واقعہ مسلم ملک کا ہے تو مسلمان جج کی عدالت میں مسئلہ پیش کیا جائے، وہ جج، کافر شوہر کو اسلام کی دعوت دے، اگر وہ اسلام قبول کرلے اور مسلمان ہوجائے تب بھی نکاح علیٰ حالہٖ باقی رہے گا، دونوں پہلے کی طرح ساتھ رہ سکتے ہیں تجدیدِ نکاح کی ضرورت نہیں۔ اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے تو مسلمان جج دونوں میں تفریق کردے، اور یہ تفریق طلاق کے حکم میں ہوگی، لہٰذا عورت پر عدتِ طلاق گزارنا واجب ہوگا، عدت کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کرسکے گی۔

اور اگر یہ واقعہ غیر مسلم ملک کا ہے تو عورت کو چاہئے کہ شوہر سے توفی الفور الگ ہوجائے تاکہ وہ اس سے جماع نہ کرسکے، مگر نکاح اُس وقت ختم ہوگا جبکہ اِس عورت کو پورے تین حیض آجائیں یا اگر صغرسنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہیں آتا تو پورے تین ماہ گزر جائیں، اور اگر وہ حاملہ ہے تو وضعِ حمل ہوجائے۔ اس صورت میں نکاح ختم ہوتے ہی وہ کسی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے، مزید کوئی عدت واجب نہیں۔ (فتاوی دار العلوم کراچی: ج4: ص218)

غیر مسلموں کو زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا:

سوال: زکوۃ کی رقم غیر مسلموں کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کافر کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی، دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔ یہی حکم ہر اُس صدقے کا ہے جو کسی بھی وجہ سے واجب ہوگیا ہو، مثلاً: صدقۂ فطر، قربانی کی کھال کی قیمت یا نذر (منّت) کا مال وغیرہ۔

(فتاوی دار العلوم کراچی: ج2: ص517)

غیر مسلم کو زکوۃ دینا:

سوال: کیا غیر مسلم کو زکوۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب: نہیں دی جاسکتی۔ (فتاوی دار العلوم کراچی: ج2: ص517)

مشرک کی امامت:

سوال: مشرک امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مشرک کافر ہوتا ہے، مسلمان نہیں ہوتا۔ مشرک کے پیچھے نماز بھی ادا نہیں ہوتی۔

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص 301)

قاضی کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے:

سوال: کیا قاضی کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے؟

جواب: مسلمان کے حق میں قاضی کا مسلمان ہونا باتفاق ائمہ اربعہؒ ضروری ہے، خواہ مقدمہ حدود کا ہو یا کسی اور باب سے متعلق ہو، البتہ غیر مسلم غیر مسلموں کے حق میں قاضی بن سکتا ہے یا نہیں؟ تو ائمہ ثلاثہؒ کے ہاں غیر مسلم غیر مسلموں کے حق میں بھی قاضی نہیں بن سکتا ہے، اور حنفیہ کے ہاں بن سکتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم کراچی: ج 5:ص 57)

اسلام کو دورِ جدید کیلئے کافی نہ سمجھنا کفر ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح کرنا:

سوال: میری لڑکی کے رشتہ کے بارے میں ماموں زاد بھائی کی طرف سے زور دیا گیا ہے، مجھے بھی رشتے میں انکار نہیں، آج کل ویسے بھی موزوں رشتے نہیں ملتے اور یہ تو اپنی کفو کا اور اچھا رشتہ ہے، مگر پریشانی یہ ہے کہ وہ لڑکا موجودہ تحریک کیمونیزم اور لینن سے کافی متاثر ہے اور اسلام کو دورِ جدید کیلئے کافی نہیں سمجھتا، اور کہتا ہے کہ چودہ سو سال پرانے زمانے کیلئے تو ٹھیک ہوگا مگر موجودہ دور میں لینن کے خیالات ٹھیک ہیں۔ اس سے پہلے بھی ایک رشتہ ہو کر انہیں خیالات کی وجہ سے لڑکی والوں نے انکار کر دیا۔

لوگ کہتے ہیں کہ آج کل خیالات تبدیل ہو رہے ہیں، کسی رشتہ دار کے یہاں گیا تو غلافوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کو دیکھ کر کہنے لگا کہ دیکھو تو کتنی مٹی چڑھ گئی ہے صاف کر دو، یا کعبہ کی طرف پاؤں نہ کرو۔ اب دل کی بات خدا ہی جانتا ہے مجھ سے تبادلہ خیال کا موقع نہیں ملا۔

اب ان حالات میں آپ مشورہ دیں کہ مجھے کیا راستہ اختیار کرنا چاہئے لڑکے کے والد حافظِ قرآن تھے، موزوں رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے پریشان خاطر ہوں۔

جواب: اسلام کو دورِ جدید کیلئے (نعوذ باللہ) مناسب نہ سمجھنا اور موجودہ دور میں لینن کے خیالات اسلام کے مقابلے میں ٹھیک کہنا یہ عقیدہ کافرانہ ہے۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو وہ دین اسلام سے خارج اور کافر ہے، اور

اس سے کسی مسلمان عورت یا لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔اور صرف اتنی بات سے کہ قرآن کریم کے خلاف سے مٹی صاف کردو اور کعبہ کی طرف پاؤں نہ کرو، کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔مسلمان ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر اُس تعلیم کو ہمیشہ کے لئے حق جانے اور اس کا اقرار کرے جو رسول کریم ﷺ سے ہم تک بالکل یقینی اور قطعی ذریعہ سے پہنچی ہے۔

جب تک اس شخص کے عقائد صحیح نہ ہوں اس سے نکاح نہ کریں، اللہ تعالیٰ جل شانہ پر بھروسہ رکھیں مناسب رشتہ کی تلاش میں رہیں انشاءاللہ تعالیٰ مشکل حل ہو جائے گی۔(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج 1:ص 218)

اختلافِ دِین ارث سے مانع ہے:

سوال: کسی کافر ملک میں اسلام داخل ہوا، وہاں کے کچھ باشندے مسلمان ہو گئے، جبکہ دیگر مسلمان نہ ہوئے۔کیا کافر اور مسلمان رشتہ دار ایک دوسرے کے وارث بنیں گے؟

جواب: اختلافِ دِین بہرصورت مانعِ ارث ہے۔لہٰذا مسلمان اور کافر رشتہ دار ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے، اور اس پر ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے۔(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج6:ص 387)

اگر غیر مسلم سلام کرے تو مسلمان کیا جواب دے:

سوال: ایک غیر مسلم، مسلمان کو سلام کرے تو کیا جواب دینا چاہئے؟

جواب: کسی کافر کو از خود سلام کرنا تو بغیر عذرِ شدید کے جائز نہیں، البتہ اگر کافر سلام کرے تو جواب میں صرف: وعلیکم: کہہ دینا چاہئے، یا یوں کہے: والسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ:

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج6:ص 37)

غیر مسلم اور مسلمان آپس میں دوست نہیں ہوسکتے، اور کسی غیر مسلم کو بھائی بنانا:

سوال: کسی غیر مسلم کو قرآن وسنت کی روشنی میں بھائی بنانا جائز ہے یا نہیں؟ مثال کے طور کوئی مسلمان کسی ہندو مرد یا عورت کو بھائی یا بہن بنالیتا ہے، یا کوئی ہندو کسی مسلمان عورت یا مرد کو بھائی یا بہن بنالیتا ہے۔اور ان کی: دیوالی: یا: ہولی: وغیرہ میں شرکت کرنی چاہئے یا نہیں؟

جواب: کسی کافر مرد یا عورت کو بھائی یا دوست بنانا جائز نہیں۔قرآن کریم میں غیر مسلموں سے دوستی

کرنے کو واضح طور پر منع فرمایا گیا ہے۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ:لَا یَتَّخِذِالْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ،وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآاَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً،وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ:

ترجمہ: مومن،کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے علاوہ۔اور جو شخص ایسا کرے گا پس نہیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز میں مگر یہ کہ تم ان کافروں سے بچاؤ اختیار کرو۔اور اللہ تعالیٰ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے،اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اور تمام مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔غیر مسلم اور مسلم آپس میں ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوسکتے۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج6:ص90)

غیر مسلم کی گواہی:

سوال: کیا گواہ غیر مسلم ہوسکتا ہے؟

جواب: گواہی کا مسئلہ قضاء کے مسئلہ کی طرح ہے۔ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک کافر بالکل گواہ نہیں بن سکتا،یعنی نہ کسی مسلمان کے حق میں اور نہ کسی کافر کے حق میں،جبکہ حنفیہ کے ہاں کافر کسی مسلمان کے حق میں گواہ نہیں بن سکتا،البتہ کافر،کافر کے حق میں گواہ بن سکتا ہے۔(نوادر الفقہ:ج2:ص288)

غیر مسلم کا قاضی بننا:

سوال: کیا قاضی کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے؟

جواب: مسلمان کے حق میں قاضی کا مسلمان ہونا باتفاق ائمہ اربعہؒ ضروری ہے،خواہ مقدمہ حدود کا ہو،یا کسی اور باب سے متعلق ہو،البتہ غیر مسلم،غیر مسلموں کے حق میں قاضی بن سکتا ہے یا نہیں؟تو ائمہ ثلاثہؒ کے ہاں غیر مسلم،غیر مسلموں کے حق میں بھی قاضی نہیں بن سکتا،اور حنفیہ کے ہاں بن سکتا ہے۔(نوادر الفقہ:ج2:ص292)

کفار کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت:

کفار کے ساتھ دوستی جائز نہیں،چنانچہ قرآن کریم نے تنبیہ کردی ہے:یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا

الْيَهُوْدَوالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ،بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ،وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ،اِنَّ اللّٰه لَايَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ:

ترجمہ: اے ایمان والو!مت بناؤیہود ونصاریٰ کودوست،وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے، اور جوکوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تووہ انہی میں سے ہے،اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو۔

:يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْادِيْنَكُمْ هُزُوًاوَّلَعِبًامِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْاالْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَاَوْلِيَآءَ،وَاتَّقُواللّٰه اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ:

ترجمہ: اے ایمان والو!مت بناؤان لوگوں کوجوٹھہراتے ہیں دین کوہنسی اورکھیل وہ لوگ جوکتاب دیئے گئے تم سے پہلے اورنہ کافروں کواپنادوست،اورڈرواللہ تعالیٰ سے اگرہوتم ایمان والے۔

اس آیت میں ہرقسم کے کفار سے دوستی کوصراحت کے ساتھ منع کردیا گیا ہے۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج6:ص92)

کفار کی تعظیم کرنا:

عام حالات میں کفار کی تعظیم مثلاً ان کیلئے کھڑا ہوناوغیرہ جائزنہیں،ان کی قبر پر تعظیماً کھڑے ہونے کا بھی یہی حکم ہے۔سورۂ توبہ میں رسول اللہ ﷺ کوہدایت کی گئی کہ:

:ولاتقم علىٰ قبره،انّهم كفروابالله ورسوله: یعنی آپ ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے نہ ہوں، انہوں نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔

کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا بھی تعظیم میں داخل ہے،اوراحادیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔البتہ اگرکافر کے ساتھ تعظیم کامعاملہ کسی دینی مصلحت سے کیا جائے یا یہ خوف ہوکہ اگرتعظیم کاسلوک نہ کیا گیاتو وہ نقصان پہنچائے گاتواس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کے کفرکودل سے بُرا ہی سمجھتا رہے۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج6:ص93)

غیر مسلم کی گواہی:

گواہی کا مسئلہ قضاء کے مسئلے کی طرح ہے۔ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک کافربالکل گواہ نہیں بن سکتا،یعنی نہ کسی مسلمان کے حق میں اورنہ کسی کافر کے حق میں۔جبکہ احناف کے ہاں کافرکسی مسلمان کے حق میں گواہ نہیں بن سکتا۔البتہ

کافر، کافر کے حق میں گواہ بن سکتا ہے۔(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج5:ص 111)

کافر کو سلام کرنا:

کافر کو سلام کرنا ممنوع ہے۔(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج6:ص 34)

کفار کے لئے دعائے مغفرت کرنا:

جو کافر حالتِ کفر میں مر گئے ان کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

:مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓااَنْ يَّسْتَغْفِرُوْالِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِمَاتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ:

ترجمہ: لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگر چہ وہ ہوں قرابت والے جبکہ کھل چکا اُن پر کہ وہ ہیں دوزخ والے۔(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج6:ص 94)

کفار کے ساتھ سلام و دُعا کرنا:

کفار کو سلام کرنے کا حکم یہ ہے کہ کفار کو اَز خود سلام کرنا تو بغیر ضرورت کے جائز نہیں، کیونکہ ایسا کرنے میں ان کی تعظیم ہے، نیز سلام درحقیقت سلامتی کی دعا ہے جس میں دعائے مغفرت بھی آجاتی ہے، اور کفار کے حق میں تعظیم اور دعائے مغفرت دونوں ناجائز ہیں۔ لہٰذا کفار کو اَز خود سلام کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی :ج6:ص 95)

کافروں کے ساتھ دوستی کرنا:

قرآن کریم کی متعدد آیات میں کافروں کے ساتھ دوستی کو منع فرمایا گیا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دشمن ہیں، اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا دشمن ہمارا دوست نہیں ہوسکتا۔ ایک آیت قرآنیہ یہ ہے:

:يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْادِيْنَكُمْ هُزُوًاوَّلَعِبًامِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْاالْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَاَوْلِيَآءَ،وَاتَّقُواللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ:

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ ان لوگوں کو جو ٹھہراتے ہیں دین کو ہنسی اور کھیل وہ لوگ جو کتاب دیئے

گئے تم سے پہلے اور نہ کافروں کو اپنا دوست، اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان والے۔

لہذا کافروں کے ساتھ دوستی جائز نہیں۔اسی طرح ایسے شخص سے بھی دوستی ممنوع ہے جس کی دوستی اور صحبت سے اپنے دین کے نقصان کا خطرہ ہو، البتہ خرید وفروخت وغیرہ معاملات اور سیاسی معاہدات شرعی حدود کی رعایت کے ساتھ اُن سے کئے جاسکتے ہیں، بشرطیکہ اُن معاہدات سے مسلمانوں اور ملک یا دین کو نقصان نہ پہنچتا ہو۔

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج6:ص199)

کافر کی امامت:

امام کا مسلمان، عاقل، بالغ ہونا ضروری ہے۔کافر، مجنون اور نابالغ کی امامت درست نہیں۔

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص251)

کفار سے دوستی کرنے کی ممانعت:

قرآن کریم کی متعدد آیات میں کافروں کے ساتھ دوستی کرنا منع فرمایا ہے۔کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا دشمن ہمارا دوست نہیں ہوسکتا۔ایک آیت قرآنیہ ہے:

:یاٰیھاالّذین اٰمنوالاتتّخذوالّذین اتّخذوادینکم ھزواًولعباًمّن الّذین اوتوالکتٰب من قبلکم والکفّاراولیآء

ترجمہ: اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے (مراد یہود ونصاریٰ) جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے، ان کو اور اسی طرح دوسرے کفار کو دوست مت بنانا۔

لہذا کافروں کے ساتھ دوستی جائز نہیں۔اسی طرح ایسے شخص سے بھی دوستی ممنوع ہے جس کی دوستی اور صحبت سے اپنے دین کا خطرہ ہو۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج1:ص487)

بدعتی کی امامت اور اس کا وعظ سننا:

سوال: ایک عالم دین جو کہ ہمارے محلے میں قیام پذیر ہیں، اہلِ بدعت کی مجلس میں جمعۃ المبارک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتا ہے، اس کے علاوہ شیعوں کی مجالس میں تقریر وغیرہ بھی کرتا ہے، اہل سنت والجماعت کی مسلک سے ہٹ کر بدعت وشرک کی باتیں کرتا ہے۔کیا ایسے منافق اور غلط عقیدے والے عالم کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟

جـــواب: اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے،اور درسِ قرآن بھی اُن کے بجائے کسی متبعِ سنت عالمِ دین کو دینا چاہئے۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص 277)

بدعتی کی امامت:

جولوگ بدعت کے عقائد واعمال میں مبتلا ہیں،اُن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔لیکن جب تک کوئی متبعِ سنت امام میسر نہ ہوتو تنہا نماز نہ پڑھیں،تنہا پڑھنے کے مقابلے میں اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص263)

اہل بدعت کی امامت:

اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔لیکن جب تک کوئی متبعِ سنت امام میسر نہ ہوتو تنہا نماز نہ پڑھیں، تنہا پڑھنے کے مقابلے میں اہل بدعت کے پیچھے پڑھ لینی چاہئے،کیونکہ ترکِ جماعت میں زیادہ کراہت ہے۔

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص 267)

بدعتی کی امامت:

بدعتی امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔لیکن تنہا نماز پڑھنا اور جماعت ترک کرادینا اس سے زیادہ بُرا ہے، اس لئے جب تک کوئی متبعِ سنت امام میسر نہ ہو مجبوراً اُسی امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص 271)

بدعتی کی امامت:

بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص 286)

فاسق کی امامت:

فاسق کے پیچھے نماز تو ہوجاتی ہیں مگر مکروہ تحریمی ہے،مگر یاد رہے کہ جماعت ترک کرنا فاسق کے پیچھے نماز پڑھنے سے زیادہ بُرا ہے۔لہذا اگر کسی متبعِ سنت امام کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن نہ ہوتو فاسق ہی کے پیچھے نماز پڑلیں،حتی الامکان جماعت ترک نہ کریں۔(فتاوی دار العلوم کراچی :ج2:ص252)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی صاحبؒ کا فتوی

مسلمان کے خلاف شیعہ کی گواہی کا حکم:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شیعہ اثناعشری کسی سنی مسلمان کے خلاف دعوی کرتا ہے کہ سنی مسلمان نے شیعہ اثناعشری کی دوکان جلائی ہے اور دوکان کا مال لوٹا ہے۔سنی مسلمان ان تمام باتوں سے انکاری ہے۔سنی مسلمان کا کہنا ہے کہ مجھے مذکورہ باتوں میں سے کسی ایک بات کی خبر نہیں ہے،اس پر گواہ پیش نہیں کیا جاسکتا بلکہ میرے خلاف جھوٹا الزام ہے۔لیکن شیعہ اثناعشری معاملہ عدالت میں پیش کرتا ہے اور گواہی کیلئے چار شیعہ اثناعشریوں کو پیش کرنا چاہتا ہے۔سنی مسلمان کو بلاوجہ پریشان کئے جانے کا قوی اندیشہ ہے۔سنی مسلمان نے ایک وکیل سے مشورہ کیا ہے،وکیل نے کہا کہ علماء،شیعہ اثناعشری کو مسلمان نہیں سمجھتے اگر یہ فتوی مل جائے کہ شیعہ اثناعشری مسلمان نہیں ہے پھر ان کی گواہی پر فیصلہ نہیں ہو سکے گا،کیونکہ اسلام میں کافروں کی گواہی مسلمان کے خلاف معتبر نہیں ہوتی،پھر وکیل نے مزید کہا کہ اگر شیعہ اور روافض کی گواہی معتبر نہ ہونے پر تاریخ اسلام کے قاضیوں کا فیصلہ یا مثال مل جائے تو بہت بہتر ہوگا۔لہذا بندہ ناچیز جناب عالی سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اس بارے میں ہماری شرعی رہنمائی فرمائیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں اسلامی قانون کی شہادت کی رو سے کسی مسلمان کے معاملہ میں اس کے خلاف کسی غیر مسلم کافر کی شہادت قبول نہیں ہوتی۔

شیعہ اثناعشری اپنے عقائدِ باطلہ و فاسدہ کی بناء پر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں،اس لئے ان کی شہادت مسلمان کے خلاف معتبر نہ ہوگی۔

ویسے تو شیعوں کے عقائدِ باطلہ کئی ہیں،مثلاً (1) قرآن کے محرف ہونے کا عقیدہ (2) امامت ائمہ اثناعشریہ

کا جزو ایمان ہونے کا عقیدہ (3) بارہ اماموں کے من جانب اللہ نامزد ہونے کا عقیدہ (4) بارہ اماموں کا تمام انبیاء سابقین علیہم السلام اور رسولوں سے افضل ہونے کا عقیدہ (5) بارہ اماموں کو حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے کے اختیار کا عقیدہ (6) شیخینؓ سیدنا صدیق اکبرؓ و سیدنا فاروق اعظمؓ کے کافر و مرتد اور منافق قرار دینے کا عقیدہ وغیرہ وغیرہ، لیکن یہاں پر صرف تحریف قرآن کے عقیدہ کے ثبوت میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

شیعوں کی مستند تفسیر: صافی: میں امام باقر سے روایت ہے: اگر قرآن میں کمی یا زیادتی نہ کی گئی ہوتی تو کسی عقل رکھنے والے پر ہم بارہ اماموں کا حق پوشیدہ نہیں رہتا۔ یعنی قرآن کریم میں کمی واقع ہوئی اور زیادتی بھی ہوئی، اس وجہ سے ہمارے اماموں کے حقوق ذکر نہیں ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: اگر قرآن اس طرح پڑھا جاتا جس طرح نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہم ائمہ کا تذکرہ نام بنام پاتے۔ یعنی چونکہ قرآن کریم میں کمی اور زیادتی کے ساتھ تحریف ہوئی ہے اس لئے ہمارے ائمہ کا تذکرہ موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔

شیعوں نے اپنی کتابوں میں تحریفِ قرآن پر بڑی نظائر اور مثالیں پیش کی ہیں، ان میں سے بطور نمونہ چند یہاں لکھی جاتی ہیں۔

1.....سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 33 کے اندر: وان کنتم فی ریب ممّانزّلنا علٰی عبدنا فأتوا بسورة مّن مّثله الخ: کے بارے میں شیعہ کی اصح الکتب: اصول کافی: میں امام باقر کی روایت ہے کہ آیت مذکورہ میں: فی علیؑ: کا اضافہ تھا، جس کو آپ ﷺ کے بعد قرآن جمع کرانے اور مرتب کرنے والوں یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ نے نکال دیا ہے۔

2.....سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 110 کے اندر: ولقد عهدنا الٰی آدم من قبل فنسی: کے بارے میں شیعہ اثنا عشریہ کے چھٹے امام، امام جعفر صادق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: اصل آیت اس طرح ہے: ولقد عهدنا الٰی آدم من قبل کلمات فی محمد و علی و فاطمة و الحسن و الحسین و الائمة من ذریتهم فنسی، هکذا و اللّٰه نزلت علی محمد ﷺ:

جس کا مطلب یہ ہے کہ اصل آیت اس طرح تھی، لیکن قرآن مرتب کرنے والوں، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ نے درمیان سے عبارت نکال دیا ہے۔

3.....سورۂ احزاب کے آخری رکوع میں آیت: ومن یطع اللّٰه و رسوله فقد فاز فوزا عظیما:

ہے،اس کے متعلق:اصول کافی: میں امام جعفر سے روایت نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اصل آیت اس طرح ہے:ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فی ولایۃ علی والحسن والحسین والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما:

جس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن سے:فی ولایۃ علیؑ: سے لے کر والائمۃ من بعدہ: تک کی عبارت حذف کردی گئی اسے نکال دیا گیا ہے،اور یہ کام قرآن جمع کرنے والوں نے یعنی حضرت ابوبکرؓ،حضرت عمرؓ،حضرت عثمانؓ نے کیا ہے۔

اس طرح کی بے شمار نظائر ہیں جس سے شیعہ اثنا عشریہ کے ائمہ نے ثابت کیا ہے کہ قرآن میں ہر قسم کی تحریف ہوئی ہے۔لہذا ان کے نزدیک موجودہ قرآن محرف ہے،یہ پورا قرآن نہیں ہے جبکہ عہد صحابہؓ سے لے کر تا حال پوری کی پوری اُمتِ مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس لے کر آئے تھے اور یہ قرآن تا حال بلا تحریف وتبدیل جوں کا توں موجود ہے۔

تحریف کا عقیدہ قرآن کا انکار ہے،اور قرآن کا انکار صریح کفر ہے۔اس لئے شیعہ اثنا عشریہ تحریفِ قرآن کا عقیدہ رکھنے کی بناء پر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں جبکہ ان کے اندر دوسرے باطل و فاسد عقائد بہت ہیں۔اور کافروں کی شہادت مسلمان کے خلاف قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

قرآن کریم کے اندر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:واستشھدوا شھیدین من رّجالکم:گواہ بناؤ دو تمہارے مردوں میں سے۔

تشریح: آیت میں مؤمنوں سے خطاب کیا گیا ہے،جس کا مطلب یہ ہوا کہ اے ایمان والو!تم اپنے مومنین مردوں میں سے دو گواہ بنالو۔جس کے مفہوم سے معلوم ہو رہا ہے کہ کافروں کی شہادت معتبر نہیں ہے،نہ ہی ان کو گواہ بنانا جائز ہے۔

امام ابوبکر جصاصؒ:احکام القرآن: کے اندر آیتِ مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قول:من رّجالکم: کی تفسیر یوں ہے:گویا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا:ای من رجال المومنین:جس کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف شہادت دینے کے لئے ایمان شرط ہے۔

امام ابن الہمامؒ:فتح القدیر شرح الھدایہ:میں شہادت کی بحث میں رقمطراز ہیں:مسلمانوں کے خلاف کافروں کی شہادت قابلِ قبول نہیں،کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا:لن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المومنین سبیلا:یعنی کافروں کے لئے مسلمانوں کے خلاف کوئی راستہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نہیں رکھا۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ: ردالمحتار: میں لکھتے ہیں: پس مدعی اگر مسلمان ہے تو شاہد اور گواہ کیلئے مسلمان ہونا شرط ہے۔اور درمختار میں ہے کہ: کسی مسلمان کے خلاف کسی کافر کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

واضح رہے کہ شیعہ روافض کی شہادت مسلمان کے خلاف نا قابلِ اعتبار ہونے پر نظائر تو بے شمار ہیں، یہاں پر صرف دو نظائر پیش کی جاتی ہیں:

1.....صاحب: اخبار القضاۃ: رقمطراز ہیں: کان ابی لیلی لا یجیز شھادۃ الرافضۃ: قاضی عبدالرحمٰن بن ابی لیلی روافض کی شہادت کو نا جائز قرار دیتے تھے۔

2.....وکان شریک لا یجیز شھادۃ الرافضۃ: قاضی شریک روافض (شیعہ) کی شہادت کو جائز قرار نہیں دیتے تھے۔

لہذا مسلمانوں کے مقدمات میں معتبر اور دین دار مسلمان گواہ کا پیش کرنا ضروری ہے، شیعہ اور روافض کی شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی۔

علاوہ اس کے یہ ہے کہ شہادت اس شخص کی قبول نہیں ہوتی کہ جو شخص کسی سے عداوت رکھے۔رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ایک طویل حدیث میں ہے: ولا ذی غمر لاخیہ: وفی حاشیۃ: کذا وقع والصواب ولا غمر لاخیہ بالیاء وقد ذکرہ الدارقطنی وصاحب الغریبین بلفظ یدل علی صحۃ ھذا:

ظاہر بات ہے کہ اثنا عشری شیعہ، اہل سنت والجماعت سے عداوت رکھتے ہیں، اس لئے ان کی شہادت قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

کسی مسلمان کے خلاف شہادت دینے کیلئے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان ہو، سچا ہو، غیر جانب دار ہو۔اور شیعہ میں یہ تینوں شرطیں مفقود ہیں، لہذا مسلمان کے خلاف اس کی شہادت مردود ہے۔(فتاوی بینات: ج3: ص 542)

رافضی کی نماز جنازہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ کی نماز جنازہ میں سنی کی شرکت از روئے شرع کیسی ہے؟ جبکہ 21 دسمبر 1973ء کو اخبار: روزنامہ جنگ کراچی: میں ہمارے بعض علماء کی شرکت کی خبر شائع ہو چکی ہے۔لہذا اگر شیعہ کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا شرعاً جائز ہے تو خیر، ورنہ ان علمائے کرام کی شرکت کیا معنی؟

جواب: روافض، جن کے عقائد کفر تک پہنچ چکے ہوں، آج کل اس قسم کے روافض بکثرت موجود ہیں۔یہ

لوگ معاذاللہ حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں، عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتے ہیں، قرآن کریم کو محرف کہتے ہیں، سیدنا صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن کے نصوص قطعیہ ان کے عقائد کے خلاف شاہد عدل ہیں۔ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں۔ کیونکہ نماز جنازہ کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ میت مسلمان ہوں، علاوہ ازیں نماز جنازہ دعا ہے، اور کافر کیلئے دعا کرنا نص قرآنی حرام ہے۔ علمائے امت نے اہل ہوا کی نماز جنازہ پڑھنے کو صراحۃً منع فرمایا ہے۔

امام العصر علامہ حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب: اکفار الملحدین: میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ، حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ کا فتوی: قدریہ: کے بارے میں یہ نقل فرمایا ہے کہ "قدریوں کو نہ سلام کرے، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے، نہ ان کے بیماروں کی عیادت کی جائے۔" صحابہ کرامؓ کا یہ فتوی حضور اکرم ﷺ کی حدیث کے عین مطابق ہیں:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منکرین تقدیر اس اُمت کے مجوسی ہیں، وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اور وہ مریں تو ان کے جنازوں میں شرکت نہ کرو۔

لہذا روافض، قدریہ سے کم نہیں، بلکہ اپنے کفریہ عقائد اور خبث باطنی میں قدریہ سے کہیں زیادہ ہیں۔ امام دارالہجرۃ حضرت مالک بن انسؒ نے ان کے حق میں فرمایا کہ: روافض اس امت کے مجوسی ہیں۔ اسی طرح ایک موقع پر فرمایا: گمراہ فرقوں میں روافض سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔

اگر کسی رافضی کے مندرجہ بالا کفریہ عقائد نہ بھی ہوں تب بھی علماءِ دین کیلئے ان کی نماز جنازہ پڑھنا مداہنت ہے اور قطعاً جائز نہیں۔

رافضی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کے عقائد حدِ کفر تک پہنچ گئے ہوں، ایسے شخص کے نماز جنازہ کی نماز اصلاً درست نہیں، کیونکہ نماز جنازہ کی شرائط میں میت کا مسلمان ہونا بھی شرط۔ اور دوسرا وہ جس کے عقائد صرف حدِ بدعت تک ہوں، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کے جنازہ کی نماز کسی نے نہ پڑھی ہو تب تو پڑھ لینا چاہئے، کیونکہ جنازہ مسلم کی نماز فرض علی الکفایہ ہے، اور کسی نے پڑھ لی ہو مثلاً اس کے ہم مذہب لوگ موجود ہیں اور وہ پڑھ لیں گے تو اس صورت میں اہل سنت ہرگز نہ پڑھیں۔ (فتاوی بینات: ج2: ص 417)

شیعہ کے ساتھ نکاح کرنے ،اُن کا جنازہ پڑھنے ،اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم:

شیعہ اثنا عشریہ بلا شک وشبہ کافر ہے، علمائے امت نے اثنا عشریہ رافضیوں کو ہر زمانہ میں کافر قرار دیا ہے۔مسلمانوں سے ان کا نکاح ،شادی بیاہ جائز نہیں ،حرام ہے،مسلمانوں کیلئے ان کے جنازے میں شرکت کی اجازت نہیں ۔ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ۔غرض ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا سلوک اور معاملہ کیا جائے۔ (اقرء ڈائجسٹ شیعیت نمبر:ص:213تا 219)

کفارِ محاربین سے دوستانہ تعلقات ناجائز اور حرام ہیں، جو شخص ان سے ایسے روابط رکھے وہ گمراہ اور ظالم اور مستحقِ عذابِ الیم ہے۔جو کافر، مسلمانوں کے دین کا مذاق اُڑاتے ہیں ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات، نشست وبرخاست وغیرہ بھی حرام ہے۔مفسدوں سے اقتصادی ومعاشرتی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں بلکہ شریعتِ اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اسوۂ رسول اکرم ﷺ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسبِ ذیل مسئلہ میں کہ کوئی شخص یا جماعت کسی داعی نبوت کاذبہ پر ایمان لانے کی وجہ سے باتفاق اُمت دائرہ اسلام سے خارج ہو،اور اُن کا کفر یقینی اور شک وشبہ سے بالاتر ہو،اس کے علاوہ اُن میں حسبِ ذیل وجوہ بھی موجود ہوں:

1.....وہ اسلام کا لبادہ اُوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہوں اور تمام عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں۔

2.....مسلمانوں کو جانی ومالی ہر طرح کی ایذاء پہنچانے میں تا مقدور کوتاہی نہ کرتے ہوں۔

3.....اُن کی مادی قوت اور مالی وسائل میں روز افزوں ترقی کا تمام تر انحصار مسلمانوں کے استحصال پر ہوں، اُن کے کارخانے اور انڈسٹریاں مسلمانوں کے ذریعہ چلتی ہوں اور وہ اسلامی ملک کے تمام کلیدی مناصب پر فائز اور معاشی وسائل پر قابض ہونے کی کوششیں کر رہے ہوں۔

4.....دشمن اسلام بیرونی طاقتوں، یہودی اور مسیحی حکومتوں اور ہندوستان کی اسلام دشمن حکومت سے اُن کے روابط ہوں۔ الغرض مسلمانوں کیلئے دینی، معاشی، اقتصادی اور معاشرتی اعتبار سے اُن کا طرز عمل سنگین خطرات کا باعث ہو، بلکہ ان کی وجہ سے ایک اسلامی مملکت کو بغاوت و انقلاب کے خطرات تک لاحق ہوں۔

5.....حکومت یا حکومت کی سطح پر یہ توقع نہ ہو کہ اس فتنہ سے ملک و ملت کو بچانے کی کوئی تدبیر کی جائے گی، اور یہ اُمید نہ ہو کہ جس شرعی سزا کے وہ مستحق ہیں وہ اُن پر جاری ہو سکے گی۔ اندریں حالات بے بس مسلمانوں کو اس فتنہ کی رُوک تھام کیلئے کیا کرنا چاہئے؟ اور اس سلسلہ میں شرعی طور پر اُن پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے؟ کیا ان حالات میں اس جماعت یا فرد کی بڑھتی ہوئی جارحیت پر قدغن لگانے کیلئے حسب ذیل اُمور کے جواز یا وجوب کی شرعاً کوئی صورت ہے کہ:

الف..... امت اسلامیہ اِس فرد یا جماعت کے ساتھ برادرانہ تعلقات منقطع کرے۔

ب..... اُن سے سلام و کلام، میل جول، نشست و برخاست، شادی و غمی میں شرکت نہ کی جائے بلکہ معاشرتی سطح پر اُن سے مکمل طور پر قطعِ تعلق کر لیا جائے۔

ج..... اُن سے تجارت، لین دین اور خرید و فروخت کی جائے یا نہیں؟

د..... اُن کے کارخانوں اور فیکٹریوں سے مال خریدا جائے یا اُن کا مکمل اقتصادی مقاطعہ کیا جائے؟

ھ..... اُن کی تعلیم گاہوں، ہوٹلوں، ریسٹورانوں میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

و..... اُن سے رواداری برتی جائے یا نہیں؟

ز..... اُن کے کارخانوں اور فیکٹریوں کی مصنوعات استعمال کی جائیں یا نہیں؟ غرض اُن سے مکمل سوشل بائیکاٹ یا مقاطعہ کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ کیا تمام مسلمانوں کو بھی شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ اُنہیں راہِ راست پر لانے کے لئے اُن کا بائیکاٹ کریں۔ جبکہ اُس کے سوا اور کوئی چارۂ اصلاح موجود نہ ہو۔

جواب: بلاشبہ قرآن کریم کی وحی قطعی، جناب رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ متواترہ قطعیہ اور اُمت محمدیہ کے قطعی اجماع سے ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری پیغمبر ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کے بعد ہر نبوت کا مدعی کافر اور دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے۔ اور جو شخص اس مدعی نبوت کی تصدیق کرے، اور

اُسے مقتدا و پیشوا مانے وہ بھی کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس کفر و ارتداد کے ساتھ اگر اُس میں وجوہ مذکورہ فی السوال میں سے ایک وجہ بھی موجود ہو تو قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ ﷺ اور فقہ اسلامی کے مطابق وہ اسلامی اخوت اور اسلامی ہمدردی کا ہرگز مستحق نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کے ساتھ سلام و کلام، نشست و برخاست اور لین دین وغیرہ تمام تعلقات ختم کر دیں۔ کوئی ایسا تعلق یا رابطہ اُس سے قائم کرنا جس سے اُس کی عزت و احترام کا پہلو نکلتا ہو یا اُس کو قوت و آسائش حاصل ہوتی ہو جائز نہیں۔ کفارِ محاربین اور اَعدائے اسلام سے ترکِ موالات کے بارے میں قرآن کریم کی بے شمار آیات موجود ہیں اسی طرح احادیثِ نبویہ ﷺ اور فقہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

یہ واضح رہے کہ کفارِ محاربین جو مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوں انہیں ایذا پہنچاتے ہوں، اسلامی اصطلاحات کو مسخ کر کے اسلام کا مذاق اُڑاتے ہوں، اور مارِ آستین بن کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے کے درپے ہوں، اسلام ان کے ساتھ سخت سے سخت معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رواداری کی اُن کافروں سے اجازت دی گئی ہے جو محارب اور موذی نہ ہوں، ورنہ کفارِ محاربین سے سخت معاملہ کرنے کا حکم ہے۔

علاوہ ازیں بسا اوقات اگر مسلمانوں سے کوئی قابلِ نفرت گناہ سرزد ہو جائے تو بطورِ تعزیر و تادیب ان کے ساتھ ترکِ تعلق اور سلام و کلام و نشست و برخاست ترک کرنے کا حکم شریعتِ مطہرہ اور سنتِ نبوی ﷺ میں موجود ہے چہ جائیکہ کفارِ محاربین کے ساتھ۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان فتنہ پرداز مرتدین پر: من بدّل دینہ فاقتلوہ: کی شرعی تعزیر نافذ کر کے اس فتنے کا قلع قمع کرے اور اسلام اور ملت اسلامیہ کو اس فتنے کی یورش سے بچائے۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدینؓ نے فتنہ پرداز موذیوں اور مرتدوں سے جو سلوک کیا، وہ کسی سے مخفی نہیں، اور بعد کے خلفاء اور سلاطینِ اسلام نے بھی کبھی اس فریضے سے غفلت اور تساہل پسندی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ لیکن اگر مسلمان حکومت اس قسم کے لوگوں کو سزا دینے میں کوتاہی کرے یا اس سے توقع نہ ہو تو خود مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے تاکہ وہ بحیثیت جماعت اس قسم کی سزا کا فیصلہ کریں جو اُس کے دائرۂ اختیار میں ہوں۔

الغرض ارتداد، محاربت، بغاوت، شرارت، نفاق، ایذا مسلمانوں کے ساتھ سازش، یہود و نصاریٰ و ہنود کے ساتھ سازباز ان سب وجوہ کے جمع ہو جانے سے بلاشبہ مذکور فی السوال فرد یا جماعت کے ساتھ مقاطعہ یا بائیکاٹ نہ

صرف جائز بلکہ واجب ہے۔اگر مسلمانوں کی جماعت بہ ہیئتِ اجتماعی اس فتنے کی سرکوبی کے لئے مقاطعہ یا بائیکاٹ جیسے ہلکے سے اقدام سے بھی کوتاہی کرے گی تو وہ عنداللہ مسئول ہوگی۔

یہ مقاطعہ یا بائیکاٹ ظلم نہیں، بلکہ اسلامی عدل وانصاف کے عین مطابق ہے، کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی محاربت اور ایذا رسانی سے محفوظ کیا جائے، اور ان کی اجتماعیت کو ارتداد ونفاق کی دست بُرد سے بچایا جائے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ خود ان محاربین کیلئے بھی اس میں یہ حکمت مضمر ہے کہ وہ اس سزا یا تادیب سے متاثر ہوکر اصلاح پذیر ہوں اور کفر ونفاق کو چھوڑ کر ایمان واسلام قبول کریں، اس طرح آخرت کے عذاب اور ابدی جہنم سے ان کو نجات مل جائے۔ورنہ اگر مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ ان کے خلاف کوئی تادیبی اقدام نہ کرے تو وہ اپنی موجودہ حالت کو مستحسن سمجھ کر اس پر مُصر رہیں گے، اور اس طرح ابدی عذاب کے مستحق ہوں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے مدینہ پہنچ کر ابتداءً یہی طریقہ اختیار فرمایا تھا کہ کفارِ مکہ کے قافلوں پر حملہ کرکے ان کے اموال پر قبضہ کیا جائے، تاکہ مال اور ثروت سے ان کو جو طاقت اور شوکت حاصل ہے، وہ ختم ہوجائے، جس کے بل بوتے پر وہ مسلمانوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں اور مختلف سازشیں کرتے ہیں۔قتلِ نفس اور جہاد بالسیف سے پہلے مقاطعہ اور دشمنوں کو اقتصادی طور پر مفلوج کرنے کی یہ تدابیر اس لئے اختیار کی گئی تھی تاکہ اس سے ان کی جنگی صلاحیت ختم ہوجائے اور وہ اسلام کے مقابلے میں آکر کفر کی موت نہ مرے۔گویا اس اقدام کا مقصد یہ تھا کہ ان کے اموال پر قبضہ کرکے ان کی جانوں کو بچایا جائے، کیونکہ اموال پر قبضہ ان کی جان لینے سے زیادہ بہتر تھا۔

علاوہ ازیں اس تدبیر میں یہ حکمت ومصلحت بھی تھی کہ کفارِ مکہ کیلئے غور وفکر کا ایک اور موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوکر ابدی نعمتوں کے مستحق بن سکیں اور عذابِ اُخروی سے نجات پاسکیں۔لیکن جب اس تدبیر سے کفار ومشرکین کے عناد کی اصلاح نہ ہوئی تو ان کے شر وفساد سے زمین کو پاک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جانب سے جہاد بالسیف کا حکم بھیج دیا گیا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قریش کے تجارتی قافلے کے بجائے ان کی عسکری تنظیم سے مسلمانوں کا مقابلہ کرادیا۔

رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی تدبیر سے اُمت مسلمہ کو یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ خاص قسم کے حالات میں جہاد بالسیف پر عمل نہ ہوسکے تو اس سے اَقل (کم) درجے کا اقدام یہ ہے کہ کفارِ محاربین سے نہ صرف اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے بلکہ ان کے اموال پر قبضہ تک کیا جاسکتا ہے۔مگر ظاہر ہے کہ عام مسلمان نہ تو جہاد بالسیف پر قادر ہیں، نہ انہیں اموال پر قبضہ کی اجازت ہے، اندریں صورت ان کے اختیار میں جو چیز ہے، وہ یہ ہے کہ ان موذی کافروں سے ہر قسم

کے تعلقات ختم کر کے ان کو معاشرے سے جدا کر دیا جائے۔

بدنِ انسانی کا جو حصہ اس درجہ سڑ گل جائے کہ اس کی وجہ سے تمام بدن کو نقصان کا خطرہ لاحق ہو اور جان خطرے میں ہو تو اس ناسور کو جسم سے پیوستہ رکھنا دانشمندی نہیں، بلکہ اسے کاٹ دینا ہی عین مصلحت و حکمت ہے۔ تمام حکماء اور عقلاء و اطباء کا اسی پر عمل و اتفاق ہے اور پھر جب یہ موذی کفار، مسلمانوں کا خون چوس چوس کر پل رہے ہوں اور طاقتور بن کر مسلمانوں ہی کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہوں تو ان سے خرید و فروخت اور لین دین میں مکمل مقاطعہ یا اقتصادی ناکہ بندی کو ایک اہم دفاعی مورچہ سمجھا جاتا ہے اور اس کو سیاسی حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، مگر مسلمانوں کیلئے یہ کوئی سیاسی حربہ نہیں بلکہ اُسوۂ نبی، سنتِ رسول ﷺ اور ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے۔ اسلام کی غیرت ایک لمحے کیلئے یہ برداشت نہیں کرتی کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں سے کسی نوعیت کا کوئی تعلق اور رابطہ رکھا جائے۔ اب ہم آیاتِ قرآنیہ، احادیث نبویہ ﷺ اور فقہائے اُمت اسلامیہ کے وہ نقول پیش کرتے ہیں، جن سے اس مقاطعہ کا حکم واضح ہوتا ہے۔

1..... اذا سمعتم اٰیٰت اللّٰہ یکفر بھا و یستھزا بھا فلا تقعد وا معھم: جب سنو تم کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کر دو۔

2..... واذا رایت الّذین یخوضون فی اٰیٰتنا فاعرض عنھم: اور جب تم دیکھو اُن لوگوں کو جو مذاق اُڑاتے ہیں ہماری آیتوں کا تو ان سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔

اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابوبکر الجصاص الرازیؒ لکھتے ہیں کہ: یہ آیت اس اَمر پر دلالت کرتی ہے کہ ہم (مسلمانوں) پر ضروری ہے کہ ملاحدہ اور سارے کافروں سے ان کے کفر و شرک اور اللہ تعالیٰ جل شانہ پر ناجائز باتیں کہنے کی رُوک نہ کر سکیں تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کر دیں۔

3..... یٰاَیّھا الّذین اٰمنوا لا تتّخذوا الیھود والنصٰرٰی اولیاء: اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔

اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابوبکر الجصاص الرازیؒ لکھتے ہیں کہ: اس آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ کافر مسلمانوں کا ولی (دوست) نہیں ہو سکتا نہ تو معاملات میں اور نہ امداد و تعاون میں۔ اور اس سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کافروں سے برأت اختیار کرنا اور ان سے عداوت رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ ولایت، عداوت کی ضد ہے اور جب ہم کو یہود و نصاریٰ سے ان کے کفر کی وجہ سے عداوت رکھنے کا حکم ہے، دُوسرے کافر بھی انہی کے حکم میں

ہیں، سارے کافر ایک ہی ملت ہے۔

4.....سورۂ ممتحنہ کا موضوع ہی کفار سے قطع تعلق کی تاکید ہے۔اس سورۃ میں بہت سختی کے ساتھ کفار کی دوستی اور تعلق سے ممانعت کی گئی ہے، اگر چہ رشتہ دار ہی قرابتدار ہوں۔اور فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارے یہ رشتے کام نہیں آئیں گے، اور یہ کہ جو لوگ آئندہ کفار سے دوستی اور تعلق رکھیں گے، وہ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے اور ظالم شمار ہوں گے۔

5..... لاتجدقوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر یوآدون من حآد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اٰباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم: تم نہ پاؤ گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے، خواہ ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا خاندان والے ہوں۔

آگے چل کر اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو جو باوجود قرابت داری کے، محارب کافروں سے دوستانہ تعلقات ختم کر دیتے ہیں، سچا مؤمن کہا گیا ہے، انہیں جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی بشارت سنا دی گئی ہے اور ان کو: حزب اللّٰہ: کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کے دشمن، موذی کافروں سے تعلقات رکھنا، ان سے گھل مل کر رہنا اور انہیں کسی قسم کی تقویت پہنچانا مؤمن کا کام نہیں ہو سکتا۔

میرے محترم قارئین کرام!

بطور مثال ان چند آیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، ورنہ بے شمار آیاتِ کریمہ اس مضمون کی موجود ہیں۔

اب چند احادیثِ نبویہ ﷺ ملاحظہ فرمائیں:

1.....جامع ترمذی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 194 پر ایک حدیث میں حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے مروی ہے کہ حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں اور کافروں کے ساتھ ایک جگہ سکونت بھی اختیار نہ کریں، ورنہ مسلمان بھی کافروں جیسے ہوں گے۔

2.....ترمذی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 193 پر ایک حدیث میں جو حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یعنی آپ ﷺ نے اظہارِ برأت فرمایا ہر اُس مسلمان سے جو محارب کافروں میں سکونت پذیر ہوں۔

3.....صحیح بخاری کی ایک حدیث میں قبیلہ عکل اور عرنیہ کے آٹھ نو اشخاص کا ذکر ہے جو مرتد ہو گئے تھے، ان کے گرفتار ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور ان کی آنکھوں میں گرم کر کے لوہے کی کیلیں پھیر دی جائیں اور ان کو مدینہ طیبہ کے کالے کالے پتھروں پر ڈال دیا جائے۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا،

یہ لوگ پانی مانگتے تھے،لیکن پانی نہیں دیا جاتا تھا،اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:وہ پیاس کے مارے زمین چاٹتے تھے،مگر انہیں پانی دینے کی اجازت نہ تھی۔

امام نوویؒ: فتح الباری جلدنمبر 1صفحہ نمبر 241:پر اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ: اس سے معلوم ہوا کہ محارب مرتد کا پانی وغیرہ پلانے میں کوئی احترام نہیں۔چنانچہ جس شخص کے پاس صرف وضو کیلئے پانی ہوتو اس کو اجازت نہیں ہے کہ پانی مرتد کو پلا کر تیمم کرے، بلکہ اس کیلئے حکم ہے کہ پانی مرتد کو نہ پلائے،اگر چہ وہ پیاس سے مرجائے، بلکہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

4....غزوۂ تبوک میں تین بڑے صحابہ کرامؓ،حضرت کعب بن مالکؓ،حضرت ہلال بن اُمیہؓ،حضرت واقفی بدریؓ اور حضرت مرارہؓ بن ربیع،حضرت بدری عمریؓ کو غزوہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے سخت سزا دی گئی۔آسمانی فیصلہ ہوا کہ ان تینوں سے تعلقات ختم کر لئے جائیں،ان سے مکمل مقاطعہ کیا جائے،کوئی شخص ان سے سلام وکلام نہ کرے،حتیٰ کہ ان کی بیویوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی ان سے علیحدہ ہوجائیں اور ان کیلئے کھانا بھی نہ پکائیں۔یہ حضراتؓ رُوتے رُوتے نڈھال ہو گئے اور حق تعالیٰ جل شانہ کی وسیع زمین ان پر تنگ ہوگئی۔پورے پچاس دن تک یہ سلسلہ جاری رہا، آخر کار اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کی یہ توبہ قبول فرمائی اور معافی ہوگئی۔

قاضی ابوبکر ابن العربیؒ:احکام القرآن لابن العربی:ج 2:ص 1026:پر لکھتے ہیں کہ:اس قصہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ امام کو حق حاصل ہے کہ کسی گنہگار کی تادیب کیلئے لوگوں کو اس سے بول چال کی ممانعت کردے،اور اس کی بیوی کو بھی اس کے لئے ممنوع ٹھہرادے۔

حافظ ابن حجرؒ:فتح الباری:میں لکھتے ہیں کہ:اس سے ثابت ہوا کہ گنہگار کو سلام نہ کیا جائے اور یہ کہ اس سے قطع تعلق تین روز سے زیادہ بھی جائز ہے۔

بہر حال حضرت کعب بن مالکؓ اور اُن کے رفقاء کا یہ واقعہ قرآن کریم کے سورۂ توبہ میں واقع ہے اور اس کی تفصیل صحیح بخاری،صحیح مسلم اور تمام صحاحِ ستہ میں موجود ہے۔اور امام ابوداؤدؒ نے اپنی کتاب:سنن ابی داؤد: میں کتاب السنہ: کے عنوان کے تحت متعدد ابواب قائم کئے ہیں:

الف.....اہل اہواء باطل پرستوں سے کنارہ کشی کرنے اور بُغض رکھنے کا بیان۔(ج2:ص 276)

ب.....اہل اہواء سے ترکِ سلام وکلام کا بیان۔(ج2:ص 276)

سنن ابی داؤد میں حدیث ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے:خلوق:(زعفران) لگایا تھا،آپ ﷺ نے ان کو

سلام کا جواب نہیں دیا۔

غور فرمائیے! کہ معمولی خلافِ سنت بات پر جب یہ سزا دی گئی تو ایک مرتد موذی اور کافر محارب سے بات چیت، سلام وکلام اور لین دین کی اجازت کب ہوسکتی ہے؟؟؟

امام خطابیؒ: معالم السنن: ج 4: ص 296: میں حدیثِ کعبؓ کے سلسلے میں تصریح فرماتے ہیں کہ: مسلمانوں کے ساتھ بھی ترکِ تعلق اگر دین کی وجہ سے ہو تو بلا قیدِ ایام کیا جاسکتا ہے، جب تک توبہ نہ کریں۔

5.....مسند احمد وسنن ابی داؤد میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تقدیر کا انکار کرنے والے اس اُمت کے مجوسی ہیں، اگر بیمار ہوں تو عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو جنازہ نہ پڑھاؤ۔

(سنن ابی داؤد: ج2: ص288)

6.....ایک اور حدیث میں ہے کہ: منکرینِ تقدیر کے ساتھ نہ نشست وبرخاست رکھو اور نہ ان سے گفتگو کرو۔

7..... سنن کبریٰ بیہقی: میں ہے کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ بدر کے کنوؤں کا پانی خشک کردوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سوائے ایک کنویں کے جو بوقت جنگ ہمارے کام آئے گا باقی سب کنویں خشک کردیئے جائیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس چند بدبخت زندیق لائے گئے تو آپؓ نے انہیں آگ میں جلا دیا۔ حضرت ابن عباسؓ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا: اگر میں ہوتا تو انہیں جلاتا نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عذاب کی سزا مت دو بلکہ میں انہیں قتل کرتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من بدّل دینہ فاقتلوہ: جو شخص مرتد ہوجائے اسے قتل کردو۔

صحیح بخاری میں حضرت صعب بن جثامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ رات کی تاریکی میں مشرکین پر حملہ ہوتا ہے تو عورتیں اور بچے بھی زد میں آجاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔

بہر حال یہ تو نبی کریم ﷺ کے ارشادات مبارکہ ہیں۔ عہدِ نبوت ﷺ کے بعد عہدِ خلافت راشدہؓ میں بھی اسی طرزِ عمل کا ثبوت ملتا ہے۔ مانعینِ زکوۃ کے ساتھ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا اعلانِ جہاد کرنا بخاری ومسلم میں موجود ہے۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور اُن کے پیروؤں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا، اس سے حدیث وسیَر کا معمولی طالبِ علم بھی واقف ہے۔

عہدِ فاروقیؓ میں ایک شخص: صبیغ عراقی: قرآن کریم کی آیات کے ایسے معانی بیان کرنے لگا جن میں ہوائے

نفس کو دخل تھا، اور ان سے مسلمانوں کے عقائد میں تشکیک کا راستہ کھلتا تھا۔ یہ شخص فوج میں تھا، جب عراق سے مصر گیا اور حضرت عمرو بن عاصؓ گورنر مصر کو اِس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس مدینہ بھیجا اور صورتِ حال لکھی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے نہ اس کا موقف سنا نہ دلائل، اس سے بحث و مباحثہ میں وقت ضائع کئے بغیر اس کا: علاج بالجرید: ضروری سمجھا، فوراً کھجور کی تازہ ترین شاخیں منگوائیں اور اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر بے تحاشا مارنے لگے، اتنا مارا کہ خون بہنے لگا۔ وہ چیخ اُٹھا کہ: امیر المؤمنین! آپ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی کیجئے، تلوار لے کر میرا قصہ پاک کر دیجئے، اور اگر صرف میرے دماغ کا خناس نکالنا مقصود ہے تو آپ کو اطمینان دِلاتا ہوں کہ اب وہ بھوت نکل چکا ہے۔ اس پر سیدنا فاروق اعظمؓ نے اسے چھوڑ دیا، اور چند دن مدینہ رکھ کر واپس عراق بھیج دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ: کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے۔

اس مقاطعہ سے اس شخص پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے سیدنا فاروق اعظمؓ کو لکھا کہ اس کی حالت ٹھیک ہو گئی ہے، تب سیدنا فاروق اعظمؓ نے لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔

اب فقہ کی چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

1.....علامہ دردیر مالکیؒ: شرح کبیر: جلد نمبر 4: صفحہ نمبر 299: پر باغیوں کے احکام میں لکھتے ہیں کہ: ان کا کھانا پانی بند کر دیا جائے، اِلّا یہ کہ ان میں عورتیں اور بچے ہوں۔

2.....کوئی قاتل اگر حرمِ مکہ میں پناہ گزین ہو جائے، اس سلسلے میں ابوبکر الجصاصؒ: احکام القرآن: جلد نمبر 2: صفحہ نمبر 21 پر لکھتے ہیں کہ: امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ اور حسن بن زیادؒ کا قول ہے کہ جب کوئی حرم سے باہر قتل کر کے حرم میں داخل ہو تو جب تک حرم میں ہے، اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، مگر نہ اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی جائے، نہ اس کو کھانا دیا جائے، یہاں تک کہ وہ حرم سے نکلنے پر مجبور ہو جائے۔

3..... در مختار: جلد نمبر: 4 صفحہ نمبر 64 پر ہے کہ: ناصحی نے فتویٰ دیا ہے کہ ہر موذی کا قتل واجب ہے، اور شرح وہبانیہ میں ہے کہ تعزیر، یوں بھی ہو سکتی ہے کہ شہر بدر بھی کر دیا جائے اور ان کے مکان کا گھیراؤ کیا جائے، انہیں مکان سے نکال باہر کیا جائے اور مکان ڈھا دیا جائے۔

4.....ابن عابدین الشامی: ردالمحتار: جلد نمبر 4: صفحہ نمبر 65 پر لکھتے ہیں کہ: احکام السیاسۃ میں: المنتقیٰ: سے نقل کیا ہے کہ: جب کسی کے گھر سے گانے بجانے کی آواز سنائی دے تو اس میں داخل ہو جاؤ، کیونکہ جب اس نے یہ آواز سنائی تو اپنے گھر کی حرمت کو خود ساقط کر دیا ہے۔ اور: بزازیہ: کی کتاب الحدود، و: نہایہ: کے باب

الغضب اور: درایہ: کے کتاب الجنایات میں لکھا ہے کہ: صدر الشہید نے ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ جو شخص فسق وبدکاری اور مختلف قسم کے فساد کا عادی ہو، ایسے شخص پر اس کا مکان گرا دیا جائے، حتیٰ کہ مفسدوں کے گھر میں گھس جانے میں بھی مضائقہ نہیں۔

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ ایک نوحہ گر عورت کے گھر میں گھس آئے اور اس کو ایسا دُرّہ مارا کہ اس کے سر سے چادر اُتر گئی، اور اپنے طرزِ عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: حرام میں مشغول ہونے کے بعد اس کی کوئی حرمت نہیں رہی، اور یہ لونڈیوں کے صف میں شامل ہوگئی۔ حضرت عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپؓ نے ایک شرابی کے مکان کو آگ لگا دی تھی۔ صفار زاہدی کہتے ہیں کہ فاسق کا مکان گرا دینے کا حکم ہے۔

5.....ملا علی قاریؒ: مرقاۃ شرح مشکوۃ: جلد نمبر 5: صفحہ نمبر 107 پر باب التعزیر میں لکھتے ہیں: اور یہ کہ اس اَمر کی تصریح ہے کہ مارنا ایسی تعزیر ہے جس کا انسان اختیار رکھتا ہے، خواہ محتسب نہ ہو، المنتقیٰ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔

یاد رہے کہ اس قسم کے مقاطعہ کا تعلق درحقیقت: بُغض فی اللّٰہ: سے ہے جس کو حضرت محمد ﷺ نے: احبّ الاعمال الحبّ فی اللّٰہ: فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد: ج2: ص276)

بُغض فی اللّٰہ: کے ذیل میں امام غزالیؒ: احیاء العلوم: جلد نمبر 2: صفحہ نمبر 168:169 پر بطور کلیہ لکھتے ہیں:

اوّل..... کافر، پس کافر اگر حربی ہو تو اس بات کا مستحق ہے کہ قتل کیا جائے یا غلام بنا لیا جائے اور یہ ذلت واہانت کی آخری حد ہے۔

دوم..... صاحبِ بدعت، جو اپنی بدعت کی دعوت دیتا ہے، پس اگر بدعت حدِ کفر تک پہنچی ہوئی ہو تو اس کی حالت کافر ذمی سے بھی سخت تر ہے، کیونکہ نہ اس سے جزیہ لیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو ذمی کی حیثیت دی جا سکتی ہے۔ اور اگر بدعت ایسی نہیں جس کی وجہ سے اس کو کافر قرار دیا جائے تو عند اللہ تو اس کا معاملہ کافر سے لامحالہ اَخف (ہلکا) ہے، مگر کافر کی بنسبت اس پر نکیر زیادہ کی جائے گی۔ کیونکہ کافر کا شر متعدی نہیں، اس لئے کہ مسلمان، کافر کو ٹھیٹ کافر سمجھتے ہیں، لہذا اس کے قول کو لائقِ التفات ہی نہیں سمجھیں گے، الخ۔

: ردالمختار: جلد نمبر 4: صفحہ نمبر 244: پر قرامطہ کے بارے میں لکھا ہے کہ: مذاہبِ اربعہ سے منقول ہے کہ انہیں اسلامی ممالک میں ٹھہرانا جائز نہیں، نہ جزیہ لے کر، نہ بغیر جزیہ کے، نہ ان سے شادی بیاہ جائز ہے، نہ

ہی ان کا ذبیحہ حلال ہے۔حاصل یہ ہے کہ ان پر زندیق منافق اور ملحد کا مفہوم پوری طرح صادق آتا ہے۔اور ظاہر ہے کہ اس خبیث عقیدے کے باوجود ان کا کلمہ پڑھنا انہیں مرتد کا حکم نہیں دیتا، کیونکہ وہ تصدیق نہیں رکھتے،اور ان کا ظاہری اسلام غیر معتبر ہے، جب تک کہ ان تمام اُمور سے جو دین اسلام کے خلاف ہیں، برأت کا اظہار نہ کریں، کیونکہ وہ اسلام کا دعویٰ اور شہادتین کا اقرار تو پہلے سے کرتے ہیں (مگر اس کے باوجود پکے بے ایمان اور کافر ہیں) اور ایسے لوگ گرفت میں آجائیں تو ان کی توبہ اصلاً قابلِ قبول نہیں۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب:معین الاحکام:جلد نمبر 3:صفحہ نمبر 75 پر بسلسلۂ تعزیر ایک مستقل فصل میں لکھا ہے: اور تعزیر کسی معین فعل یا معین قول کے ساتھ مختص نہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اُن تین حضرات (جو غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور) جن کا واقعہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن عظیم میں ذکر فرمایا ہے، مقاطعہ کی سزا دی تھی۔ چنانچہ پچاس دن تک ان سے مقاطعہ رہا، کوئی شخص ان سے بات تک نہیں کرسکتا تھا، ان کا مشہور قصہ صحاحِ ستہ میں موجود ہے۔نیز رسول اللہ ﷺ نے جلاوطنی کی سزا بھی دی، چنانچہ مخنثوں کو مدینے سے نکالنے کا حکم دیا اور انہیں شہر بدر کردیا۔اسی طرح آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے بھی مختلف تعزیرات جاری کیں، ہم ان میں سے بعض کو جو احادیث کی کتابوں میں وارد ہیں، یہاں ذکر کرتے ہیں ان میں سے بعض کے ہمارے اصحاب قائل ہیں، اور بعض پر دیگر آئمہ نے عمل کیا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ نے: صبیغ نامی: ایک شخص کو مقاطعہ کی سزا دی۔یہ شخص: الذاریات: وغیرہ کی تفسیر پوچھا کرتا تھا اور لوگوں کو فہمائش کیا کرتا تھا کہ وہ مشکلاتِ قرآن میں تفقہ پیدا کریں۔سیدنا فاروق اعظمؓ نے اس کی سخت پٹائی کی اور اسے بصرہ یا کوفہ جلاوطن کردیا اور اس سے مقاطعہ کا حکم فرمایا۔چنانچہ کوئی شخص اس سے بات تک نہیں کرتا تھا، یہاں تک کہ وہ تائب ہوا اور وہاں کے گورنر نے سیدنا فاروق اعظمؓ کو اس کے تائب ہونے کی خبر لکھ بھیجی، تب سیدنا فاروق اعظمؓ نے لوگوں کو اجازت دی کہ اس سے بات چیت کرسکتے ہیں۔سیدنا فاروق اعظمؓ نے جب ایک سائل ایسا دیکھا جس کے پاس قدرِ کفایت سے زائد غلہ موجود تھا، اور وہ بھی سوال کرتا تھا تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے اس سے زائد غلہ چھین کر صدقے کے اُنٹوں کو کھلا دیا۔سیدنا فاروق اعظمؓ نے اُس مکان کو جلا دینے کا حکم فرمایا جس میں شراب کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جب رعیت سے الگ تھلگ اپنے گھر ہی میں فیصلہ کرنا شروع کیا تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے ان کا مکان جلا ڈالا۔سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے عُمّال کے مال کا ایک حصہ ضبط کرکے مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔سیدنا فاروق اعظمؓ نے نصیر بن حجاج کا سر منڈوا کر اسے مدینہ سے نکال دیا تھا، جبکہ عورتوں نے اشعار میں اس کی تشبیب شروع کردی تھی اور فتنے کا اندیشہ لاحق ہوگیا تھا۔

ایک شخص نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی مہر پر جعلی مہر بنوالی تھی اور بیت المال سے کوئی چیز لے لی تھی ،سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کو سوڑّے لگائے ،دوسرے دن پھر سوڑّے لگائے ،اور تیسرے دن بھی سوڑّے لگائے۔ امام مالکؒ نے اسی کو لیا ہے، چنانچہ اس کا مسلک ہے کہ تعزیر مقدارِ حد: سے زائد بھی ہوسکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے قبیلہ عرنیہ کے افراد کو جو سزا دی (اس کا قصہ صحاح میں موجود ہے)۔سیدنا صدیق اکبرؓ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو بدفعلی کراتا تھا، صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا، صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا کہ اسے آگ میں جلا دیا جائے۔سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ حکم لکھ بھیجا، بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور ہشام بن عبدالملکؒ نے بھی اپنے اپنے دورِ خلافت میں اس قماش کے لوگوں کو آگ میں ڈالا۔سیدنا صدیق اکبرؓ نے مرتدین کی ایک جماعت کو آگ میں جلایا۔آنحضرت ﷺ نے شراب کے مٹکے توڑنے کا اور اس کے مشکیزے پھاڑ دینے کا حکم فرمایا۔آنحضرت ﷺ نے خیبر کے دن اُن ہانڈیوں کو توڑنے کا حکم فرمایا جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا تھا پھر صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے اجازت چاہی کہ انہیں دھو کر استعمال کرلیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔یہ واقعہ دونوں باتوں کے جواز پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ ہانڈیوں کو توڑ ڈالنے کی سزا واجب نہیں تھی۔اس کے علاوہ اس نوعیت کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور صحیح اور معروف فیصلے ہیں۔

اور:شرح سیر کبیر:جلد نمبر 3:صفحہ نمبر 75 پر ہیں:اور کوئی مضائقہ نہیں کہ مسلمان، کافروں کے ہاتھ غلہ اور کپڑہ وغیرہ فروخت کریں ،مگر جنگی سامان اور گھوڑے اور قیدی فروخت کرنے کی اجازت نہیں، خواہ وہ اَمن لے کر ان کے پاس آئے ہوں یا بغیر اَمان کے، کیونکہ ان چیزوں کے ذریعے مسلمانوں کے مقابلے میں ان کو جنگی قوت حاصل ہوگی، اور مسلمانوں کیلئے ایسی کوئی چیز حلال نہیں جو مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کو تقویت پہنچانے کا سبب بنے اور یہ علت دیگر سامان میں نہیں پائی جاتی۔پھر یہ حکم جب ہے جبکہ مسلمانوں نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ نہ کیا ہوا ہو، لیکن جب انہوں نے ان کے کسی قلعے کا محاصرہ کیا ہوا ہو تو ان کیلئے مناسب نہیں کہ اہلِ قلعہ کے ہاتھ غلہ یا پانی یا کوئی ایسی چیز فروخت کریں جو ان کے قلعہ بند رہنے میں مدد و معاون ثابت ہو۔کیونکہ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ اسی لئے تو کیا ہے کہ ان کا رَسد و پانی ختم ہو جائے، اور وہ اپنے کو مسلمانوں کے سُپرد کردیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم پر باہر نکل آئیں۔پس ان کے ہاتھ غلہ وغیرہ بیچنا، ان کے قلعہ بند رہنے میں تقویت کا موجب ہوگا۔بخلاف گزشتہ بالا صورت کے، کیونکہ اہلِ حرب اپنے ملک میں ایسی چیزیں حاصل کرسکتے ہیں جن کے ذریعے وہاں قیام پذیر رہ سکیں، انہیں مسلمانوں سے خریدنے کی ضرورت نہیں، لیکن جو کافر کہ قلعہ بند ہوں، اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا ہو، وہ

مسلمانوں کے کسی فرد سے ضروریاتِ زندگی نہیں خرید سکتے۔لہذا کسی بھی مسلمان کو حلال نہیں کہ ان کے ہاتھ کسی قسم کی کوئی چیز فروخت کرے، جو شخص ایسی حرکت کرے اور امام کو اس کا علم ہو جائے تو امام اسے تادیب اور سرزنش کرے، کیونکہ اس نے غیر حلال فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

مذکورہ بالا نصوص اور فقہائے اسلام کی تصریحات سے حسبِ ذیل اُصول ونتائج واضح ہو کر سامنے آجاتے ہیں:

1.....کفارِ محاربین سے دوستانہ تعلقات ناجائز اور حرام ہیں۔جو شخص ان سے ایسے روابط رکھے، وہ گمراہ اور ظالم اور مستحقِ عذابِ الیم ہے۔

2.....جو کافر، مسلمانوں کے دین کا مذاق اُڑاتے ہیں، ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات، نشست وبرخاست وغیرہ بھی حرام ہے۔

3.....جو کافر، مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوں، ان کے محلے میں ان کے ساتھ رہنا بھی ناجائز ہے۔

4.....مرتد کو سخت سے سخت سزا دینا ضروری ہے، اس کی کوئی انسانی حُرمت نہیں یہاں تک کہ اگر پیاس سے جان بلب ہو کر تڑپ رہا ہو، تب بھی اسے پانی نہ پلایا جائے۔

5.....جو کافر، مرتد اور باغی، مسلمانوں کے خلاف ریشہ دانیوں میں مصروف ہوں، ان سے خرید وفروخت اور لین دین ناجائز ہے، جبکہ اس سے ان کو تقویت حاصل ہوتی ہو، بلکہ ان کی اقتصادی ناکہ بندی کر کے ان کی جارحانہ قوت کو مفلوج کر دینا واجب ہے۔

6.....مفسدوں سے اقتصادی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں، بلکہ شریعتِ اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اسوۂ رسول اکرم ﷺ ہے۔

7.....اقتصادی اور معاشرتی مقاطعہ کے علاوہ مرتدوں، موذیوں اور مفسدوں کو یہ سزائیں بھی دی جاسکتی ہے۔ قتل کرنا، شہر بدر کرنا، ان کے گھروں کو ویران کرنا، ان پر ہجوم کرنا وغیرہ۔

8.....اگر محارب کافروں اور مفسدوں کے خلاف کاروائی کرتے ہوئے ان کی عورتیں اور بچے بھی تبعاً اس کی زَد میں آجائیں تو اس کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔

9.....ان لوگوں کے خلاف مذکورہ بالا اقدامات کرنا دراصل اسلامی حکومت کا فرض ہے، لیکن اگر حکومت اس

میں کوتاہی کریں تو خود مسلمان بھی ایسے اقدامات کرسکتے ہیں جو اِن کے دائرۂ اختیار کے اندر ہوں، مگر انہیں کسی ایسے اقدام کی اجازت نہیں جس سے ملکی امن میں خلل وفساد کا اندیشہ ہو۔

10.....مکمل مقاطعہ صرف کافروں اور مفسدوں سے ہی جائز نہیں بلکہ کسی سنگین نوعیت کے معاملے میں ایک مسلمان کو بھی یہ سزا دی جاسکتی ہے۔

11.....زندیق اور ملحد جو بظاہر اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو، مگر اندرونی طور پر خبیث عقائد رکھتا ہو، اور غلط تأویلات کے ذریعہ اسلامی نصوص کو اپنے عقائدِ خبیثہ پر چسپاں کرتا ہو، اس کی حالت کافر اور مرتد سے بھی بدتر ہے کہ کافر اور مرتد کی توبہ بالاتفاق قابلِ قبول ہے، مگر بقول شامی، زندیق کا نہ اسلام معتبر ہے نہ کلمہ، نہ اس کی توبہ قابلِ التفات ہے، اِلّا یہ کہ وہ اپنے تمام عقائدِ خبیثہ سے براءت کا اعلان کرے۔

میرے محترم قارئین کرام!

ان اُصول کی روشنی میں زیرِ بحث فرد یا جماعت کی حیثیت اور اُن سے اقتصادی و معاشی، اور معاشرتی و سیاسی مقاطعہ یا مکمل سوشل بائیکاٹ کا شرعی حکم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

(فتاوی بینات:ج1:ص217تا240فتاویٰ ختم نبوت:ج2:ص459)

اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں کا نماز جنازہ پڑھنے، اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اور اُن سے تعلقات رکھنے کا حکم:

اسلام کی غیرت ایک لمحہ کیلئے یہ برداشت نہیں کرتی کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں سے کسی نوعیت کا تعلق اور رابطہ رکھا جائے۔ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے ساتھ کلیتاً قطع تعلق کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

:یٰاَیُّھاالّذین اٰمنوالاتتّخذواالیھودوالنّصاریٰ اولیآء،بعضھم اولیآء بعض،ومن یّتولھم مّنکم فانّہ منھم،انّ اللّٰہ لایھدی القوم الظّٰلمین:

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو معتمد دوست، وہ آپس میں ایک دوسرے کے مخلص دوست ہیں، اور جو کوئی تم میں سے اُن کے ساتھ موالات کرے گا (یاد رکھو) انہیں میں سے ہے، بیشک اللہ تعالیٰ بے انصاف قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابوبکر الجصاص الرازیؒ لکھتے ہیں کہ: اس آیت میں اس امر پر

دلالت ہے کہ کافر، مسلمانوں کا ولی (دوست) نہیں ہوسکتا نہ تو معاملات میں اور نہ امداد وتعاون میں۔ اور اس سے یہ امر بھی واضح ہوجاتا ہے کہ کافروں سے برأت اختیار کرنا اور ان سے عداوت رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ ولایت، عداوت کی ضد ہے اور جب ہم کو یہود ونصاریٰ سے ان کے کفر کی وجہ سے عداوت رکھنے کا حکم ہے تو دُوسرے کافر بھی انہی کے حکم میں ہیں، سارے کافر ایک ہی ملت ہے۔ (احکام القرآن: ج2: ص444)

نیز دوسری جگہ حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: واذا رایت الّذین یخوضون فی اٰیٰتنا فاعرض عنھم حتّٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ، واما ینسینّک الشّیطٰن فلا تقعد بعد الذّکریٰ مع القوم الظّٰلمین:

ترجمہ: اور جب تم دیکھو اُن لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو اُن سے کنارہ کشی اختیار کرلو، یہاں تک کہ مشغول ہوجاویں کسی اُور بات میں، اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ۔

اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابوبکر الجصاص الرازیؒ لکھتے ہیں کہ: یہ آیت اس اَمر پر دلالت کرتی ہے کہ ہم (مسلمانوں) پر ضروری ہے کہ ملاحدہ اور سارے کافروں سے ان کے کفر وشرک اور اللہ تعالیٰ جل شانہ پر ناجائز باتیں کہنے کی رُوک نہ کرسکیں تو ان کے ساتھ نشست وبرخاست ترک کردیں۔

فقہائے کرامؒ نے لکھا ہے کہ مرتد کو مسنون طریقے سے غسل وکفن دینا ممنوع اور گناہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ خیریہ میں ہے: اگر کسی شخص نے کسی غیر مسلم کی تجہیز وتکفین وتدفین میں علماء کے ذکر کردہ اُن اُمورِ مسنونہ کی رعایت کی جو مسلمانوں کیلئے ہیں، تو وہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ کیونکہ بلاشبہ اُن تمام اُمور کی رعایت کفار کے حق میں ممنوع ہے۔

اسی طرح کسی کافر کی نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ سورۃ التوبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولا تصلّ علیٰ احدٍ منھم مّات ابدا وّلا تقم علیٰ قبرہ، انّھم کفروا باللّٰہ ورسولہ وماتوا وھم فٰسقون: اور نماز نہ پڑھ اُن میں سے کسی پر جو مرجائے کبھی، اور نہ کھڑا ہو اُس کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مرگئے نافرمان۔

اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابوبکر الجصاص الرازیؒ لکھتے ہیں کہ: اس میں کفار کے موتیٰ پر جنازہ پڑھنے کی ممانعت ہے۔

مسنون طریقے سے کافر کو دفن کرنا بھی جائز نہیں، بلکہ ایسے شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ہی جائز

نہیں۔ چنانچہ: درمختار حاشیہ ردالمحتار: میں ہے کہ: مرتد کی میت کو کتے کی طرح ایک گڑھے میں پھینک دیا جائے۔

علامہ ابن عابدینؒ: شامی: میں مزید لکھتے ہیں کہ: کسی کافر کا اپنے قریبی رشتہ دار مسلمان کی قبر میں (دفن کرنے کی غرض سے) اُترنا بھی ممنوع ہے۔

:کفایہ شرح ھدایہ: میں ہے کہ: چونکہ کافر کی قبر پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ناراضگی اور لعنت برستی ہے اور مسلمانوں کو ہر لمحہ رحمتِ الٰہی کے نزول کی ضرورت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے قبرستان کو ان (کافروں کے دفن) سے پاک رکھا جائے۔

:فتح القدیر: میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان مر جائے اور اس کا قریبی رشتہ دار کافر ہو، پھر وہ کافر اپنے مسلمان رشتہ دار کی میت کو لے کر قبر میں نہ اُترے بلکہ عام مسلمان یہ کام انجام دیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: اور وہ (کافر) اس کے دفن کا متولی نہیں بن سکتا، بلکہ اس کے بجائے عام مسلمان ہی اس کو دفن کریں۔

اسی لئے فقہائے کرامؒ نے تصریح کی ہے کہ کافروں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہی نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو علیحدہ دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ فتاویٰ خیریہ میں ہے: عقبہ بن عامر اور واثلہ بن اسقع کہتے ہیں کہ ان کے دفن کی جگہ علیحدہ ہونی چاہئے۔ اور اس طرح کا مضمون: مبسوط: میں جلد نمبر 1: صفحہ نمبر 55 میں بھی ہے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ کافر اور مسلمان کا ایک ساتھ دفن کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ: مشرکین کی قبریں اُکھاڑ دی جائیں اس لئے کہ (اسلام میں) ان کا کوئی احترام نہیں، بخلاف انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے متبعین کے، کہ اس میں ان کی توہین ہے۔

دوسری جگہ ارقام فرماتے ہیں کہ: البتہ کفار کی قبریں اُکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ان کی توہین کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

مزید آگے لکھتے ہیں کہ: اگر مشرکین کی قبریں ہوں تو اُن کو اُکھاڑ دینا چاہئے، کیونکہ وہ محلِ عذاب ہیں۔

فقہ کی مشہور کتاب: مراقی الفلاح: میں ہے کہ: اگر ضرورت ہو تو حربی کفار کی قبریں اُکھاڑ دی جائیں۔

مندرجہ بالا تمام عبارات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرتد کی نعش کا مسلمانوں کے قبرستان سے نکالنا ضروری ہے۔ (فتاوی بینات: ج2: ص462تا470)

غیر مسلم عدالت کا اسلامی معاملات میں فیصلہ:

ازروئے قرآن وحدیث مسلمانوں کے دینی اُمور میں فیصلہ کیلئے قاضی اور ججوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اور پھر فیصلے کا قرآن وسنت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے۔

غیر مسلم حکام اور ججوں کو مسلمانوں کے دینی معاملات میں فیصلہ دینے کا اختیار نہیں ہے۔اور چونکہ غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں اور متبعین کے غیر مسلم ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ خالص دینی اور مذہبی ہے۔اس سلسلہ میں غیر مسلم ججوں کو اس بات کا اختیار ہی نہیں کہ وہ کسی جماعت یا فرقہ کے متعلق بتائیں کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

کیونکہ غیر مسلم جج خواہ یہودی ہوں یا عیسائی، دین اسلام پر ایمان ویقین نہیں رکھتے اور قرآن وحدیث کو نہیں مانتے اور نہ ہی ان کے فیصلے قرآن وسنت کے مطابق ہوتے ہیں۔لہذا وہ خود کافر اور ظالم ہیں۔قرآن کریم میں ہیں: والکٰفرون هم الظّٰلمون: تمام کافر یقیناً ظالم ہیں۔

ظاہر ہے جو لوگ خود کافر اور ظالم ہوں وہ عدل اور انصاف کے مطابق فیصلے نہیں کرسکتے ،اور غیر مسلم ججوں کے فیصلے دین اسلام کے قانون قرآن وسنت سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کے اپنے قوانین کے مطابق ہوتے ہیں۔اور جو لوگ قرآن وحدیث کے قوانین کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں اور دین اسلام کے منکر ہیں۔چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ومن لّم یحکم بماانزل اللّٰه فاولئک هم الکٰفرون: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔

اور غیر مسلم یہودی ہوں یا نصاریٰ خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کے نافرمان ہیں۔اور جو لوگ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات نہیں مانتے وہ گمراہ ہیں، راہِ راست سے ہٹے ہوئے ہیں، لہذا دوسروں کی (فیصلہ دے کر) رہنمائی نہیں کرسکتے۔چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ومن یّعص اللّٰه ورسوله فقدضلّ ضلالا مّبینا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلا گمراہ ہے۔

مسلمانوں کے اُوپر فیصلے کے لئے ججوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے:

چنانچہ علامہ ابن ہمامؒ: فتح القدیر: میں لکھتے ہیں کہ: قاضی کی ولایت اور عہدہ کسی کیلئے صحیح نہیں جب تک کہ اس میں شہادت اور گواہی دینے کی تمام شرائط جمع نہ ہو جائیں۔اور اس کی شرائط میں سے بعض یہ ہیں کہ دین اسلام پر ایمان رکھنے والا ہو، بالغ ہو، عاقل (عقلمند) ہو، آزاد ہو، اور اس میں درجۂ کمال یہ ہے کہ قاضی (جج) کے عہدہ پر فائز

ہونے والا عادل اور منصف ہو، غیر عادل اور ظالم نہ ہو، عفیف ہو، یعنی بڑے گناہوں سے محفوظ ہو، قرآن وسنت کا عالم اور جاننے والا ہو، اور اس کے فیصلے سابق اسلامی قاضیوں اور ججوں کے مطابق ہوں۔

علامہ مفتی ابن نجیمؒ مسلمانوں کے فیصلے کیلئے قاضی اور جج کی اہلیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ قاضی (یعنی موجودہ زمانے کے جج) بننے کا اہل وہ ہوسکتا ہے جو مسلمانوں کے معاملات میں شہادت اور گواہی دینے کا اہل ہوسکتا ہو۔ یعنی آزاد آدمی ہو غلام نہ ہو، مسلمان ہو کافر نہ ہو، عاقل ہو مجنون اور فاتر العقل نہ ہو، بالغ ہو، نابالغ بچہ نہ ہو، عادل اور ثقہ ہو فاسق وفاجر اور دینی اعتبار سے لاپرواہ نہ ہو۔ اس بنیاد پر صاحب نہایہ شارح ہدایہ نے لکھا ہے کہ کافر اور نابالغ بچے کا قضاء اور جج کے عہدہ پر فائز ہونا صحیح نہیں۔

شرح نقایہ میں ملا علی قاریؒ نے مسلمانوں کے فیصلے اور مقدمات کیلئے قاضیوں اور ججوں کیلئے جو شرائط عائد کی ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قضاء اور فیصلے کی اہلیت کیلئے شرط یہ ہے کہ قاضی یعنی جو جج اور فیصلہ کرنے والا ہو وہ اہل شہادت میں سے ہے تو جج اور قاضی بن سکے گا، اور اگر ایسا نہیں تو وہ مسلمانوں کے دینی معاملات میں فیصلہ کرنے کا اہل نہیں۔ اور مسلمانوں کے معاملات میں شہادت اور گواہی کیلئے شرط یہ ہے کہ شہادت دینے والا دین اسلام پر ایمان اور یقین رکھتا ہو، اور اس کا پیروکار ہو۔ اور چونکہ یہود ونصاریٰ، دین اسلام اور ان کے قانونی دساتیر قرآن وحدیث کو نہیں مانتے اس لئے بوجہ کافر ہونے کے وہ اہل شہادت میں سے نہیں، اور جب اہل شہادت میں سے نہیں تو اہل قضاء اور اہل فیصلہ میں سے بھی نہ ہوں گے۔

اس سلسلہ میں صاحب الدر المختار نے قاضی خصاف سے ایک بہترین فتویٰ نقل کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کی گواہی مسلمانوں کے معاملات میں درست نہیں، اس کا فیصلہ بھی مسلمانوں کے معاملات میں قابلِ اعتبار نہیں، اور جس کا فیصلہ قابل اعتبار نہیں اس کے فیصلوں کے مجموعہ کا بھی کچھ اثر نہیں۔

واضح رہے کہ غیر مسلم ججوں کے فیصلے مسلمانوں کیلئے لازم نہ ہونے کا مسئلہ جمہور کا اجماعی اور اتفاقی ہے اور اس بارے میں مسلمانوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں۔

قرآن کریم کی آیات اور فقہائے کرامؒ کی عبارات اور کتب فتاویٰ کی تصریحات سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ یہ ہیں:

1.....غیر مسلم خواہ یہودی ہو یا نصاریٰ یا کوئی اور فرقہ، مسلمانوں کے معاملات خصوصاً دینی اُمور میں شہادت

یعنی گواہی دینے کے اہل نہیں اور نہ ہی ان کی شہادت کا اعتبار ہے۔

2.....وہ مسلمان کے نجی معاملات یا اسلام کے بنیادی اُمور میں فیصلہ دینے کے قابل نہیں، اور نہ ان کے فیصلوں کا اعتبار ہے۔

3.....بالفرض اگر غیر مسلم ججوں نے مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں غیر شرعی فیصلے دے بھی دیئے تو مسلمانوں کے لئے اس پر عمل کرنا لازم اور ضروری نہیں۔

4.....واضح رہے کہ جس پنچائت اور کمیٹی کا ایک رکن بھی غیر مسلم ہو، اُس پنچائت اور کمیٹی کے فیصلے کا حکم بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کیلئے ایسے فیصلوں کا قبول کرنا لازم نہیں۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر مسلمانوں کے دینی اُمور کا فیصلہ کسی جماعت کے سپرد کیا جائے جیسا کہ بعض مرتبہ ججوں کی جیوری کے سپرد ہوجاتا ہے یا بینچ یا چند اشخاص کی کمیٹی کے سپرد ہوجاتا ہے۔ تو اس صورت میں ان سب کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، بعض ارکان اگر غیر مسلم ہوں تو شرعاً اس جماعت کا فیصلہ کسی طرح معتبر نہیں۔

5.....قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی رُو سے غیر مسلم اور جملہ کافروں کی شہادت (گواہی) اور قضاء (فیصلہ) مسلمانوں کے دینی معاملات میں قابلِ اعتبار نہیں۔ (فتاوی بینات: ج3: ص518)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کا فتوی

صدر مدرسہ دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد دکن

سنی شیعہ کا نکاح:

سوال: ہندہ سنی عورت ہے اور زید شیعہ ہے اور شادی دونوں کے رسم ورواج کے مطابق ہوئی، شادی ہوئے 22 سال ہوئے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: شیعہ کے مختلف فرقے ہیں، جن میں بعض کو مسلمان کہا جاسکتا ہے اور بعض پر علماء نے کفر کا فتوی لگایا ہے اور ان کے مردوں سے نکاح کی اجازت نہیں دی ہے۔ ان میں ہندہ کے شوہر اگر یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ قرآن میں تحریف کی گئی ہے جیسا کہ فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے اور خود ''آیت اللہ خمینی'' نے اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں لکھا ہے تو ان سے نکاح درست نہیں ہوا اور ہندہ کو فوراً اس سے علیحدگی اختیار کرنی چاہئے۔

(کتاب الفتاوی: ج2: ص245: حصہ: چہارم)

دس محرم کو شربت پلانا:

سوال: محرم کی نو اور دس تاریخ کو شربت پلانا چاہئے؟ اس سلسلہ میں شریعت کا کوئی حکم ہے؟

جواب: یوں تو کسی بھی مسلمان بلکہ کسی بھی انسان اور جاندار کی پیاس بجھانے میں اجر وثواب ہے اور

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک خاتون کی مغفرت اس بنیاد پر ہوئی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلا دیا تھا، لیکن اس کے لئے کسی خاص دن اور تاریخ کی تحدید نہیں ہے۔

دس محرم کی فضیلت اور اس دن کے بعض اعمال کا ذکر حدیث شریف میں موجود ہے، لیکن کہیں یہ بات نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شربت پلانے کا حکم دیا ہو، بلکہ آپ ﷺ نے تو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ روزہ کی حالت میں شربت پیا نہیں جا سکتا۔

اس لئے خاص طور پر دس محرم کو شربت پینے اور پلانے کا اہتمام نہ قرآن وحدیث اور نہ صحابہ کرامؓ کے عمل سے ثابت ہے اور نہ فقہاء کرامؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ (کتاب الفتاوی: ساتھواں حصہ: ص 117)

ماہِ محرم میں شادی کرنا:

سوال: بعض لوگ محرم کے مہینہ میں شادی کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ تو بتایا جائے کہ اس ماہ میں شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اسلام میں کوئی مہینہ، کوئی دن یا کوئی وقت منحوس اور نا مبارک نہیں، اور محرم کا مہینہ تو بہت سی فضیلتوں کا حامل ہے، خود یوم عاشورا کے بھی بڑے فضائل ہیں، سوءِ اتفاق ہے کہ اسی دن حضور اکرم ﷺ کے محبوب نواسے حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت کا دل دوز واقعہ پیش آیا، لیکن اس واقعہ کی وجہ سے یہ سمجھ لینا کہ اس دن یا اس مہینہ میں شادی نہ کی جائے، نہایت ہی غلط ہے۔ (کتاب الفتاوی: نواں حصہ: ص 248)

شیعہ سے نکاح:

اہل تشیع کے بعض فرقے وہ ہیں جن کے کفر میں کوئی شبہ نہیں مثلاً: جو لوگ حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہوں، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتے ہوں یا قرآن کریم کی صحت اور اس کی غیر محرف اور ترمیم وحذف سے پاک ہونے میں شک کرتے ہوں، وہ کافر ہیں، اور ظاہر ہے کہ ان سے نکاح جائز نہیں ہوگا۔ لیکن وہ روافض جو ان چیزوں کے قائل نہ ہوں، چاہے وہ حضرات شیخینؓ کو بُرا بھلا ہی کیوں نہ کہتے ہوں علمائے محققین کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہے بلکہ فاسق ہیں۔ لیکن چونکہ ایک تو اس صورت میں بھی کراہت ہے اور دوسرے بعض لوگوں نے اس کو کفر بھی قرار دیا ہے، اس لئے اہل تشیع سے نکاح سے احتراز ہی کرنا چاہئے۔ (جدید فقہی مسائل: ج 1: ص 190: حصہ اوّل)

ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح:

سوال: ایک شخص کرسچن مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوا اور پھر ایک مسلمان عورت سے شادی کی اور اس عورت کے زَر و جائیداد سے فائدہ اُٹھاتا رہا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس نے کرسچن مذہب دوبارہ اختیار کرلیا، اور پوجا پاٹ کرنے لگا۔ اس عورت نے تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے اس سے رشتہ منقطع کرلیا، مگر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس سے طلاق نہیں ہوئی، بلکہ تم اس سے طلاق لے لو۔ ایک مولوی صاحب کہتے ہے کہ نکاح ہی ختم ہوگیا، طلاق کی کیا ضرورت؟ تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے نکاح خود بخود ٹوٹ گیا، ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟ کیا طلاق لینا ضروری ہے یا نہیں؟ یہ عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ شخص بتوں کی پوجا کرتا ہے تو وہ شرعاً مرتد ہے، اور عورت کا نکاح اس سے ٹوٹ چکا ہے، اس مرد سے طلاق لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عدت گزر جانے کے بعد وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے، جو ان عورت کی عدت تین ماہواری ہے۔ (کتاب الفتاوی: ج3: ص129: حصہ: پنجم)

مرتد کی سزا:

سوال: اسلام میں داخل ہونے کی آزادی تو ہے، لیکن قبولیتِ اسلام کے بعد اگر کوئی ارتداد اختیار کرے تو اس کی سزا کیا ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص دارالکفر میں مرتد ہوجائے تو اسے سمجھانا اور مطمئن کرنا چاہئے، اگر اس کے باوجود دوبارہ ایمان نہ لائے تو پھر مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس سے قطع تعلق کرلیں، اور اگر ارتداد کا واقعہ دارالاسلام میں پیش آئے تو اوّلاً اسے کوئی شبہ ہو تو اسے دُور کرنے کی کوشش کی جائے، اگر سمجھانے کے باوجود نہ مانے تو عورت ہو تو اُس وقت تک قید میں رکھی جائے گی جب تک تائب نہ ہوجائے، اور مرد ہو تو تین دنوں تک قید میں رکھا جائے گا، اگر اسلام قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ قتل کردیا جائے گا۔ (کتاب الفتاوی: ج1: ص172: حصہ: اوّل)

غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت اور مبارک باد:

سوال: مسلمانوں کا غیر مسلموں کی عید کے دن پوجا کی محفل میں شریک ہونا اور دسہرہ کی مبارکباد دینا، کیا درست ہے؟

جواب: غیر مسلموں کی تہوار ظاہر ہے کہ ان کے مشرکانہ اعتقادات پر مبنی ہوتے ہیں، اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے شرک سے برأت اور بے تعلقی ضروری ہے۔اس لئے ان تہواروں میں مسلمانوں کا شریک ہونا جائز نہیں۔فقہاء کرامؒ نے بھی بہت سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔

:فتاویہ بزازیہ: میں ہیں:الخروج الی نیروز المجسوس والموافقۃ معھم فیمایفعلونہ فی ذٰلک کفر:

چونکہ یہ تہوار مشرکانہ فکر پر مبنی ہے،اس لئے ان پر مبارکباد دینا گویا ان کے نقطۂ نظر کی تائید ہے۔اس لئے اس سے بھی گریز کرنا چاہئے۔چنانچہ فقہاء کرامؒ نے مجوسیوں کو نیروز کی مبارکباد دینے سے منع کیا ہے۔

(کتاب الفتاوی:ج1:ص133:حصہ :اوّل)

غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت:

سوال: بعض غیر مسلم،مسلمانوں کی تہوار میں شریک ہوتے ہیں۔کیا مسلمانوں کیلئے بھی ان کے تہوار میں شرکت جائز ہے؟

جواب: مذہبی تہواروں کی جڑیں،عقیدہ اور مذہبی نظریات میں پیوست ہوتی ہیں۔غیر مسلم کے جو تہوار ہیں ان میں مشرکانہ تصورات کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہیں،اس لئے ان میں شرکت جائز نہیں۔رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے ایرانیوں کے طرز پر موسم بہار کی آمد اور اس موسم کے اختتام پر تہوار منانے کی اجازت چاہی لیکن رسول اللہ ﷺ نے اجازت نہیں دی۔پھر اس میں غیر مسلم کے ساتھ مماثلت بھی ہے۔سورج نکلنے،سورج ڈوبنے اور نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے،کیونکہ یہ آفتاب پرست قوم اور دوسری قوموں میں عبادت اور پوجا پاٹ کا خصوصی وقت ہے۔

تو جب اسلام کو غیر مسلموں کے تہواروں سے،یہاں تک کہ ان کی عبادتوں کے اوقات سے بھی مماثلت گوارا نہیں تو ان کے تہواروں میں شرکت کیسے جائز ہوسکتی ہے؟

بعض حضرات اس کو مذہبی رواداری سمجھتے ہیں،لیکن یہ ناسمجھی کی بات ہے۔رواداری ''مذہب فروشی'' کا نام نہیں،یہ تو بے ضمیری کی بات ہوگی۔رواداری اپنے عقیدہ اور مذہب پر رہتے ہوئے دوسروں کو برداشت کرنے اور دوسری قوموں کے مذہبی معاملات میں عدمِ مداخلت کی پالیسی پر قائم رہنے کا نام ہے۔

(کتاب الفتاوی:ج1:ص134:حصہ :اوّل)

کافر مسلمان کے دوست نہیں ہوسکتے، سے کیا مراد ہے:

سوال: قرآن کریم کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ کافر مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے؟

جواب: قرآن مجید کا منشاء یہ ہے کہ مذہبی حیثیت سے کافر، کسی مسلمان کا حقیقی دوست اور سچا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ سماجی یا اقتصادی مزاج ومذاق کی ہم آہنگی اور علاقہ وزبان کی اتحاد کی بنیاد پر تو ایک دوسرے کے ساتھ ذاتی دوستی ہوسکتی ہے، لیکن ایک مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان ایمان وکفر کی جو خلیج حائل ہے وہ مذہبی اور فکری سطح پر ایک دوسرے کی دوستی میں ضرور حائل ہوگی۔ اس لئے مسلمانوں کو اعتقادی اور تہذیبی اعتبار سے غیر مسلموں کی بہت زیادہ قربت سے بچنا چاہئے، ورنہ ان کے لئے نقصان کا اندیشہ ہے۔ اسی لئے اہل علم نے موالات اور مواسات میں فرق کیا ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ حُسنِ سلوک ''مواسات'' ہے، اور یہ مطلوب ہے۔ اور غیر مسلموں سے ایسا تعلق کہ آدمی ان کا اثر قبول کرنے لگے ''موالات'' ہے، اور یہ جائز نہیں۔ (کتاب الفتاوی: ج1: ص138: حصہ: اوّل)

عیسائی دوست کی دعوت پر چرچ جانا:

سوال: کیا کسی عیسائی کی دعوت پر چرچ میں جانے کی اجازت ہے، جیسے بچے کی خوشی؟

جواب: غیر مسلم کی عبادت گاہوں میں اس طرح داخل ہونا جائز نہیں کہ شعائر کفر کا احترام مقصود ہو یا نیت تو ایسی نہ ہو لیکن تہوار وغیرہ کا موقع ہو، جس میں لوگ عبادت اور تعظیم غیر اللہ کی نیت سے جایا کرتے ہوں۔

(کتاب الفتاوی: ج1: ص139: حصہ: اوّل)

غیر مسلموں کے جنازہ میں شرکت:

سوال: غیر مسلموں کے جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلموں کے لئے استغفار اور ایصال ثواب تو قطعاً ناجائز ہے اور اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

(کتاب الفتاوی: ج2: ص122: حصہ: سوم)

غیر مسلم کی اسلامی طریقہ پر تدفین:

سوال: ایک غیر مسلم کا انتقال ہوگیا، چونکہ اس کے والد کی اسلامی طریقہ پر تدفین عمل میں آئی تھی، اس لئے اس غیر مسلم آدمی کی بھی ان کے بھائیوں کے کہنے پر اسلامی طریقے سے تدفین عمل میں آئی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ اور کیا

اب یہ آدمی مؤمن ومسلم سمجھا جائے گا؟

جواب: جس شخص کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہو، اس پر نماز جنازہ تو نہیں پڑھی جاسکتی، لیکن غسل دیا جاسکتا ہے، کفن پہنایا جاسکتا ہے اور تدفین کی جاسکتی ہے۔

لیکن محض مسلمانوں کی طرح دفن کئے جانے کی وجہ سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک اپنی زندگی میں وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لایا ہو (کتاب الفتاوی: ج2: ص139: حصہ :سوم)

غیر مسلم والدین کے لئے استغفار:

سوال: اگر کسی کے والدین غیر مسلم ہوں اور کفر کی حالت میں ہی ان کا انتقال ہوا، لیکن ان کی اولاد کو ایمان لانے کی توفیق ہوئی، تو کیا وہ اپنے غیر مسلم والدین کے لئے ایصالِ ثواب کرسکتا ہے؟

جواب: ثواب پہنچانا یا استغفار کرنا صرف مسلمان ہی کیلئے جائز ہے، کافر ومشرک کیلئے جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: ماکان للنّبی والّذین اٰمنوا ان یّستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربٰی من بعد ما تبیّن لھم انّھم اصحٰب الجحیم: نبی اور ایمان والوں کے لئے روا نہیں کہ یہ ظاہر ہوجانے کے بعد بھی کہ مشرکین دوزخی ہیں ان کے لئے دعا کریں، گویا وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اس لئے کافر والدین کے لئے نہ استغفار جائز ہے اور نہ ایصال ثواب۔

(کتاب الفتاوی: ج2: ص155: حصہ :سوم)

اگر پتہ نہ چلے کہ میت مسلمان ہے یا غیر مسلم:

سوال: ایک خاتون کی لاش نہر سے بہہ کر آئی، سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اگر لباس وغیرہ کی وضع سے مسلمان یا غیر مسلم ہونے کا اندازہ ہوجائے تب تو اسی کے مطابق عمل کیا جائے۔ یعنی اگر مسلمان کی علامت ہو تو غسل دے کر نماز بھی پڑھی جائے، ورنہ بغیر نماز کے دفن کردیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ علاقہ سے بھی اندازہ کیا جائے، جہاں لاش دستیاب ہوئی، اگر اس علاقہ میں مسلمان بستیاں ہوں تو اسے مسلمان تصور کیا جائے، اگر غیر مسلم بستیاں ہوں تو غیر مسلم۔

(کتاب الفتاوی: ج2: ص178: حصہ :سوم)

غیر مسلموں کو صدقہ وزکوۃ دینا:

سوال: کیا غیر مسلموں کو صدقہ زکوۃ وغیرہ دیا جاسکتا ہے؟

جواب: زکوۃ تو صرف مسلمانوں کو ہی دینا درست ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تؤخذ من اغنیائھم وتؤتی فی فقرائھم: کہ زکوۃ مسلمانوں کے مالداروں سے لی جائے اور انہیں کے فقراء پر تقسیم کردی جائے۔ (کتاب الفتاوی: ج2: ص214: حصہ: سوم)

غیر مسلم مرد سے مسلمان عورت کا نکاح:

سوال: اگر کوئی مسلمان عورت ہندو سے شادی کرلے اور اس کا شوہر اسلام قبول نہ کرے، تو کیا عورت اس کے ساتھ زندگی بسر کرسکتی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ کسی غیر مسلم مرد سے خواہ وہ کسی مذہب کا ماننے والا ہو، مسلمان عورت کا نکاح ہی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جب تک یہ عورت اس مرد کے ساتھ رہے گی مسلسل گناہ کی مرتکب ہوگی۔ ایسی خواتین کو سمجھا کر علیحدگی پر آمادہ کرنا چاہئے یا کوشش کرنی چاہئے کہ غیر مسلم مرد اسلام لے آئے اور پھر سے نکاح کردیا جائے۔

(کتاب الفتاوی: ج2: ص247: حصہ: چہارم)

غیر مسلم سے کیا ہوا نکاح:

سوال: ایک شخص مسلمان تھا، اس نے مرتد ہوکر غیر مسلمہ سے شادی کرلی، توفیق الٰہی سے وہ تائب ہوکر مسلمان ہوا، مگر غیر مسلمہ مشرکہ کو وہ نکاح میں رکھے ہوا ہے، جبکہ دونوں کہولت کو پہنچ چکے ہیں؟

جواب: ارتداد سے تائب ہونا حسنِ توفیق کی بات ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کو استقامت عطا فرمائے۔ لیکن کسی مسلمان کیلئے یہودی وعیسائی عورت کے علاوہ کسی اور غیر مسلم عورت سے نکاح کرنا یا اس کے ایمان نہ لانے کے باوجود اسی نکاح پر باقی رہنا درست نہیں۔ اسے چاہئے کہ مذکورہ خاتون سے میاں بیوی کا خصوصی تعلق بالکل نہ رکھے، اسے خود بھی اسلام کی دعوت دے اور دوسرے سمجھدار لوگوں کے ذریعہ بھی اسلام کی طرف راغب کرے۔

بہرحال شوہر کے ایمان لانے کے بعد تین ماہواری آجانے کے باوجود عورت ایمان نہ لائے تو مسلمان مرد کا نکاح اس سے ختم ہوجاتا ہے۔ اس لئے شرعاً وہ اس کی بیوی نہیں ہے۔ (کتاب الفتاوی: ج2: ص248: حصہ: چہارم)

غیر مسلموں سے نکاح:

سوال: آج کل شریعت اسلامیہ کی نافذ کردہ پابندیوں سے فرار اختیار کرنے کیلئے کچھ نام نہاد مسلمان اپنے کو سیکولر کہہ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ایسے کچھ لوگ اپنی شادی غیر مسلم عورتوں سے کر کے دونوں میاں بیوی اپنے اپنے مذہب پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ کیا ان کے جسمانی تعلقات، زنا کے دائرہ میں نہیں آتے؟ اور کیا ان کے بچے جائز ہوں گے؟

جواب: اسلام نے مشرکین سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔اور خود قرآن کریم میں اس کی صراحت موجود ہے:ولا تنکحوا المشرکات حتّٰی یؤمن ولامة مّؤمنة خیرمّن مّشرکة وّلواعجبتکم:

غیر مسلموں میں صرف اہل کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کا استثناء ہے کہ ان عورتوں سے مسلمان مرد نکاح کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ واقعی یہودی یا عیسائی ہوں، وحی اور نبوت کو مانتی ہوں اور مسلمان شوہر کے ایمانی، اخلاقی اور تمدنی اعتبار سے متاثر ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔دوسری مشرک عورتوں سے نکاح کے جائز نہ ہونے اور نکاح بھی کر لے تو اس کے منعقد نہ ہونے پر امت کا اجماع واتفاق ہے۔

ان کے جسمانی تعلقات واقعی زنا کے درجہ میں ہے، ان سے پیدا ہونے والے بچوں کا نسب ثابت وصحیح نہیں، اس لئے کہ مشرک سے نکاح فاسد نہیں بلکہ فقہاءؒ کی اصطلاح کے مطابق باطل ہے، اور نکاح باطل ہونے کی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب نہیں مانا گیا ہے۔(کتاب الفتاوی:ج2:ص246:حصہ :چہارم)

مشرکانہ افعال میں شرکت اور معاونت کرنا:

سوال: دیویوں اور دیوتاؤں کی مخصوص پوجا میں شرکت کیلئے پوسٹرس آج کل شائع ہوتے ہیں، اس کے منتظمین اور مجلس استقبالیہ میں کئی مسلمانوں کے نام اور تصویریں بھی شامل ہوتی ہیں۔کیا ایسے لوگوں کا اسلام سے تعلق برقرار رہے گا؟

جواب: اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہم اپنے مذہب پر قائم رہیں اور دوسروں کے مذہبی اُمور میں خلل نہ پیدا کریں، گو ہم انہیں غلط ہی کیوں نہ سمجھتے ہوں، لیکن یہ بھی درست نہیں کہ ہم کوئی ایسا عمل کر گزریں جو ہمارے بنیادی عقیدہ اور فکر کے خلاف ہو، مسلمانوں کیلئے غیر اللہ کی پرستش کسی طرح قابلِ قبول نہیں ہو سکتی، اور شرک کا ارتکاب جس طرح گناہ ہے اسی طرح مشرکانہ افعال میں شریک اور معاون ہونا بھی گناہ ہے، لہذا کسی مسلمان کیلئے پوجا کے انتظام وانصرام میں

شامل ہونا قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔

البتہ ہوسکتا ہے کہ ان مسلمانوں نے بہ کراہت خاطر کسی مجبوری یا مصلحت کے تحت اپنا نام دیا ہو، اس لئے ان کو کافر قرار دینے میں احتیاط برتنی چاہئے، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ان کا یہ فعل قریب بہ شرک ہے، ایسے لوگوں کو محبت وحکمت کے ساتھ سمجھائیں اور اس مشرکانہ عمل سے بچائیں۔(کتاب الفتاوی:ساتھواں حصہ:ص 41)

غیر مسلم سرکاری عدالتوں کا فیصلہ:

سوال: یہاں کے قاضی صاحبان شادی بیاہ میں بذات خود نکاح نامہ کی خانہ پری کر کے بخوشی عقد پڑھاتے ہیں، لیکن طلاق یا خلع کا موقع آیا تو کورٹ کا راستہ بتلاتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب: مسلمان کیلئے قطعاً جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے معاملات غیر اسلامی سرکاری عدالتوں میں لے جائیں، غیر مسلم ججوں کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں غیر معتبر ہے، اور ان کا فسخ کیا ہوا نکاح باقی رہتا ہے اور نکاحِ ثانی جائز نہیں ہوتا۔(کتاب الفتاوی:ج3:ص44:حصہ :ششم)

غیر مسلم لاوارث کے مال کا مصرف:

سوال: ایک غیر مسلم تاجر عورت تھی، جس کے پاس کچھ چیزیں اُدھار لی گئی تھیں، مگر بعد میں اس تاجر عورت کا انتقال ہوگیا۔ اب پتہ نہیں کہ اس کا مکان کہاں اور اس کے ورثہ کون ہیں؟ تو اب اس رقم کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: ایسی رقم کو کسی رفاہی کام میں خرچ کر دینا چاہئے، صدقہ کی نیت نہ کرے۔ اس لئے کہ اصل مالک کافرہ تھی، جس کی نیتِ تقرب کا اعتبار نہیں۔(کتاب الفتاوی:ج3:ص260:حصہ :ششم)

غیر مسلموں کے تیوہاروں میں شرکت کرنے والے کی امامت:

سوال: ہمارے محلّہ: کوکہ کی ٹٹی: میں ایک تاجر صاحب رہتے ہیں، جو حج بھی کر چکے ہیں، اور وہ بعض ہندو تنظیموں کے ممبر بھی ہیں، ہندو تیوہاروں مثلاً بونال، دسہرا وغیرہ میں جلوس کی قیادت بھی کرتے ہیں اور ہمارے محلّہ کی مسجد میں کبھی کبھی امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ کیا شرعی اعتبار سے ان کی امامت درست ہے؟ اور کیا ان کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب: برادرانِ وطن کے مذہبی تیوہاروں میں شرکت کے گناہِ کبیرہ ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں اور اندیشہ کفر

کا بھی ہے،اس لئے جوصاحب ایسی حرکت کرتے ہیں،ان کوفوراً توبہ کرنی چاہئے، جب تک وہ توبہ نہ کرے،ان سے امامت نہیں کرائی جائے اورنہ ان کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے،البتہ جونمازیں پہلے پڑھی جاچکی ہیں،ان کولوٹانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ فاسق کی اقتدا میں بھی کراہت کے ساتھ نماز ادا ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جس طرح گناہ کوحرام کیا ہے،اسی طرح گناہ میں تعاون کوبھی حرام قرار دیا ہے:قال اللّٰہ تبارك و تعالیٰ:وتعاونوا علی البرّ والتّقوی،و لاتعاونوا علی الاثم والعدوان:

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ رواداری کا مطلب اپنے مذہبی تشخص کوکھودینا اور دوسروں کے مذہبی افعال کوانجام دینا نہیں ہے، بلکہ رواداری یہ ہے کہ دوسروں کے مذہبی افعال میں رخنہ نہ پیدا کیا جائے اوران کے ساتھ انصاف اورحسن سلوک کا معاملہ کیا جائے۔(کتاب الفتاوی:ساتھواں حصہ:ص 56)

مسلمان کا گنیش چندہ وصول کرنا وغیرہ،اوراس کا نماز جنازہ پڑھنا:

سوال: زید مسلمان ہونے کے باوجود اپنے غیر مسلم دوستوں کے ہمراہ گذشتہ کئی برسوں سے گنیش چندہ وصولی کا ذمہ دار ہے،وہ دس دنوں احتراماً ننگے پاؤں پھرتا ہے،بحیثیت نگراں گنیش کے پنڈال ہی میں رہتا ہے اورگنیش کے روزے بھی رکھتا ہے۔اگراسی حالت میں اس کی موت واقع ہوجائے تو کیااس کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: جن افعال کا آپ نے ذکر کیاہیں،یہ سب مشرکانہ اورکفریہ ہیں،مسلمانوں کیلئے گنیش کاچندہ وصول کرنا،اس میں چندہ دینا،بطور تقدس واحترام کے دس دن ننگے پاؤں چلنا اورگنیش پنڈال میں رہنا، یہاں تک کہ روزہ رکھنا حرام ہے۔

چونکہ کفر کاحکم لگانے میں احتیاط برتنے کاحکم ہے اورہوسکتا ہے کہ وہ ان میں سے بعض افعال اللہ تعالیٰ جل شانہ کیلئے کرتا ہواورگنیش کواللہ تعالیٰ جل شانہ کاایک نیک بندہ سمجھتا ہو،اس لئے میرا خیال ہے کہ جب تک اس کی طرف سے صراحت نہ ہوجائے،کفر کاحکم لگانے میں احتیاط برتی جائے گی اوراس پر نماز پڑھی جائے گی،لیکن بہرحال کفر کاقوی اندیشہ اس کے بارے میں موجود ہے،اس لئے اگروہ زندہ ہوتو اس سے ضرور ہی توبہ کا مطالبہ کرنا چاہئے۔

اوراگروہ ہندوؤں کی طرح گنیش کودیوتا سمجھتا ہواوراسی تصور کے ساتھ ان کاموں کوکرتا ہوتو اس شخص کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں،اگراس سے تائب ہوئے بغیراس کی موت ہوگئی تواس پر نماز جنازہ پڑھنایااس کے لئے دعائے مغفرت کرنا قطعاً جائز نہیں۔(کتاب الفتاوی:ساتھواں حصہ:ص 57)

غیر مسلموں کے لئے دعائے مغفرت مانگنا اور ایصال ثواب کرنا:

سوال: ایک غیر مسلم کی میت پر مختلف مذاہب کے لوگ اپنی مذہبی کتاب پڑھ رہے تھے۔کیا اس پر قرآن مجید پڑھا جاسکتا ہے؟نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے؟اور اس کے حق میں دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے؟

جواب: قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ مشرکین کیلئے استغفار کریں:مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ:(توبہ:آیت:113)

ترجمہ: لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگر چہ وہ ہوں قرابت والے جبکہ کھل چکا اُن پر کہ وہ ہیں دوزخ والے۔

ایصال ثواب کیلئے تلاوت قرآن ہو یا نماز جنازہ یا دعا،سبھی صورتیں استغفار ہی کی ہیں،اسی لئے ان میں سے کوئی بھی صورت درست نہیں۔اسے مذہبی تشدد یا تنگ نظری نہ سمجھنا چاہئے۔کیونکہ جو شخص کسی بات پر ایقان ہی نہیں رکھتا ہو،اس کیلئے اس کو انجام دینے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔(کتاب الفتاوی:ساتھواں حصہ:ص 80)

غیر مسلم لیڈروں کے لئے ایصال ثواب اور استغفار کرنا:

سوال: کئی عرصہ سے ٹی وی پر دیکھا جارہا ہے کہ تقریباً ہر بڑے غیر مسلم لیڈر کی برسی کے موقع پر دیگر قوموں کے مذہبی پیشواؤں کی طرح ہمارے علمائے دین بھی ان کے ایصال ثواب کے لئے غیر اسلامی ماحول میں ناپاک مقام پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔کیا یہ عمل شرعی اعتبار سے جائز ہے؟

جواب: غیر مسلم لوگوں کیلئے قرآن مجید کی تلاوت یا کسی اور طریقہ پر ایصال ثواب کرنا یا ان کیلئے استغفار کرنا جائز نہیں۔اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

:مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ:(توبہ:آیت:113)

ترجمہ: لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگر چہ وہ ہوں قرابت والے جبکہ کھل چکا اُن پر کہ وہ ہیں دوزخ والے۔

اس لئے ماحول کے اسلامی اور غیر اسلامی ہونے اور جگہ کے پاک یا ناپاک ہونے سے قطع نظر بذات خود

غیر مسلموں کیلئے استغفار اور ایصال ثواب جائز نہیں۔ایسا کرنے والے لوگ گناہ کا ارتکاب کررہے ہیں،اور قرآن مجید کے حکم کی نافرمانی کا عذاب اپنے اوپر لے رہے ہیں۔(کتاب الفتاوی:آٹھواں حصہ:ص 295)

غیر مسلم محلّہ میں سکونت اختیار کرنا:

سوال: میں ایک مسلمان محلّہ میں رہتا ہوں،لیکن یہاں بلدی سہولتیں کم ہیں،بچوں کی رائے ہے کہ میں نئے شہر میں ایک ایسے محلّہ میں منتقل ہو جاؤں،جس میں غالب آبادی غیر مسلموں کی ہے،مجھے تامل ہے۔ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اگر کسی محلّہ میں شہری سہولتیں فراہم نہ ہوں یا کم ہوں تو زیادہ سہولت بخش محلّہ میں منتقل ہونا درست ہے،لیکن محض ان سہولتوں کیلئے مسلمانوں کا پڑوس چھوڑ کر غیر مسلموں کا پڑوس اختیار کرنا کراہت سے خالی نہیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو جس گروہ سے محبت رکھتا ہو،وہ ان ہی میں سے ہے اور جس کے ساتھ اس کی محبت ہے،اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

اس لئے ایک مسلمان میں یہ خواہش ہونی چاہئے کہ اس کا پڑوسی مسلمان ہو۔بعض حدیثوں میں صراحتاً حضور اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ بود و باش اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔لہٰذا محض شہری سہولتوں کے حاصل کرنے کیلئے غیر مسلم محلّہ میں منتقل ہونا درست نہیں۔(کتاب الفتاوی:ساتھواں حصہ:ص 106)

کرسمس میں شریک ہونا:

کرسمس کی تقریبات میں شریک ہونا اور مبارکباد دینا درست نہیں۔(کتاب الفتاوی:ساتھواں حصہ:ص 55)

مورتی پوجا پر مبارکبادی:

اسلام ایسا مذہب ہے جو اپنے عقیدہ پر ثابت قدمی کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب سے رواداری کے سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔لیکن اس رواداری کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ انسانی اخلاق وسلوک میں دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کیا جائے اور ان کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی سے بچا جائے،ان کے دیوتاؤں،،دیویوں اور بزرگوں کو بُرا بھلا نہ کہا جائے،یہاں تک کہ اسلامی حکومت میں بھی غیر مسلموں کو اگر ان کے مذہب میں شراب پینے کی اجازت ہو،تو شراب پینے کی اجازت ہوگی،اور اگر ان کا مذہب کسی محرم سے نکاح کو جائز رکھتا

ہےتو حکومتِ اسلام اس میں کوئی دخل نہیں دے گی۔البتہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان.....عقیدہ اور مذہب کے معاملات میں ''لو'' اور ''دو'' کا رویہ اختیار کریں۔

اس مسئلہ میں اسلام کی غیرت کا حال یہ ہے کہ اس نے دوسری قوموں سے تشبّہ سے سختی سے منع کیا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:من تشبّہ بقوم فھو منھم:

اسلام کے تمام احکام کی بنیاد توحید پر ہے،اور اس میں ادنیٰ درجہ کی لچک اختیار کرنے کی گنجائش نہیں۔

(کتاب الفتاوی:ج1:ص135:حصہ:اوّل)

مشرکین کے جنازہ یا اُن کی تقریبات میں شرکت:

مشرکین اور کفار کے جنازہ میں شرکت جائز نہیں،اور نہ ہی ان کی مذہبی تقریبات اور دعوتوں میں شرکت جائز ہے۔(کتاب الفتاوی:ج2:ص121:حصہ:سوم)

غیر مسلم کی اسلامی طریقہ پر تجہیز وتکفین اور مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین

غیر مسلم لاوارث مردہ کا نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں،کیونکہ نماز جنازہ کا مقصد خدا تعالیٰ جل شانہ سے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا ہے،تو جو شخص خدا تعالیٰ جل شانہ پر یقین ہی نہیں رکھتا،اس کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے مغفرت کا طلب گار ہونا ایک بے معنی بات ہوگی۔بہتر یہی ہے کہ غیر مسلموں کو انہی کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔

(کتاب الفتاوی:ج2:ص139:حصہ:سوم)

غیر مسلموں کیلئے ایصال ثواب کرنے اور اُن کے ساتھ تعلقات رکھنے کا حکم:

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایک شخص جو کفر میں مرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا باغی ہے،اس لحاظ سے وہ یقیناً اس لائق ہے کہ اس سے بے تعلقی برتی جائے۔یہ بے تعلقی.....بے مروتی اور ناروا داری نہیں بلکہ وفاشعاری اور انصاف کا تقاضا ہے۔

ہم دن رات دیکھتے ہیں کہ ملکوں اور حکومتوں کے باغیوں کو سزائے موت دی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہمدردی ایک طرح کی غداری باور کیا جاتا ہے۔پس رب کائنات سے تمام انسانوں کا جو رشتۂ بندگی ہے،اس کا تقاضا ہے کہ ایسے شخص کو معاشرہ کا باغی تصور کیا جائے اور اس سے بے تعلقی برتی جائے۔

اسلام نے اسی لئے دنیامیں کوعام انسانی رشتہ کے تحت ایسے لوگوں کے ساتھ مواسات کا حکم دیا ہے لیکن آخرت جوصرف اہل ایمان کیلئے ہے اور جس کی ملکیت کواللہ تعالیٰ جل شانہ نے مکمل طور پر اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے اور اپنے آپ کو: مالک یوم الدین: کہا ہے، اس میں کسی قسم کی رواداری کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔

خود رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اس کی دو نہایت واضح مثالیں ملتی ہیں۔ایک مثال ابو طالب کی ہے جو آپ ﷺ کے چچا بھی تھے اور محسن ومحافظ بھی، لیکن ایمان ان کیلئے مقدر نہیں تھا، آپ ﷺ نے ان کیلئے دعائے مغفرت کی تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: ماکان للنّبیّ والّذین اٰمنوا ان یّستغفروا للمشرکین ولو کانوااولی قربٰی من بعد ما تبیّن لھم انّھم اصحٰب الجحیم: نبی اور ایمان والوں کیلئے روا نہیں کہ یہ ظاہر ہوجانے کے بعد بھی کہ مشرکین دوزخی ہیں ان کیلئے دعا کریں، گویا وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔

علامہ قرطبیؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ: اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مومنوں کیلئے یہ جائز نہیں رکھا ہے کہ مشرکین کیلئے استغفار کریں، پس مشرک کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔

دوسری مثال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی پر نمازِ جنازہ پڑھی، جو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا، حالانکہ وہ باطن میں ایمان سے محروم تھا، اس موقع پر بھی ارشادِ خداوندی ہوا: ولا تصلّ علٰی احدٍمّنھم مّات ابدا ّولا تقم علی قبرہ: ان میں سے مرنے والوں پر آپ کبھی بھی نماز نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ کفر کیا ہے اور بحالتِ فسق رہے ہیں۔

علامہ آلوسیؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ: جس نماز سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد نماز جنازہ ہے اور یہ دعائے استغفار اور شفاعت کو بھی شامل ہے۔اس لئے غیر مسلموں کیلئے استغفار، ایصال ثواب اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا جائز نہیں۔(کتاب الفتاوی:ج2:ص156:حصہ :سوم)

مساجد کے لئے غیر مسلموں کا چندہ لینے کا حکم:

1.....غیر مسلموں سے دینی کاموں میں چندہ قبول کرنے سے حتی الوسع احتیاط برتنا چاہئے۔

2.....یہ اندیشہ نہ ہو کہ وہ آئندہ اپنی عبادت گاہ یا مشرکانہ تیوہار ورسوم کے لئے تعاون طلب کریں گے۔

3.....اگر کسی مصلحت کی بناء پر ان کے تعاون سے استفادہ کرنا ہی پڑے تو ضروری ہے کہ وہ اس کو اپنے عقیدہ کے مطابق کارِ ثواب تصور کرتا ہو۔(جدید فقہی مسائل:ج 1:ص 106:حصّہ اوّل)

غیر مسلم کوزکوۃ دینا:

زکوۃ صرف مسلمان ہی کودی جاسکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کونصیحت فرمائی تھی کہ زکوۃ مسلمانوں سے لی جائے اور مسلمانوں پر ہی خرچ کی جائے۔اس لئے کہ غیر مسلم کوزکوۃ دینا درست نہیں۔

(کتاب الفتاوی:ج2:ص215:حصہ :سوم)

مسجد کا منتظم اگر غیر مسلم ہو:

مسجد پر غیر مسلم کی تولیت کے نادرست ہونے کی صراحت قرآن کریم نے کردی ہے:مما کان للمشرکین ان یعمروا مسٰجداللّٰہ شٰھدین علیٰ انفسھم بالکفر:(کتاب الفتاوی:ج2:ص 147:حصہ:چہارم)

کفار ومشرکین کا ذبیحہ اور اُن سے نکاح:

کفار ومشرکین کا ذبیحہ حرام ہے،اوران سے رشتہ نکاح جائز نہیں۔

(جدیدفقہی مسائل:ج1:ص181:حصّہ اوّل)

غیر مسلم جج کے ذریعے تنسیخِ نکاح:

اسلامی نقطۂ نظر سے مسلمانوں پر غیر مسلم قاضی نہیں ہوسکتا،فقہائے کرامؒ کے یہاں اس سلسلہ میں صراحتیں موجود ہیں۔اس لئے غیر مسلم جج کی طرف سے نکاح فسخ کردیا جائے تو شرعاً اس کا اعتبار نہیں۔

اصل یہ ہے کہ ایک بار نکاح کے وجود میں آجانے کے بعد پھر شوہر ہی اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ اس رشتہ کو ختم کرے،لیکن چونکہ قاضی کومسلمانوں پر عمومی ولایت حاصل ہے،اس لئے وہ بہ حیثیت:ولی:عورت سے ظلم کو دفع کرنے کیلئے نکاح کو فسخ کردیتا ہے۔اب اس بات پر اجماع ہے کہ غیر مسلم کومسلمانوں پر ولایت حاصل نہیں ہوسکتی، بلکہ اگر باپ خدانخواستہ مرتد ہوجائے تو مسلمان بیٹے پر اس کی ولایت باقی نہیں رہے گی۔خود اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے :لایتخذالمؤمنون الکٰفرین اولیآء من دون المؤمنین،و من یّفعل ذٰلک فلیس من اللّٰہ فی شیء الّاان تتقوا منھم تقٰۃ: اہل ایمان مؤمنوں کوچھوڑ کر کافروں کواولیاء نہ بنائیں اور جوکوئی ایسا کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی شمار میں نہیں،مگر ہاں ایسی صورت میں کہ تم ان سے کچھ اندیشہ رکھتے ہو۔

لہٰذا غیر مسلم جج کا نکاح فسخ کردینا غیر معتبر ہے،اوراگر عدالت اس کا فیصلہ بھی کردے تو اپنے علاقہ کے

: قاضی شریعت: سے رجوع ہوکر دوبارہ اپنے معاملہ کی تنقیح کرانی چاہئے۔(جدید فقہی مسائل:ج 1:ص 300:حصہ اوّل)

غیر مسلموں کے جلوسِ جنازہ میں شرکت کرنے ،اور اُن کیلئے ایصال ثواب و دعائے مغفرت کرنے کا حکم:

غیر مسلموں کیلئے ایصال ثواب،ان کی میت پر قرآن کریم پڑھنا یا دعائے مغفرت کرنا بالکل جائز نہیں۔قرآن مجید نے متعدد مواقع پر اس سے منع کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کیلئے دعا کرنی چاہی تو آپ ﷺ کو اس سے منع فرما دیا گیا۔اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم نے بتایا کہ انہوں نے پہلے اپنے والد کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا وعدہ فرمایا،لیکن پھر جب ان پر ظاہر ہوگیا کہ ایمان کا درِرحمت ان پر بند ہے اور وہ حق کی عداوت میں پوری طرح مبتلا ہیں تو آپ علیہ السلام نے استغفار ترک کردیا۔قرآن کریم میں ہے:

:ماکان للنّبی والذین اٰمنوا ان یّستغفروا للمشرکین ولوکانوااولی قربٰی من بعد ما تبیّن لھم انّھم اصحٰب الجحیم،و ماکان استغفارابراھیم لابیہ الّاعن مّوعدۃ وّعدھااٰیاہ،فلمّاتبیّن لہ انّہ عدوّاللّٰہ تبرّأمنہ:

ترجمہ: نبی اور ایمان والوں کیلئے روا نہیں کہ یہ ظاہر ہوجانے کے بعد بھی کہ مشرکین دوزخی ہیں ان کیلئے دعا کریں،گو یا وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے (کافر) باپ کیلئے دعائے مغفرت کرنا محض اس وعدہ کی بناء پر تھا جو وہ اپنے والد سے کر چکے تھے۔پھر جب ان پر بات واضح ہوگئی کہ وہ خدا تعالیٰ کا دشمن ہے تو وہ اس سے دستبردار ہوگئے۔

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی منافق کیلئے مغفرت کرنی چاہی تو منع کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ آپ ستر بار بھی ان کیلئے دعا کریں تو بھی مغفرت نہ ہوگی۔

اسی طرح کافروں پر نماز جنازہ اور ان کی قبر پر کھڑا ہونا بھی درست نہیں،رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع کرتے ہوئے کہا گیا:و لاتصلّ علی احدمّنھم مّات ابدا وّلاتقم علی قبرہ: ان میں سے مرنے والوں پر آپ کبھی بھی نماز نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ کفر کیا ہے اور بحالتِ فسق رہے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے جلوسِ جنازہ میں شریک ہونا،ان کی قبروں پر پھول چڑھانا یا ان کے لئے

دعائے مغفرت کرنا قطعاً جائز نہیں۔(جدید فقہی مسائل:ج1:ص306:حصّہ اوّل)

غیر مسلموں کے تیوہاروں میں شرکت:

غیر مسلموں کے تیوہاروں میں شریک ہونا درست نہیں۔اسلام اس بات میں بہت غیرت مند واقع ہوا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اُن آستانوں (نصب) پر قربانی کو درست نہیں قرار دیا جہاں بت پرست قربانی کرتے تھے۔اسی طرح بعض صحابہ کرامؓ نے حضور اقدس ﷺ سے اہلِ ایران کی طرح نیروز ومہر جان کی عید منانے کی اجازت چاہی،لیکن آپ ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔اسی طرح طلوع آفتاب،غروب آفتاب اور استواء کے وقت نماز سے اس لئے منع کیا گیا کہ اُس وقت آفتاب پرست اور بت پرست قومیں عبادت کیا کرتی تھیں۔اسی طرح یوم عاشورا کا روزہ یہود بھی رکھتے تھے،اس لئے امتیاز کیلئے اس کے ساتھ ایک اور روزہ ملانے کا حکم فرمایا گیا۔

جو دین،اسلام وکفر کے معاملہ میں اس قدر غیرت مند ہو،کیونکر سوچا جا سکتا ہے کہ وہ غیر اسلامی تیوہاروں میں اور ان کی رنگ رلیوں میں شرکت کی اجازت دے گا اور اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گا.....؟ یہ ایک طرح کا کفر کا تعاون ہے جس سے قرآن کریم نے منع کیا ہے۔(جدید فقہی مسائل:ج1:ص307:حصّہ اوّل)

غیر مسلم کی عبادت گاہ اور تیوہار میں تعاون کرنا:

مسلمان کیلئے بہ حیثیت مسلمان یہ بات واجب ہے کہ وہ شرک سے برأت کا اظہار کرے،اس لئے کسی بھی درجہ میں مشرکانہ اور کفریہ اعمال میں تعاون جائز نہیں۔اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

:وتعاونوا علی البرّ والتّقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان: نیکی اور تقوی کے سلسلہ میں باہم تعاون کرو اور گناہ وسرکشی کے معاملہ میں کسی کی مدد مت کرو۔

اسی بناء پر فقہائے کرامؒ نے حرام کاموں کے ذرائع کو بھی حرام کہا ہے۔غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی تعمیر یا پوجا پاٹ میں چندہ دینا صریحاً کفر وشرک میں تعاون ہے اور شدید گناہ ہے،بلکہ اگر کوئی شخص بطیب خاطر اس میں مدد کرے تو کفر کا اندیشہ ہے اور کراہتِ خاطر شدید مجبوری کے بغیر کرے تو بھی گناہ سے خالی نہیں۔ہاں اگر ایسے حالات ہوں کہ تعاون نہ کرنے کی صورت میں فرقہ وارانہ فساد کا اندیشہ ہو،جان ومال،عزت وآبرو اور ملازمت خطرے میں ہو تو کراہتِ خاطر کے ساتھ دے سکتے ہیں۔(جدید فقہی مسائل:ج1:ص308:حصّہ اوّل)

غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا:

اگر غیر مسلموں کی دعوت اس کے مذہبی عقیدہ وعمل سے متعلق ہوتو اس میں شرکت جائز نہیں، کہ یہ کفر میں تعاون یا کم سے کم اس پر رضا کا اظہار ہوگا۔(حلال و حرام:ص118)

مشرک اور مجوسی کا ذبیحہ:

مشرک، مجوسی، مرتد خواہ اس نے کوئی بھی مذہب قبول کیا ہو، ان سب کا ذبیحہ حرام ہوگا۔

(حلال و حرام:ص132)

کفار سے محبت اور دوستی کرنا:

مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں، ضروری ہے کہ ان پر دین کی محبت تمام محبتوں، یہاں تک کہ خونی رشتوں پر بھی مقدم ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد مبارک ہے:

:یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْالَاتَتَّخِذُوْااٰبَآءَ کُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَاِنِ اسْتَحَبُّوالْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ ،وَمَنْ یَّتَوَلَّہُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ:(توبہ:آیت:23)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ، اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں، تم میں سے جو اُن کو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے۔

اسی لئے کسی مسلمان کے لئے قطعاً اس بات کی گنجائش نہیں ہوسکتی کہ وہ کسی بھی دوسرے تعلق پر دین کے تعلق کو قربان کردے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے متبعین کیلئے اپنے وطن میں رہ کر دین حق پر عمل کرنا مشکل ہوگیا، تو انہیں وہاں سے ہجرت کر جانے کا حکم دیا گیا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت کے واقعات قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ نیز تحفظ دین کیلئے مسلمانوں کو بھی مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

:قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآءُ کُمْ وَاَبْنَآءُ کُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَاوَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَاوَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَااَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْاحَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ،وَاللّٰہُ لَایَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ:(توبہ:آیت:24)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ!) کہہ دو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

اس لئے اسلام مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کثیر مذہبی معاشرہ میں رہتے ہوئے بھی اپنی شناخت اور پہچان کو باقی رکھیں اور برادرانِ وطن کے ساتھ اپنی پہچان کو گم نہ کرلیں، یہی روح ہے اُس بات کی کہ حضور اکرم ﷺ نے دوسری اقوام کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو دوسروں کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہودیوں اور عیسائیوں سے مماثلت اختیار نہ کرو۔ (غیر مسلم معاشرہ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے روابط: ص 20)

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا فتوی

شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا:

سوال: ہمارے محلے میں شیعہ سنی آبادی ملی ہوئی ہے، اگر ہم الگ جماعت کرتے ہیں تو آپس میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہے، اگر ہم مصالحت کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو جائز ہے یا نہیں؟ یا اکیلا اکیلا نماز ادا کریں؟

جواب: شیعہ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ان کے عقائد سے قطعِ نظر بھی کرلی جائے تو نماز کے احکام اتنے مختلف ہیں کہ اہل سنت کے ساتھ نماز کے اتحاد کی کوئی شکل نہیں۔ لہٰذا کوشش کی جائے کہ اہل سنت حضرات اپنی مسجد الگ بنائیں اور اس میں باجماعت نماز ادا کرلیں، اور جب تک یہ ممکن نہ ہو کسی کے گھر میں جماعت کرلی جائے۔

(فتاوی عثمانی: ج1: ص 397)

شیعہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کرانے والے کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: گزارش یہ ہے کہ سنی عقیدہ سے منسلک آدمی نے اپنی بیٹی کا نکاح باوجود عوام وخواص واعزہ کے روکنے کے، ایک شیعہ آدمی سے کردیا، اور اپنے لڑکوں کا نکاح شیعہ لڑکیوں سے کردیا، حالانکہ داماد اور بہوؤں کا شیعہ ہونا ظاہر اور مشہور ہے۔ اس شیعہ داماد کا شیعہ مدارس میں تعلیم حاصل کرنا واضح ہے، نیز شیعہ مسلک سے منسلک مدرسہ کا اہتمام بھی اس کے پاس ہے، شیعوں سے چندے لیتا ہے، شیعوں سے قریبی روابط ہیں، شیعوں کا امام وخطیب، نیز ذاکر بھی ہے۔ جواب طلب اَمر یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے علماء کرام کے فتاوی کے مطابق اثنا عشری شیعہ، امامت، عصمتِ ائمۂ کرام، تحریفِ قرآن وغیرہ جیسے اُمور کی وجہ سے کافر ہیں، اور مرتد ہیں، ان کے ساتھ معاملات مرتد جیسے ہونے

چاہئیں۔

ترکِ نماز مع الجماعت سے بچنے کیلئے اس کی امامت میں کبھی کبھی نماز جائز ہوسکتی ہے؟ جبکہ یہ آدمی اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور شیعہ کو اپنی زبانی غلط سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میرا داماد پیسوں کی وجہ سے شیعہ ہے۔ کیا حکم ہے؟

جواب: شیعہ خواہ کافرانہ عقیدے رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں، دونوں صورتوں میں کسی سنی کے لئے ان سے نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اور پہلی صورت میں نکاح منعقد بھی نہیں ہوتا۔ اب جس شخص کو دین یا عقائدِ دین کی اہمیت کا اتنا بھی احساس نہیں ہے وہ شخص امام بنانے کے لائق نہیں ہے۔ تاہم اگر کسی وقت ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لی گئی تو کراہت کے ساتھ نماز ہوجائے گی، اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاوی عثمانی: ج 1: ص 397)

لامذہب اور شیعہ سے نکاح کا حکم:

سوال: عرض یہ ہے کہ ایک ایسی لڑکی جس کے والدین کا تعلق دیوبندی مسلک سے ہے، اس کی شادی ایک ایسے لڑکے سے جس کے والدین شیعہ ہیں، اور لڑکا ان کے ساتھ کسی مذہبی تقریب میں شرکت نہیں کرتا۔ نیز نکاح پڑھانے کیلئے قاضی بھی مسلک دیوبندی کا ہی بلایا جائے گا۔ کیا یہ نکاح جائز ہے؟ نیز یہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہیں، اور لڑکی نیک پارسا، قرآن پاک اور نماز پڑھتی ہے، اور دیوبندی مسلک کی ہے، جبکہ لڑکے کا قول یہ ہے کہ میں نہ شیعہ ہوں، نہ سنی، میں کسی مذہبی تقریب میں نہیں جاتا۔

جب ہم نے لڑکے کے گھر کہا کہ لڑکا اگر اخبار میں اور پوری طرح سنی ہونے کا اعلان کرے تو کوئی بات شاید بن جائے، لیکن اسی وقت اس کے والدہ نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ لڑکے کا باپ شیعہ اور میں خود شیعہ ہوں، یہ اعلان کیسے کرسکتا ہے؟ اس وقت لڑکے نے بھی اس کی تردید نہیں کی، بلکہ والدہ کی بات سے اتفاق کرلیا۔

ہمارے سامنے اس کے حالات مشکوک ہیں، اس وقت چونکہ رشتے کی بات سامنے ہے، اس لئے جو کچھ بھی ہم لکھوائیں گے وہ لکھ کر دیدے گا، اور ہمارے ہر سوال کا جواب ہاں سے دے گا، لیکن ہمیں اس کی باتوں پر اطمینان نہیں، کیا یہ رشتہ ہوسکتا ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں جب لڑکا صراحتاً سنی ہونے کا انکار کررہا ہے اور اس کے والدین واضح طور پر شیعہ ہیں، تو اب شیعہ ہونے سے انکار کا مطلب یا تو یہ ہوسکتا ہے کہ وہ تقیۃً ایسا کررہا ہے، اور حقیقت میں وہ شیعہ ہے۔ یا پھر وہ کوئی مذہب ہی نہیں رکھتا، لامذہب ہے۔ اور دونوں صورتوں میں اس کا نکاح سنی صحیح العقیدہ لڑکی سے کرنا جائز نہیں۔

اگر لامذہب ہے یا کفریہ عقیدہ رکھنے والا شیعہ ہے تو ان دونوں صورتوں میں اس کے کافر ہونے کی وجہ سے یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا، اور اگر کفریہ عقائد رکھنے والا شیعہ نہیں تو پھر بھی اس کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ سنی لڑکی کا کفو نہیں ہے۔(فتاوی عثمانی:ج2:ص258)

شیعہ سے نکاح کا حکم:

سوال: رافضی شیعہ اور اثنا عشری میں کوئی فرق ہے تو تحریر کیجئے، نیز ایسے عقائد رکھنے والوں سے کسی سنی العقیدہ عورت کا یا مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ خلفائے ثلاثہؓ پر تبرا پڑھتے ہیں، حالانکہ حضور ﷺ کی حدیث ہے:

''کہ جس نے میرے صحابی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، جس نے مجھے تکلیف دی اُس نے گویا خدا تعالیٰ کو ناراض کیا۔'' ان ارشادات کی روشنی میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیعوں کے بہت سے فرقے ہیں۔ وہ سب اپنے آپ کو شیعہ اور اثنا عشری کہتے ہیں اور اہل سنت ان سب کو رافضی کہتے ہیں۔ یہ تمام فرقے علی الاطلاق کافر نہیں ہیں بلکہ ان میں سے جو لوگ حضرت علیؓ کی خدائی کے قائل ہوں یا قرآن کریم کو تحریف شدہ مانتے ہوں یا حضرت عائشہؓ پر تہمت لگاتے ہوں یا اس قسم کے کسی اُور کافرانہ عقیدے کے معتقد ہوں وہ تو کافر ہیں اور ان سے نکاح نہیں ہوتا لیکن جو لوگ اس قسم کے کفریہ عقائد نہ رکھتے ہوں وہ کافر نہیں ہیں، ان سے نکاح تو ہو جاتا ہے مگر مناسب نہیں۔(فتاوی عثمانی:ج2:ص261)

شہدائے کربلا کے مزارات کی شبیہ بنانا:

سوال: ذکر شہادت کے دوران ایک مولانا نے فرمایا کہ: رائج الوقت تمام تعزیئے ناجائز ہیں، البتہ اگر سید الشہداء کے روضہ مبارک کی شکل اور نقل بنائی جائے تو جائز۔ کیا یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: تعزیہ داری کی ہر صورت جو رائج ہے، بدعت ہے۔ اور اس کا بنانا جائز نہیں۔ شہدائے کربلا کی شبیہ اگر ثواب سمجھ کر بنائی جائے گی تو بدعت ہوگی۔(فتاویٰ عثمانی:ج1:ص121)

تعزیہ بنانے کا حکم:

سوال: کیا تعزیہ بنانا جائز ہے؟ اس کی کیا وعید ہیں؟

جواب: تعزیہ بنانا بدعت ہے، اور اس میں کئی قسم کے گناہ ہیں۔(فتاویٰ عثمانی:ج1:ص122)

محرم میں سبیل لگانا:

سوال: سبیل کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: لوگوں کے لئے پانی کا انتظام کرنے کے واسطے راستوں میں سبیل لگانا بڑے ثواب کا کام ہے، لیکن اِس ثواب کے کام کو صرف محرم کے مہینے کے ساتھ خاص کرنا اور اس مہینے کے اندر سبیل لگانے کو زیادہ اجر وثواب کا موجب سمجھنا بدعت اور ناجائز ہے۔(فتاویٰ عثمانی :ج 1:ص 122)

کونڈوں کی حقیقت اور اس میں شرکت کا حکم:

سوال: کونڈے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کونڈے کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں، یہ بدعت ہے، جن کا اصلِ شرع میں وجود نہیں، ان میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔(فتاویٰ عثمانی :ج 1:ص 126)

شیعوں کے ماتمی مجلسوں میں شرکت کی ممانعت:

شیعہ لوگ محرم کے مہینے میں جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنے مسلک کے مطابق کرتے ہیں، لیکن بہت سے اہل سنت حضرات بھی ایسی مجلسوں میں اور تعزیوں میں اور اُن کاموں میں شریک ہوجاتے ہیں جو بدعت اور منکر کی تعریف میں آجاتے ہیں۔قرآن کریم نے جہاں حرمت والے مہینوں کا ذکر فرمایا ہے، اُس جگہ پر ایک عجیب جملہ یہ اشار فرمادیا کہ :فلاتظلموا فیھنّ انفسکم:(سورۃ التوبہ:آیت 36)

لہٰذا قرآن کریم نے تو صاف حکم دے دیا کہ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو بلکہ ان اوقات کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت میں اور اس کے ذکر میں اور اس کیلئے روزہ رکھنے اور اس کی طرف رجوع کرنے میں اور اس سے دعائیں کرنے میں صرف کرو اور اُن فضولیات سے اپنے آپ کو بچاؤ۔(اصلاحی خطبات :ج 14:ص 87)

علماء کو بُرا بھلا کہنے والے کا حکم، اور اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا:

سوال: ایک شخص علمائے دین کو لوطی کہتا ہے، اور کہتا ہے کہ دین فروشی ان کا پیشہ ہے، اور علمِ دین پڑھا کر لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں، علمائے دین بدمعاش ہیں، مدارسِ عربیہ گمراہی کے اڈے ہیں، اور مسجدوں کو اصطبل خانہ قرار دے اور مزید لغویات اور بیہودہ باتوں کا کہنا اِس وقت مذکورہ شخص کا پیشہ بن گیا ہے، اور موصوف عاقل، بالغ وذی فہم آدمی

ہے۔اب شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ کلمات سخت گستاخانہ ہیں،اور تحقیق کے بغیر علماء کرام کی پوری جماعت کو اِس قسم کے قبیح وشنیع کلمات کہنا نہ صرف بدترین فسق ہے، بلکہ ان کلمات کے کلماتِ کفریہ ہونے کا اندیشہ ہے۔مذکورہ شخص پر واجب ہے کہ فوراً ان کلمات سے توبہ کرے، بلکہ اسے احتیاطاً تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح بھی کر لینی چاہئے۔اور جب تک وہ اپنے اس عمل سے توبہ نہ کر لے اُس وقت تک اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہ رکھیں۔(فتاویٰ عثمانی :ج1:ص 76)

مسلمان انجینئر کیلئے عیسائیوں کے عبادت خانے کا ڈیزائن اور نقشہ تیار کرنا:

سوال: اگر کوئی مسلمان انجینئر کسی کمپنی میں ملازم ہو، جہاں اس کو مختلف عمارتوں کی تعمیر کیلئے نقشے تیار کرنے کا کام سپرد ہو،جس میں نصاریٰ کے چرچ اور عبادت گاہ کیلئے نقشے تیار کرنے کا کام بھی شامل ہے۔اور چرچ وغیرہ کے نقشے بنانے سے انکار کی صورت میں اسے ملازمت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو،تو کیا اس مسلمان انجینئر کے لئے نصاریٰ کی عبادت گاہوں کی تعمیر کیلئے نقشے تیار کرنا جائز ہے؟

جواب: مسلمان انجینئر کیلئے کافروں کی عبادت گاہوں کے نقشے اور ڈیزائن تیار کرنا جائز نہیں۔اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:وتعاونوا علی البرّ والتّقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان:اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو،اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔

(فقہی مقالات :ج 1:ص 266)

حدیث کے نا قابلِ اعتبار ہونے اور جہنم کے دائمی نہ ہونے کا عقیدہ رکھنے والے اور ایسے آدمی کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کا حکم:

سوال: ہمارے علاقے کے بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ موجودہ وقت میں حدیث شریف کا جو ذخیرہ ہے وہ غیر معتبر اور جلانے کے قابل ہے۔(معاذاللّٰہ)

ایک اور عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ جنت دائمی وابدی نہیں ہے۔یعنی جہنم ایک مدت کے بعد فانی اور غیر ابدی ہے، اور کہتے ہیں کہ اس کی انتہاء ہونے کے بعد انسان سارے کے سارے یعنی مشرک وکافر رحمت (جنت) میں جائیں گے اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:انّ رحمتی سبقت علیٰ غضبی:اب آپ بتائیں کہ اِن لوگوں کا

عقیدہ شریعتِ محمدی ﷺ کے مطابق ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ عقائد سخت گمراہانہ عقائد ہیں۔ پہلا عقیدہ کہ سارا ذخیرۂ حدیث (معاذ اللہ) نا قابلِ اعتبار ہے، کفر ہے، جس کے بعد انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے عقیدے پر بھی کفر کا اندیشہ ہے۔ ایسے عقائد کے شخص سے جب تک توبہ نہ کرے دوستانہ خصوصی تعلقات نہ رکھنا چاہئے، (فتاویٰ عثمانی :ج 1:ص 77)

چرچ کے لئے چندہ دینا:

سوال: کیا کسی مسلمان کیلئے یا کسی مسلم بورڈ کیلئے عیسائیوں کے تعلیمی ادارے مشنری ادارے یا چرچ میں چندہ دینا جائز ہے؟

جواب: کسی مسلمان کیلئے چاہے وہ کوئی فرد ہو یا جماعت، عیسائی اداروں یا چرچ میں چندہ دینا یا تعاون کرنا ہرگز جائز نہیں۔ (فقہی مقالات :ج 1:ص 266)

مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح کرنا:

سوال: کسی مسلمان عورت کا کسی غیر مسلم مرد سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ اگر اس عورت کو یہ اُمید ہو کہ اس شادی کے نتیجے میں وہ مرد مسلمان ہو جائے گا تو کیا اس شخص کے مسلمان ہو جانے کی اُمید اور لالچ میں اس سے نکاح کرنا درست ہے؟ جبکہ دوسری طرف اس مسلمان عورت کو مسلمانوں میں کوئی برابری کا رشتہ نہ مل رہا ہو اور معاشی تنگی کی وجہ سے خود اس عورت کے دین سے منحرف ہونے کا امکان بھی ہو تو کیا ایسی صورت میں نکاح کے جواز میں کچھ گنجائش مل سکتی ہے؟

اگر کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر کافر ہو تو کیا اس عورت کو اپنے شوہر سے علاقہ زوجیت برقرار رکھنے کی گنجائش ہے؟ جبکہ اس عورت کو یہ اُمید ہے کہ علاقہ زوجیت باقی رکھنے کی صورت میں وہ اپنے شوہر کو اسلام کی دعوت دے کر مسلمان کر لے گی، جبکہ دوسری طرف اس عورت کی اپنی شوہر سے اولاد بھی ہیں اور علاقہ زوجیت ختم کرنے کی صورت میں ان کے خراب ہو جانے اور دین سے منحرف ہو جانے کا قوی احتمال موجود ہے، کیا ان حالات میں اس عورت کے لئے اپنے شوہر سے رشتہ زوجیت برقرار رکھنے کی گنجائش ہے؟

اور اگر اس عورت کو اپنے شوہر کے اسلام لانے کی اُمید نہیں ہے، لیکن اس کا شوہر اس کے ساتھ اچھے اخلاق اور بہترین معاشرت کے ساتھ حق زوجیت ادا کر رہا ہے اور اس عورت کو یہ بھی ڈر ہے کہ اگر اس نے اپنے شوہر سے جدائی

اختیار کرلی تو کوئی مسلمان مرد اس سے شادی کرنے پر تیار نہیں ہوگا، کیا اس صورت میں مسئلہ کے جواز وعدمِ جواز پر کوئی فرق واقع ہوگا؟

جواب: کسی مسلمان عورت کیلئے کسی غیر مسلم مرد سے نکاح کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں۔قرآن کریم کا واضح ارشاد موجود ہے:ولا تنکحوا المشرکین حتّٰی یؤمنوا ولعبدٌ مؤمن خیرٌ من مشرکٍ ولو اعجبکم: اور مشرکین سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور البتہ مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے، اگر چہ وہ تم کو بھلا لگے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:لا ھنّ حلٌ لھم و لا ھم یحلّون لھنّ: نہ وہ عورتیں ان کافروں کیلئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

اور کسی کافر کے مسلمان ہو جانے کی صرف اُمید اور لالچ کسی مسلمان عورت کیلئے اس سے نکاح کرنے کی وجہ جواز نہیں بن سکتی ہے اور نہ ہی اس قسم کی خیالی اُمید اور لالچ کسی حرام کام کو حلال کر سکتی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی عورت مسلمان ہو جائے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کے صرف اسلام لانے سے ہی نکاح ختم ہو جائے گا۔البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف اسلام لانے سے نکاح نہیں ٹوٹے گا، بلکہ عورت کے اسلام لانے کے بعد مرد کو اسلام کی دعوت دی جائے گی، اگر وہ بھی اسلام قبول کر لے تب تو نکاح باقی رہے گا اور اگر اسلام لانے سے انکار کر دے تو نکاح ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر شوہر کچھ عرصہ بعد مسلمان ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی عدت گزر چکی ہے یا نہیں؟ اگر وہ عورت ابھی عدت میں ہے تو شوہر کے اسلام لانے سے پہلا نکاح دوبارہ لوٹ آئے گا، اور اگر اس کی عدت گزر چکی تھی تو اس صورت میں دونوں کے درمیان نکاح جدید کرنا ضروری ہوگا، نکاح کے بعد وہ دونوں بحیثیت میاں بیوی کے رہ سکتے ہیں۔اس مسئلہ میں تمام فقہاء متفق ہیں۔لہٰذا شوہر کے اسلام لانے کی موہوم اُمید اور لالچ کی بنیاد پر شریعت کا قطعی حکم نہیں بدلا جا سکتا۔(فقہی مقالات :ج1:ص239)

شرعی منکرات پر مشتمل تقریبات میں شرکت کرنا:

سوال: مغربی ممالک میں ایسی عام تقریبات اور اجتماعات بھی منعقد ہوتے ہیں جن میں مسلمانوں کو بھی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ان تقریبات میں مخلوط اجتماع ہوتا ہے اور شراب پینے پلانے کا دور بھی چلتا ہے۔اگر اُن

تقریبات میں مسلمان شرکت نہ کریں تو وہ ایک طرف پورے معاشرے سے کٹ کر تنہا رہ جاتے ہیں، اور دوسری طرف بہت سے فوائد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کیا ان حالات میں مسلمانوں کے لئے ان تقریبات میں شرکت کرنا جائز ہے؟

جواب: جو تقریبات شراب اور خنزیر کے کھانے پینے اور مردوں اور عورتوں کے رقص و سرور پر مشتمل ہوں ان میں مسلمانوں کا شریک ہونا جائز نہیں جبکہ اس شرکت کیلئے شہرت اور جاہ کے حصول کے علاوہ کوئی اور چیز داعی بھی نہیں ہے، مسلمانوں کیلئے ان فسق و فجور کے اسباب اور محرمات دین کے سامنے جھکنا مناسب نہیں جو ان کو پیش آرہے ہیں، بلکہ ایسے موقع پر تو ان کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے دین پر جمے رہے، ان تقریبات میں شرکت نہ کرنے پر اتفاق کرلیں تو غیر مسلم خود اس بات پر مجبور ہوں گے کہ وہ ان تقریبات کو ان منکرات سے خالی کرلیں، (فقہی مقالات: ج 1: ص 264)

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت خریدنے کا حکم:

آج بازار غیر مسلم ممالک مثلاً انگلینڈ، امریکہ، ہالینڈ، اسٹریلیاں اور برازیل وغیرہ سے درآمد شدہ گوشت سے بھرے ہوئے ہیں۔ پیچھے دلائل سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آچکی ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کیلئے اُس وقت حلال ہے جب وہ لوگ ذبح کی شرعی شرائط کی رعایت کریں۔ اور جس زمانے میں قرآن کریم نے ان کے ذبیحہ کو مسلمانوں کیلئے مباح قرار دیا تھا اُس وقت اُن کے ذبیحہ میں یہ بات موجود تھی، اور جہاں تک (موجودہ دَور کے) یہودیوں کا تعلق ہے اِن کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ یہ لوگ آج بھی گوشت کے سلسلے میں اپنے مذہب کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے علماء کی نگرانی میں اپنے لئے علیحدہ مذبح خانے بنائیں اور اپنے گوشت کو: کوشر: نام کے ذریعہ ممتاز کرتے ہیں، اور جہاں یہودیوں کی آبادی ہوتی ہے وہاں یہ گوشت آسانی سے دستیاب ہوتا ہے۔

جہاں تک (موجودہ دَور کے) نصاریٰ کا تعلق ہے، وہ تو ذبح کے سلسلے میں تمام شرعی شرائط اور پابندیوں کا طوق اُتار کر بالکل آزاد ہو چکے ہیں، چنانچہ آج ذبح کے سلسلے میں یہ لوگ اُن احکام کا بھی لحاظ نہیں کر رہے ہیں جو آج بھی ان کی مقدس کتابوں میں موجود ہیں۔

اِن حالات میں ان کا ذبیحہ اُس وقت تک حلال نہیں ہوگا جب تک کسی جانور کے بارے میں یقینی طور پر یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس میں انہوں نے تمام شرعی شرائط کا لحاظ کیا ہے۔

بہر حال وہ گوشت جو آج مغربی ممالک کے بازاروں میں فروخت ہو رہا ہے اور جو گوشت: اسلامی ممالک:

میں غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جارہا ہے، اس کو استعمال سے روکنے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

1.....پہلی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں ذبح کرنے والے کے مذہب کے بارے میں پتہ چلانا مشکل ہے، کیونکہ ان ممالک میں بت پرست، آتش پرست، دہریے اور مادہ پرست بھی بکثرت آباد ہیں، لہذا یہ یقین حاصل کرنا مشکل ہے کہ جس جانور کا گوشت بازار میں فروخت ہورہا ہے، اس کا ذبح کرنے والا اہل کتاب: ہے۔

2.....دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر تحقیق سے یا غالب آبادی پر حکم لگانے کی وجہ سے یہ ثابت بھی ہوجائے کہ ذابح نصرانی ہے، پھر یہ پتہ نہیں چلے گا کہ :فی الواقع: وہ نصرانی ہے یا وہ اپنے عقیدہ میں خدا تعالیٰ جل شانہ کا منکر اور مادہ پرست ہے۔

ہم پیچھے تفصیل سے یہ بیان کر چکے ہیں کہ آج نصرانیوں کی بہت بڑی تعداد وہ ہے جو اس کائنات کے لئے خدا تعالیٰ جل شانہ کے وجود کی منکر ہے (معاذ اللہ)۔ لہذا ایسی صورت میں وہ ذابح :فی الواقع: نصرانی نہ ہوا۔

3.....تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر تحقیق یا ظاہر حال پر حکم لگانے کی وجہ سے یہ ثابت بھی ہوجائے کہ وہ ذابح نصرانی ہے، تب بھی نصرانیوں کے بارے میں یہ بات معروف ہے کہ وہ ذبح کرتے وقت شرعی طریقہ اختیار کرنے کا التزام نہیں کرتے، بلکہ بعض نصرانی تو جانور کو گلا گھونٹ کر ہلاک کردیتے ہیں، اور بعض نصرانی جانور کو بے ہوش کرنے کیلئے وہ مشتبہ طریقے کو اختیار کرتے ہیں جن کو پیچھے بیان کر چکے ہیں۔

4.....چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ نصاریٰ ذبح کے وقت تسمیہ نہیں پڑھتے۔ اور جمہور اہل علم کے نزدیک یہ بات راجح ہے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے بھی ذبح کے وقت تسمیہ شرط ہے۔

بہر حال! ممانعت کی مندرجہ بالا وجوہِ قویہ کی وجہ سے کسی مسلمان کیلئے مغربی ممالک کے بازاروں میں فروخت ہونے والے گوشت کو کھانا جائز نہیں جب تک کسی معین گوشت کے بارے میں یہ یقین نہ ہوجائے کہ یہ گوشت ذکاۃِ شرعی کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہے، اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ گوشت کے اندر اصل حرمت ہے، جب تک اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔ اور حضور اکرم ﷺ نے اُس شکار کو کھانے سے منع فرمایا جس شکاری میں شکاری کے کتے کے علاوہ دوسرا کتا بھی شامل ہوجائے۔

اسی طرح ایک حدیث شریف میں شکار کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان وجدته غریقا فی الماء فلا تأکل فانک لا تدری الماء قتله أو سهمک: یعنی اگر تم اپنے شکار کو پانی میں غرق پاؤ تو اُس شکار کو مت کھاؤ، اس لئے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ وہ جانور پانی میں غرق ہونے کی وجہ سے مرا ہے یا تمہارے تیر سے

مرا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جانور میں حلت اور حرمت دونوں وجہیں پائی جائیں تو جانبِ حرمت کو ترجیح ہوگی۔ یہ حدیث بھی اس اصول پر دلالت کرتی ہے کہ گوشت کے اندر اصل: حرمت: ہے، جب تک یقینی طور پر یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ حلال ہے۔ یہ اصول کئی فقہاء کرام نے بیان فرمایا ہے۔

یہی حکم مغربی ممالک سے امپورٹ شدہ گوشت کا ہے، کیونکہ اس میں ممانعت کی مندرجہ بالا چاروں وجوہات پائی جاتی ہیں، جہاں تک اس شہادت کا تعلق ہے جو گوشت کے ڈبے پر اور اس کے کارٹن پر لکھی ہوتی ہے کہ: انھـــــا مذبوحة على الطريقة الاسلامية: یعنی یہ گوشت اسلامی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے۔

بہت سے بیانات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس: شہادت: پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ سعودی عرب کی: هيئة كبار العلماء: نے اپنے نمائندے اُن غیر ملکی مذبوح خانوں میں بھیجے جہاں سے اسلامی ممالک کو گوشت بھیجا جاتا ہے، چنانچہ اُن نمائندوں نے اُن مذبوح خانوں کا جائزہ لینے کے بعد اپنی جو رپورٹیں پیش کی ہیں، اُن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان ڈبوں اور کارٹنوں پر جو: شہادت: درج ہوتی ہے، اس پر بالکل اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

:فتاوى هيئة كبار العلماء: میں غیر مسلم ممالک امپورٹ شدہ گوشت کے بارے میں جو: قرارداد: منظور کی گئی ہے، وہ مندرجہ ذیل ہے:

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت کے بارے میں: هيـــئة كبـــار العلماء: کی قرارداد:

امریکہ اور دوسرے ممالک سے جو گوشت سعودی عرب میں امپورٹ کیا جاتا ہے، اس پر کوئی حکم لگائے بغیر صرف جانور ذبح کر دینے کا شرعی طریقہ بیان کر دینے سے اس شخص کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا جو حلال کھانے کی فکر کرتا ہے اور حرام سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

لہٰذا جن غیر مسلم ممالک سے سعودی عرب میں گوشت امپورٹ کیا جاتا ہے، وہاں کی کمپنیوں کے بارے میں یہ معلومات حاصل کرنا ضروری ہے کہ وہاں کس طرح جانور کو ذبح کیا جاتا ہے اور ذبح کرنے والے کون کون لوگ ہوتے ہیں؟ لیکن عام مسلمان یہ سب معلومات کس طرح حاصل کر سکتا ہے؟ اس لئے کہ ان ممالک کی مسافتِ بعیدہ کی وجہ سے ان کی طرف سفر میں بڑی مشقت پیش آتی ہیں، جس کی وجہ سے بہت کم لوگ ان ممالک کا سفر کرتے ہیں، اور جو لوگ

وہاں کا سفر کرتے ہیں، ان میں اکثر یا تو علاج کی غرض سے سفر کرتے ہیں یا کمانے کی خواہشات کی تکمیل کیلئے یا معلومات حاصل کرنے کیلئے وہاں کا سفر کرتے ہیں، لیکن اس مقصد کیلئے کوئی سفر نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی تفتیش کے لئے اور اس کی حقیقت سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے کوئی شخص اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے۔

اس لئے: ادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد: کے صدر دفتر کی طرف سے ایک خط ان اداروں کے ذمہ داروں کی طرف لکھا گیا ہے جو گوشت اور کھانے کی دوسری اشیاء سعودی عرب میں درآمد کرتے ہیں، جس میں ان اداروں سے حقیقت حال پوچھی گئی اور ان سے درخواست کی گئی کہ وہ دینی اور شرعی نقطہ نظر سے ان امپورٹ شدہ گوشت کا خاص خیال رکھیں تا کہ مسلمانوں کو اُن کھانوں سے بچایا جائے جن کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حرام قرار دیا ہے۔

ان اداروں کی طرف سے جو جواب آیا وہ بہت مجمل تھا جس سے نہ تو اطمینانِ قلب حاصل ہوسکتا تھا اور نہ ہی شک دُور ہوسکتا تھا۔ لہٰذا اس ادارے نے یورپ اور امریکہ میں اپنے نمائندوں کو خط لکھا کہ وہ اُن مذبوح خانوں میں ذبح کی کیفیت اور ذبح کرنے والوں کی دیانت کے بارے میں تحقیق کر کے اطلاع دیں، چنانچہ اس خط کے جواب میں بعض نے اجمالی جواب لکھ کر بھیج دیا، لیکن بعض غیرت مند حضرات نے اس کے بارے میں رسالہ کی صورت میں ذبح کی کیفیت اور ذبح کرنے والوں کی دیانت کے بارے میں تفصیل سے جواب لکھا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اُن حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

لیکن ان جوابات میں ان تمام غیر ملکی کمپنیوں کا احاطہ نہیں کیا گیا جو کمپنیاں سعودی عرب میں گوشت ایکسپورٹ کرتی ہیں اور جن کمپنیوں کے بارے میں بیان کیا گیا ان میں سے بعض کے بارے میں اجمالاً بیان کیا گیا۔

بہر حال! کمیٹی کو جو رپورٹیں موصول ہوئیں اور رسائل کے ذریعہ سے جو معلومات حاصل ہوئیں، اور ذبح کرنے کا شرعی طریقہ جس کا بیان اوپر آچکا اور اس بحث سے متعلق جو فتوے جاری ہوئے، ذیل میں ان سب کا خلاصہ کمیٹی پیش کرتی ہے تا کہ درآمد شدہ گوشت کا حکم واضح ہو جائے۔

﴿خلاصہ﴾

اوّلاً..... رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری کا جو خط: ادارت البحوث العلمية والافتاء کے رئیس کے پاس آیا، جس میں یہ بات تحریر تھی کہ ان کے پاس یہ رپورٹیں آئی ہیں کہ: آسٹریلیاں: کی بعض کمپنیاں جو اسلامی ممالک کو گوشت برآمد کرتی ہیں، خاص طور پر: الحلال الصادق: کمپنی جس کا مالک ایک قادیانی: حلال

الصادق: ہے،یہ کمپنیاں گائے،بکریاں اور پرندے ذبح کرنے میں اسلامی طریقہ اختیار نہیں کرتی ہیں،اور ان کمپنیوں کے ذبح شدہ جانوروں کا کھانا حرام ہے۔اور رابطہ عالم اسلامی: نے اپنے کتاب میں جو قرار داد اور سفارش پیش کی ہے،اس کی رعایت ضروری ہے۔

ثانیاً..... استاذ شیخ احمد بن صالح محایری کی طرف سے:فرانس: کی کمپنی:بر ئیسا: کے طریقہ ذبح کرنے کے بارے میں جو رپورٹ آئی ہے کہ اس کمپنی میں ذبح کرنے والے کے بارے میں پتہ نہیں چلتا کہ وہ مسلمان ہے یا کتابی یا بت پرست ہے یا ملحد ہے،اور اس میں شک رہتا ہے کہ مذبوحہ جانور کی دو رگیں کٹی ہیں یا ایک رگ کٹی ہے۔اور اس گوشت کے حلال ہونے کی تصدیق کرنے والے کی گواہی نہ تو ذبح کے عمل کو بذات خود مشاہدہ کرنے پر مبنی ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے نائب کے مشاہدہ پر مبنی ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی شہادت ذبح کرنے والے کو جاننے پر مبنی ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی شہادت ذبح کرنے والے کو جاننے پر مبنی ہوتی ہے۔اس رپورٹ کی روشنی میں اس کمیٹی کے ذبح شدہ جانوروں کو کھانا جائز نہیں،اور اس کمپنی کے غیر شرعی تذکیہ کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس کمپنی کے ڈائریکٹر نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ اگر درآمد کرنے والے ملک پہلے سے گوشت کی یقینی مقدار ہمیں بتادیں تو ہم شرعی طریقے پر ذبح کرنے کے لئے موجودہ ذبح کے طریقے میں تبدیلی کرلیں گے۔

ثالثاً..... استاذ احمد بن صالح محایری کی طرف سے (سادیا او یسة) کمپنی کے متعلق گائے اور مرغی کے ذبح کے طریقۂ کار کے بارے میں جو رپورٹ آئی ہے،اس میں ذابح کی دیانت مشکوک ہے،یہ معلوم نہیں کہ وہ ذابح کتابی ہے یا بت پرست ہے۔دوسرے یہ کہ گائے کو پہلے بجلی کے کرنٹ کے ذریعہ بے ہوش کیا جاتا ہے،جب وہ گائے بے ہوش ہوکر گر جاتی ہے تو اس کو مشینوں کے ذریعہ پاؤں کی طرف بلند کیا جاتا ہے،پھر چھری کے ذریعہ اس کی رگیں کاٹی جاتی ہیں،جس کے نتیجے میں اس کا خون بڑی مقدار میں خارج ہو جاتا ہے۔ان وجوہات کی بنا پر اس کمپنی کے مذبوحہ جانور کھانا جائز نہیں۔

رابعاً..... شیخ عبداللہ الغضیہ کی طرف سے لندن میں ذبح کے طریقۂ کار کے بارے میں یہ رپورٹ آئی ہے کہ یہاں ذبح کرنے والے دین سے منحرف نوجوان،بت پرست اور دہریے ہیں۔ذبح کا طریقۂ کار یہ ہے کہ مرغی کو ایک مشین میں ڈالا جاتا ہے،جب وہ مشین سے باہر نکلتی ہے تو وہ مردہ حالت میں ہوتی ہے اور تمام پر اکھڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کا سر کٹا ہوا نہیں ہوتا،بلکہ اس کی گردن پر ذبح کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا،خود مذبح کے انگریز مالک نے بھی ان باتوں کا اقرار کیا۔

اور مذبح خانے کا عملہ یہ دھوکہ دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس خودکار مشین کے ذریعہ ہونے والے ذبح کے طریقے کو دیکھنا چاہے جس کے ذریعہ ذبح کرنے کے بعد وہ گوشت برآمد کیا جاتا ہے تو اس شخص کو وہ مذبح خانہ دکھایا جاتا ہے جس میں چند مسلمان اندرون ملک رہنے والے مسلمانوں کے لئے ذبح کرتے ہیں۔ یہ بات ذبح کے طریقے اور ذبح کرنے والے کی دیانت میں شک ڈال دیتی ہے، اس لئے اس کمپنی کے ذبح شدہ جانوروں کو کھانا حلال نہیں۔

خامساً..... استاد حافظ کی طرف سے یونان کے بعض مشہور مقامات کے بارے میں یہ رپورٹ آئی ہے کہ وہاں پر بڑے جانوروں کو سروں پر پستول کے ذریعہ مار کر پہلے انہیں گرایا جاتا ہے اور پھر اسے ذبح کیا جاتا ہے، چونکہ ایسے جانور میں یہ شک رہتا ہے کہ ذبح کا عمل اس کی موت کے بعد ہوا یا پہلے ہوا، اس لئے ایسے جانور کو کھانا جائز نہیں۔

وہاں پر ذبح کا ایک اور طریقہ بھی رائج ہے، جس کے بارے میں رپورٹ بھیجنے والے کا کہنا یہ ہے کہ وہ طریقہ اسلامی طریقہ کے مطابق ہے، البتہ رپورٹ بھیجنے والے نے نہ تو ذبح کی کیفیت بیان کی ہے اور نہ ہی ذابح کی دیانت کے بارے میں کچھ بیان کیا ہے، اسی طرح نہ تو ذبح کرنے کی جگہ کے بارے میں بیان کیا ہے اور نہ ہی ذبح کرنے والی کمپنیوں کا ذکر کیا ہے۔

سادساً..... ہمیں شیخ عبدالقادر ناؤط سے یوگوسلاویہ میں ذبح کے طریقہ کے بارے میں یہ رپورٹ موصول ہوئی ہے کہ یوگوسلاویہ کے دیہاتوں میں اور سرایو شہر میں اسلامی طریقے پر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے اور ذابح بھی مسلمان ہوتا ہے، لہٰذا ان جانوروں کو کھانا جائز ہے۔ لیکن یوگوسلاویہ کے دوسرے شہروں میں جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں، ان میں ذبح کرنے والا غیر مسلم ہوتا ہے جو ظاہراً تو کتابی یا شیعہ ہوتا ہے لیکن حقیقۃ الامر میں وہ ایسا نہیں ہوتا۔ لہٰذا ذابح کی اہلیت میں شک کی وجہ سے یوگوسلاویہ کے دوسرے شہروں کے ذبیحہ جانور کو کھانا جائز نہیں۔

سابعاً..... مغربی جرمنی میں ذبح کے طریقے کے بارے میں ڈاکٹر طباع نے یہ رپورٹ بھیجی ہے کہ ذبح کرنے سے پہلے گائے کے سر میں پستول ماری جاتی ہے اور پھر اس گائے کی موت واقع ہونے کے بعد اسے ذبح کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ان ذبائح کو کھانا جائز نہیں۔

ثامناً..... رسالہ: المجتمع: میں ڈنمارک میں ذبح کے طریقے کے بارے میں رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ ذبح کرنے والے عیسائیوں کی بہ نسبت شیوعیین اور بت پرستوں سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور یہ کہ کمپنی کو اسلامی ذبح کے طریقہ کار کے بارے میں کچھ معلومات حاصل نہیں ہیں، سوائے اس کے کہ جو باتیں افواہوں کے ذریعہ معلوم ہوئی ہیں، لہٰذا کمپنی کیلئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اسلامی ذبح کے طریقے کا خیال رکھے اور یہ کہ وہ گوشت کے پیکٹ پر

یہ عبارت لکھ دے کہ (ذبح علی الطریقۃ الاسلامیۃ) اس کو اسلامی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے۔

گوشت درآمد کرنے والے یہ جملہ اس لئے لکھتے ہیں تا کہ وہ اس کی تصدیق کردے جس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، کمپنی کے لوگ اُس شخص کو ذبح کی کیفیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے رُوکتے ہیں جو معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اور استاد احمد صالح محایری کے واسطے سے محمد الابیض المغربی کی طرف سے ایک رپورٹ آئی ہے جو ڈنمارک میں گوشت کو پیک کرنے کا کام کرتا ہے، وہ یہ کہ پیکنگ پر جو یہ عبارت لکھتے ہیں کہ :ذبحت علی الطریقۃ الاسلامیۃ: یہ درست نہیں ہے، اس لئے کہ جانور کا قتل ہر حالت میں بجلی کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے۔ بہر حال! مندرجہ بالا دونوں رپورٹوں کی بنیاد پر ڈنمارک سے درآمدہ گوشت کھانا جائز نہیں۔

تاسعاً..... علامہ ابن عربیؒ کا جو قول بیان کیا گیا کہ جس چوپائے اور پرندے وغیرہ کو اہل کتاب نے ذبح کیا ہو، اُس کا کھانا مطلقاً حلال ہے، اگر چہ ان کے ذبح کا طریقہ ہمارے طریقے کے موافق نہ ہو۔ اور یہ کہ ہر وہ چیز جس کو وہ اپنے مذہب میں حلال سمجھتے ہیں، وہ ہمارے لئے بھی حلال ہے، سوائے اُس چیز کے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔ ذبح کا جو طریقہ اور جو فتاوی بیان ہوئے ہیں، ان کی بنیاد پر ان کا یہ قول مردود ہے۔

عاشراً..... ذبح کرنے کا طریقہ اور ذبح کرنے والے کی دیانت کے بارے میں جو تفصیل اوپر بیان ہوئی، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وزارت تجارت وصنعت کی طرف سے ایوان صدارت جو تحریر بھیجی گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ: برآمد شدہ گوشت حلال ہے: یہ تحریر کے اطمینان کیلئے کافی نہیں، بلکہ دلوں کی خلجان باقی رہتا ہے کہ یہ ذبائح اسلامی طریقۂ ذبح کے موافق ہیں یا نہیں؟ اور گوشت کے اندر اصل :حرمت: ہے، لہذا اس مشکل کا حل تلاش کرنا ضروری ہے۔ (اسلام اور جدید معاشی مسائل: ج 4: ص 40)

کافر اور فاسد العقیدہ کی امامت:

وہ لازمی اوصاف جن کے بغیر مقتدیوں کی نماز نہیں ہوسکتی۔ اُن میں سے امام کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اور ایک چیز یہ ہے کہ امام فاسد العقیدہ نہ ہو۔ (فتاوی عثمانی: ج 1: ص 381)

حضور اکرم ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے والے کے پیچھے نماز پڑھنا:

جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کسی نبی یا ولی کیلئے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو، ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں۔(فتاویٰ عثمانی :ج1:ص393)

غیر مسلموں کو اپنی عبادت گاہ: مسجد: کی طرح تعمیر کرنے اور: مسجد: کا نام دینے کی اجازت نہیں:

کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ اُس مذہب کا ایک امتیازی نشان ہوتی ہے، جس سے اُس مذہب اور اہلِ مذہب کی شناخت میں مدد ملتی ہے۔ چنانچہ: مسجد: مسلمانوں کی اُس عبادت گاہ کا نام ہے جو صرف اور صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے، کسی دوسرے مذہب کے پیروؤں کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنی عبادت گاہ کو: مسجد: کا نام دے کر لوگوں کو مغالطہ دیں اور ان کی گمراہی کا باعث ہوں، بالخصوص مرزائیوں کا معاملہ یہ ہے کہ مدّت دراز تک اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ناواقف لوگوں کو فریب دیتے رہے ہیں۔

ایسے حالات میں اگر انہیں: مسجد: کے نام سے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے یا اسے اس نام پر برقرار رکھنے کی اجازت دی جائے تو اس کا صریح نتیجہ.....عام مسلمانوں کیلئے سخت فریب میں مبتلا ہونے کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا، اور پاکستان جیسی اسلامی مملکت میں ایسے فریب کو گوارا نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا احقر کی رائے میں وہ تمام فیصلے جن میں قادیانیوں یا لاہوریوں کو: مسجد: کے نام سے عبادت گاہ بنانے کی اجازت دی گئی ہے، قرآن وسنت، شریعتِ اسلامی اور مصالحِ مسلمین کے یکسر خلاف ہیں۔(فتاویٰ عثمانی :ج 1:ص60)

غیر مسلم طاقتوں سے بے گناہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تعاون اور دوستی کسی صورت جائز نہیں:

مسلمانوں کے مقابلے میں غیر مسلم غاصبوں کی امداد.....قرآن وسنت کی صریح نصوص کے بالکل خلاف ہے، جس کے حرام ہونے میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے:

:يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْالَاتَتَّخِذُوْاعَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ

كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ،يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ،اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ،تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ،وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَا اَخْفَيْتُمْ وَمَا اَعْلَنْتُمْ ،وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ:(الممتحنه:آیت 1)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست،تم ان کو پیغام بھیجتے ہو دوستی سے اور وہ منکر ہوئے ہیں اس سے جو تمہارے پاس آیا سچا دین،نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس بات پر کہ تم مانتے ہو اللہ کو جو رب ہے تمہارا،اگر تم نکلے ہو لڑنے کو میری راہ میں اور طلب کرنے کو میری رضامندی،تم ان کو چھپا کر بھیجتے ہو دوستی کے پیغام، اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے اور جو کوئی کرے تم میں یہ کام تو وہ بھول گیا سیدھی راہ۔

یہ آیت جس واقعے کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے،اس میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے صرف اتنا کیا تھا کہ ان کے جو اعزہ واقرباء مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اُن کی مصلحت کے پیشِ نظر کفارِ مکہ کو یہ خبر بھیجنی چاہی تھی کہ ان پر حملے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

اگر چہ اس واقعے سے مسلمانوں کو کوئی قابلِ ذکر نقصان نہیں پہنچا،لیکن قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات نے اِس اقدام پر شدید گرفت فرمائی،اور آئندہ کیلئے یہ مستقل قانون بنادیا کہ غیر مسلم طاقتوں سے بے گناہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تعاون اور دوستی کسی صورت جائز نہیں۔اسی سورت میں آگے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس مسئلے کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی ہے:

:لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ،اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ:اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ،وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ:(سورۃ الممتحنہ:آیت 8☆9)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک، بیشک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے انصاف والوں کو۔اللہ تعالیٰ تو منع کرتا ہے تم کو ان سے جو لڑے تم سے دین پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے نکالنے میں کہ ان سے کرو دوستی اور جو کوئی اُن سے دوستی کرے سو وہ لوگ وہی ہیں گنہگار۔

اِن آیات میں پوری صراحت کے ساتھ ایسے غیر مسلموں کی ہمنوائی اور اعانت کو حرام قرار دیا گیا ہے جو

مسلمانوں سے جنگ کریں اور انہیں خانماں برباد کریں۔ یا اس کام میں ان کے ساتھ تعاون کریں۔

مسلمانوں کے خلاف کافروں سے دوستانہ تعاون کی حرمت متعدد آیات میں مختلف عنوانات سے بیان فرمائی گئی ہے، خاص طور پر مندرجہ ذیل آیاتِ کریمہ مسلمانوں کے لئے سرمۂ بصیرت ہیں:

:بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا:اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ،اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ،اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا:

(سورۃ النساء:آیت 138☆139☆144)

ترجمہ: خوشخبری سنادے منافقوں کو کہ ان کے واسطے ہے دردناک عذاب۔ وہ جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر، کیا ڈھونڈتے ہیں ان کے پاس عزت، سو عزت تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے ساری۔ اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر، کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا الزام صریح۔

:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ،وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ:(سورۃ المائدۃ: 57)

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ ان لوگوں کو جو ٹھہراتے ہیں دین کو ہنسی اور کھیل وہ لوگ جو کتاب دیئے گئے تم سے پہلے اور نہ کافروں کو اپنا دوست، اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان والے۔

:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ،بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ،وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ،اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ.(سورۃ المائدۃ:51)

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے، اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں سے ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو۔

مذکورہ بالا آیات اور نبی کریم ﷺ کے بہت سے ارشادات کی روشنی میں فقہائے اُمت نے یہ اُصول بیان فرمایا ہے کہ کسی مشترک دشمن کے خلاف بھی غیر مسلموں سے مدد لینا یا ان کی مدد کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے جب وہ غیر مسلم مسلمانوں کے پرچم تلے جنگ کریں، اور جنگ کے نتیجے میں مسلمانوں کا حکم غالب ہو۔

امام ابوبکر جصاصؒ سورۂ نساء کی مذکورہ بالا آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کفار کے مقابلے میں دوسرے کفار سے ایسی حالت میں مدد لیں جب فتح کی صورت میں کفر کا حکم غالب ہو۔

دوسری طرف اگر کوئی غیر مسلم قوم کسی دوسری غیر مسلم قوم سے لڑنے کیلئے مسلمانوں کو دعوت دیں تب بھی اصل حکم یہی ہے کہ مسلمانوں کیلئے ان میں سے کسی بھی فریق کی مدد کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر غیر مسلموں کی یہ دعوت قبول نہ کی گئی تو وہ خود مسلمانوں کو بھی قتل کر ڈالیں گے تب ان کی مدد کرنا جائز ہوگا۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ: مسلمانوں کیلئے جائز نہیں کہ وہ اہل شرک کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر دوسرے اہل شرک سے جنگ کریں اور اگر اہلِ حرب نے مسلمان قیدیوں سے کہا کہ ہمارے مشرک دشمن سے ہمارے ساتھ لڑو اور وہ خود بھی مشرک ہے، تو اگر ان قیدیوں کی ان مشرکوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہو تو ان کے لئے جائز ہوگا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر اُن کے دشمن مشرکوں سے لڑیں۔

یہ سب کچھ اُس وقت ہے جب غیر مسلموں کے ساتھ مل کر دوسرے غیر مسلموں سے جنگ کی جارہی ہو، لیکن اگر غیر مسلموں کے مقابلے میں مسلمان ہوں اور پھر غیر مسلم اپنے ساتھ مل کر اپنے مدِ مقابل مسلمانوں سے لڑنے کی دعوت دیں تو اس دعوت کو قبول کرنا حالتِ اضطرار میں بھی جائز نہیں ہے۔ یعنی اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہ مانا کہ ان کے ساتھ مل کر دوسرے مسلمانوں سے لڑا جائے تو یہ غیر مسلم خود ہمیں قتل کر ڈالیں گے، تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، خواہ اسے خود اپنی جان دے دینی پڑے۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں: اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے، تب بھی ان کے لئے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

امام سرخسیؒ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس لئے کہ مسلمانوں کیلئے دوسرے مسلمانوں سے جنگ حرام لعینہٖ ہے۔ لہٰذا قتل کی دھمکی کی صورت میں بھی ایسا اقدام جائز نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ اس شخص کو قتل کرو ورنہ میں تمہیں قتل کرتا ہوں (کہ اس دھمکی کی وجہ سے دوسرے کو قتل کرنا جائز نہیں) (فتاویٰ عثمانی: ج3: ص488)

دُنیوی مصلحت کے لئے اپنے آپ کو غیر مسلم لکھنا:

کسی کافر ملک کا ویزا حاصل کرنے کیلئے یا کسی اور دُنیوی مصلحت کیلئے پاسپورٹ اور ویزا فارم پر مذہب کے خانے میں کسی مسلمان کا دیدہ دانستہ اپنے آپ کو قادیانی لکھنا صراحۃً کافر مذہب کی طرف اپنی نسبت کرنا ہے، جو سراسر موجبِ کفر ہے۔ اگر کوئی ایسا کر لے تو ایسے شخص پر واجب ہے کہ فوراً صدقِ دل سے توبہ اور تجدیدِ ایمان کرے، اور آئندہ ایسا کرنے سے مکمل پرہیز کرے۔ (فتاویٰ عثمانی: ج1: ص74)

مسلمان میت کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنا:

مسلمان میت کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔(فقہی مقالات :ج 1:ص 241)

غیر مسلم، مسلمان کا دوست نہیں ہوسکتا:

مؤمن اور غیر مؤمن آپس میں دوست اور ولی نہیں ہوسکتے ،اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ: مومن، کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے علاوہ۔اور جو شخص ایسا کرے گا پس نہیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز میں مگر یہ کہ تم ان کافروں سے بچاؤ اختیار کرو۔اور اللہ تعالیٰ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے،اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نیز ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ: اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے،اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں سے ہے،اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو۔

(فقہی مقالات :ج 6:ص 164)

اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کفار و مشرکین کا ذبیحہ:

:تذکیہ شرعی: کے حصول کی اہم شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو کتابی ہو، اس کے ساتھ ساتھ وہ عاقل بالغ ہو۔لہذا اہل کتاب کے علاوہ کفار و مشرکین کا ذبیحہ جائز نہیں۔اس شرط پر تمام فقہاء کرامؒ کا اتفاق ہے،میرے علم کے مطابق فقہاء کرامؒ کے درمیان اس بارے میں اختلاف نہیں ہے،حتی کہ بعض علماء نے اس مسئلہ پر اجماع نقل کیا ہے۔

اور کفار کے ذبیحہ کے حرام ہونے کا مطلب یہ نکلا کہ جو: کافر: اہل کتاب میں سے نہیں ہے،اگر چہ وہ مسلمان کے ذبح کے طریقے پر ذبح کرے تو بھی اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

امام ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ: ذبح کی شرائط سے معلوم ہوا کہ مشرکین اگر چہ جانور ذبح کرتے وقت اللہ

تعالیٰ جل شانہ کا نام لیں تب بھی وہ جانور نہیں کھایا جائے گا۔

بعض معاصر علماء نے اس مسئلہ میں شذوذ اختیار کرتے ہوئے صرف اہل عرب کے بت پرستوں کے ذبیحہ پر حرمت کو منحصر کردیا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے کفار کے ذبیحہ کو مباح قرار دیا ہے، چاہے وہ دوسرے بت پرست ہوں یا دہریئے ہوں یا چاہے آتش پرست ہوں۔ بعض معاصرین کا یہ قول غلط ہے، قرآن وحدیث اور اقوال سلفؒ سے اس کی کوئی مناسبت نہیں۔

دراصل اُن کو اشتباہ یہاں سے پیش آیا کہ انہوں نے یہ دیکھا کہ قرآن وحدیث میں صریح نص ایسی نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کفار کا ذبیحہ حرام ہے، اور اشیاء کے اندر اصل اباحت ہے، لہذا کسی چیز کی حرمت کے لئے نص کا ہونا ضروری ہے۔

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حیوانات کے اندر اصل حرمت ہے اور وہ جانور اُس وقت تک حلال نہیں ہوسکتا جب تک شریعت اس کے حلال ہونے کا حکم نہ لگا دے، اس کی دلیل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جو ماقبل میں گزری، جس میں انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنا کتا شکار کیلئے چھوڑتا ہوں اب دوسرا کتا بھی اس کے ساتھ شامل ہوجاتا ہے، اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ شکار کس کتے نے کیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اُس شکار کو مت کھاؤ، اس لئے کہ تم نے صرف اپنے کتے پر: بسم اللّٰہ: پڑھی ہے، دوسرے کتے پر نہیں پڑھی۔

یہ حدیث اس پر دلالت کررہی ہے کہ جب: ذکاۃ شرعی: کے حصول میں شک پیدا ہوجائے اور دونوں احتمال برابر ہوں تو اس جانور کا کھانا حرام ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ: حیوانات: کے اندر اصل: حرمت: ہے، کیونکہ اگر اصل: اباحت: ہوتی تو شک کی حالت میں وہ حیوان حرام نہ ہوتا۔

دوسری طرف قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ارشاد نے صرف اہل کتاب کے ذبیحہ کے حِلّت کی تخصیص فرمادی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وطعام الّذین اوتوا الکتاب حلّ لّکم: ان لوگوں کا طعام تمہارے لئے حلال ہے جن کو کتاب دی گئی ہے۔ لہذا اگر سب کا طعام مسلمانوں کیلئے حلال ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ اہل کتاب کے ذکر کی تخصیص نہ فرماتے۔

بعض معاصرین نے مندرجہ بالا استدلال کو: استدلال بمفھوم اللقب: قرار دے کر رد کیا ہے۔ یہ بھی درست نہیں، بلکہ یہ استدلال مسکوت عنہ چیز میں اصل کی طرف رجوع کرنے کے اصول سے ہے اور: حیوانات: میں

اصل حرمت ہے، جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا۔

بہر حال! صحیح بات جس پر ہر زمانے میں اُمت کا اجماع رہا ہے، وہ یہ ہے کہ مسلمان کیلئے: ذبیحہ: اُس وقت تک حلال نہیں جب تک اس کو ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب نہ ہو، اور اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ البتہ بعض اقوال شاذّہ میں: مجوس: کو اہل کتاب میں سے شمار کیا ہے، اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سنّوبهم سنّة اهل الكتاب: مجوس کے ساتھ اہل کتاب جیسا معاملہ کرو۔

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث: مجوس: سے جزیہ وصول کرنے کے بارے میں ہے، اور: جزیہ: کے بارے میں یہ حدیث پیش کر کے اس سے استدلال کیا گیا تھا، جس کا واقعہ یہ ہوا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کو: مجوس: سے جزیہ وصول کرنے کے بارے میں تردد تھا تو اُس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے یہ حدیث سنائی، چنانچہ اس حدیث کی بنیاد پر سیدنا فاروق اعظمؓ نے: مجوس: سے جزیہ وصول فرمایا۔ یہ واقعہ امام مالکؒ نے: مؤطا: میں اس طرح نقل کیا ہے۔

حضرت محمد بن علی سے مروی ہے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے مجوس کا ذکر فرمایا اور یہ سوال کیا کہ ان کے بارے میں کیا معاملہ کروں؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان کے ساتھ اہل کتاب جیسا سلوک کرو۔

جمہور فقہاء کرامؒ نے اس بات پر کہ: اہل کتاب: کا لقب صرف: یہود و نصاریٰ: میں منحصر ہے، اس آیت سے استدلال کیا ہے: ان تقولوا انّما انزل الكتاب على طائفتين من قبلنا وان كنّا عن دراستهم لغافلين:

دوسری بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے: مجوس: کو اہل کتاب میں شمار نہیں فرمایا، بلکہ یہ فرمایا کہ جزیہ وصول کرنے میں ان کے ساتھ اہل کتاب جیسا معاملہ کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ مجوس اہل کتاب میں سے نہیں ہیں، البتہ ان کا جزیہ قبول کرنے کے معاملہ میں ان کے ساتھ اہل کتاب جیسا معاملہ کیا جائے گا (جس طرح اہل کتاب سے جزیہ وصول کر سکتے ہیں، اسی طرح مجوس سے بھی جزیہ وصول کر سکتے ہیں)۔ (فقہی مقالات: ج4: ص205)

مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار کرنے کی ممانعت:

حدیث شریف میں شدید ضرورت اور تقاضے کے بغیر مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار کرنے کی ممانعت آئی

ہے۔ چنانچہ ابوداؤدشریف میں حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مشرک کے ساتھ موافقت کرے اور اس کے ساتھ رہائش اختیار کرے وہ اسی کے مثل ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میں ہر اُس مسلمان سے بُری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرے۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا، یارسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی آگ اور کفر کی آگ دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔ تم یہ امتیاز نہیں کرسکو گے کہ یہ مسلمان کی آگ ہے یا مشرکین کی آگ ہے۔

امام خطابیؒ حضور اقدس ﷺ کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: مختلف اہل علم نے اس قول کی شرح مختلف طریقوں سے کی ہے۔ چنانچہ بعض اہل علم کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان اور مشرکین حکم کے اعتبار سے برابر نہیں ہوسکتے، دونوں کے مختلف احکام ہیں۔ اور دوسرے اہل علم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے دارالاسلام اور دارالکفر دونوں کو علیحدہ علیحدہ کردیا ہے۔ لہذا کسی مسلمان کیلئے کافروں کے ملک میں ان کے ساتھ رہائش اختیار کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ جب مشرکین اپنی آگ روشن کریں گے اور یہ مسلمان ان کے ساتھ سکونت اختیار کئے ہوئے ہوگا تو دیکھنے سے یہی خیال کریں گے یہ بھی انہیں میں سے ہے۔

علماء کی اِس تشریح سے یہ بھی ظاہر ہورہا ہے کہ اگر کوئی مسلمان تجارت کی غرض سے بھی دارالکفر جائے تو اِس کیلئے وہاں پر ضرورت سے زیادہ قیام کرنا مکروہ ہے۔ (فقہی مقالات: ج 1: ص 235)

حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق قاسمی صاحب کا فتوی

رئیس دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

شاتمِ رسول ﷺ اور شاتمِ عائشہ صدیقہؓ اور صحابہ کرامؓ کے گستاخ کی سزا، اور شاتمِ رسول ﷺ کو پناہ دینے والے یا اس کی پشت پناہی کرنے والے ملک سے تعلق اور دوستی رکھنا جائز نہیں:

سوال: جو شخص بلحاظ اسم مسلمان ہو اور اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے برگزیدہ پیغمبروں علیہم السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہنسی اُڑاتا ہو، ان کے بارے میں استہزائیہ انداز اختیار کرتا ہو۔ جو ازواج مطہراتؓ کی شان میں گستاخی اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال کرتا ہو، اور قرآن کریم کے بارے میں یہ کہتا ہو کہ یہ کوئی تاریخ نہیں فقط ناول ہے، اور اک دیوانے شخص کا خواب ہے، جسے کہانی کا رنگ دیا گیا ہے (معاذ اللہ)۔ تو ایسے ملعون شخص کے لئے علمائے کرام کا کیا فتویٰ ہے؟

عام مسلمانوں کیلئے،حکامِ وقت اور حکومتِ وقت کیلئے۔ازراہِ کرم بتائیں ایسے مسلمانوں کیلئے کیا حکم ہے جو ایسے گستاخ کوقتل کرنا چاہتے ہوں،جبکہ وہ ایک غیر اسلامی ملک(برطانیہ یا امریکا)میں موجود ہو۔کیا اُس ملک کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات قائم رکھے جاسکتے ہیں؟جبکہ وہ ملک اُس ملعون کی کتاب کی اشاعت کی پشت پناہی بھی کررہا ہو؟اور ایسے ملعون شخص کو اپنے ہاں پناہ بھی دے رکھی ہو۔

جواب: صورتِ مسئولہ میں جوآدمی(کافر ہو یا مسلم)حضرت محمد ﷺ پر ہنسی اُڑاتا ہے یا ان کی سیرت و زندگی کے کسی گوشے کے بارے میں استہزائیہ انداز اختیار کرتا ہے یا ان کی توہین وتنقیص کرتا ہے یا ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے یا ان کو گالی دیتا ہے یا ان کی طرف بُری باتوں کومنسوب کرتا ہے یا آپ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ اور امہات المؤمنینؓ کو بازاری عورت اور طوائفوں کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے اور قرآن مجید کو ایک دیوانہ اور مجنون آدمی کا خواب بتاتا ہے یا ایک ناول اور کہانی سے تعبیر کرتا ہے۔تو وہ آدمی سراسر کافر،مرتد،زندیق اور ملحد ہے۔

اگر ایسا آدمی کسی مسلمان ملک میں یہ حرکت کرتا ہے تو اس کوقتل کرنا مسلمانوں کی حکومت پر واجب ہے اور مشہور قول کے مطابق اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے۔اور یہ ائمہ اربعہؒ کا مذہب ہے اور اس پر اُمت کا اجماع ہے۔جیسا کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی مشہور کتاب:الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول:میں نقل فرمایا ہے کہ:

عام اہل علم کا مذہب ہے کہ جوآدمی خواہ مسلمان ہو یا کافر،نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے،اُس کوقتل کرنا واجب ہے۔ابن منذرؒ نے فرمایا کہ عام اہل علم کا اجماع ہے کہ جوآدمی نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے،اس کی حد قتل کرنا ہے اور اسی بات کو امام مالکؒ،امام لیثؒ،امام احمدؒ،امام اسحٰقؒ نے بھی اختیار فرمایا ہے اور امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔اور ابو بکر فارسیؒ نے اصحابِ امام شافعیؒ سے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ شاتم رسول ﷺ کی حد قتل ہے۔

محمد بن سحنونؒ نے فرمایا کہ علماء کا اجماع ہے کہ شاتم رسول ﷺ اور آپ ﷺ کی توہین وتنقیصِ شان کرنے والا کافر ہے اور حدیث میں اس کیلئے سخت سزا کی وعید آئی ہے اور اُمت مسلمہ کے نزدیک اس کا شرعی حکم قتل ہے۔اور جوآدمی اس شخص کے کفر وعذاب کے بارے میں شک وشبہ کرے گا وہ بھی کافر ہوگا۔

مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات آفتابِ نیم روز کی طرح واضح ہوگئی کہ باجماع اُمت نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا یا ان کی توہین وتنقیص کرنے والا کھلا کافر ہے اور اس کوقتل کرنا واجب ہے۔اور آخرت میں اس کیلئے دردناک

عذاب ہے۔اور جو آدمی اس کے کافر ہونے اور مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے ایک کافر کے کفر میں شبہ کیا ہے۔

پھر یہ شخص جب مسلسل اس جرم کے ارتکاب میں قائم ہے اور اس پر مصر ہے تو اس کے واجب القتل ہونے اور اس کی توبہ قبول نہ کرنے کے بارے میں کوئی شک ہی نہیں۔

چنانچہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جو آدمی ارتداد کی حالت پر بدستور برقرار رہتا ہے یا بار بار مرتد ہوتا رہتا ہے اُس کو فوراً قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں جائے گی۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ متعدد بار مرتد ہونے والے کی توبہ قبول نہیں کی جاتی اور یہ امام مالکؒ، امام احمدؒ، امام لیثؒ کا مذہب ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر کوئی آدمی مرتد ہونے کا جرم بار بار کرے تو اسے حیلہ سے بے خبری میں قتل کر دیا جائے۔

اسی طرح امہات المؤمنینؓ کی شان میں گستاخی کرنے سے آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے اور گستاخی کرنے والے پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی لعنت ہوتی ہے۔

اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ امہات المؤمنینؓ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور وہ مباح الدم ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو گناہ کی تہمت لگانے والوں کے جرم کا ثبوت اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاک دامنی کا ثبوت تو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فقہائے کرامؒ نے بھی اس کی رُو سے ایسے شخص کو مباح الدم کہا ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر گناہ کی تہمت لگاتا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے: نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃؓ: سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تہمت لگانے والا شخص بلاشبہ کافر ہے۔

دنیا کے تمام مسلمانوں کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بندے اور رسول ہیں، تبلیغ دین اور اشاعت حق میں بالکل امین اور حق گو ہیں، اور اس منصب کو بالکل صحیح صحیح طریقہ سے انجام دینے والے ہیں، اور دین اسلام کی تکمیل فرما دی گئی ہے اس میں کسی قسم کی کوتاہی اور خامی نہیں ہوئی ہے، اسی طرح قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا کلام پاک سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید کو غیر اللہ کا کلام کہنا سراسر کفر ہے۔

اسی لئے تمام اسلامی حکومتوں کیلئے ضروری ہے کہ اگر کافر، مرتد، زندیق ان کی حکومت کے ماتحت ہے تو فوری طور پر قتل کر کے اسے جہنم رسید کریں، اگر ان کی حکومت میں نہیں لیکن سفارتی تعلقات کے ذریعہ اس پر دباؤ ڈالنا کسی بھی

طریقہ سے ممکن ہے تو اس پر دباؤ ڈال کر اس کو قتل کر دینا ضروری ہے، ورنہ ایک بد بخت ازلی اور شاتم رسول ﷺ کو پناہ دینے والے یا اس کی پشت پناہی کرنے والے ملک سے تعلق اور دوستی رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

:لاتجدقوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الآخر یوادّون من حآداللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اٰبائھم اوابناء ھم اواخوانھم او عشیرتھم: جولوگ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں آپ اُن کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا اپنے گھرانے کے ہوں۔

:یٰاَیھاالّذین اٰمنوالاتتّخذواعدوّی وعدوّکم اولیآء تلقون الیھم بالمودّۃ: اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو۔

اور اگر حکومت اس امر عظیم کو انجام دینے کیلئے تیار نہیں ہے تو ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ طاقت بشری کے مطابق کوشش کر کے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی زمین کو شاتم رسول ﷺ سے پاک وصاف کردے۔ کیونکہ یہ اظہار دین خداوندی کی تکمیل اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ذریعہ ہے۔ جب تک زمین سے شاتم رسول ﷺ کو ختم نہیں کیا جائے گا اُس وقت تک مکمل دین، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے نہیں ہوتا جو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے دیا ہے۔

:فتاوی شامی: میں ہے کہ: ایسے تمام مرتکبین کبیرہ جن کے گناہوں کا ضرر دوسروں کی طرف متعدی ہوتا ہے ان کو قتل کرنا جائز ہے اور قاتل ثواب کا مستحق ہے۔ (فتاوی بینات: ج1: ص 98تا106)

شیعہ کو زکوۃ دینا:

شیعہ اثنا عشریہ.....تحریفِ قرآن، امامت معصومہ، تقیہ، متعہ اور تین صحابہ کرامؓ کے علاوہ باقی صحابہ کرامؓ کے بارے میں مرتد اور کافر ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد یا کافر ہیں، بلکہ دوسرے کافروں سے بدتر ہیں۔ تفصیل کیلئے: بینات شیعہ نمبر: کا مطالعہ کیا جائے۔ اور کافر یا مرتد کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔ لہذا شیعہ کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔

:وفی الھندیۃ: الرافضی اذاکان یسب الشیخینؓ ویلعنھما (العیاذباللّٰہ) فھو کافر وان کان یفضل علیاًؓ علیٰ ابی بکرؓ لایکون کافرا الاانہ مبتدع.....وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین: (زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 296)

شیعہ کا ذبیحہ:

شیعہ مسلمان بھی نہیں اور کتابی بھی نہیں، اس لئے ان کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت حلال نہیں۔

:وفی الشامیة:ومنهاان یکون مسلمااو کتابیافلاتؤکل ذبیحة اهل الشرك والمرتدلانه لایقر علی الدین الذی انتقل الیه:

واضح رہے کہ شیعہ اثنا عشری.....تحریفِ قرآن، امامتِ معصومہ، تقیہ، متعہ اور تین صحابہ کرامؓ کے علاوہ باقی صحابہ کرامؓ کے بارے میں مرتد اور کافر ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اسی طرح آغا خانی اور بوہری وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ تفصیل کے لئے ماہنامہ بینات شیعہ نمبر کا مطالعہ کیا جائے، اُس میں مفصل اور مدلل بحث اور فتاویٰ موجود ہیں۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 96)

قربانی میں شیعہ کی شرکت:

شیعہ کافر ہیں، اگر کسی جانور میں اس کا حصہ رکھا لیا گیا تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 96)

زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے شیعہ کا فارم بھرنے اور اس کا مشورہ دینے والے کا حکم:

بینک میں زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے غیر مسلم، شیعہ ہونے کا فارم بھرنا کفر ہے، کیونکہ یہ تحریری طور پر غیر مسلم اور کافر ہونے کا اقرار ہے۔ جس طرح مسلمان ہونے کے اقرار سے مسلمان ہوتا ہے اسی طرح غیر مسلم اور کافر ہونے کا اقرار کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اس لئے زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے ایسا فارم بھرنے والے پر ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی ضروری ہے، ورنہ بیوی حلال نہیں ہوگی۔

اگر کسی مسلمان نے ایسا فارم بھرنے کا مشورہ دیا ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس پر بھی لازم ہوگا کہ ایمان اور نکاح کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے۔

اگر کسی عورت نے ایسا فارم بھرا ہے تو اس پر بھی ضروری ہے کہ ایمان کی تجدید کرے، اگر شادی شدہ ہے تو نکاح کی بھی تجدید کرے۔ (زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 234)

شیعہ کا لقمہ دینا:

شیعہ اثناعشری.....تحریفِ قرآن، امامتِ معصومہ، تقیہ، متعہ اور تین صحابہؓ کے علاوہ باقی صحابہ کرامؓ کے بارے میں مرتد اور کافر ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر مرتد اور کافر ہیں۔

:وفی الشامی:ان الرافضی ان کان ممن یعتقدالالوھیۃفی علیؓ اوان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکر صحبۃ الصدیقؓ اویقذف السیدۃ الصدیقۃؓ فھوکافر لمخالفتہ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ:

:وفی الھندیۃ:الرافضی اذاکان یسب الشیخینؓ ویلعنھما(والعیاذباللّٰہ) فھو کافر:ویجب اکفارالروافض.....بقولھم ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمد ﷺدون علیؓ بن ابی طالب وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین:

:وفی التاتارخانیۃ:ویجب اکفارالروافض.....بقولھم ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علیؓ بن ابی طالب،وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین:(تراویح کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص283)

شیعہ کا لقمہ دینا:

اور شیعہ زیدیہ کے علاوہ باقی تمام شیعوں کا یہی حکم ہے۔اور کافر یا مرتد کا لقمہ لینے سے امام کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز باطل ہو جاتی ہے،اس لئے شیعہ کا لقمہ نہ لیا کرے۔

اگر شیعہ،سنی امام کے پیچھے اقتداء کر کے نماز میں شریک ہونے کے بعد لقمہ دے گا تو بھی امام کیلئے اس کا لقمہ لینا درست نہیں ہوگا۔اگر سنی امام،شیعہ کا لقمہ لے کر اپنی غلطی درست کرے گا تو امام اور مقتدی سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔کیونکہ کافر اور مرتد کی نماز اور اقتداء درست نہیں۔

:وفی الفقہ الاسلامی وادلتہ:فلایصح اداء العبادۃ من الکفار مادامواکفارا.....وعلیہ لاتصح الصلوۃ من کافربالاجماع:

:وفی المجموع شرح المھذب:لایصح من کافرصلی ولامرتدصلاۃ:ولوصلی فی کفرہ ثم اسلم لم تتبین صحتھابل ھی باطلۃ بلاخلاف.....قال اصحابناوغیرھم: لایصح

من کافر عبادۃ: (تراویح کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 284)

شیعہ کا جماعت میں شرکت کرنا:

اگر جماعت کی نماز میں شیعہ درمیان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو سنیوں کی نماز ہو جائے گی، لیکن آئندہ کیلئے اس شیعہ سے کہہ دیا جائے کہ وہ اپنے شیعہ مذہب سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلے ورنہ مسلمانوں کی جماعت میں نہ آیا کرے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 3: ص 53)

شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا:

شیعہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، ان کے کفریہ عقائد سے قطع نظر بھی کرلی جائے تو دونوں کے نماز کے احکام میں اتنا اختلاف ہے کہ اہل سنت والجماعت کے ساتھ نماز کے اتحاد کی کوئی شکل نہیں۔ اس لئے اہل سنت والجماعت والے اپنا امام اور اپنی مسجد الگ بنائیں۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 3: ص 53)

شیعہ کا اعتکاف:

اعتکاف صحیح ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ شیعہ مسلمان نہیں ہے، اس لئے ان کا اعتکاف درست نہیں۔ (اعتکاف کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 207)

شیعہ اور قادیانی کی چیز لینا اور اس سے افطار کرنا:

غیر مسلم شیعہ اور قادیانی کی کوئی چیز نہ لے اور اس سے افطار بھی نہ کرے، کیونکہ یہ کافر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کافر نہیں سمجھتے، اور مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔ (روزے کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 154)

اصحابِ رسول ﷺ کو بُرا کہنے والے کی عبرت ناک واقعہ:

ابو اسحاق ؒ نے روایت کی ہے کہ مجھے ایک میت کو غسل دینے کیلئے بلایا گیا، جب میں نے غسل دینے کیلئے ان کے چہرے سے کپڑا اُٹھایا تو دیکھا کہ اس کی گردن پر ایک سانپ لپٹا ہوا ہے، مجھے تعجب ہوا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شخص صحابہ کرامؓ کو بُرا کہتا تھا۔ (میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 1: ص 80)

بوہری شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنے،ان کیلئے دعائے مغفرت کرنے اور اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم:

بوہری شیعہ بھی مسلمان نہیں ہیں۔ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اوران کے لئے مغفرت کی دعا کرنا اوران کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج 1:ص 146)

شیعہ کو غسل دینا اور کفن ودفن:

اگر کوئی شیعہ مرجائے اوراس کو غسل دے کر دفن کرنے کیلئے کوئی شیعہ نہ ہوتو مسلمان اس کو غسل دے کر دفن کردیں،مگر.....غسل،کفن اور دفن سنت کے مطابق نہ کریں، بلکہ اس پر پانی بہا کر کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال کر مٹی ڈال دیں۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج 1:ص 468)

شیعہ امام کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھنا:

شیعہ امام کی اقتداء میں جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، کیونکہ شیعہ مسلمان نہیں ہے۔

:وفی الکفایة:ویکرہ الاقتداء بصاحب الھوٰی والبدعة والحاصل ان کل من کان من اھل قبلتنا ولم یفعل فی ھواہ حتی یحکم بکفرہ تجوز الصلوة(مع الکراھة التحریمة) خلفہ،وان کان ھوٰی أھلھا کالجھمی والقدری الذی قال بخلق القرآن والرافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکرؓ لاتجوز:

والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقدہ اھل السنة والجماعة وانمایجوز الاقتداء بہ مع الکراھة اذالم یکن مایعتقدہ یؤدی الی الکفر عنداھل السنة أمالو کان مؤدیاالی الکفرفلایجوز اصلاً کالغلاة من الروافض:

:وفی الھندیة:الرافضی اذاکان یسب الشیخینؓ ویلعنھما(والعیاذباللّٰہ)فھو کافر، ولوقذف عائشةؓ بالزنا کفرباللّٰہ.....من انکرامامة ابی بکرالصدیقؓ فھو کافر، وعلی قول بعضھم ھومبتدع ولیس بکافر،والصحیح انہ کافر،وکذٰلک من انکر خلافة عمرؓ فی اصح الاقوال:کذافی الظھیرة:ویجب اکفارھم باکفار عثمانؓ وعلیؓ وطلحةؓ وزبیرؓ

وعائشةؓ....ویجب اکفار الروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا، وبتناسخ الارواح، وبانتقال روح الاله الی الائمة وبقولهم فی خروج امام باطن..... وبقولهم ان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علیؓ بن ابی طالب، وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین:(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج 1:ص 468)

شیعہ کی موت شہادت نہیں ہوتی:

شہادت کیلئے پہلی شرط اسلام ہے۔زیدیہ کے علاوہ باقی شیعہ مسلمان نہیں ہیں،اس لئے ان کی موت شہادت نہیں ہوتی اور یہ لوگ شہید نہیں ہوتے۔(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج 1:ص 469)

شیعہ کوکہاں دفن کریں:

اگرشیعوں میں سے کوئی مرجائے اورشیعہ لوگ وہاں موجود ہیں تووہی لوگ اپنی میت کی تجہیز وتکفین کرلیں، لیکن اگروہاں کوئی شیعہ موجودنہ ہوتو دوسرے مسلمان اس کی تجہیز وتکفین مسلمانوں کی طرح کریں اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کریں۔

اوراگرزیدیہ کےعلاوہ کسی اورفرقے سے تعلق ہےتواس کی تجہیز وتکفین سنت کے مطابق نہ کریں اور جنازہ کی نمازبھی نہ پڑھیں بلکہ ویسے ہی دفن کردیں۔(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج 1:ص 470)

شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنااوران کومسلمانوں کےقبرستان میں دفن کرنا:

شیعہ زیدی کےعلاوہ باقی تمام شیعہ مسلمان نہیں ہیں،خاص طورپرشیعہ اثناعشری.....تحریفِ قرآن،امامتِ معصومہ،تقیہ،متعہ اورتین صحابہ کرامؓ کےعلاوہ باقی تمام صحابہ کرامؓ کے بارے میں کافراورمرتد ہونے کاعقیدہ رکھنے کی وجہ سے بدترین کافرہیں۔ان کے جنازے کی نمازپڑھنااوران کومسلمانوں کےقبرستان میں دفن کرنا جائزنہیں ہے۔

:وفی تفسیرابن کثیر:لیغیظ بهم الکفّار:ومن هٰذه الایة انتزع الامام مالکؒ،وفی روایة عنه بتکفیرالروافض الذین یبغضون الصحابة،قال:لانهم یغیظونهم،ومن غاظ الصحابة فهوکافرلهٰذه الایة،ووافقه طائفة من العلماء علی ذٰلک:

:وفی الشامیة:نعم لاشک فی تکفیرمن قذف عائشةؓ اوانکرصحبة الصدیقؓ اواعتقدالالوهیة فی علیؓ اوان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی اونحوذٰلک من

الکفر الصریح المخالف للقرآن:

:وفی الھندیۃ:الرافضی اذاکان یسب الشیخینؓ ویلعنھما(والعیاذباللّٰہ)فھو کافر،ولوقذف عائشۃؓ بالزنا کفرباللّٰہ.....من انکرامامۃ ابی بکر الصدیقؓ فھو کافر،وعلی قول بعضھم ھومبتدع ولیس بکافر،والصحیح انہ کافر،وکذٰلک من انکر خلافۃ عمرؓ فی اصح الاقوال:کذافی الظھیریۃ:ویجب اکفارھم باکفار عثمانؓ وعلیؓ وطلحۃؓ وزبیرؓ وعائشۃؓ.....ویجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا،وبتناسخ الارواح، وبانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ وبقولھم فی خروج امام باطن.....وبقولھم ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علیؓ بن ابی طالب،وھٰؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین:(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص470)

گستاخِ صحابہؓ کا عبرت ناک واقعہ:

حضرت بشرؒ سے روایت ہے کہ میں مدائن شہر میں ایک میت کے پاس گیا کہ اس کے پیٹ پر ایک اینٹ رکھی ہوئی ہے،اور بہت سارے آدمی اس کے قریب بیٹھے ہیں،میں بھی بیٹھ گیا،کچھ دیر کے بعد وہ میت گھبرا کر چارپائی سے کود پڑا،سب لوگ وہاں سے بھاگے،میں نے قریب جا کر پوچھا!تیرا کیا حال ہے؟اور تُو نے کیا دیکھا؟اس نے بیان کیا کہ میں کوفہ میں چند بوڑھوں کے پاس جایا کرتا تھا،اُن لوگوں نے مجھ کو اپنے مذہب میں کھینچ لیا تھا اور مجھ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے تبرّا میں اپنے ساتھ شامل کرلیا تھا۔

حضرت بشرؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا:استغفار: پڑھ،اور اب ایسا کلام نہ کر۔اس نے کہا کہ اب مجھ کو نفع نہیں ہوسکتا،مجھ کو فرشتے دوزخ میں ڈالنے کے واسطے لے جا چکے ہیں اور میں نے دوزخ کو دیکھ لیا ہے۔فرشتوں نے کہا ہے کہ کچھ دیر کیلئے تجھ کو فرصت دی جاتی ہے کہ اپنے ساتھیوں سے اس کا حال بیان کر اور تیرا وہی ٹھکانا ہے،یہ کہہ کر گرا اور مر گیا۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج1:ص193)

اگر کسی مسلمان کا صرف شیعہ نے جنازہ کی نماز پڑھی ہے:

شیعہ اپنے کفریہ عقائد مثلاً:تحریفِ قرآن،امامتِ معصومہ،تقیہ،متعہ اور تین صحابہ کرامؓ کے علاوہ باقی صحابہ کرامؓ کے بارے میں مرتد اور کافر ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے مسلمان نہیں،بلکہ کافر اور مرتد ہیں۔اگر کسی کافر یا مرتد نے

جنازہ کی نماز پڑھی ہے تو نماز نہیں ہوگی ،فرض کفایہ ادا نہیں ہوگا ،مسلمانوں پر اس کی نماز دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔

:وفی تفسیر ابن کثیر:لیغیظ بهم الکفّار:ومن هٰذه الایة انتزع الامام مالکؒ،وفی روایة عنه بتکفیر الروافض الذین یبغضون الصحابة،قال:لانهم یغیظونهم،ومن غاظ الصحابة فهو کافر لهٰذه الایة،ووافقه طائفة من العلماء علی ذٰلک :

:وفی الشامیة:نعم لاشک فی تکفیر من قذف عائشةؓ او انکر صحبة الصدیقؓ او اعتقد الالوهیة فی علیؓ او ان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی او نحو ذٰلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن:

:وفی الهندیة:الرافضی اذا کان یسب الشیخینؓ ویلعنهما(والعیاذ باللّٰه)فهو کافر،ولو قذف عائشةؓ بالزنا کفر باللّٰه.....من انکر امامة ابی بکر الصدیقؓ فهو کافر،وعلی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر،والصحیح انه کافر،وکذٰلک من انکر خلافة عمرؓ فی اصح الاقوال:کذا فی الظهیریة:ویجب اکفارهم باکفار عثمانؓ وعلیؓ وطلحةؓ وزبیرؓ وعائشةؓ.....ویجب اکفار الروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا،وبتناسخ الارواح، وبانتقال روح الاله الی الائمة وبقولهم فی خروج امام باطن.....وبقولهم ان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علیؓ بن ابی طالب،وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین:

اسی طرح اگر کسی شیعہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی تو وہ بھی درست نہیں ہے،فرض کفایہ ادا نہیں ہوگا،مسلمانوں پر اس کا جنازہ دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔

:وفی الدر المختار:ویکره امامة عبد.....ومبتدع.....لایکفر بها.....وان.....کفر بها..... فلا یصح الاقتداء به اصلا:

والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقده اهل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذا لم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عند اهل السنة أما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلاً کالغلاة من الروافض:

:وفی الکفایة:ویکره الاقتداء بصاحب الهوٰی والبدعة والحاصل ان کل من کان من اهل قبلتنا ولم یغل فی هواه حتی یحکم بکفره تجوز الصلوة(مع الکراهة التحریمة)

خلفه،وان كان هوٰى أهلهاكالجهمي والقدري الذي قال بخلق القرآن والرافضي الغالي الذي ينكرخلافة ابي بكرؓلاتجوز:(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج1:ص472)

جان بوجھ کرشیعہ کے جنازہ کی نماز جائز سمجھ کر پڑھنا:

شیعہ مسلمان نہیں ہیں،ان کے کلمے،عقائد وغیرہ مسلمانوں سے مختلف ہیں۔لہذا جان بوجھ کرشیعہ کے جنازہ کی نماز جائز سمجھ کرپڑھنے کی صورت میں ایمان کی تجدید کرنا لازم ہوگااوراگر شادی شدہ ہےتو نکاح کی بھی تجدید کرنا ضروری ہوگا،کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔

:وفي تفسيرروح المعاني:قال اللّٰه تعالى:ولاتصلّ علىٰ احدٍمّنهم مّات ابدا وّلا تقم علىٰ قبره:(ولا تصلّ)والمرادمن الصلوة المنهي عنهاصلاة الميت المعروفة، وهي متضمنة للدعاءوالاستغفار والاستشفاع.....(ولاتقم علىٰ قبره).....والمراد:لاتقف عبد قبره للدفن والزيارة،والقبرفي المشهورمدفن الميت،ويكون بمعنى الدفن وجوزوا ارادته هنااايضا:

:وفي تبيين الحقائق:قال(وشرطها)اى شرط الصلوة عليه(اسلام الميت وطهارته)مسالاسلام،فلقوله تعالىٰ:ولاتصلّ علىٰ احدٍمّنهم مّات ابداوّلاتقم علٰى قبره: يعنى المنافقين،وهم الكفرة،ولانهاشفاعة للميت اكراماًله وطلباً للمغفرة،والكافر لاتنفعه الشفاعة ولايستحق الاكرام:(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج1:ص473)

امام باڑہ کی تعمیر کے لئے کچھ فروخت کرنا:

جان بوجھ کرامام باڑہ اورباطل مذاہب کے مراکزتعمیر کرنےوالوں کے ہاتھ سامان فروخت کرنے سے احتراز کرنا ضروری ہے،کیونکہ یہ معصیت اورگناہ کے کام میں مدداوراعانت ہے،اورمعصیت اورگناہ کے کام میں مدداور تعاون کرنامنع ہے:قال اللّٰه تعالىٰ:وتعاونوا علىٰ البرّوالتّقوٰى ولاتعاونوا على الاثم والعدوان:(تجارت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج1:ص322)

شیعہ کے ساتھ خرید وفروخت کرنا:

اگرشیعہ ایسے عقائد رکھتا ہے جس سے کفراورارتداد لازم آتا ہے،تواس سے خرید وفروخت کرنا جائزنہیں۔

:ويزيل ملک المرتد عن امواله بردته زوالاً مراعى،فان اسلم عادت الى حالها:

(الهداية:ج2:ص585)

:ويزول ملک المرتدعن ماله زوالا موقوفا،فان اسلم عاد ملكه:

(البحرالرائق:ج5:ص130)

اور اگر کفر وارتداد والے عقائد نہیں رکھتا ہے لیکن گمراہی اور بدعات وغیرہ میں مبتلا ہے تو اس سے خرید وفروخت کرنا منع تو نہیں ہوگا،لیکن اس کی گمراہی اور بدعات سے نفرت کرنا لازم ہوگا۔

:وعن الحسن:لاتجالس صاحب هوى،فيقذف في قلبک ماتتبعه عليه فتهلک،اوتخالفه فيمرض قلبک.وعن ابراهيم:ولاتكلموهم انى اخاف ان ترتد قلوبكم

:وعن يحيٰ بن ابى كثير:اذالقيت صاحب بدعة فى طريق فخذ فى طريق آخر:

(الاعتصام للشاطبى:ص66)

واضح رہے کہ:زیدیہ:کے علاوہ باقی تمام شیعہ مسلمان نہیں ہیں۔

:ان الرافضى ان كان ممن يعتقدالالوهية فى علىؓ اوان جبريل عليه السلام غلط فى الوحى اوكان ينكر صحبة الصديقؓ اويقذف السيدة الصديقةؓ فهوكافر:

(الشامية:ج:4ص237):

:وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام،واحكامهم احكام المرتدين:

(الفتاوىٰ الهندية:ج2:ص264)

:ثم افترقت الرافضة بعدزمان علىؓ اربعة اصناف زيدية وامامية وكيسانية وغلاة وافترقت الزيدية فرقوالامامية فرقااوالغلاة فرقا كل فرقة منها تكفرسائرها وجميع فرق الغلاة منهم خارجون عن فرق الاسلام فامافرق الزيدية وفرق الامامية فمعدودون فى فرق الامة:(الفرق بين الفرق:ص15)

:ومنهم الزيدية القائلون بامامة بنى فاطمةؓ لفضل على وبنيه على سائر الصحابة وعلى شروط يشترطونهااوامامة الشيخينؓ عندهم صحيحةوان كان علىؓ افضل وهذا مامذهب زيدواتباعه وهم جمهورالشيعة وابعدهم عن الانحراف والغلو:

(تاريخ ابن خلدون:4:6)

سوال: کیا زیدی شیعہ مسلمان ہیں؟ براہ کرم ان کے عقائد کے بارے میں بتائیں؟ ان کے اور دوسرے شیعوں کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب: شیعہ مذہب کے تمام فرقوں میں زیدیہ اہل سنت والجماعت کے زیادہ قریب تھا، یہ فرقہ اپنی نسبت زید بن علی بن حسین بن علیؓ کی طرف کرتا ہے، ان کے عقیدے کے مطابق ائمہ عام انسان ہی ہوتے ہیں مگر حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے بعد سب سے افضل ہے، یہ فرقہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتا اور نہ تبرا کرتا ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ خود اپنے حق سے خلفائے ثلاثہؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے، اور ان کی بیعت درست تھی، اس لئے کہ حضرت علیؓ اس پر راضی تھے اور معصوم خطا اور باطل پر راضی نہیں ہوسکتا لیکن بعد میں ان میں اختلاف ظاہر ہوا تو اس کے 9 فرقے ہو گئے، جن میں: زیدیہ نامی فرقے کے علاوہ تمام فرقے غلاۃ میں شمار ہوتے ہیں، پھر صحیح العقیدہ زیدیہ بھی یمن وغیرہ میں قلیل تعداد میں رہ گئے ہیں، ان کے اور دوسرے شیعی فرقوں کے درمیان فرق یہی ہے کہ وہ بارہ اماموں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم مفترض الطاعۃ سمجھتے ہیں، بلکہ ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اماموں کو انبیاء کرام علیہم السلام سے بالاتر بلکہ خدائی اوصاف مخصوصہ کا حامل گردانا گیا ہے: سبحانہ وتعالیٰ عمّا یشرکون: نیز صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرتے ہیں اور موجودہ قرآن کریم میں (نعوذ باللّٰہ) تحریف کے قائل ہیں اور خلفائے ثلاثہؓ کی بیعت کو ظلم و جور مانتے ہیں بلکہ بعض تو حضرت علیؓ کی اُلوہیت کے قائل ہیں یا ان میں روحِ خداوندی کے حلول کا عقیدہ رکھتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو حضرت علیؓ کو آنحضرت ﷺ سے افضل اور نبوت کا زیادہ مستحق سمجھتے ہیں۔ (نعوذ باللّٰہ من ذٰلک)

ویجب اکفارھم باکفار عثمانؓ وعلیؓ وطلحۃؓ وزبیرؓ وعائشۃؓ ویجب اکفار الزیدیۃ کلھم فی قولھم انتظار نبی من العجم ینسخ دین نبینا وسیدنا محمد ﷺ: کذا فی الوجیز للکردری: (الفتاوی الھندیۃ: ج 2: ص 264)۔ (تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 4: ص 288)

شیعہ اور قادیانی کو تحفہ دینا:

کافروں میں سے جو کافر محارب ہیں اُن کو تحفہ دینا جائز نہیں، اور کافر محارب وہ کافر ہے جو کافر ہونے کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسلام کو جڑ سے کاٹنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی فکر میں ہوتے ہیں جیسے قادیانی اور شیعہ وغیرہ۔ (تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 5: ص 63)

شیعہ اور قادیانی کے ساتھ معاملات کرنا:

کافر محارب جیسے قادیانی اور شیعہ وغیرہ جو ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں مصروف ہیں ان سے شدید مجبوری کے بغیر معاملات بھی نہیں کرنے چاہئے۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ :یٰاَیّھاالّذین اٰمنوالاتتّخذواعدوّی وعدوّکم اولیآء:وقال اللّٰہ تعالیٰ: ولاترکنواالی الّذین ظلموافتمسّکم النّار :(تجارت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج5:ص 324)

شیعہ کے گھر کا گوشت کھانا:

شیعہ کے گھر کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔(وضو کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج 2:ص 61)

شیعہ کو غسل دینا اور جنازہ پڑھنا:

اگر شیعہ مرجائے اور اس کو غسل دینے کیلئے کوئی شیعہ نہ ہو تو اس کو مسلمان غسل دے کر دفن کریں، مگر.....غسل، کفن اور دفن سنت کے مطابق نہ کریں۔اور جنازہ بھی نہ پڑھے بلکہ اس پر پانی بہا کر کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال کر مٹی ڈال دیں۔(غسل کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص 273)

مرتد کو غسل دینا:

مرتد (اسلام سے پھر جانے والا) اگر مرجائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے۔اور اگر اس کے مذہب والے اس کی نعش کو مانگیں تو اُن کو نعش نہ دی جائے۔(غسل کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص 372)

مرتد کو غسل دینا:

اگر مرتد (اسلام سے پھر جانے والا) مرجائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے،اور اگر اس کے مذہب والے اس کی نعش مانگیں تو ان کو نعش نہ دی جائے۔(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج2:ص 254)

مرتد کے جنازے کی نماز:

اگر کسی سے کفر کا کلمہ سرزد ہوا،اور پھر اس نے توبہ کرلی اور اسلام کی تجدید کرلی،تو وہ مسلمان ہوگیا،اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی،اور اگر توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول نہیں کیا اور اسی حالت میں مرگیا تو وہ مرتد ہونے کی

حالت میں مرا،اس کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں ۔(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج2:ص 254)

مرتد کوزکوۃ دینا:

جومسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہوکرمرتد ہوگیا ہے(العیاذباللّٰہ) وہ اسلام کی نظر میں زندہ رہنے کے قابل نہیں،یا وہ مسلمان ہوجائے یا تین دن کے بعد شبہات وغیرہ دُور کرنے کے باوجودتوبہ کر کے مسلمان نہ ہوتو اس کوقتل کردیا جائے ،اوراگرعورت ہےتو اس کوتوبہ نہ کرنے کی صورت میں موت تک قید میں رکھا جائے ۔اس لئے مرتد کوزکوۃ دینا جائز نہیں ۔(زکوۃ کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص 433)

ملحد کوزکوۃ دینا:

جوشخص اللہ تعالیٰ جل شانہ اوررسول ﷺ اورآخرت کامنکر ہے،وہ ملحد ہے،وہ اسلام اورمسلمانوں کادشمن ہے، ایسے آدمی کوزکوۃ دینا جائز نہیں ہے ۔کیونکہ ایسے آدمی کوزکوۃ دینا دین دشمنی میں تعاون کرنا ہے،اوریہ جائز نہیں:وقال اللّٰہ تعالٰی:ولاتعاونواعلی الاثم والعدوان:(زکوۃ کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص 460)

مرتد کے ساتھ مدارات اورتجارت کرنا:

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرتد کے ساتھ خریدوفروخت کا معاملہ جائز نہیں،لہذا مرتد کے ساتھ خرید وفروخت کرنے کی صورت میں وہ بیع موقوف رہے گی،البتہ صاحبینؒ کے نزدیک بیع نافذ ہوجائے گی،اس لئے جہاں ابتلائے عام اورشدید ضرورت ہووہاں مجبوراًصاحبینؒ کےقول پرعمل کرنے کی گنجائش ہوگی ۔

البتہ ان کی دعوت وضیافت اورخاطرمدارات سے پرہیز کیاجائے ورنہ ایمان کیلئے خطرہ ہوگا،البتہ اسلام کی طرف واپس لانے کیلئے مدارات کرنا جائز ہے ۔(تجارت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج6:ص 142)

کفار کے رسموں میں شرکت کرنے والی بدکارعورت کے جنازہ کی نماز:

سوال: اگرکوئی مسلمان عورت غیرمسلم کی بیوی بن کررہی اورکئی سال تک اس غیرمسلم کے ساتھ مل کرکفر وشرک اورشراب وکباب میں شریک رہی ،پھراس کے بعد انتقال ہوگیا،تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یانہیں؟

جواب: اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگرغیرمسلم کے ساتھ بتوں وغیرہ کی پوجاپاٹ اورعبادت کرنا ثابت ہوجائے تواس کی جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔اوراگربتوں کی عبادت اورپوجا کرنا ثابت نہ ہوتو اس کے

جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہوگا۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1:ص 131)

مشرک کی عبادت گاہ کیلئے سامان فروخت کرنا:

اگر کوئی مشرک اپنی عبادت گاہ کی تعمیر کے واسطے خریدنا چاہے تو اس کے ہاتھ سامان فروخت کرنا صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں گناہ اور نافرمانی کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس سے منع فرمایا ہے:قال اللّٰہ تعالیٰ:ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان:

(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج6:ص 199)

پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا:

ایسی چیزیں جو حرام ہیں (اور غیر مسلموں کی پوجا کے بھی کام آتی ہیں) جیسے مورتی، مجسمے اور جاندار کی تصاویر وغیرہ، ان چیزوں کی تجارت ناجائز اور قیمت حرام ہے۔(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص 307)

کفار کے خلاف تجارتی بائیکاٹ کرنا:

اگر کفار، اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کاموں میں لگے رہیں تو ان کے خلاف تجارتی بائیکاٹ کرنا جائز ہے، تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش وغیرہ کرنے سے باز آجائیں۔

(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2:ص 373)

غیر مسلم کو ملازم رکھنا:

اگر کوئی مسلمان مزدور نہ ملے تو غیر مسلم کو ملازم رکھنا جائز ہے، اور اگر مسلمان ملازم مل جائے تو غیر مسلم کو ملازم نہیں رکھنا چاہئے۔(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5:ص 65)

غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا:

کسی مسلمان کا غیر مسلم کے پاس ملازمت اور مزدوری کرنا بہتر نہیں ہے، اس میں کافروں کی مخدومیت ہوتی ہے اور مسلمانوں کی ایک قسم کی ذلت ہوتی ہے اور یہ ایمان کی شان کے خلاف ہے، باقی مجبوری ہو تو الگ بات ہے۔

(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5:ص 67)

غیر مسلموں کے تہواروں پر اِن سے تحائف قبول کرنا:

کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ اور مجوس وہنود کے خاص تہواروں پر اِن کے تحفے قبول کرنا اور ان کو ہدیہ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ غیر مسلموں کی حمایت اور ان کے مذہبی تہواروں میں ایک لحاظ سے شرکت اور ان کا تعاون ہے۔ قرآن وسنت میں غیر مسلموں کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔مزید یہ کہ غیر مسلموں کے تہواروں پر اِن کے تحائف قبول نہ کرنا اسلامی غیرت وحمیت کے عین مطابق ہے اور شعائر اسلامیہ سے محبت اور غیر اسلامی شعائر سے نفرت کا اظہار ہے۔(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5:ص 71)

کافر کے جنازے میں مرگھٹ تک جانا:

کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا جائز نہیں، کیونکہ اس میں کافر مردار کی تعظیم وتکریم ہے، اور وہ اِس کا مستحق نہیں۔نیز جنازہ کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت کرنا بھی ہے، اور ظاہر ہے کہ کافر شفاعت کا اہل نہیں۔(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5: ص 266)

کافر کے جنازہ کی نماز میں شرکت کرنا:

کافر کے جنازے کی نماز میں شریک ہونا ناجائز اور حرام ہے۔اگر کوئی شخص حلال اور جائز سمجھ کر کافر کے جنازے میں شریک ہوگا تو ایمان کی تجدید کرنا لازم ہوگا، اور اگر شادی شدہ ہو تو دوبارہ نکاح کی تجدید کرنا لازم ہوگا، اور اگر لاعلمی میں ہوا ہو تو توبہ واستغفار کرنا لازم ہوگا۔(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5: ص 266)

کافر کی شادی اور نکاح میں شریک ہونا:

کافر کی شادی اور نکاح وغیرہ میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، جو کوئی مسلمان اس میں شریک ہوگا وہ گنہگار ہوگا، توبہ کرنا لازم ہوگا۔مزید یہ کہ اِس سے عام مسلمان اُن کافروں کو مسلمان سمجھیں گے اور ان سے شادی بیاہ کرنے کو جائز اور حرام نہیں سمجھیں گے اور اس بہانے سے ان کو مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کا موقع ملے گا۔

اگر کوئی مسلمان کافروں کے نکاح کو حلال اور جائز سمجھ کر شریک ہوگا تو ایمان اور نکاح دونوں کی تجدید کرنی ہوگی، اور توبہ واستغفار بھی کرنا ہوگا۔(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5: ص 267)

کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا:

کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا جائز نہیں، کیونکہ اس میں کافر مردار کی تعظیم وتکریم ہوتی ہے، اور وہ اس کا مستحق نہیں۔ نیز جنازے کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت کرنا بھی ہے، ظاہر ہے کہ کافر شفاعت کا اہل نہیں ہے۔ (تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 5: ص 268)

کافر کے ساتھ شراکت کا معاہدہ کرنا:

مسلمان اور کافر کے درمیان کاروبار، تجارت وغیرہ میں شراکت کا معاہدہ کرنا اگر چہ حرام نہیں لیکن مناسب بھی نہیں، اور کافر کی امانت داری پر اگر چہ کسی نہ کسی طور پر اعتبار کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے کام پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ دانستہ یا نادانستہ ایسے معاملات طے کرسکتا ہے جو اسلام میں ناجائز اور حرام ہوں، اور وہ کافر ہونے کی وجہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے شرعی احکام کا پابند نہیں، اور اس کے مذہب میں وہ کام حرام نہیں۔

مزید یہ کہ غیر مسلم کو کاروبار میں شریک بنانے سے اس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور آنا جانا اور کھانا پینا بھی ہوگا، اس طرح اس کے ساتھ اُلفت ومحبت بھی پیدا ہوگی اور معاشرتی تقاضے کے مطابق اس کی طرف جھکاؤ بھی ہوگا۔

ان چیزوں سے دین میں نقص پیدا ہوگا اور آہستہ آہستہ ایمان کمزور ہوتا جائے گا، رفتہ رفتہ اسلامی تمدن و تہذیب ختم ہوتی جائے گی اور اس کے مطالبہ کی وجہ سے بسا اوقات حرام کام پر مجبور بھی ہوجائے گا، یوں اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ناراض کرکے آخرت کو تباہ وبرباد کرے گا۔ (تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 5: ص 269)

کفار کی دعوت میں شرکت کرنا:

کافروں کی دعوت قبول کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ کھانے کے اندر کوئی حرام اور ناپاک چیز شامل نہ ہو، تاہم کافروں کی دعوت میں شریک نہ ہونا ہی بہتر ہے۔

فقہائے کرامؒ نے لکھا ہے کہ اگر مسلمان ایک آدھ مرتبہ کفار کی دعوت میں شریک ہونے پر مجبور ہوجائے اور مجبوراً شرکت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ہمیشہ کے لئے اس کی عادت بنالینا مکروہ ہے۔

اس لئے جہاں تک ممکن ہو کفار کی دعوت میں شرکت کرنے سے بچنا چاہئے تاکہ ایمان محفوظ رہے۔

(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 5: ص 325)

کافر کے ہاتھ قرآن مجید فروخت کرنا یا گفٹ میں دینا:

کسی کافر کو قرآن مجید ترجمہ والا ہو یا ترجمہ کے بغیر یا صرف ترجمہ ہو اور دینے یا فروخت کرنے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ اس کی بے حرمتی، اہانت اور تحقیر کرے گا، اور اس کے آداب وحرمت کا خیال نہیں رکھے گا تو اس کو قرآن کریم فروخت کرنا یا گفٹ کے طور پر دینا حرام اور گناہ ہے۔

لیکن اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو تعلیم وتبلیغ کی غرض سے کسی کافر کو قرآن کریم دینے میں یا اس کے ہاتھ فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں، جائز ہے۔ (تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5: ص270)

کافر ممالک سے گوشت درآمد کرنا:

کافر، بت پرست اور کیمیونسٹ کا ذبیحہ حرام ہے، اس لئے ایسے ممالک سے گوشت درآمد نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ وہ لوگ جانوروں کو غیر اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کرتے ہیں، مثلاً: گلا گھونٹ کر مارنا، یا بجلی کے جھٹکے سے مارنا، یا اُوپر سے گرانا وغیرہ۔ ہاں! اگر مسلمانوں کے ذریعہ اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کرتے ہیں تو اُن کے گوشت کو درآمد کرنا جائز ہوگا۔ (تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5: ص271)

کافروں سے مال خریدنا:

کافروں سے حلال چیزیں خریدنا منع نہیں ہے، لیکن مسلمانوں سے خریدنا ہی بہتر ہے۔ تاکہ کافروں کے ساتھ مالی اور مذہبی اعتبار سے مدد نہ ہو، ورنہ وہ لوگ مال ودولت کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں گے اور مسلمانوں کو خوب نقصان پہنچائیں گے، جس کی تلافی کرنا مسلمانوں کیلئے بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔ نیز اس مال کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی کوشش کریں گے۔ (تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج5: ص273)

اسرائیل کے معاون مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنا:

عام حالات میں یہود ونصاریٰ اور دیگر غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مشغول نہ ہوں۔

اور اگر یہود ونصاریٰ، کفار ومشرکین مسلمانوں کے جانی دشمن بنے ہوئے ہوں اور برسرپیکار ہوں، مسلمانوں پر ظلم وستم کا کوئی موقع نہ چھوڑتے ہوں، رات دن، صبح وشام مسلمانوں کا خون بہانا ان کی طبعیت ثانیہ (عادت) بن چکی

ہو،جیسا کہ اِس زمانے میں اسرائیل،روس اورامریکی فوج کا کردار ہے،ایسے ظالموں کے ساتھ یا اِن ظالموں کے معاون اداروں کے ساتھ تعاون کے معاملات کرنا قرآن وحدیث اورفقہاءکرامؒ کی عبارات کی روشنی میں جائزاور درست نہیں ہے۔کیونکہ مسلمانوں کے خلاف ظلم کرنے والے کے ساتھ کسی قسم کی معاونت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اورایسے لوگوں کے ساتھ کاروبار کرنا گناہ ہوگا،اس سے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اکرم ﷺ ناراض ہوں گے۔

(تجارت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج 1:ص 271)

غیر مسلم سے مسلمان میت کا جنازہ اُٹھوانا:

غیر مسلم کافروں سے مسلمان میت کا جنازہ اُٹھوانا بالکل ناجائز ہے۔کیونکہ جنازہ اُٹھانا مسلمانوں پرفرض کفایہ ہے۔لہذا مسلمانوں کے موجودہوتے ہوئے کافروں سے جنازہ اُٹھانے میں فرض کفایہ ترک ہوجاتا ہے۔

(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج 1:ص 287)

عبادات سے رُوکنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے اوراس کومسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اوراس کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کا حکم:

اگرکوئی شخص لوگوں کونماز،روزہ،زکوۃ،حج اورتلاوت وغیرہ سے منع کرتا ہے،اوراس کا انتقال ہوجائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنااوراس کومسلمانوں کےقبرستان میں دفن کرجائزنہیں ہے۔کیونکہ نماز،روزہ اوردیگرعبادات سے رُوکنا کفر ہے،اورایسے آدمی کی بات سننااوراس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا جائزنہیں ہے۔

:وفی مراقی الفلاح مع حاشیة الطحاوی:(وشرائطها)ستة اولها(اسلام المیت) لانهاشفاعة ولیست للکافر:(قوله:لانهاشفاعة)ولقوله تعالیٰ:ولاتصلّ علیٰ احدمّنهم مّات ابدا:وفی الدرالمختار:(وشرائطها)ستة(اسلام المیت):وفی البحرالرائق: وشرطها اسلام المیت....فلاتصح علی الکافر:الآیة:ولاتصلّ علیٰ احدمّنهم مّات ابدا:

(میت کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ج 1:ص 484)

اگرکافررشتہ دارمرجائےتواس کے غسل وکفن کا حکم:

اگرکسی مسلمان کا کوئی کافررشتہ دارمرجائےتواس کی لاش اس کے کسی ہم مذہب کودے دی جائے،اوراگراس

کا کوئی مذہب والا نہ ہو، یا اس کا مذہب والا ہو لیکن وہ نہ لے تو مجبوری کی صورت میں مسلمان اس کافر رشتہ دار کو غسل دے، مگر مسنون طریقے سے نہیں، یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر صاف نہ کرے اور کافور وغیرہ اس کے بدن پر نہ ملے اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھے۔

اگر مُردہ کافر ہے اور مسلمان ولی کے سوا کوئی اس کا ولی نہیں ہے تو مسلمان ولی اس میت پر صرف پانی بہادے۔ غسل کے مسنون طریقے کا اہتمام نہ کرے۔ (غسل کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج: ص 342)

غیر مسلم رشتہ دار کی تجہیز و تکفین:

غیر مسلم مرد یا عورت، اپنے قریبی رشتہ دار، والدین وغیرہ اگر کفر کی حالت میں مرجائیں تو ان کی سنت کے مطابق تجہیز و تکفین نہ کرے، بلکہ ناپاک کپڑے کی طرح دھو کر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دے۔ اگر وہ مرنے والا اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے کی وصیت کرے تو وصیت پر عمل نہ کرے۔

(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 66)

غیر مسلم کے بچہ کو غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا:

اگر کسی مسلمان نے غیر مسلم کے بچے کو خریدا، اور وہ مر گیا تو اس کے جنازے کی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہو گیا ہے تو یہ بچہ اس کے تابع ہو کر مسلمان شمار ہوگا، اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر غیر مسلم بچہ خود کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لے تو اس کو غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا لازم ہوگا۔ (میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 66)

مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرنا:

مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرنا جائز نہیں ہے، اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

(تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 5: ص 326)

کفار کے ساتھ تجارتی معاملات کرنا:

کفار کو ایسی چیز فروخت نہ کی جائے جس سے انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ وغیرہ میں طاقت و قوت حاصل ہو، اور ایسی صورت میں ان سے کوئی چیز بھی نہ خریدی جائے۔ (تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 5: ص 327)

اگر مسلمان نے غیر مسلم کا بچہ گود لیا:

غیر مسلم کا بچہ جس کو کسی مسلمان نے گود لیا ہے وہ کافر ہی سمجھا جائے گا۔ کیونکہ بچہ کے مسلمان ہونے کیلئے ماں باپ میں سے کسی ایک کا مسلمان ہونا شرط ہے یا خود اس بچہ کا سمجھدار ہونے کے بعد اسلام لانا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک بات بھی نہیں تو اس بچے کو مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔ (میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 67)

غیر مسلم کا مسلمان میت کو غسل دینا:

مسلمان شخص کی موجودگی میں مسلمان میت کو کسی کافر نے غسل دیا تو مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی مسلمان موجود نہیں ہے اور کافر غسل دے دیں تو درست ہے، البتہ سنت کے خلاف ہے۔ اگر مسلمان موجود ہیں تو سنت کے مطابق دوبارہ غسل دے دیں۔ (میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 67)

غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا:

کسی مصلحت یا ضرورت سے غیر مسلموں سے ملنا، جلنا، ان کے درد دُکھ میں شریک ہونا اور انسانیت کے ناطے ان کا تعاون کرنا خاص کر جبکہ پڑوسی ہوں شرعاً جائز ہے۔ نیت اچھی اور اصلاح کی ہونی چاہئے۔ مداہنت (خوشامد) کی صورت نہ ہو۔ البتہ..... ان کے مذہبی معاملات اور رسومات میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

لہٰذا اگر کوئی غیر مسلم بیمار ہو گیا یا اس کے یہاں کسی کا انتقال ہو گیا تو اس کی عیادت اور تعزیت کرنا تو جائز ہے، مگر..... میت اور جنازہ لے کر چلنا اور ان کی دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی مسلمان نے ایسا کیا ہے تو وہ توبہ واستغفار کرے، اور آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔

(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 70)

غیر مسلم کو مسلمان میت کا چہرہ دکھانا:

غیر مسلموں کو مسلمان مرد کا چہرہ جنازے کی نماز سے پہلے دکھانا جائز ہے، لیکن اگر شر اور فساد کا زیادہ اندیشہ نہ ہو تو انکار کر دیا جائے اور ان کو میت کا چہرہ نہ دکھایا جائے، احتیاط یہی ہے۔ کیونکہ اُس وقت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ (میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 71)

اگر کسی مسلمان کا کافر عزیز مر گیا تو اس کے غسل و جنازہ کا حکم:

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو، اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دے دی جائے، اور اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا وہ لینا قبول نہ کرے تو مجبوری کی بنا پر مسلمان اس کافر رشتہ دار کو غسل دے دے، مگر مسنون طریقے سے نہیں، یعنی اس کو وضو نہ کرایا جائے، سر صاف نہ کیا جائے، اور کافور وغیرہ اس کے بدن پر نہ ملا جائے، اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے۔ (میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 170)

کافر کا ولی صرف مسلمان ہو تو اس کو غسل دینے کا طریقہ:

اگر کوئی کافر مر گیا اور اس کا ولی مسلمان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے تو مسلمان ولی اس میت پر پانی بہا دے، یعنی اس کو وضو نہ کرایا جائے، سر صاف نہ کیا جائے، اور کافور وغیرہ اس کے بدن پر نہ ملا جائے، اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے۔ (میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 2: ص 171)

باغی کا نماز جنازہ اور غسل:

اگر اسلامی حکومت کا باغی مقابلہ میں مارا جائے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے، اور غسل بھی نہ دیا جائے، ایسے ہی اس کو دفن کر دیا جائے، تا کہ دوسروں کو عبرت اور سبق حاصل ہو، اور بغاوت سے باز آ جائیں۔

اگر باغی لوگ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہیں تو ان کو غسل نہیں دینا چاہئے، تا کہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔ واضح رہے کہ اسلامی حکومت کے خلاف لڑنے والوں کو باغی کہتے ہیں۔

(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 1: ص 119)

کیمونسٹ کے جنازہ کی نماز پڑھنا:

اگر کوئی شخص واقعتاً کیمونسٹ ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے وجود کا منکر ہے۔ کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ جل شانہ کو نہیں مانتا ہے، بلکہ یوں کہتا ہے کہ انسان ایسے ہی پیدا ہوتا ہے اور ایسے ہی مرتا ہے، انسان وغیرہ کا پیدا ہونا ایک فطری چیز ہے، اور ہر چیز ایسی ہی ہوتی ہے، بننے اور بگڑنے میں انسان کی محنت پر دارومدار ہے، نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا نبی اور رسول نہیں مانتا، قرآن مجید کو انسان کا بنایا ہوا کلام سمجھتے ہیں، نماز روزہ کو لازم نہیں سمجھتا وغیرہ وغیرہ تو

ایسا آدمی اگر موت سے پہلے پہلے توبہ کر کے دوبارہ دین اسلام میں داخل نہیں ہوتا تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص206)

اگر میت پر مسلمان ہونے کی علامت نہیں تھا:

جس نعش میں مسلمان ہونے کی کوئی علامت نہیں ہے تو اس کو مسنون طریقہ کی رعایت کے بغیر نہلا کر کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔اور اگر کسی قرینہ سے دل گواہی دیتا ہوں کہ مسلمان ہے تو غسل، کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص292)

منکرِ حدیث کی نمازِ جنازہ پڑھنے یا پڑھانے اور اس میں شرکت کرنے کا حکم:

احادیثِ مبارکہ کو حجت ماننا دین کی ضروریات میں سے ہے، اور اس کی حجیت کا انکار کرنا کفر ہے۔اور جنازہ کی نماز صحیح ہونے کیلئے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے، اور حدیث کا منکر مسلمان نہیں ہے، اس لئے ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا، پڑھانا اور اس میں شرکت کرنا جائز نہیں۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص303)

میت مشتبہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھنا:

اگر کسی میت کے بارے میں یہ بات واضح طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا کافر، شیعہ ہے یا سنی، تو اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی۔اور اگر معلوم ہو گیا کہ وہ مسلمان نہیں ہے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج2: ص362)

غیر مسلم نرس کا مسلمان بچے کو غسل دینا:

موجودہ دَور میں عام طور پر بچوں کی پیدائش ہسپتال میں ہوتی ہے، اور کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے تو اس مردہ بچہ کو ہسپتال میں نرس غسل دے کر اور کفن پہنا کر تیار کر دیتی ہے اور اس کو براہ راست قبرستان میں دفن کر دیا جاتا ہے، گھر پر اسے دوبارہ غسل نہیں دیا جاتا۔اس صورت میں اگر نرس مسلمان ہے تو پھر کوئی بات نہیں، غسل صحیح ہے، دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں۔اور اگر نرس غیر مسلم ہے تو اس کے ہاتھوں سے دیا گیا غسل بھی غسل کے حکم میں آئے گا، کیونکہ غسل دینے والے کا مکلّف ہونا شرط نہیں، مگر.....اس میں دو خرابیاں ہیں:

1.....غیر مسلم کے ہاتھوں سے دیا گیا غسل سنت کے مطابق نہیں ہے۔

2.....مسلمان میت کو غسل دینا،کفن پہنانا ،نماز پڑھنا،اور دفن کرنا یہ سارے کام مسلمانوں پر لازم ہے،اس صورت میں غسل اور کفن دینے کی ذمہ داری مسلمانوں پر باقی رہ جائے گی۔اس لئے مسلمانوں کے ہاتھوں سے مسنون طریقہ کے مطابق غسل دیا جانا ضروری ہے،چاہے وہ ہسپتال میں ہو یا گھر میں۔

(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج 2:ص 394)

اگر مسلمانوں اور کافروں کی نعشیں مل جائیں:

اگر مسلمانوں کی نعشیں،کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز،علامت باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے،اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں،اور صرف انہی کو غسل دیا جائے،کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔(میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ج 2:ص 400)

مشرک کو قربانی میں شریک کرنا:

اگر مشرک ذبح میں شریک ہوگا تو جانور حلال نہیں ہوگا،اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہوگا اور قربانی صحیح نہیں ہوگی،اس لئے کسی کافر اور مشرک کو ذبح میں شریک نہ کریں۔(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص 82)

غیر مسلم کا ذبیحہ کھانا:

ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت حلال ہونے کیلئے ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے۔غیر مسلم اور غیر کتابی کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں۔(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص 108)

قربانی میں مشرک کی شرکت:

مشرک کے ساتھ قربانی میں شرکت کرنا جائز نہیں۔اگر قربانی کے جانور میں جان بوجھ کر کسی مشرک کا حصہ رکھا جائے گا تو کسی بھی شریک کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص 161)

غیر مسلم سے زکوۃ کی تقسیم:

زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کے سپرد کرنا جائز نہیں،اس میں مسلمان کی توہین لازم آتی ہے،اور ایک غیر مسلم کی سرداری مسلمانوں پر ہوگی،اور زکوۃ کی رقم کا غلط استعمال ہوگا،اور زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی،اور اس کا ذمہ

داروہ شخص ہوگا جس نے غیر مسلم کوزکوۃ کی تقسیم کا کام دیا ہے۔(زکوۃ کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص334)

غیر مسلم فقیروں کوزکوۃ دینا:

زکوۃ کامصرف صرف مسلمان فقیر غریب ہیں،کسی غیر مسلم فقیر کوزکوۃ دینا جائزنہیں۔اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم فقیر کوزکوۃ دے گاتو اس کی زکوۃ ادانہیں ہوگی،اوراتنی زکوۃ دوبارہ مسلمان غریبوں کو دینالازم ہوگا۔قرآن مجید کی آیت :انّماالصدقات للفقرآءو المساکین: میں فقراءومساکین سے مرادبالاجماع مسلمان فقراءومساکین ہیں،البتہ نفلی صدقہ کافروں کودینا جائزہے۔

غیر مسلم فقیروغریب کاقرضہ زکوۃ سے ادا کرنا جائزنہیں۔

اگرحکومت مسلمانوں سے زکوۃ کی رقم لے کرغیر مسلموں کودیتی ہے یاصحیح مصرف میں خرچ نہیں کرتی تو زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادانہیں ہوگی،ایسےلوگوں پرضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ صحیح مصرف میں ادا کریں۔

(زکوۃ کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص335)

کافرکوغلطی سے زکوۃ دے دی:

اگرکسی نے کسی کوغریب اورمستحق سمجھ کرزکوۃ دے دی،پھرمعلوم ہوا کہ وہ غیرذمی کافر ہےتو زکوۃ ادانہیں ہوئی، زکوۃ پھردوبارہ ادا کرے۔

نوٹ: غیرذمی کافروہ ہےجودارالاسلام کےشہری حقوق نہ رکھتاہو(زکوۃ کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص370)

کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینا:

غیرمسلم کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادانہیں ہوگی۔کیونکہ زکوۃ مسلمان فقیروغریب کودینا ضروری ہے،غیرمسلموں کوزکوۃ دینے سے زکوۃ ادانہیں ہوتی۔(زکوۃ کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص371)

عاملینِ زکوۃ کازکوۃ کے مستحق ہونے کیلئے مسلمان ہوناضروری ہے:

عاملینِ زکوۃ کازکوۃ کے مستحق ہونے کیلئے مسلمان ہوناشرط ہے۔اگرعاملینِ زکوۃ مسلمان نہیں ہیں تو زکوۃ کے حقدارنہیں ہیں۔(ضمیمہ زکوۃ کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا:ص42)

مذہب کے لحاظ کے بغیر زکوۃ دینا:

غیر مسلم کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 433)

کفار کے ساتھ: تشبّہ: اختیار کرنے کی ممانعت:

واضح رہے کہ شرٹ پتلون یا سفاری سوٹ فساق و فجار اور غیر مسلم کفار کا لباس ہے اور شلوار قمیص (کرتہ) مسلمان دیندار صالحین اور اکابر کا لباس ہے۔اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ صالحین دیندار اور نیک کاروں کے لباس کو اختیار کریں۔اور فساق و فجار اور کفار کے لباس اور طور طریق سے حتی المقدور پرہیز اور اجتناب کریں، کیونکہ حدیث شریف میں ہیں: من تشبّہ بقوم فھو منھم: جس شخص نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی ہے اس کا حشر بھی اس کے ساتھ ہوگا۔

اور غیر مسلموں کا لباس اختیار کرنا ان کے ساتھ محبت کی علامت ہے، جو شرعاً ممنوع اور حرام ہے۔جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ: اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے، اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں سے ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو۔

کیونکہ یہود و نصاریٰ اور کافروں کو دوست بنانے یا ان کی مشابہت و مماثلت اختیار کرنے سے مسلمانوں کے دل بھی ان کی طرح سخت ہو جاتے ہیں اور احکامِ شریعت کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی ہیثمیؒ نے اپنی کتاب: الزواجر عن اقتراف الکبائر: میں حضرت مالک بن دینارؒ کی روایت سے ایک نبی کی وحی نقل کی ہے، وہ یہ ہے کہ:

حضرت مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ انبیائے سابقین میں سے ایک نبی کی طرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے یہ وحی آئی کہ آپ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ نہ میرے دشمنوں کے گھسنے کی جگہ گھسیں اور نہ میرے دشمنوں جیسا لباس پہنیں اور نہ میرے دشمنوں جیسے کھانے کھائیں اور نہ میرے دشمنوں جیسی سواریوں پر سوار ہوں، یعنی ہر چیز میں اُن سے ممتاز اور جدا رہیں، ایسا نہ ہو کہ یہ بھی میرے دشمنوں کی طرح میرے دشمن بن جائیں۔

واضح رہے کہ غیروں کی سی وضع قطع اور اُن جیسا لباس اختیار کرنے میں بہت سے مفاسد ہیں، مثلاً:

1..... پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان اور کافر میں ظاہراً کوئی امتیاز نہیں رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ :تشبّہ بالکفار: کفر کی دہلیز اور اس کا دروازہ ہے۔

2.....غیروں کی مشابہت اختیار کرنا غیرت کے بھی خلاف ہے۔

3.....کافروں کا لباس اختیار کرنا دَرپردہ اس کی سیادت اور برتری کو تسلیم کرنا ہے۔

4.....اپنی کمتری، کہتری اور غلامی کا اقرار اور اعلان کرنا ہے، جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ اسلام غالب ہوتا ہے، تابع اور مغلوب نہیں ہوتا۔

نیز: تشبّہ بالکفار: کا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ کافروں سے مشابہت کا دل میں میلان اور داعیہ پیدا ہوگا، جو صراحۃً ممنوع ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہیں: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ: اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ تعالیٰ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے: ابو عثمان نہدیؒ کہتے ہیں کہ ہم آذربائیجان میں تھے کہ ہمارے امیر لشکر حضرت عتبہ بن فرقدؓ کے نام سیدنا فاروق اعظمؓ کا یہ فرمان پہنچا:

:یا عتبة بن فرقد ایاکم والتنعم وزی اهل الشرك ولبوس الحریر: اے عتبہ بن فرقد! تم سب کا یہ فرض ہے کہ اپنے آپ کو عیش پرستی اور کافروں اور مشرکوں کے لباس اور ہیئت اور وضع قطع سے دُور اور محفوظ رکھیں اور ریشمی لباس کے استعمال سے پرہیز رکھیں۔

غرض یہ کہ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ فاسق و فاجر غیر مسلم اور کافروں کے لباس کو ہرگز ہرگز اختیار نہ کریں ورنہ قیامت کے دن اُن کے ساتھ حشر ہوگا۔ (فتاوی بینات: ج 4: ص 371)

اگر امام کافر تھا تو اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازوں کا حکم:

اگر کوئی شخص ایک عرصہ سے امامت کرتا رہے، اب قرائن سے معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے، مگر وہ خود کافر ہونے کا اقرار نہیں کرتا بلکہ خود اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ مگر لوگوں کو اس کی بات پر اعتماد نہیں، بلکہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ خود اپنے آپ کو نفاق کی وجہ سے مسلمان ظاہر کرتا ہے، تو ایسی صورت میں اس کی اقتداء میں جو نمازیں ادا کی گئی ہیں، ان کا اعادہ کرنا فرض ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 1: ص 244)

غیر مسلم کا نماز جنازہ پڑھنا:

نماز جنازہ صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 4: ص 235)

کافر کی بنائی ہوئی صف پر نماز پڑھنا:

اگر غیر مسلموں نے صف بنائی ہے اور صف کا ناپاک ہونا یقینی طور پر معلوم ہے تو اس پر نماز پڑھنے سے پہلے دھونا ضروری ہے۔ دھونے سے پہلے ناپاک صف پر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی، اعادہ کرنا لازم ہوگا، کیونکہ ناپاک چیز پر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ اور اگر صف ناپاک ہونے کے بارے میں یقین نہیں صرف شبہ ہے تو احتیاط کے طور پر دھو لینا بہتر ہے، اور اگر صف پاک ہونے کے بارے میں یقین ہے تو دھونے کی ضرورت نہیں، دھوئے بغیر بھی نماز ہو جائے گی۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 3: ص 287)

غیر مسلم کی چیز سے افطار کرنا:

اگر غیر مسلم کی بھیجی ہوئی چیز پاک اور حلال نہیں تو وہ قبول کرنا اور اس سے افطار کرنا جائز نہیں۔

(روزے کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 154)

بدعتی کی امامت:

اگر بدعتی امام نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مانند ہر جگہ حاضر و ناظر، عالم الغیب اور مختار کل سمجھتا ہے تو یہ شرک ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ حاضر و ناظر، عالم الغیب اور مختار کل ہونے میں میں نبی ﷺ بھی شریک ہو جاتے ہیں، اور کلمۂ طیب اور کلمۂ شہادت کی شہادت کے خلاف ہو جاتا ہے، اس لئے جان بوجھ کر ایسے عقائد رکھنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، پڑھنے کی صورت میں لوٹانا لازم ہوگا، اور اگر لاعلمی میں پڑھ لی تو ہو جائے گی لوٹانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اور اگر بدعتی امام موحد ہے شرکیہ عقائد نہیں رکھتا ہے صرف تیجہ، چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ صحیح عقیدہ والا امام مل جائے تو بدعتی امام کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر صحیح عقیدہ والا امام نہ ملے تو مجبوراً ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے، ایسی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنے کی

ضرورت نہیں ہوگی ،البتہ متقی، پرہیز گار امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے جتنا ثواب ملتا ہے اتنا ثواب بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے سے نہیں ملے گا۔

بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر حاضرین میں سارے بدعتی ہیں، متقی اور پرہیز گار نہیں تو اس صورت میں بدعتی امام کی امامت بدعتی مقتدیوں کیلئے مکروہ نہیں ہوگی۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج1:ص 308:307)

بدعتی کی امامت:

اگر عیدگاہ کا امام بدعتی ہے تو ایسی جگہ جا کر عید کی نماز پڑھنے کی کوشش کریں جہاں امام بدعتی نہیں بلکہ سنت کا پابند ہے۔(عیدین کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص 66)

فاسق کی امامت:

فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج 3: ص 156)

حضرت مولانا مفتی نظام الدّین شامزئی شہیدؒ کا فتوی

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرنا:

سوال: اگر کوئی شخص حلف نامے پر جو کہ زکوۃ کی کٹوتی نہ ہو، اس لئے مختلف کمپنیوں کے ہولڈرز جمع کراتے ہیں۔ایک سنی مسلمان اس فارم کو پُر کرنے پر اس لئے آمادہ ہوجائے کہ وہ خود اپنی زکوۃ کی رقم اپنے ہاتھ سے کسی مستحق کو دینا چاہتا ہے، اب اگر کوئی شخص یہ حلف نامہ جمع نہیں کرائے گا تو اس کے نفع کی رقم میں سے لازمی زکوۃ کاٹ لی جائے گی۔اس حلف نامہ میں (FIQH) کے آگے جگہ خالی ہے، اس میں فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والے فقہ حنفیہ لکھتے ہیں، اور فقہ جعفریہ والے فقہ جعفریہ لکھتے ہیں۔حکومت کی طرف سے اس فارم کو پُر کرنے کی اجازت ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔اب اگر فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے والا یہ فارم پُر کر کے جمع کرادے تا کہ زکوۃ کی کٹوتی نہ ہو تو کیا یہ صحیح ہوگا؟

جواب: فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے والا شخص جب خود کو فقہ جعفریہ کا پیرو کار ظاہر کرے تو وہ سنی حنفی نہیں رہے گا بلکہ شیعہ ہو جائے گا، اگر وہ دوبارہ سنی ہونا چاہے اور سنی منکوحہ کے ساتھ رہنا چاہے تو اس پر لازمی ہوگا کہ سنی طریقہ پر ایمان اور نکاح کی تجدید کرے۔اس لئے کہ جان بوجھ کر خود کو شیعہ ظاہر کرنا، شیعہ عقائد کا اعلان اور سنی عقائد سے برأت کا

اظہار ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 36)

شیعہ لوگوں سے نکاح کرنا:

سوال: اسلام میں لڑکی کو اپنا انتخاب اور پسند کی اجازت دی ہے لیکن کیا وہ ایسے شخص کا انتخاب کر سکتی ہے جو ہم مسلک نہ ہو؟ میری بیٹی نے اس سال فائنل ائیر ایم بی بی ایس کا امتحان دیا ہے، وہ نماز روزہ اور عبادت کی پابند بچی ہے، فرماں بردار اور ذہین ہے، اس نے اپنے کلاس فیلو لڑکے (جس کا تعلق شیعہ فرقہ سے ہے) سے رشتہ کیلئے اصرار کیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس نے مختلف دینی کتابیں پڑھی ہیں اور انٹرنیٹ پر بھی معلومات حاصل کی ہیں کہ مسلمان صرف مسلمان ہوتا ہے، اور مختلف مذہبی عقائد.....لوگوں کے پیدا کردہ ہیں۔ برائے مہربانی آپ اس سلسلے میں مکمل رہنمائی فرمائیں۔

جواب: شیعہ فرقہ کے بہت سارے عقائد و اعمال ایسے ہیں جو اہل سنت کے ہاں کفریہ ہیں، مثلاً: قرآن کریم کا تحریف شدہ ہونا، صحابہ کرامؓ کو مرتد قرار دینا، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانا اور حضرت علیؓ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا درجہ دینا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ عقائد ہیں جن کی بنا پر شیعہ لوگوں کا مسلمانوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اس لئے کسی سنی لڑکی یا لڑکے کا شیعہ لوگوں سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ سائل کی سنی بیٹی کا اصرار، شریعت کے خلاف ہے، اسے ترک کر دینا لازم ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 329)

سنی لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح کرنا:

سوال: کیا از رُوئے شرع (اہل تشیع) والے لڑکے اور سنی لڑکی کی شادی جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ جانبین اس نکاح میں رضامند ہیں۔

جواب: سنی لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح کرنا جو شیعہ حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت کے قائل ہیں، صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرتے ہوں اور قرآن کریم میں تحریف کا اعتقاد رکھتے ہوں۔ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی رضامندی سے ناجائز، جائز نہیں ہوجاتا ہے۔ باقی مذکورہ عقائد والے شیعہ لوگ اہل کتاب نہیں ہے بلکہ کفار کے حکم میں ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ سنی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 330)

شیعہ سے نکاح:

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ میرا ایک دوست جو شیعہ (فقہ جعفریہ) سے تعلق رکھتا ہے، وہ ایک سنی لڑکی جو کہ فقہ حنفی سے تعلق رکھتی ہے شادی کرنا چاہتا ہے، لڑکی اور لڑکا سمیت دونوں کے گھر والے بھی رضامند ہیں۔ لڑکی کے والد کا کہنا ہے کہ پہلے کسی عالم دین سے معلوم کیا جائے، آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

لہذا برائے کرم یہ وضاحت فرمائیں کہ نکاح اس صورت میں جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ حضرات جو اس طرح کی شادیاں کی ہوئی ہیں، اُن کا نکاح ہو چکا ہے یا اُن کا نکاح بھی باطل ہے؟

جواب: جو شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا مانتے ہیں، قرآن کی تحریف کے قائل ہیں، صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر افتراء و بہتان طرازی کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ مسلمان شمار نہیں ہوتے۔ اس لئے ان لوگوں کے ساتھ سنی العقیدہ مسلمانوں کا رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی سنی نے اس قسم کی غلطی کر لی تو اس کا نکاح معتبر نہ ہوگا اور وہ اولاد حلالی شمار نہیں ہوگی۔

البتہ اس سے قبل اگر کسی نے نادانستہ طور پر لاعلمی میں شیعہ کے ساتھ نکاح کر لیا ہو تو لاعلمی والے نکاح کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اولاد حلالی اور ثابت النسب شمار ہوگی۔ مگر بیوی کو فوراً علیحدہ کر دینا پھر بھی ضروری ہوگا، لمحہ بھر کے لئے ان کا، میاں بیوی کی حیثیت سے ایک ساتھ رہنا حلال نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 330)

شیعہ سنی نکاح اور اس میں شرکت کرنا:

سوال: گزارش ہے کہ میرے بڑے بھائی نے ہمیں باپ کی طرح پالا، ان کے انتقال کو تقریباً چار سال ہو گئے ہیں، ہم سب بہن بھائی اتفاق سے رہتے ہیں، ہمارے بڑے بھائی کا بیٹا ایک شیعہ لڑکی سے شادی کرنے پر بضد ہے، چونکہ بہن بھائی ماڈرن خیالات کے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اگلے ماہ ان کی شادی ہے، بھتیجے کو میں نے بہت سمجھایا لیکن وہ کہتا ہے کہ میں اس کو اپنے عمل سے ٹھیک کرلوں گا، حالانکہ میرا بھتیجا حاجی ہے، نماز روزہ کا پابند ہے وہ لاعلم ہے، کہتا ہے کہ شیعہ مسلمان ہیں، بس فرقہ الگ ہے، جو میں بعد میں صحیح کرلوں گا، بھابھی مجبور ہے اور سب شادی کی تیاریوں میں مصروف ہیں لیکن میرے شوہر بہت ناراض ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ شادی ہی نہیں ہونی چاہئے۔ چونکہ شیعہ کافر ہوتے ہیں تو نکاح نہ ہوگا اور میں اس شادی میں نہ خود شریک ہوں گا نہ مجھے اور میری اولاد کو شریک ہونے دیں گے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر میں شریک نہ ہوئی تو بڑے مرحوم بھائی کا حق ادا نہ ہوگا اور دوسرے بھائی کی بیٹی کا رشتہ میں نے اپنے بڑے بیٹے سے طے کیا ہے، اس میں مسئلہ ہوسکتا ہے، خاندان کٹ جائے گا، سب گھر والے اس لئے مطمئن ہیں کہ میرے والدہ کا تعلق بھی شیعہ گھرانے سے تھا، چونکہ وہ کم عمر تھیں اور بہت غریب تھیں تو میرے والد کے کہنے پر مسلمان ہوگئیں ان کو بھی ہم نے شیعہ والی بات کرتے نہ دیکھا، وہ بہت نیک عورت ہیں، نماز روزہ سب سنیوں جیسا کرتی ہیں اور پورے خاندان میں ان کی اچھی شہرت ہے، لیکن ہمارا ننھیال سے زیادہ آنا جانا نہیں ہے، ملتان میں ہوتے ہیں، چونکہ غریب لوگ ہیں، بھائی میرے امداد کرتے رہتے ہیں۔اب آپ مشورہ دیجئے کہ مجھے شادی میں شرکت کرنی چاہئے یا نہیں؟ بھابیوں کا کہنا ہے کہ نکاح سنیوں کے طریقہ سے ہوگا مہربانی ہوگی اگر آپ جواب جلد فرمادیں۔

اب سوال یہ ہے کہ نکاح کی کیا صورت ہونی چاہئے؟ کیا لڑکی کو کلمہ پڑھ کر مسلمان کرنا ہوگا؟ یا بقول میرے شوہر کے کہ نکاح ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کا عقیدہ درست نہ ہو، شادی میں شرکت کرنا حرام کاری میں شرکت کرنا ہے؟

جواب: شیعہ اور سنیوں کے درمیان نکاح نہیں ہوسکتا۔اس طرح کی سرکش اولاد کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔ اور انہیں باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ایسی شادیوں میں شرکت بھی نہیں کرنی چاہئے۔

اس لڑکی سے نکاح کیلئے شرط ہے کہ وہ سنی العقیدہ بن جائے، ورنہ نکاح منعقد نہ ہوگا۔آپ کے شوہر کا موقف کافی حد تک درست ہے۔باقی تجربہ سے ثابت ہے کہ لڑکے کا فلسفہ لاحاصل اور بے معنی ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 331)

شیعہ لڑکی سے نکاح کرنا:

سوال: میرے ایک دوست کو شیعہ لڑکی پسند آئی جو کہ سیدہ بھی ہے جبکہ میرا دوست سنی بریلوی ہے اور ملک اعوان فیملی سے ہے، چونکہ بظاہر دونوں کی شادی ناممکن تھی، اس لئے دونوں نے فون پر کسی دوسرے شخص کی موجودگی میں بغیر خود ہی ایک دوسرے سے نکاح کرلیا، یعنی لڑکی نے لڑکے سے تین دفعہ پوچھا اور اس نے کہا قبول ہے اور اس طرح لڑکی نے تین دفعہ پوچھا لڑکے نے کہا کہ قبول ہے۔اس کے بعد وہ ایک دو دفعہ ملے بھی، اور دونوں نے ایک دوسرے کے ازدواجی حقوق پورے کئے، اس کے بعد کافی عرصے دونوں نہ مل سکے، اس دوران لڑکی کو کوئی دوسرا لڑکا پسند آ گیا اور وہ اس لڑکے سے ملی بھی اور تمام تر حدود سے گزر کر ملی، بعد میں دوسرا لڑکا غائب ہوگیا، لہذا لڑکی نے پہلے لڑکے کو ساری بات

بتادی اورلڑ کے نے معاف کردیا لیکن کچھ عرصہ بعد کسی بات پرلڑ کے نےلڑکی کوطعنہ دیااور بات بڑھ گئی ، دونوں میں ناراضگی ہوگئی ،پھرلڑ کے نے حساب کروایا تو ان بزرگ نے بتایاچونکہ وہ لڑکی سیدہ ہےلہذا وہ تم پر بھاری ہے،تمہارے لئے نقصان کا باعث ہے،اس پرلڑ کے نےلڑکی کوفون پر ایک ہی نشست میں تین طلاقیں دے دیئے،لیکن لڑکے کے زندگی میں کوئی زیادہ بہتری نہ آئی،اس بات کوتقریباً دو ماہ ہو گئے ہیں اور وہ ایک دوسرے کےحقوق پورے کرتے رہے اور ہر ملاقات کےبعد تین دفعہ طلاق دیتا رہا۔اب سوال یہ ہے کہ:

1.....ایک غیر سید اور سنی لڑکے سے ایک سیدہ اور شیعہ لڑکی کا نکاح ممکن ہے یا نہیں؟

2.....کیااس طرح لڑکا لڑکی آپس میں نکاح کر سکتے ہیں کہ ان کے والدین یا کسی اور شخص نے شمولیت نہ کی ہو، نہ کوئی گواہ ہو، نہ ہی خطبۂ نکاح پڑھا گیا ہو؟ نہ ہی تحریر موجود ہو؟

3.....اگر نکاح ہوا پھرلڑکی کسی اور لڑکے سے ملی اور مباشرت کی،تو کیا نکاح ختم ہوگیا؟

4.....کیالڑکی کا شوہر اسے معاف کردےتو لڑکی کی معافی ہوگئی؟

5.....اگر نکاح ٹوٹ گیا تو دوبارہ نکاح کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اور کیا طریقہ ہوگا؟

6.....بعد میں جب لڑکے نے طلاق دی،تو اگر ان میں نکاح نہیں تھا،تو پھر کیا وہ ایک عمومی طریقہ سے نکاح کر سکتے ہیں یا حلالہ وغیرہ کی ضرورت ہوگی؟

7.....طلاق کے بعد دوبارہ ملنے سے رجوع ہوا یا نہیں؟ اور اگر ہوا تو اس کے بعد دی گئی دوبارہ تین دفعہ طلاق کی کیا حیثیت؟ اور اب کون سی طلاق سے عدت کی مدت شروع ہوگی؟

8.....حلالہ کی صورت میں اگر کسی اور سے نکاح کیا گیا تو کیا دونوں کا مباشرت کرنا ضروری ہے۔

9.....اگر شروع ہی سے نکاح نہیں ہوا تو جو غلط فہمی کی بنیاد لڑکا لڑکی ملتے رہے،کیا نکاح کر لینے سے وہ گناہ معاف ہوتے رہے گے؟

جواب: نکاح کے صحیح ہونے کی کوئی بھی ایسی شرط اس نکاح میں نہیں پائی گئی ۔لہذا ان دونوں کے نکاح کے حوالے سے سارے سوالات بے محل ہیں،البتہ اس دوران لڑکے اور لڑکی کا ملاپ محض حرام کاری ہے،اس پر دونوں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مجرم ہیں،لڑکے کو خوب توبہ کرنی چاہئے۔اگر دونوں کا نکاح ناگزیر ہو تو پھر شرعی اور اخلاقی طور پر صحیح نکاح کیلئے ضروری ہوگا کہ لڑکی سنی عقائد کی حامل بن جائے اور سیدہ ہونے کی بنا پر لڑکی کے والدین کی رضامندی کی رعایت بھی مناسب ہوگی۔واضح رہے کہ اگر لڑکی سنی بن جائے تو پھر اس کے شیعہ والدین کو اس سنی لڑکی پر سرپرستی کا حق

نہیں رہے گا۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج1: ص332)

اہل سنت کا شیعہ سے نکاح:

سوال: کیا اہل سنت بریلوی، طلاق شدہ خاتون اہل تشیع سے نکاح جائز ہے؟

جواب: شیعہ لوگوں کے اساسی نظریات، اہل سنت سے بالکل جدا ومتصادم ہیں، بلکہ اہل سنت کے ہاں ان (شیعوں) کے بہت سارے اعمال وعقائد غیر اسلامی ہیں۔اس لئے کسی سنی کا کسی شیعہ سے نکاح جائز نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج1: ص341)

فرقہ آغا خانیہ باجماع المسلمین کافر ہے، وہ مسلمانوں کے کبھی خیر خواہ نہیں رہے ہیں، ان سے دوستی کرنا یا ان کے فاونڈیشن یا ان کی کسی انجمن میں شرکت بنص قطعی یہ حرام ہے:

فرقہ آغا خانیہ باجماع المسلمین کافر ہے اور زندیق کے احکام اُن پر جاری ہوں گے، اس لئے کہ ہر وقت وہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو نقصان پہنچے، وہ کبھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہ اس سے پہلے رہے ہیں اور نہ اب مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں بلکہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور دھوکہ دینا اُن کے نزدیک عین عبادت اور کارِ ثواب ہے۔

چنانچہ ابن کثیرؒ نے: البدایہ والنہایۃ: میں لکھا ہے کہ: تاتاریوں نے جب دمشق پر حملہ کیا تھا تو اُن اسماعیلیوں نے اُن کا ساتھ دے کر مسلمانوں کو تباہ وبرباد کرنے کی ناکام کوشش کی تھی، چنانچہ یہ فرقہ کبھی مسلمانوں کا دوست نہیں ہوسکتا ہے اور خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کا دشمن ہے۔

تو اب ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کیلئے کس طرح ان سے دوستی یا ان کے فاونڈیشن یا ان کی کسی انجمن میں شرکت جائز ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بنص قطعی یہ حرام کیا ہے۔چنانچہ ارشاد ہے:

:لَاتَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّاللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْاَبْنَآءَهُمْ اَوْاِخْوَانَهُمْ اَوْعَشِيْرَتَهُمْ،اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ،وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَاالْاَنْهٰرُخٰلِدِيْنَ فِيْهَا،رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ،اَلَآاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.(مجادلہ:آیت:22)

ترجمہ: تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے، اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے ایمان اور اُن کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے اور داخل کرے گا اُن کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں، ہمیشہ رہیں گے اُن میں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی، وہ لوگ ہیں گروہ اللہ تعالیٰ کا، خوب سن لو جو گروہ ہے اللہ تعالیٰ کا وہی مراد کو پہنچے۔

:یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْالَاتَتَّخِذُوْاعَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَاجَآءَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ،یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْابِاللّٰہِ رَبِّکُمْ،اِنْ کُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِھَادًافِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ،تُسِرُّوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ،وَاَنَااَعْلَمُ بِمَااَخْفَیْتُمْ وَمَا اَعْلَنْتُمْ،وَمَنْ یَّفْعَلْہُ مِنْکُمْ فَقَدْضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ۔(الممتحنہ:آیت1)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست، تم ان کو پیغام بھیجتے ہو دوستی سے اور وہ منکر ہوئے ہیں اس سے جو تمہارے پاس آیا سچا دین، نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس بات پر کہ تم مانتے ہو اللہ تعالیٰ کو جو رب ہے تمہارا، اگر تم نکلے ہو لڑنے کو میری راہ میں اور طلب کرنے کو میری رضامندی، تم ان کو چھپا کر بھیجتے ہو دوستی کے پیغام، اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے اور جو کوئی کرے تم میں یہ کام تو وہ بھول گیا سیدھی راہ۔

:وقال اللّٰہ تعالیٰ:الم ترالی الّذین تولّوقوماغضب اللّٰہ علیھم مّاھم مّنکم ولا منھم ویحلفون علی الکذب وھم یعلمون:(المجادلۃ:آیت14)۔

ان آیتوں سے صراحۃً معلوم ہوا کہ مشرکین اور دین دشمن طبقہ سے دوستی رکھنا جائز نہیں اور نہ ان سے مالی امداد ہدیہ سمجھ کر قبول کرنا جائز ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے مشرکین کے ہدیہ کو قبول نہیں فرمایا: فلمّاجآء سلیمان قال اتمدّونن فمآاٰتنی اللّٰہ خیرمّمّااٰتکم بل انتم بھدیّتکم تفرحون:(سورۃ النمل:آیت36)

بعض مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:انی لااقبل ھدیۃ مشرك: اور:انی نھیت عن ھدیۃ المشرکۃ: اور ان کی امداد قبول کرنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ درحقیقت نہ ہدیہ ہے اور نہ امداد بلکہ مسلمانوں کو گمراہ اور بے دین بنانے کی سازش ہے جو عیسائی مشنریوں کی طرز پر چلائی جارہی ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے ابو بکر رازیؒ کے: احکام القرآن: کے حوالے سے لکھا ہے کہ :وقولهم فی ترك قبول توبة الزنديق يوجب ان لايستتاب الاسماعيلية وسائر الملحدين الذين قدعلم منهم اعتقادالكفركسائر الزنادقة وان يقتلوامع اظهارهم التوبة:

(احکام القرآن:ج1:ص54):

جب اسلام کی نظر میں ان کا توبہ اور اسلام بھی قبول نہیں تو ظاہر ہے کہ نہ ان سے مالی فوائد بصورت امداد وہدیہ لینا جائز ہے اور نہ ان کی فاؤنڈیشن اور انجمن میں شرکت جائز ہے۔دیگر کفار کی امداد پر بھی اس کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ امداد حکومتی سطح پر ملتی ہے اس سے عام مسلمانوں کی زندگی اور دین کے متاثر ہونے کا خطرہ نہیں ہے جبکہ مذکورہ امداد سے عام مسلمانوں کی انفرادی زندگی متاثر ہونے کا شدید خطرہ ہے اور مسلمانوں کے مرتد اور زندیق بننے کا قوی احتمال ہے۔لہذا ان کے ساتھ شرکت اور ان کی امداد قبول کرنا حرام ہے۔

:قال النبی ﷺ:من كثرسوادقوم فهومنهم: علماء اور عام دینداروں پر اس کا تدارک فرض ہے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں جواب دہ ہوں گے۔(تاریخ شیعیت :ج2:ص695)

شیعہ کے ساتھ تعلقات رکھنا:

اگر کسی کافر کے ساتھ سماجی تعلقات رکھنے میں یہ خطرہ ہو کہ عام مسلمان دھوکے میں مبتلا ءہوکر ان تعلقات کی وجہ سے ان کو بھی مسلمان سمجھنے لگ جائیں گے جیسے قادیانی یا شیعہ عام طور پر اس قسم کے تعلقات سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں،اپنے غلط عقائد کی تبلیغ بھی کرتے ہیں،اور دوسروں کے سامنے ان تعلقات کو دلیل کے طور پر پیش کر کے اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں،حالانکہ ان دونوں گروہوں کا اسلام سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے،اگر کوئی ایسی صورت حال ہوتو پھر سماجی اور معاشرتی تعلقات رکھنا جائز نہیں ہوگا۔کیونکہ ان تعلقات سے دین کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے، کیونکہ یہ لوگ اپنے کفر کو تسلیم بھی نہیں کرتے بلکہ اسلام کے دعویدار ہیں۔نیز یہ کہ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ذمی بن کر نہیں رہتے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے یا ان کے ساتھ سماجی معاشرتی تعلقات رکھے جائیں۔اس لئے کہ یہ کفار محاربین کے حکم میں ہیں،ان کا حکم الگ ہیں۔

جہاں اس قسم کے خارجی عوامل موجود ہوں تو پھر وہاں سماجی اور معاشرتی تعلقات (جو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر رکھے جاتے ہیں) رکھنا بھی جائز نہیں ہوں گے۔(فتاوی بینات:ج3:ص338)

غیر مسلم کو زکوۃ دینا:

سوال: کیا زکوۃ کسی غیر مسلم اہل کتاب (عیسائی) وغیرہ کو دے سکتے ہیں؟

جواب: زکوۃ کی رقم غیر مسلم (عیسائی) وغیرہ کو نہیں دی جاسکتی۔ زکوۃ کا مصرف صرف مسلمان ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 251)

مسلمان ہوجانے کے بعد غیر مسلم کی سرپرستی ختم ہوجاتی ہے:

سوال: ایک غیر مسلم فیملی نے اکبر اور نذیر نامی شخص کو اپنا بیٹا بنایا اور اس رشتہ کو نبھایا بھی، ان لوگوں کی ہر طرح سے مالی اور جانی مدد سات آٹھ سال تک کی۔ ان لوگوں نے یہ صلہ دیا کہ ان کی لڑکیوں کو لے کر بھاگ گئے اور مسلمان کرنے کے بعد شادی کرلی۔ کیا لڑکی مذہب سے متاثر ہوکر مسلمان ہوئی یا محبت کی خاطر مسلمان ہوئی؟ آج ہمارے مسلمان فخر کرتے ہیں کہ اتنا بڑا کام کیا۔ کیا اس طرح کسی کا گھر برباد کرنا جائز ہے؟

جواب: معاملہ کی حقیقتِ حال اللہ تعالیٰ جل شانہ جانتے ہیں وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں۔ اگر فی الواقع لڑکی نے اسلام سے متاثر ہوکر شادی کی ہو اور اس میں لڑکے کی محنت بھی شامل ہو تو یہ شادی خوش آئند ہے، اس میں دونوں کے والدین کو شرعاً اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ لڑکے کے والدین کو چاہئے کہ وہ دونوں کی حوصلہ افزائی کریں، جبکہ اس سلسلے میں لڑکی کے والدین کا اعتراض شرعاً قابلِ قبول نہیں، کیونکہ لڑکی کے مسلمان ہوجانے کے بعد شریعت، غیر مسلم سرپرست کی مسلمان لڑکی پر سرپرستی کو تسلیم نہیں کرتی۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 314)

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد یعقوب شرودی دیوبندیؒ کا فتوی

فاضل دیوبند، تلمیذ رشید حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

اہل تشیع کی لڑکی سے نکاح کرنا، ان کے جنازہ میں شرکت کرنا، ان کو ووٹ دینا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں:

1.....کہ اہل سنت لڑکا کسی اثنا عشریہ امامیہ شیعہ لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس طرح بالعکس کوئی اثنا عشریہ امامیہ شیعہ لڑکا کسی سنی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

2.....یہ کہ شیعہ اثنا عشریہ امامیہ اور اہل سنت مسلمان ایک دوسرے کے جنازے میں شرکت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ تعزیت کرنا بھی جائز ہے یا نہیں؟

3.....ایک سنی مسلمان کسی اثنا عشریہ امامیہ سے ووٹ لے سکتا ہے؟ یا کوئی سنی کسی شیعہ امامیہ کو ووٹ دے سکتا ہے؟

جواب: 1.....جس فرقے کا آپ نے پوچھا ہے ان کے بڑے گندے عقائد ہیں جو کفر کے حد تک پہنچے ہیں۔ علمائے حق نے آج کل اُن ہی کے مستند و مسلّم کتابوں سے اُن کے مغلظات کو طشت از بام کرلیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ اور حضرت مولانا منظور نعمانیؒ نے خاص طور پر اس سلسلہ میں مسلمانوں کی راہنمائی فرمائی ہے۔ اور

جہاں تک میرا علم ہے جن خبیث عقائد کی نشاندہی اور نسبت ان کی طرف کی گئی ہے کسی اثنا عشریہ فرد یا گروہ نے بھی ان عقائد سے اپنی بیزاری ظاہر نہیں کی ہے۔

حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ نے ان ہی خبیث عقائد کے بنا پر ان کے کفر پر ہندو پاک و بنگلہ دیش کے اکابر و مشاہیر علماء حق سے دستخطیں لے لی ہیں۔ان کے عقائد میں تین خبیث عقیدے بطور تمہید پیش خدمت ہے:

1.....وہ اپنے بارہ اماموں کو انبیاء و رسل علیہم السلام سے بھی بڑھ کر درجہ دیتے ہیں،ان سب کو معصوم مانتے ہیں،اور تمام اُمور تشریعیہ و تکونیہ میں ان کو مختار کل سمجھتے ہیں (الحکومت الاسلامیہ:ص 52)۔پس نہ صرف مشرک ٹھہرے بلکہ ختم نبوت کے منکر اور کافر بھی ہو گئے۔

2.....وہ صحابہ کرامؓ پر لعن وتبرا کرتے ہیں،حضرات شیخینؓ کی صحبت تو کجا بلکہ ایمان کے بھی منکر ہیں، کہتے ہیں :فلمعمری لقدنافقاقبل ذٰلک ورڈاعلی اللّٰہ جل ذکرہ کلامہ و ھزیابرسول اللّٰہﷺ و ھما الکافران علیھمالعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین (کتاب الروضۃ:ص 62):اور اس عبارت کو منسوب کرتے ہیں اپنے ساتھویں امام ابوالحسنی موسیٰؒ کی طرف۔

حضرات شیخینؓ کے متعلق ان کا امام خمینی ملعون لکھتا ہے:آنھانیکہ سالھادرطمع ریاست خودرا بہ دین پیغمبر چسپانده بودند (کشف الاسرار:ص113)۔

بقول خمینی کے یہ حضرات ایک دن کیلئے بھی (معاذاللّٰہ) دل سے ایمان نہیں لائے تھے،نہ صرف حضرات شیخینؓ بلکہ باقی صحابہ کرامؓ کو بھی مورد عنایت بنا کر کہتے ہیں کہ:آنحضرتﷺ کے وفات کے بعد صرف چار اشخاص کے علاوہ باقی سارے صحابہؓ مہاجرینؓ و انصارؓ سب مرتد ہو گئے تھے (معاذاللّٰہ) حضرت مقدادؓ،حضرت ابوذرؓ،حضرت سلمانؓ،اور غالباً حضرت عمارؓ مستثنیٰ ہیں۔

3.....جب ان کے عقیدے کے مطابق خلفائے ثلاثہؓ اور یہ تمام مہاجرینؓ و انصارؓ (معاذاللّٰہ) سب کافر تھے،سازشی و منافق تھے بلکہ (معاذاللّٰہ) اس اُمت کے بھی خبیث ترین کافروں سے بدتر درجہ کے کافر و ملعون تھے۔ (تحفۃ العوام مقبول جدید:ص422)

پس ان کا جمع کردہ مرتب اور شائع کردہ قرآن کریم کو کیسا وہ خدا تعالیٰ کی اصلی :منزل من السمآء کتاب مان سکتے ہیں۔اسی وجہ سے موجودہ قرآن کریم کو وہ ناقص اور تحریف شدہ مانتے ہیں۔(دیکھئے،اصول کافی: ص262:267)مراد این است کہ بسیارے از قرآن ساقط شدہ (صافی شرح اصول کافی)

ایک جگہ لکھتے ہے:ان القرآن الذی جابه جبریل الیٰ محمدﷺسبعة عشرة اٰیة:

(اصول کافی:ص671)۔

یہاں تک کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن (معاذاللّٰہ) کفر کے ستونوں کو مضبوط کرتا ہے:مـا یقیمون به دعائم کفرهم:(دیکھئے احسن الفتاویٰ:ج1:ص98)۔

اس مختصر ومجمل تمہید سے اس فرقۂ ضالہ کا کفر تو ظاہر ہوگیا۔

:انهم یعتقدون کفراکثرالصحابة.....فهم کفرة بالاجماع بلانزاع:

(خمینی شیعت کیا ہے:ص105)

:وامامن کفرجمیعهم فلاینبغی ان یشک فی کفره لمخالفتة نص القرآن من قوله تعالیٰ:والسٰبقون الاوّلون من المهاجرین والانصار،الایة:الرافضی ان کان یسب الشیخینؓ ویلعنهمما(والعیاذباللّٰه)فهو کافروهولاء القوم خارجون عن ملة الاسلام فاحکامهم احکام المرتدین:(فتاوی عالمگیریه ونظیره فی ردالمحتار:ج2:ص398)۔

اِن مختصر وضاحت سے آپ کے سوالات کا جواب ہوگیا۔

سنّی مسلمہ کی کسی بھی مشرک ورافضی سے نکاح نہیں ہوسکتا:ولایجوز تزوج المسلمة من مشرك ولاکتابی:(عالمگیری:ج2:ص282)۔

البتہ ایک موحد مسلمان کتابیہ مشرکہ سے بصورت مجبوری نکاح کرسکتا ہے مگر کتابی مشرک وہ ہے جو کتاب کو منزّل من اللّٰہ جانتا ہے البتہ اس میں باطل تاویلات کرتا ہو:لقولهم وصح نکاح کتابة(وان کره تنزیها مؤمنة بنبی مرسل مقرة بکتاب منزّل(ردالمحتار علیٰ هامش الرد:ص397)

اثنا عشریہ کے بارے میں اس شق کے جواز میں مجھے قدرے تردّد ہے اس لئے کہ یہ لوگ اس کتاب کو منزل بھی تو نہیں مانتے ہیں بلکہ محرف کہتے ہیں۔شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ان کو زندیق لکھا ہے۔(شرح موطا:ص110)

مگر مفتی رشید احمد صاحبؒ نے شامی کی عبارت بالا کے حوالہ سے ان کو کتابی کافر مانا ہے،اور ظاہر ہے کہ کتابی کافرہ سے نکاح تو ہوسکتا ہے۔(بحوالہ:احسنه الفتاوی:ج1:ص88)

البتہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا فتویٰ اس طرح ہے کہ جو شیعہ حد کفر تک نہ پہنچے ہوں یعنی تفضیلی وغیرہ ہو اُن کے ساتھ مناکحت جائز ہے،اور جو حد کفر تک پہنچ گئے ہوں ان کے ساتھ رشتہ کرنا ناجائز ہے۔

(کفایت المفتی:ج1:ص279)

اور چونکہ ان کے ہاں تقیہ کا مسئلہ ہے اس لئے ان کے عقائد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔احتیاط اسی میں ہے کہ ان سے رشتہ لینے میں بھی پرہیز کیا جاوے۔

2.....جب کوئی آپ کے عقیدے میں کافر ہو اور اسی عقیدۂ کفریہ پر مر گیا ہو تو اس کا جنازہ کیسا اور دعائے مغفرت کیسی؟ ولا تصلّ علیٰ احدٍ منھم مّات ابداوّلا تقم علیٰ قبرہ انّھم کفروا باللّٰہ،الآیۃ:ہاں اگر ان کے ہم عقیدہ لوگ موجود نہ ہو تو پھر انسانیت کے تقاضوں کے پیش نظر اس کی تجہیز و تکفین کرنا چاہئے۔اگر اس کا تشیّع حد کفر کو پہنچا ہوا ہے تو رعایتِ سنت نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں و یسے ہی اس کو دفن کریں:کذافی کفایۃ المفتی :ج 1:ص 289۔

3.....اسلامی اقدار کی بالادستی کیلئے کافر کو ووٹ دینا خود فریبی کے سوا کیا ہے؟ہاں اگر کوئی اور سماجی خدمات کی انجام دہی کیلئے اس کو ووٹ دیتا ہے تو اس کی صلاحیت دیکھ کر دے سکتا ہے۔باقی ووٹ لینے میں اگر کچھ اسلامی اور دینی اقدار قربان یا مجروح نہیں کرنا پڑتا ہے تو شاید کوئی حرج نہ ہو۔بلکہ آپ ان سے لے لیں مگر یہ شرط بھی مشکل ضرور ہے۔ (ثمینۃ الفتاوی :ج 1:ص 9)

شیعہ کا جنازہ پڑھنا اور پڑھانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا شیعہ میّت کا سنی امام جنازہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا سنی میت کا شیعہ امام جنازہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا کوئی بھی فتوی لگتا ہے؟

اگر سنی امام سنی میت کا جنازہ پڑھا رہا ہو تو شیعہ ساتھ شریک ہو سکتے ہیں؟ اگر شیعہ امام شیعہ میت کا جنازہ پڑھا رہا ہو تو کیا سنی ساتھ شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب: چند صدیوں تک تقیہ کی وجہ سے شیعہ طبقہ کے عقائد دنیا کے آنکھوں سے عموماً اوجھل تھے،مگر اب تو ان کی تصنیفات اور مذہبی کتابوں کے حوالوں سے ان کے مسلّمہ عقائد واضح ہو چکے ہیں جو اکثر کفریہ معتقدات ہیں۔

اگر کوئی شیعہ تفضیلی وغیرہ ہو جو عقائد کفریہ نہ رکھتا ہو ایسوں سے تو مسلمانوں جیسا سلوک یعنی تدفین و تکفین و غسل اور نماز جنازہ وغیرہ میں ایک مسلمان کی شرکت میں حرج نہیں۔اور اگر شیعہ اثنا عشریہ ہے جیسا کہ عام طور ہمارے ہاں یہی لوگ شیعہ کہلاتے ہیں۔پس ان کے کفریہ عقائد ظاہر ہو چکے ہیں اور اہل علم واہل فتویٰ نے ان کی تکفیر کی ہے۔

بہتر ہے کہ آپ کو حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ کا فتویٰ سنادوں، مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:

اب تو ظاہر ہوگیا ہے: ولا تصلّ علی احدٍ منھم مّات ابداوّلا تقم علیٰ قبرہ: اور: ماکان للنّبیّ والّذین اٰمنوا ان یّستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ:

مذکورہ آیات میں صراحۃً کفار کی نماز جنازہ پڑھنے، ان کے قبر پہ جانے کیلئے طلب مغفرت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کسی عالم نے شرکت کی ہے تو اس عالم سے وضاحت طلب کریں۔ (احسن الفتاویٰ: ج4: ص220)

مسلمان کو غیر مسلم کے مرگھٹ کو جانا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ: ج4: ص233)

(ثمینۃ الفتاوی: ج1: ص23)

زکوۃ سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ لکھوانے والے مولوی کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک امامِ مسجد اپنا رقم بینک فارم میں یہ لکھ کر دیں کہ میں فقہ جعفریہ سے تعلق رکھتا ہوں بالفاظِ دیگر میں شیعہ ہوں۔ کیونکہ بینک میں شیعہ سنی کے الگ الگ اکاؤنٹ ہیں۔

ابھی دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا اس طرح لکھ کر دینے والے شخص کے پیچھے سنی مسلمانوں کی نمازیں پڑھنا عندالشرع: جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ شخص اس تحریر کے بعد کسی مسجد کا امام بن سکتا ہے یا نہیں؟ برائے کرم شرعی حکم مدلل تحریر فرمائیں۔

جواب: تکفیر اہل بدعت میں فقہائے احنافؒ کے مختلف اقوال ہیں، بعضے احتیاط برتتے ہیں۔ البتہ اگر منصوصاتِ قطعیہ کے منکر ہوں وہ بے شک کافر ہوں گے۔

شیعوں میں سے جو بھی تحریف قرآن پر یقین رکھتا ہو اور جو قرآن کریم کو (معاذاللہ) ناقص ومحرف کہتا ہو یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو وہ بیشک کافر ہے۔

نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ اوانکر صحبۃ الصدیقؓ اواعتقد الولوھیۃ علیؓ، الخ: (شامی: ج3: ص406)۔

پس بلاریب امام مذکور امامت کا لائق نہیں جو اتنا بے ضمیر ہے کہ چند پیسے زکوۃ کی کھوتی سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ لکھتا ہے، جو خود جانا چاہے اس کو کوئی کیسا روکے۔ (ثمینۃ الفتاوی: ج1: ص48)

زکوۃ کی کھٹوتی سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ لکھوانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے ادارے میں ہیڈ ماسٹر صاحب افسر اعلیٰ ہے، بینک میں اس کا اکاؤنٹ ہے، مگر زکوۃ کی کھٹوتی کے خطرہ سے اپنے آپ کو اہل تشیع میں سے لکھا ہوا ہے۔

جواب: اس کا ایک بڑا جرم عقائد کا ہے کہ سنی ہو کر اپنے آپ کو حطامِ دنیا کیلئے شیعہ ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان اپنے آپ کو ہندو ظاہر کرے تو اس کا حشر کیا ہوگا؟ (ثمینۃ الفتاوی :ج 3: ص 4)

شیعوں کے عقائد اختیار کرنے سے بیوی نکاح سے خارج ہو جائے گی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اندرین مسائل کے بارے میں کہ یہاں علاقہ تیری ضلع مستونگ صوبہ بلوچستان میں ایک سنی العقیدہ شخص کچھ عرصے سے شیعہ امامیہ کا عقیدہ قبول کر چکا ہے، گھر پر سیاہ جھنڈی لہرا چکا ہے، کربلائی مٹی (ٹھیکری) پر نماز ادا کرتا ہے (یعنی اس مٹی سے بنے ہوئے ٹھیکری پر سجدہ کرتا ہے)، لوگوں کو شیعیت کی طرف راغب کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔ اب اس کی زوجہ جو سنی عقیدہ پر قائم ہے، شوہر کو کافر اور مرتد سمجھتی ہے، اقارب سے فسخِ نکاح کا مطالبہ کرتی ہے۔

1.....کیا شخص مذکور کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ نیز فسخ ہونے کی صورت میں عدالت کی طرف رجوع کیا جائے یا کہ دیندار مسلمانوں کی پنچایت کا بھی فیصلہ قابلِ قبول ہے؟

2.....تنسیخ نکاح کے بعد شخص مذکور اگر تائب ہو کر دوبارہ اسلام قبول کرے اور تجدید نکاح ہو لیکن دوبارہ شیعیت اختیار کرے و تنسیخ نکاح بھی ہو، پھر اسلام کی طرف رجوع کرے۔ اس ضمن میں تنسیخ اور تجدید کی حد کتنی مرتبہ تک ہو سکتی ہے؟

3.....شیعان امامیہ فرقہ کا عقیدہ کیا ہے؟ نیز یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ یہ فرقہ مسلمان ہے یا کافر؟

4.....کیا فرقہ مذکور کے ساتھ اسلامی روابط رکھنا درست ہے؟

جواب: مٹی پر سجدہ کرنے یا ماتمی سیاہ جھنڈی لہرانے سے تو کوئی کافر نہیں ہوتا ہے، ہاں یہ فرقہ امامیہ کا شعار ضرور ہے۔ اور اہل علم کی تحقیقات سے شیعہ امامیہ اس قرآن کو (معاذاللہ) ناقص سمجھتے ہیں اور سوائے چار پانچ کے باقی صحابہ کرامؓ کو (معاذاللہ) کافر و مرتد کہتے ہیں، حضرات شیخینؓ کی شان میں سخت گستاخانہ انداز رکھتے ہیں، سورۂ

نور کی آیات کے نزول کے بعد بھی مخالفین کی طرح ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بدستور تہمت و بہتان سے باز نہیں آتے ہیں۔بعض صحابہ کرامؓ کے علاوہ حضرات ائمہؒ کو مستقل صاحبِ شریعت نبیوں کی طرح مانتے ہیں،(اُن ائمہ کے متعلق یہ)عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُن کے پاس بھی وحی آتی تھی،گویا ختم نبوت ﷺ کے بھی درپردہ منکر ہیں۔نہ صرف یہ بلکہ اِن کا اعتقاد ہوتا ہے کہ ائمہ اگر چاہیں تو قرآن کریم کے کسی بھی حکم کو موقوف یا منسوخ کر سکتے ہیں جبکہ ایسا اختیار تو نبی مرسل ﷺ کو بھی نہیں تھا:قل مایکون لی ان ابدّلہ من تلقاء نفسی(القرآن)۔

او رایسے عقائد رکھنے والے کافر ہیں،اسلامی صراط مستقیم چھوڑ کر جو شخص ان عقائد کو حق مانے گا وہ مرتد ہو جائے گا اور مرتد ہونے کے بعد اس کی بیوی خود بخود اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی،پھر وہ اس پر حرام ہو جائے گی، عدالت یا پنچایت کی ضرورت نہ ہوگی:وارتداحد ھمافسخ عاجل:تائب ہونے کے بعد جدید مہر کے ساتھ تجدید نکاح سے دوبارہ بیوی رکھ سکتا ہے،بشرطِ رضامندیٔ طرفین۔(حسینۃ الفتاوی:ص269)

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فتوی

کیا شیعہ سنی اتحاد از روئے شریعت جائز ہے؟

شیعوں کے کفریہ عقائد اور ان کی تکفیر کے بارے میں چند شبہات کا ازالہ:

سوال: یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ چودہ سو سال سے شیعہ اسلامی فرقوں میں شمار ہوتے آئے ہیں۔ اب انہیں کیونکر کافر قرار دیا جا سکتا ہے؟

جواب: اس اہم مسئلہ کی وضاحت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے اپنی کتاب: ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت: میں نہایت تفصیل کے ساتھ کی ہے۔ یہاں اس کا خلاصہ کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، تا کہ قارئین کرام شیعیت کی حقیقت اور شیعی ذہنیت سے آگاہ ہو کر ان کے دجل و فریب سے بچ سکیں۔

دو اہم نکات:

1..... بانی ایرانی انقلاب کے تقدس و عظمت کا پروپیگنڈہ اور اس پروپیگنڈے کی طاقت و تاثر، موجودہ ایرانی حکومت اپنے سفارت خانوں اور ایجنٹوں کے ذریعے خمینی کی شخصیت اور اس کے برپا کردہ انقلاب کی :اسلامیت: کو ثابت کرنے کیلئے اور اسی سلسلہ میں :وحدت اسلامی: اور :شیعہ سنی اتحاد: کی دعوت کو عام کرنے کیلئے ملک کی دولت پانی کی طرح بہا رہی ہے۔ اس مقصد کیلئے کانفرنسوں پر کانفرنسیں بلائی جا رہی ہیں اور مختلف زبانوں میں کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں اور رسائل و اخبارات کا ایک سیلاب جاری ہے اور عالم اسلام کے بے ضمیر دانشوروں، صحافیوں اور علماء و مشائخ کو خریدنے کیلئے گویا حکومتی خزانے کا منہ کھول دیا گیا ہے۔ حالانکہ شیعہ مذہب کا ماخذ نہ تو قرآن ہے نہ حدیث، نہ اس

مذہب کا اللہ تعالیٰ جل شانہ سے کوئی تعلق ہے نہ رسول ﷺ سے کوئی واسطہ!

2.....شیعہ مذہب سے علمائے اہل سنت کی ناواقفی اور اس ناواقفیت کی وجہ سے مذہب شیعہ کی خاص تعلیم

:کتمان: اور:تقیہ:۔کتمان: کے معنی چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کے ہیں،اور:تقیہ: کا مطلب ہے اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا۔

مذہب شیعہ کی اس تعلیم کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ جب تک پریس کے ذریعے عربی فارسی کی دینی کتابوں کی طباعت کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اور ہاتھ ہی سے کتابیں لکھی جاتی تھیں۔علمائے اہل سنت عام طور سے مذہب شیعہ سے ناواقف رہے کیونکہ وہ کتابیں صرف خاص خاص شیعہ علماء ہی کے پاس ہوتی تھیں اور وہ کسی غیر شیعہ کو ان کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتے تھے۔

بعد میں جب دینی مذہبی کتابیں پریس کے ذریعے چھپنے لگیں اور مذہب شیعہ کی یہ کتابیں بھی چھپ گئیں تب بھی ہمارے علمائے کرام نے ان کے مطالعہ کی طرف توجہ نہیں کی۔سوائے گنتی کے چند حضرات کے،اور جب علماء کا یہ حال رہا تو ہمارے عوام کا کیا ذکر اور کسی سے کیا شکایت!

اس عام ناواقفیت کے سبب عوام الناس کا خمینی اور ایرانی انقلاب سے متاثر ہونا ایک فطری بات ہے،کیونکہ وہ شیعیت کے بنیادی خدوخال سے آگاہ نہ تھے۔

اسلام میں شیعیت کا آغاز:

شیعیت،اسلام کے اندر تخریب کاری اور مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کیلئے یہودیت ومجوسیت کی مشترکہ کاوش سے اُس وقت وجود میں آئی تھی جب یہ دونوں قوتیں طاقت کے بل بوتے پر اسلام کی برق رفتاری سے پھیلتی ہوئی دعوت کو روکنے میں ناکام رہی تھی اور اسی لئے شیعیت کا تانا بانا پولوس کی تصنیف کردہ مسیحیت کے تانے بانے سے بہت کچھ ملتا ہے جس نے عیسائی بن کر اندر سے عیسائیت کی تحریف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے دین حق کی تخریب کی کامیاب کوشش کی تھی،جس کا نتیجہ موجودہ عیسائی مذہب ہے۔

شیعہ مذہب کے عقائد ومسائل ایسے جن میں سرفہرست قرآن میں تحریف کا عقیدہ اور تمام صحابہ کرامؓ،ازواج مطہراتؓ اور بالخصوص خلفائے ثلاثہؓ کے بارے میں سب وشتم ہی نہیں بلکہ ان حضراتؓ کو منافق،کافر،زندیق اور مرتد قرار دینے والی وہ خون کھولا دینے والی شیعی روایات ہیں جنہیں کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔

شیعہ مذہب میں عقیدۂ توحید وتوہین باری تعالیٰ:

(1) نہ ہم اس رب کو مانتے ہیں نہ اس رب کے نبی کو مانتے ہیں جس کا خلیفہ ابو بکر ہو۔

(الانوار النعمانیہ :ج2:ص278)

(2) خدا جب راضی ہوتا ہے تو فارسی میں باتیں کرتا ہے، خدا جب ناراض ہوتا ہے تو عربی میں باتیں کرتا ہے۔(تاریخ اسلام:ص163۔مصنف:علامہ محمدبشیرانصاری)

(3) رب علیؓ ہے، قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علی ہیں۔(جلاء العیون:ج2:ص66)

(4) علیؓ سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ سنت خاتم الانبیا ﷺ ہے۔

(ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور:ص41)

(5) خدا نے جبرائیل کو علیؓ کی طرف بھیجا وہ غلطی سے محمد ﷺ کی طرف چلے گئے، خدا، نبیؐ اور علیؓ فاطمہؓ حسنؓ وحسینؓ میں اُتر آیا اور علیؓ الٰہ ہے۔(تذکرۃ الائمہ:ص53)

(6) علیؓ اور ان کے بعد حسنؓ، حسینؓ امام ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرض کی، یہی اللہ اور اس کے ملائکہ کا دین ہے۔(الشافی:ص24)

(7) حضرت علیؓ اسمائے حسنہ ہے، جنت وجہنم کا مالک ہے، تمام لوگ اس کی طرف لوٹ کر آئے گے، تمام مخلوق اسے حساب دے گا۔(بصائرالدرجات:ص22)

(8) حالات کے مطابق علیؓ کو مصائب میں پکارنا سنت انبیاء وقرآن ہے۔

(جلاء العیون:ج2:ص66)

(9) جس نے علیؓ کی امامت کا اقرار نہیں کیا، خدا کی وحدانیت کا اس کا اقرار درست نہیں ہے اور وہ مشرک ہے۔(ترجمہ حیات القلوب:ج3:ص233)

(11) متعہ پروردگار کی سنت ہے۔(تفسیر منہج الصادقین:ج2:ص494)

(12) حضور ﷺ، فاطمہؓ اور بارہ آئمہ کرام یہ چودہ حضرات وہ ذات ہیں جو خالق کائنات کی طرح بے مثل و بے نظیر ہیں۔(چودہ ستارے:ص2)

شیعہ مذہب میں بداء کا عقیدہ:

(1) امام محمد باقرؒ یا امام جعفر صادقؒ میں سے کسی ایک سے یہ روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی

عبادت اور کسی چیز سے ایسی نہیں ہوتی جیسا کہ بداء کے عقیدہ سے ہوتی ہے۔(اصول کافی: 228)

(2) ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کے متعلق بداء کا اقرار کیا۔(اصول کافی: ج1: ص148)

(3) بداء کا عقیدہ رکھنے کے برابر اللہ تعالیٰ کی کوئی عبادت نہیں۔(اصول کافی: ص 84)

(4) حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ابومحمد کے بارے میں غلطی ہوئی، جیسے موسیٰ کے بارے میں غلطی ہوئی۔(اصول کافی: ص304)

(5) امام رضا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو حرمتِ شراب اور بداء کے ماننے کا حکم دے کر بھیجا ہے۔ (اصول کافی: ص86)

(6) ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ بداء (اللہ تعالیٰ کی طرف غلطی کی نسبت) کا عقیدہ رکھنے میں کتنا ثواب ہے، تو وہ اس عقیدے سے نہ رُکتے۔(اصول کافی: ص86)

شیعہ مذہب میں کلمہ طیبہ:

(1) لاالہ الّا اللّٰہ محمّدرّسول اللّٰہ، علی ولیّ اللّٰہ، وصی رسول اللّٰہ، وخلیفتہ بلافصل: (اصول الشریعۃ فی عقائدالشیعہ: ص 422)

(2) توحید و رسالت کے ساتھ ولایت کو ضروری سمجھا اور کہا: لاالہ الا اللّٰہ محمّدرسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ وصی رسول اللّٰہ وخلیفتہ بلا فصل: (شیعہ مذہب حق ہے: ص325)

(3) شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق لکھتے ہیں کہ: میں نے خدا کی عطا کردہ عقلی صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے بغور فیصلہ کرلیا کہ سنیوں کا کلمہ: لاالہ الااللّٰہ محمّدرسول اللّٰہ: پڑھ لینا دلیل ایمان نہیں بلکہ اس کے اقرار پر بھی خدا نے صحابہ کرامؓ کو منافق قرار دے دیا۔(شیعہ مذہب حق ہے: ص 324)

(4) شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق لکھتے ہیں کہ: توحید و رسالت کے ساتھ علیؓ کی امامت، خلافت اور وصایت کا اقرار کیا جائے تو اس تیسرے حصہ کو کلمہ میں شامل کرنا عین اطاعتِ خدا و رسول ہے، اور اس کی مخالفت بلا جواز ہے۔

آگے لکھتے ہیں کہ: ہم اگر غور و انصاف کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ موحد کی پہچان: لا الہ الااللّٰہ: سے ہوتی ہے۔ مسلم کی پہچان: محمدرسول اللّٰہ: سے ہوتی ہے۔ اور مومن و منافق میں تمیز: علی ولی اللّٰہ: سے ہوتی ہے۔(شیعہ مذہب حق ہے: ص311)

(5) انبیاء کرام علیہم السلام نے خدا کی توحید، حضور ﷺ کی نبوت اور علیؓ کی ولایت کا اقرار کیا، لہٰذا ماننا

پڑے گا کہ اگر انبیاء یہ تینوں (خدا کی توحید، حضورﷺ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت) کا اقرار نہ کرتے تو وہ نبی بنتے نہ رسول۔ تو جب ان تین اجزاء کے اقرار کے بغیر انبیاء کی نبوت نہیں رہ سکتی تو ہمارا ایمان کیسے رہے گا۔ لہذا ایمان اسی کا مکمل ہوگا جو کلمے میں ان تینوں اجزاء کا اقرار کرتا ہوگا۔ (وسیلہ انبیاء:ج2:ص:179)

شیعہ مذہب میں توہین انبیاء کرام علیہم السلام وعقیدۂ امامت:

(1) امام تمام گناہوں اور عیوب سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ (اصول کافی:ج 1:ص 200)

(2) حضرت علیؑ تمام انبیاء سے افضل ہے۔ (جلاء العیون:ج 2:ص 20)

(3) حضرت علیؑ کے در کے بھکاری تو اولوالعزم پیغمبر ہیں۔ (خلقت نورانیہ:ج 1:ص 201)

(4) امام، رسول اللہ کے برابر ہیں۔ (اصول کافی:ج 1:ص 270)

(5) امام میں نبیﷺ سے بڑھ کر صفات موجود ہیں۔ (اصول کافی:ج 1:ص 388)

(6) ولایتِ علیؑ کا رتبہ نبوت سے زیادہ ہے۔ (ہزار تمہاری دس ہماری:ص 52)

(7) امامت کا درجہ نبوت و پیغمبری سے بالاتر ہے۔ (حیات القلوب:ج 2:ص 3)

(8) محمد اور آل محمد اولادِ آدم سے نہیں ہے۔ (جلاء العیون:ج 2:ص 59)

(9) آئمہ خود ذاتِ محمد ہیں۔ (کتاب البرھان:ج 1:ص 25)

(10) امامتِ علی کا منکر نبوتِ محمدﷺ کا منکر ہے۔ (تفسیر مرآۃ الانوار:ص 24)

(11) پنجتن پاک ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ (وسیلہ انبیاء:ص 90)

(12) حضورﷺ کی وفات کے وقت میت بکس گئی اور پیٹ پھول گیا تھا۔ (تنزیہ الاسباب:ص 10)

(13) امام کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔ (اصول کافی:ج ا:ص 178)

(14) شب قدر میں امام پر سالانہ احکام نازل ہوتے ہیں۔ (اصول کافی:ج 1 ص 248)

(15) امام اپنی موت کا وقت جانتا ہے، اور اپنے اختیار سے خود مرتا ہے۔ (اصول کافی:ص 258)

(16) امام مہدی ظہور کے بعد سب سے پہلے سنی علماء کو قتل کریں گے۔ (حق الیقین:ج 1:ص 527)

(17) امام مہدی کی بیعت تمام ملائکہ، جبرائیل اور میکائیل کریں گے۔ (چودہ ستارے:ص 594)

(18) امام تمام گناہوں اور عیوب سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ (اصول کافی:ج 1:ص 200)

(19)امام پر وحی نازل ہوتی ہے۔(اصول کافی:ج 1:ص 176)

(20)امام کی معرفت کے بغیر خدا کی حجت پوری نہیں ہوسکتی۔(اصول کافی:ج 1:ص 177)

(21)امام مہدی نئی شریعت لائے گا اور نئے احکامات جاری کریں گے۔(بحار الانوار:ص 597)

(22)حضرت علیؑ واقعی رسول کا حصہ ہے،اور انہیں علم غیب عطا کیا گیا۔(عالم الغیب:ص 47)

(23)امام مہدی جب غار سے باہر آئے گے تو اس کے ہاتھ پر سب سے پہلے حضور ﷺ بیعت کریں گے اس کے بعد حضرت علیؑ اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گے۔(حق الیقین:ص 160)

(24)ہمارے مذہب کے ضروری عقائد میں سے ہے کہ ہمارے آئمہ کا وہ درجہ ہے کہ جہاں تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل نہیں پہنچ سکتا۔(الولایۃ التکوینیۃ: ص 52)

(25)انبیاء کو نبوت،علیؑ کی امامت کے اقرار سے ملی۔

(المجالس الفاخرہ فی اذکار العترۃ الطاہرہ:ص 12)

(26)آئمہ معصومین،حضور ﷺ کے قائم مقام ہیں،اور وہ انبیاء سے افضل ہیں۔

(انوار النجف فی اسرار المصحف:ص 11)

(27)آئمہ گزشتہ اور آئندہ تمام اُمور جانتے ہیں اور ان پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

(اصول کافی:ج 1: ص 260)

(28)آئمہ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے حرام کرتے ہیں۔

(خلقت نورانیہ:ص 155)

(29)تمام دنیا اور آخرت امام کی ملکیت ہے وہ جس کو چاہیں دے دیں اور جس کو چاہیں نہ دے دیں۔

(اصول کافی:ج 1:ص 409)

(30)قوم عاد،ثمود اور فرعون کو ہلاک کرنے والے اور موسیٰ کو نجات دینے والے علیؑ ہے۔

(وسیلہ انبیاء:ج 2:ص 110)

(31)امامت بھی نبوت کی طرح منصب الٰہی ہے،امام کا معصوم ہونا ضروری ہے،امام کا خطاء اور نسیان سے محفوظ ہونا واجب ہے،امام کیلئے سارے زمانے پر فوقیت رکھنا ضروری ہے۔(تحفہ نماز جعفریہ:ص 28)

(32)ائمہ اطہار سوائے جناب سرور کائنات ﷺ کے دیگر تمام انبیاء اولوالعزم وغیرہم سے افضل واشرف

ہے۔(احسن الفوائد فی شرح العقائد:ص 406۔طبع پاکستان۔مصنف علامہ محمد حسین۔)

(33) جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کیلئے آئے ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے، یہاں تک کہ حضور ﷺ جو انسانوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے وہ بھی کامیاب نہیں ہوئے۔(اتحاد و یک جہتی امام خمینی کی نظر میں:ص 15)

(34) تمام مخلوقات پر اماموں کی اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے اور مخلوق کے تمام کام اللہ نے ان کے سپرد کر دیئے ہیں، سو حضرات آئمہ کرام جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے اور جس چیز کو چاہتے حرام کر دیتے ہیں۔

(اصول کافی:ج 1:ص 441)

شیعہ مذہب میں تقیہ وکتمان کی اھمیت:

(1) تقیہ واجب ہے اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔(احسن الفوائد:ص 472)

(2) خانہ کعبہ میں شیعہ کو تقیہ کر کے اہل سنت والی نماز پڑھنی چاہئے۔(عبادت وخودسازی:ص 265)

(3) بے شک دین کے نو حصے تقیہ میں ہیں اور جو شخص تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔

(اصول کافی:ج 2:ص 217)

(4) جو شخص تقیہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا اور جو تقیہ نہیں کرے گا اسے ذلیل کرے گا۔

(اصول کافی:ج 2:ص 217)

(5) تم ایسے دین پر ہو جو اس کو چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور جو دین کو ظاہر اور اسے شائع کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل ورسوا کرے گا۔(اصول کافی:ج 2:ص 222)

(6) تقیہ واجب ہے، اس کا ترک کرنے والا مذہب امامیہ سے خارج ہے، اور مخالفت کی اس نے اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور آئمہ کی۔(احسن الفوائد:ص 626)

(7) جس آدمی کو معمولی عقل اور فہم ہے وہ جانتا ہے کہ: تقیہ: اللہ تعالیٰ کے قطعی احکام میں سے ہے۔

(کشف اسرار:ص 129)

شیعہ مذہب میں عقیدۂ تحریفِ قرآن کریم:

(1) اصل قرآن میں سترہ ہزار آیات ہیں۔(اصول کافی:ج 2:ص 616)

(2) قرآن پاک میں شراب خور خلفاءؓ نے تبدیلی کیا۔(قرآن مجید مترجم:ص:479)

(3) اصل قرآن بکری کھا گئی۔(کتاب البرھان:ج 1:ص 38)

(4)قرآن پاک سے بے شمار آیات نکال دی گئیں ہیں۔(آل واصحاب :ص:13)

(5)مرتدین نے قرآن پاک تبدیل کردیا۔(قرآن مجید مترجم:ص: 1011)

(6)جامعین قرآن نے قرآن میں کفر کے ستون کھڑے کردیئے۔(احتجاج طبرسی:ج 1:ص 257)

(7)آئمہ کے علاوہ کسی کے پاس پورا قرآن ہے نہ قرآن کا پورا علم۔(اصول کافی:ج 2:ص 228)

(8)قرآن مجید سے:بولایۃ علیؑ:کے الفاظ نکال دیئے گئے۔(ترجمہ حیات القلوب:ج 3:ص 193)

(9) اصل قرآن مہدی کے پاس ہے،موجودہ قرآن غیر اصل ہے۔(ہزار تمہاری دس ہماری:ص 553)

(10)موجودہ قرآن مجید کو اولیاء الدین کے دشمنوں نے جمع کیا ہے۔(احتجاج طبرسی:ص 130)

(11) اصل قرآن آج کے بعد ظہور مہدی تک نظر نہیں آئے گا۔(انوار نعمانیہ:ج 2:ص 360)

(12)موجودہ قرآن کی ترتیب خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔(فصل الخطاب:ص 30)

(13)قرآن مجید میں ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا نے نہیں کہیں۔(احتجاج طبرسی:ص 25)

(14)موجودہ قرآن کی ترتیب خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔(فصل الخطاب:ص 30)

(15)موجودہ قرآن مجید میں خلافِ فصاحت اور قابل نفرت الفاظ موجود ہیں۔

(احتجاج طبرسی:ص 30)

(16)محدث جزائری کہتے ہیں کہ صراحۃ تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی متواتر روایتوں کی صحت پر (ہمارے) سب اصحاب کا اتفاق ہے۔(فصل الخطاب:ص 30)

(17)تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات دو ہزار سے زیادہ ہیں۔ایک جماعت نے ان کے متواتر ہونے کا دعوی کیا ہے مفید،محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہ۔(فصل الخطاب:ص 30)

(18)قرآن سے مراد وہ قرآن ہے جو ائمہ کے پاس محفوظ ہے جس کی سترہ ہزار آیتیں ہیں۔

(صافی شرح کافی:ج 2.کتاب فضل القرآن جز ششم ص 65طبع لکشور)

(19)ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ جو قرآن،جبریل محمد ﷺ کے پاس لائے تھے اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔(اصول کافی:ص 671)

(20)گیارہ مرتبہ :سورۃ الفجر: پڑھ کر آلہ تناسل (شرمگاہ) پر دم کرے اور بیوی سے نزدیکی کرے تو اللہ

فرزند عطا کرے گا۔(تحفۃ العوام:ص293)

(21)موجودہ قرآن رطب ویابس کا مجموعہ ہے جبکہ اصل قرآن میں تو پاکستان تک کا ذکر ہے۔

(ہزار تمہاری دس ہماری:ص 554)

(22)تحریف وتبدل کے واقع ہونے میں قرآن توراۃ اور انجیل ہی کی طرح ہے اور جو یہ بتلاتی ہے کہ جو منافقین امت پر غالب آگئے اور حاکم بن گئے (یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ وغیرہ) وہ قرآن میں تحریف کرنے کے بارے میں اسی راستہ پر چلے جس راستہ پر چل کر بنی اسرائیل نے توراۃ اور انجیل میں تحریف کی تھی۔(فصل الخطاب: 94)

(23) ان سب احادیث اور اہل بیت کی دیگر روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے سامنے ہے، پورا نہیں ہے، جیسا کہ رسالت مآبﷺ پر اُترا تھا بلکہ اس میں ایسی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کے خلاف ہے، ایسے بھی ہیں جن میں تبدیلی کی گئی ہے، اور وہ تحریف شدہ ہیں اور ان میں سے بہت سی چیزیں نکال دی گئی ہیں۔(تفسیر الصافی:ج1:ص32)

(24)جب قائم (یعنی امام مہدی غائب) ظاہر ہوں گے تو وہ قرآن کو اصلی اور صحیح طور پر پڑھیں گے اور قرآن کا وہ نسخہ نکالیں گے جس کو علی علیہ السلام نے لکھا تھا اور امام جعفر صادق نے یہ بھی فرمایا کہ جب علی نے اس کو لکھ لیا اور پورا کرلیا تو لوگوں سے (یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ وغیرہ سے) کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، ٹھیک اس کے مطابق جس طرح اللہ نے محمدﷺ پر نازل فرمائی تھی، میں نے اس کو: لــوحیــں: سے جمع کیا ہے، تو ان لوگوں (یعنی ابوبکرؓ عمرؓ وغیرہ) نے کہا کہ ہمارے پاس یہ جامع مصحف موجود ہے اس میں پورا قرآن ہے، ہم کو تمہارے جمع کئے ہوئے اس قرآن کی ضرورت نہیں۔ تو علیؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اب آج کے بعد تم کبھی اس کو دیکھ نہ سکو گے۔(کشف اسرار:ص 227)

(25)علی بن سوید کہتے ہیں ابوالحسن اوّل نے مجھے جیل سے لکھا کہ اے علی! یہ جو تم نے لکھا ہے کہ دین کی بنیادی باتیں کس سے سیکھوں؟

سو یاد رکھو! اپنے دین کی باتیں سوائے ہمارے شیعہ کے اور کسی سے حاصل نہ کرو، اس لئے کہ اگر تم ان کے علاوہ دوسرے کے پاس گئے تو گویا تم نے ایسے خیانت کرنے والوں سے علم حاصل کیا جنہوں نے اللہ ورسول سے خیانت کی، اور جو امانت ان کے پاس رکھی گئی تھی اس میں خیانت کی، ان کے پاس کتاب اللہ امانت تھی انہوں نے اس میں تحریف کرڈالی اور اس میں تبدیلیاں کیں، ان پر اللہ، ملائکہ، میرے نیک آباء واجداد، میری اور میرے تمام شیعہ کی قیامت تک پھٹکار ہو۔(رجال کشی:ص3)

شیعہ مذہب میں صحابہ کرامؓ کی توہین:

(1)حضرت عمر کے کفر میں شک کرنا کفر ہے۔(جلاء العیون:ج 1:ص 63)

(2)جہنم کے سات دروازوں سے ایک دروازہ ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔(حق الیقین:ص500)

(3)فرعون و ہامان سے مراد ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔(حق الیقین:ص 364)

(4)امام مہدی ابوبکرؓ وعمرؓ کو قبر سے نکال کر سزا دیں گے۔(حق الیقین:ص 361)

(5)نمرود،فرعون،ہامان کے ساتھ ابوبکرؓ،عمرؓ،عثمانؓ جہنم میں ہوں گے۔(حق الیقین:ص 522)

(6)تین صحابہ کرامؓ کے سوا سب کافر تھے۔(ترجمہ حیات القلوب:ج 2:ص 923)

(7)حضرت عمرؓ کے کفر میں جو شک کرے وہ کافر ہے۔(حیات القلوب:ج2:ص 842)

(8)عمر اصلی کافر اور زندیق ہے۔(کشف اسرار:ص 119)

(9)ابوبکرؓ،عمرؓ اور عثمان سمیت چودہ آدمی منافقین میں سے تھے۔(تذکرۃ الآنمہ:ص 31)

(10)ابوبکرؓ وعمرؓ شیطان کے ایجنٹ تھے۔(قرآن مترجم:مولوی مقبول دھلوی:ص 674)

(11)حضرت ابوبکر صدیقؓ گالیاں دینے والے تھے۔(شیخ سقیفہ:ص 148)

(12)حضرت عثمانؓ کا باپ نامرد اور ماں فاحشہ تھی۔(تنزیۃ الانساب :ص 66)

(13)خالد بن ولیدؓ زانی تھے۔(قول جلی در حل عقد بنت علی:ص135)

(14)خلفاء ثلاثہؓ (ابوبکرؓ،عمرؓ،عثمانؓ) سے نفرت کرنے والا جنتی ہے۔(نور ایمان:321)

(15)ابوبکرؓ جاہل تھے بے شک وہ ظالم اور اجہل تھا۔(ضمیمہ مقبول نوٹ نمبر 1:ص 466)

(16)صحابہ کرامؓ خود جہنمی ہیں ان کی اتباع باعث رشد وہدایات کیسے ممکن ہے۔(احسن افوائد:356)

(17)سیدنا امیر معاویہؓ ظالم اور جابر تھے۔(زندگانی حضرت زینب:ص 160)

(18)عمرو بن عاصؓ جہنمی تھے۔(زندگانی حضرت زینب:ص 95)

(19)صحابہ کرام جہنمی کتے ہیں۔(مناظرہ حسنیہ:ص 76)

(20)خلفائے ثلاثہؓ سے نفرت کرنے والا جنتی ہے۔(نور ایمان:ص 321)

(21)عمرؓ فرعون اور ہامان و قارون کا دل تھے۔(نور ایمان:ص 295)

(22)ابوبکر صدیقؓ موت کے وقت کلمہ نہ پڑھ سکے۔(اسرار آل محمد:ص 211)

(23) شیطان سے بڑھ کر شقی ترین بد بخت ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔(حق الیقین:ج1:ص509)

(24) حضرت عائشہؓ کافرہ تھیں۔(حیات القلوب:ج2ص726)

(25) خلفائے ثلاثہؓ ظلمات کے مصداق تھے۔(ترجمہ مقبول دھلوی:ص707)

(26) ابوبکرؓ وعمرؓ شیطان کے ایجنٹ تھے۔(ترجمہ مقبول دھلوی:ص674)

(27) رسول اللہ ﷺ کے بعد چار صحابہؓ کے علاوہ سب مرتد ہو گئے۔ابوبکر: کوسالہ: کی مثل اور عمر: سامری: کے مشابہ ہے۔(اسرار آل محمد:ص23)

(28) ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور معاویہؓ بت ہیں، یہ تمام لوگ خلق خدا میں بدترین ہیں۔

(حق الیقین:ج1:ص519)

(29) نماز میں ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ، معاویہؓ، عائشہؓ، حفصہؓ، ھندہ اور ام الحکم پر لعنت بھیجنا ضروری ہے۔

(عین الحیاۃ:ص:599)

(30) شیعہ مذہب کا امام مہدی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی لاشوں کو پرانے درخت پر لٹکانے کا حکم دیں گے۔(بصائر الدرجات:ص81)

(31) حضرت مقدادؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت ابوذرؓ کے سوا تمام صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے۔

(قرآن مجید مترجم :مولوی مقبول دھلوی:ص134)

(32) شیطان کے مذہب کو سب سے پہلے قبول کرنے والا ابوبکر صدیقؓ تھا۔

(چراغ مصطفوی اور شرار بولہبی:ص18)

(33) حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ پر لعنت، حضرت معاویہؓ بائیس رجب کو واصل جہنم ہوئے تھے۔شیعوں کو چاہئے کہ اس دن شکرانے کا روزہ رکھیں۔(زادالمعاد:ص34)

(34) سنی اپنے سرپرست عمرؓ کی طرح شہوت پرست تھے۔

(حقیقت فقہ حنفیہ درجواب فقہ جعفریہ:ص122)

(35) ابوبکرؓ نے صرف تخت ہی حاصل کرنے کیلئے بے رحم بادشاہوں کی سنت پر عمل نہیں کیا بلکہ بعض موقعوں پر تو آپ ہلاکو خان اور چنگیز خان کے قبیلے والے لگتے ہیں۔(شیخ ستیفہ:ص10)

(36) خلفائے راشدینؓ خدا پر جھوٹ بولنے والے تھے، ان ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔

(احسن افواند:ص599)

(37) ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کے بارے میں جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ یہ خلافت حق ہے، وہ عقیدہ بالکل گدھے کے عضو تناسل کی مثل ہے، کیونکہ جیسی خلافت ہو اس کے لئے ویسا ہی عقیدہ چاہئے۔

(حقیقت فقه حنفیه درجواب فقه جعفریه:ص72)

(38) عائشہؓ وحفصہؓ پر لعنت ہو، انہوں نے مل کر حضور ﷺ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔

(جلاء العیون:ص82)

(39) جس طرح فرانس اور امریکہ کے پریزیڈنٹ وہاں کے بزرگان دین نہیں ہیں، اسی طرح خلفائے ثلاثہؓ ہم تم مسلمانوں کے مذہبی رہنما نہیں ہے۔(نور ایمان:164)

(40) ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، معاویہؓ بن ابی سفیان، عمرو بن العاصؓ، ابوہریرہؓ، ابوموسی اشعریؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ منافقین میں سے ہیں۔(تاریخ اسلام:ص397)

(41) حضرت عثمانؓ نے اپنی دوسری بیوی ام کلثوم کو اذیت جماع سے مار ڈالا تھا، اور پوری دنیا میں یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے شرم وحیا بالائے طاق رکھ کر اپنی بیوی کے مردہ سے ہمبستری کی ہے۔

(تحفه حنفیه درجواب تحفه جعفریه:ص432)

(42) حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں ظلم کی اتنی نظیریں موجود تھیں کہ ان کے بعد آنے والا ہر ظالم وغاصب حکمران بڑے اطمینان کے ساتھ ظلم وجور کا بازار گرم رکھتا، اور یہ سارے سفاک ابوبکرؓ اور عمرؓ کے لائے ہوئے انوکھے سامراج کے ورثہ دار تھے اور ان کے پاس ہر نوعیت کے ظلم کا ایک ہی جواب تھا کہ یہ سب کچھ تو ابوبکرؓ وعمرؓ جیسے یارانِ رسول کر چکے ہیں۔(شیخ سقیفه:ص159)

انتباہ....!

کیا مذکورہ بالا عقائد کے کفر ہونے میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش ہے؟ اب بھی جو علماء شیعوں کی تکفیر میں توقف کریں وہ عنداللہ مجرم ہوں گے یا نہیں؟

شیعہ سنی کا اصولی تقابل ملاحظہ فرمائیں:

1.....مسلمانوں کا کلمہ: لاالـه الاالله محمدرسول الله: ہے، اور شیعوں کا کلمہ: لاالـه الاالله محمدرسول الله علیّ ولی الله خمینی حجة الله: گویا مسلمانوں کا کلمہ جدا اور شیعوں کا کلمہ جدا۔

شیعوں کا کلمہ دین اسلام کی نفی کرتا ہے۔

2۔۔۔مسلمانوں کی اذان جدا ہے اور شیعوں کی اذان جدا ہے۔شیعوں کی اذان خلفائے ثلاثہؓ پر کھلم کھلا تبرا ہے۔

3۔۔۔مسلمانوں کا قرآن جدا ہے اور شیعوں کی معتبر کتاب:اصول کافی: کے مطابق موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے اور اصل قرآن امام غائب (مہدی) کے پاس ہے۔

4۔۔۔مسلمانوں کی نماز جدا اور شیعوں کی نماز جدا۔مسلمان نماز پنج گانہ کے قائل ہیں جبکہ شیعہ صرف تین نمازیں پڑھتے ہیں۔

5۔۔۔مسلمانوں کا نظامِ زکوۃ جدا ہے اور شیعوں کا نظامِ زکوۃ جدا ہے۔شیعہ موجودہ نظامِ زکوۃ کے منکر اور مخالف ہیں۔

6۔۔۔مسلمانوں کے حج کا رُکنِ اعظم،عرفات کی حاضری (وقوف) ہے،اور شیعوں کے حج کا رُکنِ اعظم مزدلفہ کی حاضری (وقوف) ہے۔ویسے بھی شیعہ حج کے قائل نہیں اور صرف خمینی کے اشارہ پر حجاز میں حج کے بہانہ تخریب کاری کے لئے جاتے ہیں۔اور واضح رہے کہ شیعہ کی معتبر کتب کے مطابق کربلا،کعبۃ اللہ سے افضل ہے۔

7۔۔۔مسلمانوں کے نزدیک متعہ،زنا کا دوسرا نام ہے اور شیعوں کے نزدیک متعہ کرنے والا جنت میں حضرت حسینؓ کے برابر ہوگا۔

8۔۔۔مسلمانوں کے نزدیک جھوٹ،منافقت اور دھوکہ دہی سب سے بڑا جرم ہے اور شیعوں کے نزدیک تقیہ کے نام سے یہ سب چیزیں نہ صرف جائز ہیں بلکہ فرض اور واجب ہیں اور ان کے مذہب کے نوے فیصد حصہ ہیں۔

9۔۔۔مسلمانوں کے نزدیک چاروں خلفائے راشدینؓ برحق ہیں اور شیعوں کے نزدیک سوائے حضرت علیؓ کے باقی خلفائے ثلاثہؓ منافق اور غاصب،ظالم اور ایمان سے عاری ہے (معاذاللہ)۔

10۔۔۔مسلمانوں کے نزدیک تمام صحابہ کرامؓ سچے مومن وشیدائی رسول ﷺ،قابلِ اتباع اور معیارِ حق ہیں، کیونکہ قرآنی وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے راضی ہیں،اور شیعوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد سب صحابہ کرامؓ مرتد ہو گئے تھے (معاذاللہ) سوائے تین کے یعنی حضرت مقدادؓ حضرت ابوذرؓ اور حضرت سلمانؓ۔(فروع کافی:ج3:ص115)

شیعہ کی اصطلاح میں اہل سنت کو ناصبی کہا جاتا ہے۔شیعوں کا مذہبی قائد ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ ناصبی (سنی)

ولدالزنا سے بدتر ہے،اور یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کتے سے بھی بدتر کسی چیز کونہیں بنایالیکن ناصبی (سنی) خدا تعالیٰ کے نزدیک کتے سے بھی زیادہ خوار ہے۔(حق الیقین:ج2:ص516)

11.....مسلمانوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ تمام خواتین سے افضل اور انتہائی قابلِ احترام ہیں،اور شیعوں کے نزدیک ازواج مطہراتؓ نا قابل احترام ہیں بلکہ منافقہ ہیں (معاذاللّٰہ)۔

شیعہ عقیدے کے مطابق جب ان کا بارہواں امام مہدی ظاہر ہوگا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو زندہ کر کے ان پر حد لگائے گا (معاذاللّٰہ)۔(حق الیقین:ج2:ص361)

12.....مسلمانوں کا وضو جدا اور قبلہ جدا ہے،اور شیعوں کا وضو اور سجدہ جدا ہے۔شیعوں کا وضو پاؤں سے شروع ہوتا ہے اور سجدہ کربلائی مٹی پر ہوتا ہے،اور شیعوں کی قبلہ سمت بھی قدرے مختلف ہے۔

13.....مسلمانوں کا غسلِ میت جدا ہے،اور شیعوں کا غسلِ میت جدا ہے۔

14.....مسلمانوں کی صیام رمضان کی سحری اور افطاری جدا ہے،اور شیعوں کا وقت سحر وافطار جدا ہے۔

15.....مسلمانوں کے نکاح،طلاق اور وراثت کا نظام جدا ہے،اور شیعوں کے نکاح،طلاق اور وراثت کا نظام جدا ہے۔

16.....مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام کائنات کا مالک وخالق اور عالم الغیب ہے،اور شیعہ اس کے منکر ہیں،اور اس بات کے قائل ہیں کہ امام کو ماضی اور مستقبل کا پورا پورا علم ہوتا ہے اور دنیا کی کوئی چیز امام سے مخفی نہیں،اور شیعہ مذہب میں عقیدہ بداء کی رو سے خدا تعالیٰ جل شانہ کے جاہل ہونے کا اقرار لازم آتا ہے (معاذاللّٰہ)۔

17.....مسلمانوں کے نزدیک عقیدہ ختم نبوت،جزو ایمان ہے اور شیعہ ختم نبوت کے منکر ہے اور اجرائے نبوت کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک ان کے بارہ امام سابق انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل اور حضور اکرم ﷺ کے برابر ہیں۔

18.....مسلمانوں کا نعرہ:اللّٰہ اکبر: اور تکیہ کلام:یا اللہ مدد: ہے،اور شیعوں کا نعرہ :نعرہ حیدری: اور تکیہ کلام:یا علی مدد: ہے،جو کہ سراسر شرک ہے۔

19.....مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ توحید ہے اور شیعوں کا بنیادی عقیدہ امامت ہے،جو کہ کھلم کھلا کفر ہے۔

20.....مسلمانوں کی فقہ حنفی قرآن اور سنت سے ماخوذ ہے اور شیعوں کی فقہ جعفریہ قرآن وسنت کے قطعاً مخالف ہے۔تقیہ (جھوٹ) متعہ (زنا) اور تبرا (خلفائے ثلاثہؓ،امہات المومنینؓ اور صحابہ کرامؓ پر لعن طعن) اس کے اہم

جزو ہیں اوران کے نزدیک متعہ وہ لذت آفریں عبادت ہے کہ چار دفعہ متعہ کرنے سے حضور اکرم ﷺ کا درجہ مل جاتا ہے (معاذاللّٰہ)۔

21.....مسلمانوں کا نصب العین حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طرز کی قرآنی حکومت کا قیام ہے اور شیعوں کا نصب العین یہودی حکومت کا قیام ہے۔ایران کی اسرائیل کے ساتھ خفیہ دوستی اور عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

الغرض.....شیعہ عقائد ونظریات میں اسلام کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی سوائے اشتراک رسمی یعنی نام وہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ، رسول ﷺ، قیامت، کلمہ، اذان، نماز، زکوۃ وغیرہ، مگر ان ناموں کے اندر جو چیز ہے وہ بالکل اُلٹ ہے جو اسلام نے ان ناموں کے ساتھ وابستہ کی ہیں۔مختصر یہ کہ جب قرآن مجید کے صحیح ہونے پر ایمان ہی نہیں تو پھر اسلام کہاں اور مسلمان کیسے؟

خلاصہ یہ کہ:

ملت اسلامیہ جدا ہے اور ملت ابن سبا جدا ہے، لہذا شیعہ سنی اتحاد خلافِ شرع ہے۔کیونکہ شیعوں کی تمام چیزیں مسلمانوں سے جدا ہے۔

حاصل کلام:

اس تقابلی مقابلہ سے بالکل واضح ہے کہ مسلمانوں اور شیعوں میں کوئی بھی قدر مشترک نہیں بلکہ شیعوں کے کفریات قادیانیوں سے کہیں زیادہ ہیں۔جب قادیانی کافر ہیں تو شیعہ کیونکر مسلمان ہو سکتے ہیں؟

اسلام کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے، جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ قرآن محرف ہے اور سنت نا قابل اعتبار، کیونکہ حدیث کے راوی یعنی صحابہ کرامؓ ان کے نزدیک (معاذ اللہ) منافق ومرتد تھے، ان کو مسلمان کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے؟ لہذا شیعہ وسنی بھائی بھائی کا نعرہ ایک ایسا جھوٹ اور فراڈ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹ اور فراڈ نہیں ہو سکتا۔

اب بھی جو لوگ ناواقفیت کی وجہ سے ایرانی انقلاب کو اسلامی انقلاب اور خمینی کو اس دور کا امام المسلمین اور اُمت مسلمہ کا نجات دہندہ سمجھ رہے ہیں اور عام مسلمانوں کو یہی باور کرانے کی کوشش میں سرگرم ہیں وہ سراسر فریب اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔

اھل سنت کی ذمہ داری:

شیعیت دراصل اسلام کے خلاف کفر کی ایک خفیہ سازش ہے اور یہ وہ کفر ہے جس پر اسلام کا لیبل لگا کر مخلوقِ خدا تعالیٰ کو گمراہ کیا جارہا ہے۔لہذا گھر گھر شیعیت کو بے نقاب کرنے کا عزم کیجئے، کیونکہ شیعیت پاکستان اور عالم اسلام کیلئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔برائے مہربانی اپنی تمام توانائیوں اور وسائل کو بروئے کار لا کر اُمت مسلمہ کو اس گمراہی اور فتنے سے بچائیں،اس فریضے کی ادائیگی میں تاخیر نہ کیجئے۔(شیعہ سنی اختلافات حقائق کے آئینہ میں:ص 2)

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

صاحب کا فتوی

(استاذدار العلوم دیوبند)

شانِ صحابہؓ قرآن وحدیث کی روشنی میں، اور گستاخانِ صحابہؓ کے ساتھ اتحاد کرنے کا حکم:

شانِ صحابہؓ قرآن کریم میں:

صحابہ کرامؓ جس مقدس جماعت کا نام ہے وہ اُمت کے عام افراد کی طرح نہیں ہے بلکہ صحابہ کرامؓ حضور اکرم ﷺ اور اُمت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مقام ومرتبہ کے مالک ہیں، صحابہ کرامؓ کو یہ امتیاز اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے عطا ہوا ہے، ذیل میں اس امتیاز وخصوصیت کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

1.....والسّٰبقون الاوّلون من المهٰجرين والانصار والّذين اتّبعوهم باحسان رّضى اللّٰه عنهم ورضوا عنه واعدّلهم جنّٰت تجرى تحتها الانهر خٰلدين فيها ابدا، ذلك الفوز العظيم:

ترجمہ: اور جو مہاجرین وانصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں (اور بقیہ اُمت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اُن سب کیلئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوگی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت

بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کے دو طبقے بیان کئے گئے ہیں، ایک سابقین اوّلین کا اور دوسرا بعد میں آنے والوں کا، اور دونوں طبقوں کے متعلق یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں، اور ان کے لئے جنت کا مقام و دوام ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے، جب اس کے علم میں یہ بات آ گئی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بعض بندوں کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں سب ساقط ہو گئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا ہے فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی اور فلاں وقت میں گناہ صادر ہوگا۔ اس کے باوجود جب باری تعالیٰ جل جلالہ یہ اطلاع دیتا ہے کہ میں نے اسے جنتی بنا دیا تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہو گیا کہ اس کی تمام لغزشیں معاف کر دی گئیں۔ لہٰذا اب کسی شخص کو اُن مغفور بندوں کے حق میں لعن طعن کرنا جناب باری تعالیٰ جل جلالہ پر اعتراض کرنے کے مرادف ہوگا، اس لئے کہ ان حضرات پر اعتراض کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ تو گنہگار ہے پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اسے کیسے جنتی بنا دیا، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ پر اعتراض کفر ہے۔

2.....ولٰکنّ اللّٰہ حبّب الیکم الایمان وزیّنہ فی قلوبکم وکرّہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان ،اولٰئک ھم الرّاشدون ،فضلاًمّن اللّٰہ ونعمۃ،واللّٰہ علیم حکیم:

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے دلوں میں محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسند کر دیا، ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل و نعمت سے ہدایت یافتہ ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بلا استثناء تمام صحابہ کرامؓ کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر و فسق اور نافرمانی سے نفرت و کراہت منجانب اللہ راسخ کر دی گئی تھی۔ اور لفظ: الی: سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ایمان کی محبت اور کفر وغیرہ سے کراہیت انتہا درجے کو پہنچی ہوئی تھی، کیونکہ: الی: عربی میں انتہا اور غایت کا معنی بیان کرنے کیلئے وضع کیا گیا۔ نیز اسی آیت پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ سے جو لغزشیں صادر ہوئی ہیں وہ ضعف ایمان اور فسق و عصیان کو مستحسن سمجھتے ہوئے صادر نہیں ہوئی ہیں بلکہ ان کا صدور تقاضائے بشریت ہوا ہے، اس لئے ان لغزشوں کو بنیاد بنا کر ان حضرات کی شان میں لعن طعن کرنا اور ان کے بارے میں تنقید و تنقیص کا رویہ اختیار کرنا جہالت و زندقہ ہے۔

3.....والّذین اٰمنواوھاجرواوجاھدوفی سبیل اللّٰہ والّذین اٰوواوّنصرواالولٰئک ھم المومنون حقّا،لھم مّغفرۃ وّرزق کریم:

ترجمہ: اورجولوگ ایمان لائے اورہجرت کی اوراللہ تعالیٰ کی راہ میں جہادکیااورجن لوگوں نے ان کی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان،ان کے لئے مغفرت ہےاورباعزت رزق ہے۔

اسی سورت کےشروع میں ارشادخداوندی ہے:الّذین یقیمون الصلوۃ ومّمارزقنٰھم ینفقون، اولٰئک ھم المومنون حقّا،لھم درجات عندربّھم ومغفرۃ وّرزق کریم:

ترجمہ: وہ لوگ جونمازکوقائم رکھتے ہیں اورہم نے ان کوجوروزی دےرکھی ہےاس میں سےخرچ کرتے ہیں وہی سچے مسلمان ہیں،ان کےواسطےدرجے ہیں ان کےرب کےپاس اورمغفرت اورعزت کی روزی۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ حضرات مہاجرینؓ وانصارؓ کےاعمالِ ظاہرہ نماز،حج،روزہ،زکوۃ،جہادوغیرہ قطعی طورپرنفاق ومکرکی بناء پرنہیں تھے،ان کاایمان اللہ تعالیٰ جل جلالہ کےنزدیک متحقق وثابت تھا،اس لئے حضرات صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے ثلاثہؓ کی جانب نفاق کی نسبت کرناخدائے بزرگ وبرتر کےساتھ معارضہ کرنا ہے۔

4.....محمّدرّسول اللّٰہ والّذین معہ اشدّآء علی الکفّاررحمآء بینھم تراھم رکّعا سجدایّبتغون فضلامّن اللّٰہ ورضوانا،سیماھم فی وجوھھم مّن اثرالسّجود،ذٰلک مثلھم فی التّوراۃ ومثلھم فی الانجیل،کزرع اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوٰی علی سوقہ یعجب الزّرّاع لیغیظ بھم الکفّار،وعداللّٰہ الّذین امنواوعملواالصّلحت منھم مّغفرۃ وّاجراعظیما:

ترجمہ: محمداللہ تعالیٰ کےرسول ہیں اورجولوگ ان کےساتھ ہیں وہ کافروں پرسخت ہیں اورآپس میں مہربان ہیں(اےمخاطب!)تو اُن کودیکھےگا کہ کبھی رکوع میں ہیں اورکبھی سجدے میں،ڈھونڈتے ہیں اللہ تعالیٰ کےفضل اوراس کی خوشی کو،ان کی نشانی سجدوں کےاثرسےان کےچہرے پرنمایاں ہے،یہ مثال ہےان کی تورات میں اورانجیل میں،ان کی مثال ہےجیسےکھیتی نے نکالا پنا پٹھا پھراس کی کمرمضبوط کی پھرموٹا ہوا پھرکھڑا ہوگیا اپنی جڑ پر،بھلا لگتا ہےکھیتی والوں کو،تاکہ جلائے اس سے جی کافروں کا،وعدہ کیا ہےاللہ تعالیٰ نے ان سے جویقین لاتے ہیں اورکئے ہیں بھلے کام معافی کااوربڑےثواب کا۔

امام قرطبیؒ اورعامۂ مفسرین کہتے ہیں کہ:والّذین معہ: عام ہے،اس میں تمام صحابہ کرامؓ داخل ہیں،اس

آیت کریمہ میں تمام صحابہ کرامؓ کی عدالت، ان کی پاک باطنی اور مدح وثنا خود مالک کائنات نے فرمائی۔

حضرت ابوعروہ زبیریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن امام مالکؒ کی مجلس میں ایک شخص کے متعلق یہ ذکر آیا کہ وہ صحابہ کرامؓ کو بُرا کہتا ہے۔ امام مالکؒ نے یہ آیت: لیغیظ بھم الکفار: تک تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ جس شخص کے دل میں صحابہ کرامؓ میں سے کسی کے متعلق غیظ ہو وہ اس آیت کی زد میں ہے، یعنی اس کا ایمان خطرہ میں ہے، کیونکہ آیت میں کسی صحابیؓ سے غیظ، کفار کی علامت قرار دی گئی ہے۔

5.....للفقرآء المھٰجرین الّذین اخرجوامن دیارھم واموالھم یبتغون فضلاّمن اللّٰہ ورضواناوّینصرون اللّٰہ ورسولہ اولٰئک ھم الصّٰدقون:

ترجمہ: (اورمال غنیمت حق) ان مفلس مہاجرین کا ہے جو جدا کر دیئے گئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔

6.....والّذین تبوّء الدّار والایمان من قبلھم یحبّون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ ممّااوتوا ویؤثرون علیٰ انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ،ومن یّوق شحّ نفسہ فالئک ھم المفلحون:

ترجمہ: اوران لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دارالاسلام میں اور ایمان میں ان مہاجرین سے پہلے قرار پکڑے ہیں، جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ انصار لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور (مہاجرین کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور واقعی جو شخص طبعیت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

7.....والّذین جآء وامن بعدھم یقولون ربّنااغفرلناولاخواننااالّذین سبقونابالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلاّلّلّذین امنوا ربّناانّک رؤف الرحیم:

ترجمہ: (اوران لوگوں کا بھی اس مالِ فَیٔ میں حق ہے) جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ آنے دیجئے، اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق ورحیم ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے عہد رسالت ﷺ کے تمام موجود اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کو تین

طبقوں میں تقسیم کر کے ہر طبقہ کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔

پہلا مہاجرینؓ کا طبقہ ہے جنہوں نے محض اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہجرت کی، کسی دنیوی غرض کے لئے ان کی ہجرت نہیں تھی جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کی شان میں فرما رہے ہیں: اولئک ھم الصّدقون: یعنی یہ حضرات اپنے قولِ ایمان اور فعلِ ہجرت میں سچے ہیں۔

دوسرا طبقہ حضرات انصارؓ کا ہے جن کے صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ یہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان پر حسد نہیں کرتے ہیں۔ ان صفات کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: فالئک ھم المفلحون: یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

تیسرا طبقہ اُن مومنین کا ہے جو مہاجرینؓ و انصارؓ کے بعد قیامت تک آنے والا ہے، اس طبقے کے بارے میں فرمایا کہ یہ مہاجرینؓ و انصارؓ کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں، اور اس بات کی بھی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے کینہ و عداوت نہ ڈالئے، یقیناً آپ مہربان اور رحمت کرنے والے ہیں، لہٰذا اپنے فضل و رحمت سے ہماری دعا قبول کر لیجئے۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاح پانے والے وہی لوگ ہیں جو حضرات مہاجرینؓ سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی شان میں طعن و تشنیع نہیں کرتے، کیونکہ طعن و تشنیع تقاضائے محبت کے خلاف ہے، جس سے معلوم ہوا کہ خلفائے اربعہؓ جو مہاجرین اوّلین میں یقینی طور پر شامل ہیں کی محبت فلاح کی ضامن اور ان سے بغض و عناد خسران کا سبب ہے۔

اسی طرح تیسری آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرات صحابہ کرامؓ کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اُن سے بغض و عناد کو بُرا سمجھتے ہوئے اس سے محفوظ رہنے کی بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتے ہیں، وہی زمرۂ مومنین میں داخل ہیں، اس کے برعکس جو گروہ اُس مقدس جماعت سے محبت کے بجائے عداوت رکھتا ہے اور ان کے حق میں دعائے خیر کے بجائے لعن و طعن کی زبان دراز کرتا ہے وہ اہل اسلام کے زمرے سے خارج ہے، کیونکہ ان آیات میں مستحقین غنیمت کے جن تین طبقوں کا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ذکر فرمایا یہ لعن و طعن کرنے والے، ان سے خارج ہیں۔

اس موقع پر بغرضِ اختصار ان پانچ آیات پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ قرآن مجید میں حضرات صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب سے متعلق سینکڑوں آیات موجود ہیں۔

شانِ صحابہؓ حدیث شریف میں:

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرات خلفائے ثلاثہؓ سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا

عثمان غنیؓ کے فضائل ومناقب وخصوصیات اس کثرت وشدت اور تواتر وتسلسل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

لہذا اُن بے شمار احادیث میں سے چند کو یہاں نقل کیا جارہا ہے۔اس سلسلہ میں پہلے اُن احادیث کو پیش کیا جائے گا جن سے پوری جماعتِ صحابہؓ کی منقبت وفضیلت ثابت ہوتی ہے،پھر خلفائے ثلاثہؓ کے فضائل میں وارد احادیث ذکر کی جائیں گی۔

1..... عن جابرؓ قال:قال رسول اللّٰہﷺ:انّ اللّٰہ اختار اصحابی علی الثقلین سوی النبیین و المرسلین: حضور اکرمﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام کےعلاوہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کوتمام انسانوں وجناتوں پر فضیلت دی ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ تمام حضرات صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے منتخب وبرگزیدہ ہیں،نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کے بعد انسانوں اور جناتوں میں سے کوئی بھی ان کے مقام ومرتبہ کونہیں پاسکتا۔

2..... عن انسؓ قال:قال رسول اللّٰہﷺ:اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام لایصلح الطعام الابالملح: حضور اکرمﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں میرے صحابہ کا مقام ایسا ہے جیسے کھانے میں نمک،کہ کھانا بغیر نمک کے بہتر نہیں ہوتا۔

اس ارشادِ عالیہ کے ذریعہ حضور اکرمﷺ نے اُمت مسلمہ کے سامنے صحابہ کرامؓ کی اہمیت ایک مثال کے ذریعہ سے واضح فرمائی ہے کہ جس طرح لذیذ سے لذیذ تر کھانا بے نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے،بعینہٖ یہی حال اُمت کا ہے کہ اس کی اصلاح وفلاح اور اس کا تمام شرف ومجد انہیں صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کا مرہونِ منت ہے، اگر اس جماعت کو درمیان سے الگ کردیا جائے تو اُمت کے سارے محاسن وفضائل بے حیثیت ہوجائیں گے۔ان دوحدیثوں کے بعد وہ احادیث نقل کی جارہی ہیں جو خاص طور پر خلفائے ثلاثہؓ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

1.....حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ وفاروق اعظمؓ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ درمیانی عمر کے تمام اگلے وپچھلے جنتیوں کے سردار ہیں۔

اس حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ حضور اکرمﷺ کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ وسیدنا فاروق اعظم تمام لوگوں سے افضل ہیں۔یہی بات قرآن مجید اور دیگر احادیثِ نبویﷺ،آثارِ صحابہؓ وتابعینؒ سے بھی ثابت ہے، اور اسی پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔

2.....ایک حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتدا کرو کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی دراز شدہ رسی ہیں، جس نے ان دونوں کو پکڑ لیا اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخین ؓ کا طریقہ معیار دین ہے اور ان کے طریقے پر چلنا درحقیقت دین اسلام پر چلنا ہے۔

3.....ایک موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کے زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔

4.....حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کیلئے جنت میں ایک ساتھی ہے اور میرے جنت کے رفیق عثمان ہے۔

اس حدیث شریف سے حضرت عثمان غنی ؓ کا نہ صرف جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ ان کی بلندیٔ درجات پر بھی یہ حدیث شریف دلالت کر رہی ہے۔

5.....امام احمدؒ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضور اکرم ﷺ نے لشکر کی تیاری اور سامانِ جنگ کی فراہمی کا کام شروع فرمایا تو حضرت عثمان غنی ؓ نے ایک ہزار اشرفی لے کر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کی گود مبارک میں ڈال دیا۔ راوئ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُس وقت دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ مسرّت سے اُن اشرفیوں کو اُلٹ پلٹ رہے تھے، اور زبان وحی ترجمان پر یہ الفاظ جاری تھے: ماضر عثمان ماعمل بعدالیوم، مرتین: عثمان آج کے بعد جو کام بھی کریں گے وہ ان کیلئے مضرت رساں نہیں ہوگا، حضور اکرم ﷺ نے اس جملہ کو بطور تاکید دو مرتبہ فرمایا۔

اس حدیث پاک میں حضرت عثمان غنی ؓ کے صدقہ کی قبولیت کی بشارت کے ساتھ اُن مخالفین اور ناقدین کے خیالات کی تردید بھی فرمادی گئی ہے جو مفسدین کی افتراء پردازیوں سے متاثر ہو کر یا اپنی کجروی کے زیر اثر حضرت عثمان غنی ؓ کی شانِ اقدس میں طعن و تشنیع کرتے ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی ؓ اُن تمام اتہامات سے پاک اور بَری ہیں جو معاندین ان پر ناحق تھوپ رہے ہیں، لیکن بالفرض یہ باتیں اگر کسی حد تک ثابت بھی ہو جائیں تو آپ ؓ کی عظمتِ شان اور کثرتِ طاعات کی بنا پر کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ اور حضور اکرم ﷺ کے اِن فرمودات میں صحابہ کرام ؓ کے ایمان و اخلاص اور فضائل و مناقب کی جو تصویر پیش کی گئی ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے اُن قدسی صفات ہستیوں کے بارے میں خمینی کی ہرزہ سرائیوں کو ایک بار پھر پڑھ جائیں، اس کے بعد خود فیصلہ کیجئے کہ قرآن و حدیث کے علی الرغم جس فرد یا جماعت کے خیالات و عقائد

حضرات صحابہ کرامؓ کے متعلق اس طرح کے ہوں، کیا ایمانی تقاضوں کو باقی رکھتے ہوئے ایک لمحہ کیلئے بھی اس کے ساتھ اتحادِ عمل ممکن ہے؟؟؟اور کیا اس کے عسکری اور فوجی غلبہ کو اسلامی انقلاب کہنا درست ہے؟؟؟

صحابہ کرامؓ کی تنقیص کرنے والوں کا حکم:

1.....اصطخریؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: اے ابوالحسن! جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرامؓ کا ذکر بُرائی سے کرتا ہے تو اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔

2.....عمدۃ المفسرین محقق ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ عذاب الیم ہے اُن لوگوں کیلئے جو حضرات صحابہ کرامؓ یا ان میں سے بعض سے بغض رکھے یا انہیں بُرا بھلا کہے، ایسے لوگوں کا ایمان بالقرآن سے کیا واسطہ جو اُن حضرات کو بُرا کہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔

3.....علامہ ابن تیمیہؒ اپنی مشہور تصنیف الصارم المسلول میں لکھتے ہیں کہ: قاضی ابویعلی نے کہا ہے کہ اس پر تمام فقہائے کرام متفق ہیں کہ جو شخص صحابہ کرامؓ کی بُرائی کو حلال و جائز سمجھتے ہوئے ان کی برائی کرے وہ کافر ہے اور جو حلال نہ سمجھتے ہوئے انہیں بُرا بھلا کہے وہ فاسق ہے۔

4.....علامہ ابن ہمام حنفیؒ لکھتے ہیں کہ جو حضرت علیؓ کو خلفائے ثلاثہ (سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا عثمان غنیؓ) پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے اور جو شخص سیدنا صدیق اکبرؓ یا سیدنا فاروق اعظمؓ کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

5.....فتاوی عالمگیری میں ہے کہ رافضی جب شیخینؓ کو بُرا بھلا اور لعن طعن کرتا ہو تو کافر ہے اور اگر حضرت علیؓ کو سیدنا صدیق اکبرؓ پر فضیلت دیتا ہے تو کافر نہیں ہوگا، ہاں اس صورت میں وہ بدعتی قرار پائے گا۔

6.....حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تنقیصِ صحابہؓ کے متعلق ایک نہایت قیمتی اور قابلِ قدر نکتہ تحریر فرمایا جو قولِ فیصل کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے اسی نکتہ پر یہ بحث ختم کی جاتی ہے، لکھتے ہیں کہ:

اس موقع پر یہ نکتہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بُرائی اور ان کی شان میں لعن طعن اس وجہ سے حرام و کفر ہے کہ طعن کا سبب یعنی گناہ اور کفران بزرگوں میں پائے نہیں جاتے اور تعظیم و توقیر اور تعریف و توصیف کے اسباب ان حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں پورے طور پر موجود ہیں اور جب مسلمانوں میں کوئی ایسی جماعت ہو جس کے اندر تعظیم کے اسباب موجود ہوں اور اس کے گناہوں کی مغفرت نصِ قرآنی سے ثابت ہوگئی ہو تو یقینی طور پر اُس جماعت کی بُرائی، اہانت اور تحقیر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی اہانت و تحقیر کے حکم میں ہوگی، بس صرف فرق یہ ہوگا کہ

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں اسباب تحقیر سرے سے موجود نہیں ہیں اور اُس جماعت میں یہ اسباب پائے جانے کے بعد ختم ہو گئے، گناہوں کے وجود کے بعد ان کا (مغفرت وغیرہ کے ذریعہ) معدوم اور ختم ہو جانا معدوم اصلی کے حکم میں ہے (یعنی مغفرت کے بعد مغفور ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ سرے سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوا ہے) اسی بنا پر گناہ سے توبہ کر لینے والے کو اس گناہ پر عار دلانا حرام ہے۔

اور پوری اُمت میں صرف صحابہ کرامؓ کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کا قطعی اور یقینی علم ہمیں وحی ربانی اور کلامِ الٰہی سے معلوم ہو گیا ہے، اور ان کی طاعات (عبادات) کی قبولیت اور ان کے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رضا کا تعلق بھی متیقن ہو چکا ہے۔ لہٰذا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح صحابہ کرامؓ کی تنقیص، اہانت اور ان کی بُرائی حرام و کفر ہوگی۔

علمائے اُمت کی ان تصریحات کے آئینہ میں خمینی اور ان کے ہم نواؤں کو اپنا چہرہ دیکھنا چاہئے، کیا اسلام کے اوّلین فداکاروں اور محبوب رب العالمین کے جان نثاروں کو (العیاذباللّٰہ) منافق و مرتد، خائن و غدار کہنے والوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ: ثورۃ اسلامیہ لاشیعۃ و لاسنیۃ: کا منافقانہ نعرہ بلند کریں؟ نیز اسلامی جماعتوں کے اُن مفکروں کو بھی ان تصریحات کی روشنی میں اپنے زاویۂ فکر و نظر کو درست کر لینا چاہئے جو آج بھی کعبۃ اللہ کے تقدس کو پامال کرنے والے خمینیوں کو شہید کی اعزازی ڈگری دے رہے ہیں۔

حاصل بحث:

اب تک کی بیان کردہ تفصیلات سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ خمینی اور ان کی جماعت، وحدانیت، رسالت اور صحابہ کرامؓ کے متعلق جن عقائد و نظریات کی پابند ہے وہ قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور جمہور اُمت کے چودہ سو سالہ متوارث عقیدے کے بالکل متضاد اور مخالف ہیں، نیز جس قسم کی بدعات اور خرافات پر وہ عمل پیرا ہے اُن کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس لئے بصورتِ موجودہ عام امت کا ان سے اتحاد کسی بھی طرح ممکن نہیں، بلکہ اس کے برعکس علمائے اسلام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خمینی اور ان کی جماعت کے اسلام مخالف عقائد و نظریات سے اُمت مسلمہ کو واقفیت بہم پہنچائیں اور ان کے باطل عقائد کی بنیاد پر شریعت کا ان کے بارے میں جو فیصلہ ہے، اس کا پوری وضاحت کے ساتھ اظہار فرمادیں تا کہ ملت اسلامیہ ان کے پُرفریب پروپیگنڈوں سے متاثر ہو کر اسلام کی سیدھی راہ سے بھٹک کر خمینیت کی بھول بھلیوں میں نہ پھنس جائے۔ (خمینیت حصر حاضر کا عظیم فتنہ: ص 79)

حضرت مولانا مفتی محمد کا فتوی

(رئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی)

شیعہ، قادیانی اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات رکھنے اور کھانے پینے کا حکم:

سوال: ہمیں بسا اوقات کاروبار کے سلسلے میں غیر مسلموں مثلاً سکھ، ہندو، شیعہ وغیرہ کے گھر رہنا اور اُن کے ساتھ کھانا پینا پڑتا ہے۔ کیا شرعاً یہ جائز ہے؟

جواب: جن کا کفر سب کے سامنے واضح ہے اور وہ مسلمان ہونے کے مدعی بھی نہیں جیسے ہندو، عیسائی وغیرہ، ان کے ساتھ بوقتِ ضرورت کھانے کی گنجائش ہے، مگر اُن کے ساتھ دوستانہ تعلقات اور بلاضرورت کھانا پینا ہرگز جائز نہیں، چونکہ ان کا ذبیحہ حلال نہیں، اس لئے ان کے گھر گوشت کھانے سے بہر حال احتراز لازم ہے۔

جو مسلمان ہونے کے مدعی ہیں اور اُن کا کفر سب کے سامنے واضح نہیں جیسے قادیانی، آغا خانی، شیعہ وغیرہ، ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنا اور کھانا پینا ہرگز جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 106)

آغا خانیوں سے تعلقات:

سوال: ہمارے علاقہ میں تقریباً 95 فیصد آبادی آغا خانیوں کی ہے، معاشرتی معاملات میں مسلمانوں کا آغا خانیوں کے ساتھ اختلاط اور اشتراک عمل ہوتا ہے، ان معاملات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی آغا خانی مرجاتا ہے تو مسلمان ان کے لواحقین کے ہاں تعزیت کے لئے جاتے ہیں، اور جب کبھی مسلمان مرتا ہے تو آغا خانی بھی تعزیت کے لئے آتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کا یہ طرزِ عمل صحیح ہے؟

نیز آغا خانی فاؤنڈیشن سے مساجد وغیرہ کو بجلی مفت دی جاتی ہے۔ کیا اس بجلی کا استعمال مسلمانوں کیلئے جائز ہے؟ نیز ہمارے علاقہ میں کچھ مسلمان ایسے بھی رہتے ہیں کہ ان کی خواتین آغا خانیوں کے جماعت خانہ میں جاتی ہیں۔

کیاایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: مشہور آغا خانی فرقہ کافراور زندیق ہے۔ان کے ساتھ نشست وبرخاست،کھانا پینا،آمدورفت، میل جول چونکہ ان کے ساتھ محبت کی علامت ہے،اوران تعلقات کی خاصیت بھی یہ ہے کہ یہ دلی قرب پیدا کرتے ہیں، اس لئے اس قسم کے تعلقات رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔خاص کر ان کے عبادت خانوں میں جانا اور تعزیت وعیادت کے لئے جانا تو اور بھی زیادہ بُرا اور خطرناک ہے۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے مکمل قطع تعلق کریں۔آغا خانی فاونڈیشن سے نقدی کی شکل میں یا کسی بھی صورت میں تعاون حاصل کرنا درست نہیں۔

البتہ اگر کسی آغا خانی کے راہِ راست پر آنے کی امید ہوتو کسی مضبوط عقیدے والے شخص کیلئے تبلیغ دین حق کی غرض سے بقدرِ ضرورت تعلق رکھنا جائز ہے۔اسی طرح ضرورتِ شدیدہ کے وقت لین دین کا معاملہ کرنے کی بھی گنجائش ہے۔(آپ کے مسائل کا حل:ج1:ص 107)

روافض کا ذبیحہ کھانے،ان کے ساتھ نکاح کرنے اوران کا جنازہ پڑھنے کا حکم:

سوال: شیعہ کے ہاتھ کا ذبیحہ،ان کے ساتھ نکاح،ان کا جنازہ پڑھنا اوران کے ساتھ کسی قسم کا تعلق اور لین دین کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو مگر اس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ غیر کو شریک ٹھہراتا ہو یا ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرتا ہو،مثلاً:قرآن مجید میں تحریف کا قائل ہو،اور یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے میں غلطی ہوئی،سیدنا صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا منکر ہو،حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو وغیرہ تو وہ شخص مسلمان نہیں زندیق ہے۔

ایسے زندیق کا حکم یہ ہے کہ اس سے دوستانہ تعلقات رکھنا جائز نہیں،نہ اپنی لڑکی اس کو دینا جائز ہے،نہ اس سے لڑکی لینا جائز ہے،نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔اس کا ذبیحہ حرام ہے،بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے سے بھی حلال نہ ہوگا۔اس کی نماز جنازہ پڑھنا بہت بڑا گناہ،حرام اور ناجائز ہے۔خرید وفروخت اور کاروباری لین دین کا حکم یہ ہے کہ حتی الامکان اجتناب لازم ہے۔البتہ اگر کوئی ضرورت کی چیز ایسی ہو کہ مارکیٹ میں اس چیز پر ایسے عقائد رکھنے والوں کا ہی تسلط ہو،

دوسروں کے ہاں وہ چیز نہ ملتی ہو یا دوسروں سے حاصل کرنے میں بہت مشقت اٹھانی پڑتی ہو تو گنجائش ہے۔

:قال العلامة ابن عابدينؒ:اقول:نعم نقل فی البزازية عن الخلاصة ان الرافضی اذاكان يسب الشيخينؓ ويلعنهمافهوكافر،وان كان يفضل علياً فهومبتدع، وهذا لايستلزم عدم قبول التوبة على ان الحكم عليه بالكفر مشكل لمافی الاختيار:اتفق الائمة على تضليل اهل البدع اجمع وتخطئتهم وسب احدامن الصحابة وبغضه لا يكون كفرالكن يضلل الخ،وذكرفی فتح القديران الخوارج الذين يستحلون دماء المسلمين واموالهم ويكفرون الصحابة حكمهم عندجمهور الفقهاءواهل الحديث حكم البغاة وذهب بعض اهل الحديث الى انهم مرتدون:قال ابن المنذر:ولااعلم احدا وافق اهل الحديث على تكفيرهم وهذايقتضی نقل اجماع الفقهاء وذكر فی المحيط ان بعض الفقهاء لايكفراحدامن اهل البدع وبعضهم يكفرون البعض وهومن خالف ببدعته دليلا قطعياونسبه الى اكثر اهل السنة والمنقل الاول اثبت،وابن المنذراعرف بنقل كلام المجتهدين،نعم يقع فی كلام اهل المذهب تكفيركثيرولكن ليس من كلام الفقهاء الذين هم المجتهدون.....بل من غيرهم ولاعبرة بغيرالفقهاء والمنقول عن المجتهدين ماذكرنا :نعم لاشك فی تكفيرمن قذف عائشةؓ اوانكرصحبة الصديقؓ اواعتقدالالوهية فی عليؓ اوان جبريل عليه السلام غلط فی الوحی اونحوذلك من الكفرالصريح المخالف للقرآن:ولكن لوتاب تقبل توبته هذاخلاصة ماحررنافی كتابنا تنبيه الولاة والحكام وان اردت الزيادة فارجع اليه واعتمدعليه ففيه الكفاية لذوی الدراية:

(ردالمختار:ج4:ص237)

وقال ايضا:لكن صرح فی كتابه المسايرة بالاتفاق على تكفيرالمخالف فيما كان من اصول الدين وضروریاته كالقول بقدم العالم،ونفی حشرالاجسادونفی العلم بالجزئيات وان الخلاف فی غيره كنفی مبادی الصفات ونفی عموم الاردة والقول بخلق القرآن الخ،وكذاقال فی شرح منية المصلی:ان سباب الشيخينؓ ومنكر خلافتهممامسمن بناه على شبهة له لايكفربخلاف بخلاف من ادعی ان عليا الٰهؓ وان جبريل غلط لان ذلك ليس عن شبهة واستفراغ وسع فی الاجتهاد بل محض هوی وتمامه فيه:قلت:وكذا يكفرقاذف عائشة ومنكرصحبة ابيهالان ذلك تكذيب صريح

القرآن كمامر في الباب السابق:

قال اللّٰه تعالى:ليغيظ بهم الكفّار:قال العلامة الآلوسيؒ تحت هذه الآية في تفسيرها:وفي المواهب ان الامام مالكا قداستنبط من هذه الآية تكفير الروافض الذين يبغضون الصحابةؓ فانهم يغيظونهم و من غاظ الصحابة فهو كافر ووافقه كثير من العلماء انتهى:وفي البحر ذكر عند مالك رجل ينتقص الصحابةؓ فقرأ مالك هذه الآية فقال:من اصبح من الناس في قلبه غيظ من اصحاب رسول اللّٰهﷺ فقداصابته هذه الآية،و يعلم تكفير الروافض بخصوصهم،وفي كلام عائشةؓ مايشير اليه ايضافتداخرج الحاكم وصححه عنهافي قوله تعالىٰ:ليغيظ بهم الكفّار:قالت اصحاب محمدﷺ امروا بالاستغفار لهم فسبوهم:(روح المعاني:ج26:ص127)

قال الملا على القاريؒ:وفي جواهر الفقه من قيل له ألاتقرأالقرآن أولاتكثرقراءته فقال شبعت أوكرهت أوانكرآية من كتاب اللّٰه أوعاب شيئا من القرآن أوانكر المعوذتين من القرآن غيرمأول كفرقلت وقال بعض المتأخرين كفرمطلقاأول أولم يأول لكن الأول هوالصحيح المعول وفيه ايضاومن جحدالقرآن أى كله أوسورة منه أوآية قلت وكذاكلمة أوقراءة متواترة أوزعم انهاليست من كلام اللّٰه كفر،يعنى اذاكان كونه من القرآن مجمعا عليه.....(شرح الفقه الاكبر:ص205)

وقال العلامة الحصكفيؒ:وان انكربعض ما علم من الدين ضرورة كفربهالقوله ان اللّٰه تعالىٰ جسم كالاجسام وانكاره صحبة الصديقؓ فلايصح الاقتداء به اصلا، فليحفظ:

وقال العلامة ابن عابدين:(قوله وانكاره صحبة الصديقؓ)لمافيه من تكذيب قوله تعالىٰ:اذيقول لصاحبه:الخ،وفي الفتح عن الخلاصة:و من انكرخلافة الصديقؓ أوعمرؓ فهوكافر ولعل المرادانكار استحقاقهما الخلافة،فهومخالف لاجماع الصحابة لاانكار وجودهمالهمابحرو ينبغي تقييدالكفربانكار الخلافة بمااذالم يكن عن شبهة كما مرعن شرح المنية،بخلاف انكار صحبة الصديقؓ تأمل:(ردالمحتار:ج1:ص561)

قال اللّٰه تعالى:و لاتركنواالى الّذين ظلموافتمسّكم النّار:وقال ايضاً :ياايّهاالّذين اٰمنوالاتتّخذواعدوّى وعدوّكم اوليآء تلقون اليهم بالمودة وقدكفروابماجآءكم مّن الحق:

وقال العلامة الحصكفیؒ:وحرم نكاح الوثنية بالاجماع:

وقال العلامة ابن عابدينؒ:ويدخل في عبدة الاوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها ولمعطلة والزنادقة والباطنية والاباحية وفي شرح الوجز وكل مذهب يكفر به معتقدة:(ردالمحتار:ج3:ص 45)

قال في الهندية ومنهما ان يكون مسلما او كتابيا فلا تؤكل ذبيحة اهل الشرك والمرتد:(العالمگيرية:ج5:ص285)

قال اللّٰه تعالیٰ:ولا تصلّ علٰى احدٍ منهم مّات ابداوّلا تقم على قبره:وقال ايضا: ماكان للنّبيّ والّذين اٰمنوا ان يّستغفروا للمشركين:(آپ کے مسائل کا حل:ج 1:ص 114)

22رجب کے کونڈوں کی حقیقت:

سوال: حضرت جعفر صادقؒ کے نام پر 22رجب کو کونڈے کرنے کی رسم کا کیا حکم ہے؟اور شریعت میں اس کی کیا اصل ہے؟

جواب: 22رجب کو حضرت جعفر صادقؒ سے کوئی تعلق نہیں،نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ وفات۔ حضرت جعفر صادقؒ کی ولادت 8رمضان 80ہجری اور وفات شوال 147ہجری میں ہوئی۔البتہ 22رجب سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی تاریخِ وفات ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ دشمنانِ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ نے اس رسم کو محض پردہ پوشی کیلئے حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کیا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں،بلکہ دوسروں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔(آپ کے مسائل کا حل:ج 1:ص 130)

شیعوں کی ایجاد کردہ ایک ناجائز تعویذ و دعا کہنے اور گلے میں لٹکانے کا حکم:

سوال: لي خمسة اطفي بها حر الوبا ء الحاطمة:المصطفى والمرتضى وابنا هما والفاطمة:دعا میں یہ الفاظ کہنا یا ان کا تعویذ لکھ کر لگانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا یہ دعا حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: حدیث شریف سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔اگر تاویل نہ کی جائے تو ان کلمات کا مضمون شرکیہ

ہے۔اگر تاویل کی جائے تو بھی موہم شرک تو بہر حال ہے۔نیز دعا میں متکلف قافیہ بندی ونظم سے حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔لہذا ایسے شرکیہ کلمات کہنا یا تعویذ بنا کر لگانا درست نہیں۔(آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 306)

شیعہ اور دوسرے زنادقہ کے ساتھ تعلقات رکھنا:

ہر وہ شخص جو کفریہ عقائد کا برملا اعلان کرتا ہو اور انہی کو اسلام قرار دیتا ہو، اس کو شریعت کی اصطلاح میں زندیق: کہا جاتا ہے، جیسے شیعہ، قادیانی، آغاخانی، ذکری، پرویزی وغیرہ، ان سب کا حکم یہ ہے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق اور معاملہ جائز نہیں۔(آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 109)

محرم میں سیاہ لباس پہننا:

محرم کے مہینے میں سیاہ لباس پہننا روافض کا شعار ہے۔لہذا اُن کے ساتھ تشبہ کے قصد سے سیاہ لباس پہننا تو ہرگز جائز نہیں، اور تشبہ کے قصد کے بغیر بھی کراہت سے خالی نہیں۔اس لئے اس سے بہر حال احتراز کیا جائے۔

(آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 127)

محرم کے مہینے میں پانی پلانے اور اس پانی کے پینے کا حکم:

پانی پلانا: فی نفسہ: کارِ ثواب ہے، لیکن صرف محرم کے مہینے کی تخصیص اور اس میں زیادہ ثواب کے اعتقاد کی بناء پر یہ عمل بدعت بن گیا ہے، نیز اس میں روافض کی مشابہت بھی ہے۔اس لئے یہ عمل واجب الترک ہے۔اس کا پانی پینے سے بھی احتراز لازم ہے۔(آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 127)

مرثیہ کی مجلس میں شرکت کرنا:

محرم میں شہادت کے قصے سنانے کیلئے جلسے اور مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں، نیز ہوٹلوں، دوکانوں اور گھروں میں شہادت کے قصوں پر مشتمل کیسٹیں سنی اور سنائی جاتی ہیں۔

اس میں ایک قباحت تو وہی ہے کہ روافض کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔چنانچہ جب دس محرم کے روزے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس میں یہود روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو آئندہ سال نویں محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا۔آپ ﷺ نے عبادت میں بھی مشابہت کی اجازت نہیں دی۔

دوسری قباحت یہ ہے کہ مروج مخصوص انداز سے شہادت کے قصے سن کر صدمہ اور بزدلی پیدا ہوتی ہے اور

مسلمانوں میں صدمہ اور بزدلی کا پیدا ہونا اسلام کے تقاضوں کے خلاف ہے، کیونکہ اسلام مسلمانوں میں بلند ہمتی پیدا کرنا چاہتا ہے۔

تیسری قباحت یہ ہے کہ رونے رُلانے والے قصے اکثر غلط اور من گھڑت مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں۔

(آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 128)

تعزیہ بنانا اور اس کا دیکھنا:

تعزیہ کے اصل معنی صبر کی تلقین کرنے کے ہیں جو کسی کے مرنے پر اس کے ورثہ کو کی جاتی ہے۔شریعت کی رُو سے تین دن تک تعزیت کرنے کی اجازت ہے۔

ماہِ محرم میں بنائے جانے والے تعزیہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ ایک شخص کو حضرت حسینؓ سے بڑی عقیدت تھی لیکن وہ ہر سال کربلا جا کر روضہ کی زیارت نہ کرسکتا تھا تو اس نے روضہ کی شبیہ بنوائی، وہ اس کی زیارت سے تسکین حاصل کرلیتا، اس لئے شبیہ کا نام تعزیہ مشہور ہوگیا۔

لوگوں نے اس سلسلہ کو مزید بڑھایا اور اس شبیہ اور تعزیہ کے ساتھ طرح طرح کی بداعتقادی کا معاملہ شروع کردیا اور اس قسم کے بہت سے معاملات شروع کردیئے جو سخت معصیت ہیں اور بعض ان میں سے درجۂ شرک تک پہنچے ہوئے ہیں۔لہٰذا تعزیہ بنانا اور اس کی تعظیم کرنا جائز نہیں۔نیز ان وجوہات کی بنا پر اس کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔

1.....اس سے دشمنانِ اسلام کی رونق بڑھتی ہے، ان کی رونق بڑھانا گناہ ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من کثر سواد قوم فھو منھم: جس نے کسی قوم کی رونق کو بڑھایا وہ انہی میں سے ہے۔

2.....اُس مقام پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا غضب نازل ہورہا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کا مقامِ حجر سے گزر ہوا تو فرمایا کہ ان لوگوں کی رہائش گاہوں کے کھنڈرات میں مت داخل ہونا جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، ایسا نہ ہو کہ تم بھی انہی کی طرح عذاب میں گرفتار ہوجاؤ۔پھر آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کو جھکایا اور چلنے میں جلدی کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس وادی کو عبور کیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانے کی طرح مکان اور محل میں بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس میں رہنے والوں کی نسبت سے تاثیر رکھی ہے، یعنی اگر اُس جگہ کے باسیوں پر وہاں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا کوئی عذاب نازل ہوا ہو تو اُس جگہ پر عذاب وغضب کے اثرات ہوتے ہیں۔(آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 128)

محرم کے مہینے میں کھانا تقسیم کرنا:

حضرت حسینؓ کے ایصال ثواب کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا: فی نفسہ: کارِ ثواب ہے مگر صدقہ کی متعین صورت اور ماہِ محرم کی تخصیص سے یہ عمل بدعت بن گیا ہے، اور اگر حضرت حسینؓ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے یا ان کو نفع ونقصان کا مالک ومختار سمجھتے ہوئے کھلایا جائے تو یہ کفر وشرک ہے۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 129)

کافر کو فوج میں عہدیدار مقرر کرنا:

سوال: آج کل پاکستانی فوج میں اقلیتی حقوق سے متعلق بیرونی دباؤ کے زیر اثر ہندوؤں اور سکھوں کو افسر منتخب کرنے پر غور وفکر جاری ہے، اس کے ابتدائی مرحلے کے طور پر فوج کے اندر مختلف لوگوں کی آراء معلوم کی جارہی ہیں، اگر ایسا ہوگیا تو اس کا نقصان ظاہر ہے۔ آپ اس کی شرعی حیثیت واضح فرمائیں؟

جواب: کفار کے ساتھ بلاضرورت میل جول رکھنے سے بھی منع کیا گیا ہے کہ اس سے اُن کے بُرے اخلاق مسلمانوں میں منتقل ہونے کا اندیشہ بلکہ یقین ہوجاتا ہے، چہ جائیکہ کسی کافر کو کسی شعبے میں مسلمانوں کی نگرانی سونپی جائے، پھر فوج تو حساس ادارہ ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کا اجتماعی مفاد وابستہ ہے۔ اسلام وپاکستان کے دشمنوں کو اس میں شامل کرنا ہی سنگین غلطی ہے اور دشمن کو افسر مقرر کرنا تو زیادہ خطرناک ہے، جو اسلامی تعلیمات کے علاوہ غیرت کے بھی خلاف ہے۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 105)

غیر مسلم کا مسجد میں کام کرنا:

سوال: غیر مسلم یعنی عیسائی کام کیلئے مسجد میں جاسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ مسلمان اسی کام کیلئے موجود بھی ہوں؟

جواب: مسجد کی خدمت اور اس میں کام کرنا اعزاز کی بات ہے جو مسلمان خادم کے ہوتے ہوئے غیر مسلم کے سپرد کرنا درست نہیں۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 2: ص 148)

غیر مسلموں کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھنے اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم:

غیر مسلموں کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھنا، بلاضرورت ان کی چیزیں استعمال کرنا یا ان کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانا غیرتِ ایمانیہ کے خلاف اور دنیا وآخرت میں تباہی کا باعث ہے۔ اس لئے حتی المقدور اس سے احتراز لازم ہے۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 105)

غیر مسلم کو سلام کہنا:

کافر کو تعظیماً سلام کہنا کفر ہے، تعظیم مقصود نہ ہو تو محض تحیہ کے طور پر ہو تو ناجائز ہے اور کسی حاجت سے ہو تو جائز ہے مگر: السلام علی من اتبع الھدی: کہے۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 106)

کفار کے ساتھ معاملات کرنا:

کفار و مشرکین کے ساتھ اس طرح معاملات نہ کئے جائیں جس سے مسلمانوں کی ذلت ظاہر ہو جائیں۔

(آپ کے مسائل کا حل: ج 1: ص 104)

بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا:

سوال: ہمارا امام بدعتی ہے، کیا اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ محلے کے بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز اس لئے ہو جاتی ہے کہ اگر ہم اپنے اس بدعتی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور مسجد کو چھوڑ کر کسی اور مسجد میں نماز کے لئے جانا شروع کر دیں تو وہ بدعات کی تبلیغ کرے گا اور محلے کے لوگوں میں بدعات اور زیادہ پھیلیں گی، اس لئے ہم ان کے لئے راستہ کھلا نہیں چھوڑ سکتے۔

ہم اپنی اس محلے کی مسجد میں: دعوت الی اللّٰہ: کا کام کرتے ہیں اور روزانہ تعلیم وغیرہ کرتے ہیں، غرض یہ کہ ہم کو تبلیغ کے کام میں کوئی خاص رکاوٹ پیش نہیں آتی۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کریں کہ ہم کیا کریں؟ آیا نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر بدعتی امام کی بدعات شرک تک پہنچی ہوئی ہوں تو ایسے امام کی اقتداء میں نماز درست نہیں اور نہ ہی شرعاً اس کی گنجائش ہے کہ دین کی تبلیغ کی نیت سے کسی مشرک کی اقتدا میں نماز پڑھ کر نماز جیسے اہم فریضے کو برباد کر دیا جائے۔ چنانچہ اس صورت میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ تو جاری رکھا جائے مگر اس امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے اجتناب کیا جائے۔ اور اگر امام کی بدعات شرک و کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہوں تو اس کی اقتدا مکروہ ہے۔ اگر امام کو تبدیل کرنا اپنے اختیار میں نہ ہو تو پھر اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج 2: ص 211)

ایسے بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا جس کے مشرک ہونے کا اندیشہ ہو:

سوال: کیا مجبوری کی حالت میں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جس کے عقائد و اعمال میں شرک

کا خدشہ ہو؟

جواب: جس امام کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ اس کے عقائد شرک تک پہنچے ہوئے ہیں، تو نماز جیسی اہم عبادت میں احتیاط کے پیشِ نظر اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اگر پڑھ لی تو احتیاطاً نماز کا اعادہ (لوٹانا) واجب ہے۔ (آپ کے مسائل کا حل: ج2: ص 211)

حضرت مولانا مفتی محمد زہیر کا فتوی

(مفتی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

سنی،شیعہ اور اسماعیلی اتحاد کی تحریک: ایک تنقیدی جائزہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل پمفلٹ کے بارے میں جس کا عنوان ہے: **سنی،شیعہ اور اسماعیلی اتحاد:** اس پمفلٹ کے مندرجات کچھ یوں ہیں:

ہم سب سنی، شیعہ اور اسماعیلی.....ایک اللہ، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔

نادرن ایریا: میں ہم سب کا تعاون ومحبت مدتوں سے مثالی رہا ہے۔ہم ایک دوسرے کی عبادت گاہوں میں اپنی اپنی نمازیں ادا کرتے رہے ہیں لیکن گزشتہ چند ماہ سے اسلام دشمن سازشوں کے جال میں پھنس کر ہمارے درمیان جو قتل و غارت گری ہوئی، ہم سب اس پر شرمندہ اور معذرت خواہ ہیں۔

علامہ عارف الحسینی کے قتل کی تفتیش اور ملزمان کی گرفتاریوں سے ہم سب کو یقین محکم ہو گیا ہے کہ جس طرح ایک ملزم نے افغانستان سے چھ لاکھ روپے کے عوض علامہ عارف الحسینی کو قتل کیا ہے، اسی طرح افغانستان اور روسی سازشوں کے تحت ملک کے اس انتہائی اہم اور حساس سرحدی علاقے میں بھائیوں کو بھائیوں سے لڑایا گیا ہے۔خلفاء راشدینؓ کے خلاف بہتان طرازیاں اور امام باڑے یا جماعت خانے کا جلایا جانا سب کچھ گھناؤنی سازش کا نتیجہ تھا جس کا ہم سب شکار ہوئے۔ہم سب اپنی اپنی غلطیوں پر نادم اور شرمندہ ہیں اور ایک دوسرے کو کھلے دل سے معاف کر کے گلے لگاتے ہیں۔قرآن مجید میں دوسرے مذاہب کے بتوں تک کو بُرا کہنے سے منع کیا گیا ہے کہ وہ جواب میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کو بُرا کہیں گے۔افواہیں یہاں تک پھیلی ہوئی ہیں کہ ہم میں سے بعض مکاتب فکر نے قرآن مجید میں تحریف کی سازش کی ہے، تاکہ ہم کو ایک دوسرے سے بدظن کر کے لڑایا جا سکے، ہم

سب مشترکہ طور پر یہ اعلان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی تحریف کرنے والا بھی اسلام کے دائرہ سے خارج ہے۔

1.....دشمنانِ اسلام اور پاکستان کو منہ توڑ جواب دینے کیلئے ہم سب نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام مساجد، امام باڑے اور جماعت خانوں کے دروازے سب سنی، شیعہ اور اسماعیلیوں کیلئے کھلے رہیں گے، کسی بھی مکتب فکر کا مسلمان کسی بھی عبادت گاہ میں جا کر اپنے مسلک سے نماز ادا کر سکتا ہے۔

2.....قرآن مجید میں تحریف کے الزام کو رد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ مساجد میں، امام باڑوں اور جماعت خانوں میں قرآن مجید کے مخلوط مدارس قائم کئے جائیں، جہاں سب مکاتب فکر کے بچے اور بڑے حضرات قرآن مجید پڑھیں۔

3.....خلفاء راشدینؓ پر تبرّا بھیجنے والوں کا محاسبہ خود شیعہ برادری بھی کرے گی اور سنی حضرات پُرامن عزّ اداری کو یقینی بنانے میں پوری مدد دیں گے، کیونکہ کسی کے بھی بزرگوں یا شعائرِ مذہب کی تضحیک لازماً کشیدگی پیدا کرے گی۔

4.....اگر آپ اپنی آبادی کی مساجد، امام باڑے، جماعت خانے میں قرآن مجید کا مخلوط مدرسہ قائم کرنا چاہیں تو ہم ہر طرح کا مالی اور اخلاقی تعاون پیش کریں گے۔

5.....اگر آپ اپنی آبادی کی مسجد، امام باڑے، جماعت خانے میں ڈسپنسری قائم کرنا چاہیں تب بھی ہماری ممکنہ امداد حاضر ہے۔

6.....کسی بھی مکتب فکر کے لوگوں کو دوسرے مکتب فکر سے کوئی شکایت پیدا ہو تو وہ راست اقدام سوچنے کی بجائے زیر دستخطی سے رابطہ کریں، تاکہ متعلقہ مکتب فکر کے بزرگوں سے مل کر شکایت کنندہ کی تکلیف دُور کی جا سکے۔ یقین کیجئے کہ ہر مکتب فکر کے بزرگ انتہائی دردمند اور خدا خوفی والے لوگ ہیں۔

اس کے ثبوت میں ہم علی آباد (ہنزہ) میں مسجد قباء کی مثال پیش کرتے ہیں جہاں اسماعیلیوں کی شکایت پر سنی منتظمین نے فوراً امامِ مسجد کو علیحدہ کر دیا۔ اسی طرح علامہ آغا حامد، دشمنانِ اسلام کی سازشیں ناکام بنانے اور اخوت و رواداری کی فضاء کیلئے بے چین ہیں، ہم سب کو دشمنانِ اسلام کے سامنے مذاق نہیں بننا چاہئے۔ اور مل کر ''اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ'' پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

مندرجہ بالا پمفلٹ کی عبارت کے مضمون، تحریک اور ایسے عمل پر کیا حکم ہے؟ مزید یہ کہ جو صاحب ایسے امور کو لے کر چلے اور رجوع نہ کرے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: منسلکہ پمفلٹ: **سنی شیعہ اسماعیلی اتحاد**: کے مضمون کا حکم بیان کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ تین اُمور کا تذکرہ ہوجائے ،تا کہ اس پمفلٹ کے بارے میں ایک عام آدمی کو بھی نتیجہ اخذ کرنے میں سہولت ہو،اور وہ اُمورِ ثلاثہ یہ ہیں:

1.....فرقہ شیعہ وفرقہ اسماعیلیہ آغاخانی کے مختصر عقائد اور پھر اہل سنت کے عقائد سے موازنہ۔

2.....اس پمفلٹ کے مندرجات پر نقد وتبصرہ۔

3.....اتحاد کے لئے شرائط۔

نوٹ: آخری امر کا تذکرہ اس لئے ضروری ہے کہ عام لوگوں کا تأثر یہ ہے کہ اختلاف چھوٹے طبقے کے پیدا کردہ ہیں، ہر طبقہ کے بڑے اس بات کے متمنی ہیں کہ اتفاق واتحاد رہے۔

شیعہ کے عقائد

ان کے بنیادی: عقائدِ ثلاثہ: یہ ہیں۔

1.....عقیدۂ امامت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے انبیائے کرام علیہم السلام: مبعوث من اللّٰہ: اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں ایسے ہی: ائمہ معصومین: بھی۔ان پر وحی نازل ہوتی ہیں اور ان کو حسبِ منشاء قرآن پاک میں تبدیلی کرنے کی اجازت ہوتی ہے(العیاذباللّٰہ)۔

2.....بُغضِ صحابہؓ:

ان کا دوسرا بڑا عقیدہ یا اُصول صحابہ کرامؓ سے بغض وعداوت ہے۔ان کے نزدیک تمام صحابہ کرامؓ ماسوائے حضرت مقدادؓ،حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے، بعد وصال النبی ﷺ مرتد ہو گئے تھے۔اور ان تین حضرات نے بھی بشمول حضرت علیؓ کے طوعاً وکرہاً ایک مرتد سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیعت کرلی تھی (العیاذباللّٰہ)۔

3.....تحریف قرآن:

تیسرا بنیادی عقیدہ جو پہلے دو کا نتیجہ ہے وہ ہے تحریفِ قرآن۔ان کے نزدیک موجودہ قرآن حضرت عثمان غنیؓ کا تحریف کردہ ہے(العیاذباللّٰہ)۔اور اصلی قرآن ائمہ کے پاس: أباً عَنْ جَدٍ: منتقل ہوتا رہا ہے اور اب امام مہدی کے پاس ہے،اس کے چالیس پارے ہیں اور وہ ایک غار: سرمن راٰہ: میں اس قرآن کو لئے بیٹھے ہیں،اپنے ظہور کے

بعد اس کو لائیں گے اور نافذ کریں گے۔

اسماعیلیوں کے عقائد

اسماعیلیوں کے عقائد شیعہ ہی کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی کچھ آگے ہیں۔اسی بناء پر بعض شیعہ نے بھی ان کو اپنے میں شمار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ان کے عقائد کو بھی ہم مذکورہ بالا انداز سے لے لیتے ہیں۔

1.....عقیدۂ امامت:

آغا خانی اپنے: امامِ حاضر: کو صرف معصوم ہی نہیں مانتے بلکہ یہ بھی مانتے ہیں کہ ان کا امام حاضر ہے، خدا کا مظہر ہے، خدا تعالیٰ اپنی تمام الٰہی طاقتوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے امام حاضر میں حلول کرتا ہے۔اس لئے ان کے نزدیک: امامِ حاضر: ہی خدا ہے، وہی مستحق دعا و عبادت ہے۔(العیاذباللّٰہ)

2.....بُغضِ صحابہؓ:

اس عقیدہ میں اسماعیلی بھی شیعہ ہی کی طرح ہیں۔کیونکہ وہ بھی اکابر اصحاب ثلاثہؓ کو غاصب، ظالم اور خائن کہتے ہیں(العیاذباللّٰہ)۔

3.....تحریف قرآن:

ان کے نزدیک بھی قرآن پاک میں(معاذاللّٰہ) حضرت عثمان غنیؓ نے تحریف کی ہے، اصل قرآن تو چالیس پارے ہیں، تیس تو موجودہ اور باقی دس پارے: امام حاضر: کی زبان ہے(العیاذباللّٰہ)۔

ہم نے مذکورہ دونوں فرقوں کے تین بنیادی عقیدوں کو تو ذکر کیا ہے لیکن کلمہ کا نہیں، کیونکہ وہ تو عقیدے کا مظہر ہی ہوتا ہے۔لہٰذا اب: طرداً للباب: اس کا بھی ذکر کئے دیتے ہیں۔

شیعہ کا کلمہ:

:لاالہ الااللّٰہ محمدرسول اللّٰہ علیّ ولیّ اللّٰہ وصی رسول اللّٰہ وخلیفتہ بلافصل: یہ کلمہ: دینیات برائے نہم ودہم: کے جدا شیعہ نصاب۔جاری کردہ حکومت پاکستان سے لیا گیا ہے۔لیکن انہی کا کلمہ ایرانی رسالہ: وحدت اسلامی: کے سالنامہ 1984ء میں یوں درج ہے: لاالہ الااللّٰہ محمدرسول اللّٰہ علیّ ولیّ اللّٰہ خمینی حجۃ اللّٰہ:

اسماعیلی کلمہ:

:اشھدان لاالہ الااللّٰہ،واشھدان محمدرسول اللّٰہ،واشھدان علی اللّٰہ:

اب دوسری طرف اہل سنت کے ہاں نہ تو عقیدۂ تحریف قرآن ہے اور نہ بُغضِ صحابہؓ اور نہ ہی امامت کا تصور بلکہ یہ سب چیزیں ان کے نزدیک دائرۂ اسلام سے خارج کرنے والی ہیں۔اہل سنت کے ہاں صحابہ کرامؓ: مثـــــــل النجوم: ہیں،ان کی اقتداء ہی میں ہدایت مضمر ہے۔وہ موجودہ قرآن پاک ہی کو:منزّل من اللّٰہ: جانتے ہیں۔ اور اسی بناء پر اِن کے ہاں بنیادی عقیدہ تو حیدورسالت کا ہے،اور تمام صحابہ کرامؓ:علیٰ حسب المراتب:شرفِ صحابیت سے مشرف ہونے کے باعث ان کے سر کے تاج ہیں۔

لہذا یہ بات ثابت ہوئی کہ اہل سنت کے ساتھ ان دونوں گرہوں کا اختلاف اُصولی ہے اور کفرواسلام کا اختلاف ہے،کوئی فروعی اختلاف نہیں۔کیونکہ تحریف قرآن کا قائل اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا منکر،باجماعِ اہل اسلام کافر ہے۔

ایک بات کی وضاحت:

یہاں ایک بات کا تذکرہ مفید ہوگا وہ یہ کہ جب اُمت مسلمہ قادیانیوں کو ایک مرزا کے نبی ماننے پر کافر ومرتد کہتی ہیں تو شیعہ اور آغاخانی تو بطریق اولیٰ اس کے مستحق ہوں گے،کیونکہ وہ تو بارہ اماموں کو نبی، بلکہ ان سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں۔

اگر کسی خیر خواہ کو یہ اشکال ہو کہ وہ تو اِن عقائد سے برأت کا اظہار کرتے ہیں تو اس سلسلہ میں واضح ہو کہ ان دونوں فرقوں کے مذہب کا بنیادی جزو ہے:تقیہ:۔جس کے معنی ہے اپنے عقائد کو چھپانا۔تو وہ اس اظہارِ برأت میں اسی :تقیہ: سے کام لیتے ہیں۔ویسے بھی جب کوئی شخص کسی مذہب کا متبع وپیروکار ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ اس مذہب کے ائمہ ومجتہدین کی بات دیکھی جاتی ہے۔

لہذا مذکورہ دونوں فرقوں کے اماموں اور بڑے علماء کی باتوں کو دیکھا جائے گا،جیسا کہ صاحب:اصول کافی: جس کے بارے میں ملت شیعہ کا خیال ہے کہ اس نے گیارہوں بارہوں امام کا زمانہ پایا ہے،یا موجودہ دور میں خمینی اور پیشوا ملا باقر مجلسی ملعون۔اگر کوئی ان سے برأت کا اظہار کرے تو وہ شیعہ یا اسماعیلی ہی نہیں اور اس کا اِن کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا صحیح نہیں۔لہذا:برأت کا عذر:عذرِ لنگ ہے۔

منسلکہ پمفلٹ کی حقیقت:

منسلکہ پمفلٹ جھوٹ کا پلندہ، کذب وافتراء کا طومار اور اہل سنت عوام کو دھوکہ دینے کیلئے: تقیہ: کی سیاہ نقاب ہے۔ یہ اہل سنت کی تحریک ہرگز نہیں ہوسکتی، کیونکہ اگر شیعہ اور اسماعیلی اپنے کفریہ عقائد کو چھوڑ دیں تو وہ خود اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور اس صورت میں اس تحریک اور اتحاد کو سنی، شیعہ، اسماعیلی اتحاد قرار دینا غلط ہوگا، بلکہ اس کو: انتقال الشیعۃ والاسماعیلیین الی اھل السنۃ: کہنا ہوگا۔ اور اگر انہوں نے اپنے عقائد کو نہیں چھوڑا، جیسا کہ پمفلٹ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور اس کا نام بھی اس کی طرف مشعر اور اس کیلئے مثبت ہے تو پھر یہ کفر واسلام کے اتحاد کی کوشش ہے۔ کیونکہ شیعیت اور آغا خانیت خالص کفر ہے، جیسا کہ ان کے عقائد سے واضح ہو چکا ہے۔

اور جہاں تک اس کے مندرجات پر تفصیلی جائزہ کی بات ہے تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ پہلا پیرا گراف تو سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ: نادرن ایریا: میں مسلمانوں، شیعوں و آغا خانیوں کے مابین دشمنی تو مثالی کہی جاسکتی ہے، ان کے مابین محبت کا دعوی کرنا: روزِ روشن: کو: شبِ تاریک: قرار دینے کے مترادف ہے۔

پھر دوسرے پیرا گراف میں سازشوں کو فقط روس اور افغانستان کی طرف منسوب کرنا گویا عام مشاہدہ کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ سرکاری تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایسے واقعات میں ایران ملوث ہے، جیسا کہ مرحوم صدر ضیاء الحق نے اپنے ایک بیان میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔

تیسرے پیرا گراف میں صحابہ کرامؓ کے خلاف بہتان تراشی کو سازش کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے، حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دشمنی اور بغضِ صحابہؓ، شیعہ اور آغا خانیوں کا جزوِ ایمان ہے۔ اب اگر یہ سازش ہے تو پمفلٹ لکھنے والوں کو گویا اس کا اقرار ہے کہ شیعہ اور آغا خانی مذہب خود اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ہے۔

چوتھے پیرا گراف میں تحریف قرآن کی سازش پر افواہ کا اطلاق کیا گیا ہے، جو پرلے درجے کی جہالت اور جھوٹ ہے، اس لئے کہ شیعوں کے امام ملا باقر مجلسی نے تو: تذکرۃ الائمہ: میں ان سورتوں کو بھی نقل کیا ہے جو اس کے زعم میں قرآن سے نکال دی گئی تھیں۔ اور خمینی موجودہ شیعہ امام اسی ملا باقر مجلسی کو اپنی کتاب: کشف الاسرار: میں اپنا امام ومقتدا لکھتا ہے۔ اب اگر یہ لوگ مجبور ہو کر ایسے شخص کو جو تحریف قرآن کا قائل ہو، دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیں تو پھر انہیں ملا باقر مجلسی، خمینی اور دیگر شیعہ مجتہدین اور آغا خانی مصنفین کو بھی کافر کہنا

ہوگا، حالانکہ وہ اس کے قائل کبھی نہیں ہو سکتے، اور اگر بغیر تقیہ کے اس کے قائل ہو جاتے ہیں تو پھر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ کفر کی مختلف وجوہ میں سے ایک وجہ اِن میں نہیں رہی۔ اب اگر وہ مزید وجوہ کفر کو بھی چھوڑ دیں تو اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ ورنہ..... ہزار خداؤں کو ماننے والا اور دو خداؤں کو ماننے والا کفر میں برابر ہیں۔

آخر پمفلٹ میں مختلف تجاویز اور فیصلے دیئے گئے ہیں، ان میں سے پہلا فیصلہ تو یہ ہے کہ سنی، شیعہ اور اسماعیلی، ہر ایک کو اجازت ہوگی کہ دوسرے کے عبادت خانے میں جا کر عبادت کرے۔ معلوم نہیں اس پر عمل کہاں ہوا؟ یہاں کراچی میں تو اسماعیلی جماعت خانوں میں داخلے پر پابندی تو ویسے ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی اور جملہ حقوق داخلہ بحق متبعین آغا خان محفوظ ہیں۔ اب اگر اس کو عقلاً بھی دیکھا جائے تو ناممکن نظر آتا ہے۔ کیونکہ جب عقائد دونوں فریقوں کے جدا اور طرزِ عبادت جدا ہے، اور دونوں کے درمیان کفر و اسلام کا فاصلہ ہے تو پھر کیسے ایک جگہ عبادت کی جا سکتی ہے.....؟

اور جہاں تک مخلوط مدارس و مکاتب کا تعلق ہے تو اس میں سادہ لوح اہل سنت کو تو اپنے بچوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ باقی شیعہ اور آغانی تو اس کے علاوہ اور چاہتے ہی کیا ہیں۔ یہ روزمرہ کے مشاہدے کی بات ہے کہ شیعہ اور اسماعیلی کا بچہ بچہ اپنے عقائد سے بخوبی واقف ہوتا ہے، جبکہ اہل سنت کے بڑے حضرات بھی اس سے واقف نہیں ہوتے۔ پھر تبرّا بازی کے انسداد کے لئے شیعہ خود محاسبہ کریں گے تو بہت اچھا! سب سے پہلے تو موجودہ امام خمینی کا محاسبہ کریں، کیونکہ اس کی کتابیں مثلاً: کشف الاسرار: اور: الحکومۃ الاسلامیہ: اِن خرافات سے بھری پڑی ہیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو محاسبہ کیسا ہوگا.....؟

باقی یہ کہنا کہ سنی پُرامن عزاداری کو یقینی بنائیں گے۔ عزاداری پُرامن ہی کہاں ہوتی ہے؟، کیونکہ عزاداری کا ڈھونگ پہلے دن ہی سے اہلِ سنت کے خلاف خونی ڈرامہ کھیلنے کے لئے رچایا گیا ہے۔ چنانچہ یہ جلوس ہمیشہ چھریوں اور خنجروں سے لیس قاتلوں پر مشتمل ہوتے ہیں، جیسا کہ گزشتہ کئی سال کے واقعات گواہ ہیں، اور اگر بالفرض والمحال یہ جلوس پُرامن ہوں بھی تو ان کا جواز شرعی کہاں سے ثابت ہے؟ خود شیعہ کی کتابوں میں اس کو ناجائز لکھا ہے مثلاً: ملا باقر مجلسی اپنی کتاب: جلاء العیون: کے صفحہ: 123 پر لکھتا ہے کہ: ماتم کی ابتداء قاتلانِ حسینؓ نے کی، تاکہ اپنے جرم پر پردہ ڈال سکیں۔

اس کے علاوہ جو فیصلے اور تجاویز ہیں وہ خود فریبیوں کے سوا کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

اب بدیہی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان فرقوں کے عقائد واقعتاً ایسے ہی ہیں تو پھر ان پر حکومت

گرفت کیوں نہیں کرتی ؟ اور ان کو کافر کیوں قرار نہیں دیتی جبکہ یہ ایک اسلامی مملکت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے ملکی قانون میں اسلام اور اس کے بنائے ہوئے طریقوں سے انحراف قابلِ مواخذہ نہیں ہے۔ یہ بات اثر حسین ایڈووکیٹ نے سندھ ہائی کورٹ میں دورانِ بحث کہی تو عدالت نے اس پر سکوت اختیار کیا۔

آخر میں ہم تیسرے امر کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر تھوڑی سی دینی سوچ وفکر رکھنے والا دنیا دار ''اتحاد بین المسلمین'' کے لئے اپنے آپ کو بے چین ظاہر کرتا ہے اور انتشار و اختلاف کو علماء کے سر ڈالتا ہے۔

اتحاد کی شرط:

شیعہ آغا خانی اور اہلِ سنت کے اتحاد کی دعوت جو اس پمفلٹ میں دی گئی ہے غلط اور بے ہودہ ہے۔ اتحاد کی شرط، بشرطیکہ دوسرے فرقے بھی راضی ہوں اور مخلص ہوں تو فقط ایک ہی ہے اور اس شرط پر عمل کئے اور اس صورت کو اپنائے بغیر اہل حق کا اِن لوگوں سے اتحاد ناممکن ہے۔

اور وہ شرط یہ ہے کہ شیعہ اور آغا خانی اپنے تمام عقائدِ باطلہ سے برأت کا اظہار کریں اور ہر اُس شخص کو جو اِن عقائد کا حامل ہو، کافر قرار دے دیں، چاہے وہ شخص ان کا امام ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اتحاد کی یہ شرط نہ پائی جائے تو یہ کفر و اسلام کا اتحاد ہوگا، جو نہ صرف ناممکن، بلکہ محال ہے اور اس کی دعوت کفر کو برداشت کرنے کی دعوت کے مترادف ہوگی۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ اس شرط پر عمل کر کے حقیقتاً تو وہ شیعہ اور اسماعیلی نہیں رہیں گے، بلکہ اہلِ سنت میں داخل ہو جائیں گے، لیکن اس کے سوا اتحاد کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، کیونکہ کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر: اتحاد بین المسلمین: نہیں، بلکہ: اتحاد بین المنافقین: ہوگا۔

اب آخر میں ہم سائل کے سوالات کے جواب کی طرف آتے ہیں:

1.....مذکورہ بالا تفصیل کو دیکھنے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ پمفلٹ اور تحریک وعمل کسی چالاک اور منافق شیعہ ذہن کی پیداوار ہے، جس کا مقصد اہل سنت کو بے غیرت بنانا اور ان کو ایک سازش کے تحت گمراہ کرنا ہے۔

لہٰذا یہ تحریک وعمل قطعاً ناجائز وحرام ہے، کوئی عقلِ سلیم رکھنے والا اس کو صحیح نہیں کہے گا، چہ جائیکہ علماء کرام۔ اور یہ تحریک وعمل اُس انسان کو جو اِس پر عمل پیرا ہو کم از کم اہلِ سنت سے ضرور خارج کر دے گا، لہٰذا اس پمفلٹ کا مضمون بلا مبالغہ زندقہ اور عیاری پر مبنی ہے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ ایک شخص سنی بھی ہو اور شیعہ بھی ہو وغیرہ،

پھر وہ دوسرے کے عقائد کو جانتے ہوئے اس کے ساتھ اتحاد کر لے۔ یہ پمفلٹ سراسر گمراہی ہے، عوام کو اس سے متنبہ کیا جائے۔

2.....اس تحریک کو لے کر چلنے والا اگر اسلام اور عقیدۂ اہلِ سنت کا مدعی ہے تو اس پر لازم ہے کہ فوراً توبہ کر لے اور اپنے ایمان کو بچانے کی سعی کرے، ورنہ اس تحریک کے سبب سے وہ اہلِ سنت سے خارج ہو جائے گا۔ رہا یہ کہ وہ پھر کس زمرہ میں شمار ہوگا؟ مذکورہ بالا تقریر کی روشنی میں ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ اہلِ سنت کے نزدیک کفر و اسلام کے درمیان ایسی کوئی گھاٹی نہیں، جس سے آدمی اہلِ سنت کے زمرے سے نکل کر بھی خالص مسلمان رہ جائے۔

اور اگر وہ شخص منع کرنے کے باوجود اور شیعہ و آغا خانیوں کے عقائد سے مطلع ہونے کے باوجود اپنی اس تحریک پر جما رہے اور اصرار کرتا رہے تو یہ شخص دینِ اسلام اور مسلمانوں کا غدار شمار ہوگا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے قطع تعلق کر لیں، کیونکہ ایسے شخص سے تعلق آدمی کے ایمان کو خطرے میں ڈال سکتا ہے اور حضور اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ کی ناراضگی کا سبب تو ہے ہی۔ (فتاوی بینات: ج1: ص185 تا195)

دارالعلوم دیوبند کافتوی

صحابہ کرامؓ کی شان میں باغی، طاغی، مجرم، حکومت کا حریص اور ظالم جیسے الفاظ استعمال کرنے والے شخص کے انتظام وانصرام میں چلنے والے مدرسہ میں بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم کے لئے بھیجنے، ایسے شخص کو مقتدا ماننے، اس کی تقریر سننے، تحریر پڑھنے اور اس کے دُروس میں شریک ہونے اور ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل امر کے بارے میں کہ: لکھنؤ میں ایک مشہور عالم ہیں، جو پہلے ایک اہم ادارہ سے منسلک تھے، انہوں نے صحابہ کرامؓ کی مقدس ومحترم جماعت کو ایک عرصہ سے تنقیص کا نشانہ بنا رکھا ہے، ایک سال قبل جب ان کی تقریریں اور تحریریں سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تھیں تو اہل حق علماء کی طرف سے ان کی تلبیسات وتدلیسات کے مدلل جوابات دے دیئے گئے تھے، جس سے بحمداللہ عوام کی بے چینی و بے قراری ایک حد تک دُور ہوگئی تھی اور شبہات کا ازالہ ہوگیا تھا، پھر انہوں نے خود بھی بحث بند کرنے کا اعلان کردیا تھا، حالانکہ مشاجرات جیسے نازک موضوع کو موصوف ہی نے چھیڑا تھا اور حدود سے تجاوز کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی عظمت وتقدس کو سخت ٹھیس پہنچائی تھی اور نازیبا کلمات استعمال کرتے ہوئے بے جا جرح وتنقید کی تھی، اس اعلان کے بعد بھی وقتاً فوقتاً صحابہ کرامؓ کی تنقیص پر مشتمل تقریریں کرتے رہے اور بعض کتابیں بھی شائع کیں۔

اِدھر ایک ماہ قبل انہوں نے پھر مشاجرات صحابہؓ کو شدت سے اپنی تقریروں کا موضوع بنایا اور اس بار صحابہ کرامؓ کی مقدس ومبارک گروہ کو پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ نشانہ بنایا اور بعض جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی شان میں ہرملا رکیک اور جارحانہ تبصرے کئے۔ صحابہ کرامؓ کو عاصی، باغی، طاغی، مجرم، حکومت کا حریص اور ظالم تک کہہ دیا۔ (معاذاللّٰہ)

حضرت ابو ہریرہؓ جیسے جلیل القدر صحابی رسول کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے الزام لگایا کہ انہوں نے (نعوذباللہ) حدیثوں کا ایک ذخیرہ گول کر دیا تھا اور اس پر نہایت سخت لہجہ میں تبصرہ کیا کہ کسی کو حضور اکرم ﷺ کی حدیثیں چھپانے کا حق نہیں ہے۔ اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت پر بھی سوالیہ نشان کھڑے کئے اور صحابی کی تعریف ومصادق میں جمہور کی رائے چھوڑ کر ایک الگ راہ اختیار کر لی، اور صحابی کی معروف تعریف کو اہل سنت کا غلو اور دین میں تحریف قرار دیا۔

نیز یہ عالم اُمت کے اجماعی موقف: الصحابة كلهم عدول: سے شدید اختلاف کرتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کو جرح وتعدیل سے ماوراء قرار دیتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ منافق بھی صحابہ کرامؓ تھے اور صحابہ کرامؓ میں ہر قسم کے اچھے اور بُرے لوگ تھے (معاذاللہ)۔ اہل سنت والجماعت صحابہ کرامؓ کی عدالت پر جن آیات وحدیث سے استدلال کرتے ہیں ان کو وہ غلط معانی پہنا کر عدالت صحابہ کرامؓ کے نظریہ کو بالکل غلط اور بے دلیل قرار دیتے ہیں۔

نیز مذکورہ بالا عالم نے ترتیب نزولی پر قرآن کو مرتب کر کے اپنے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا اور اسے عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جیسے کہ ماضی میں بعض مستشرقین اور عنایت اللہ مشرقی نے بھی ایسی کوششیں کی تھی۔

پہلے کی طرح اس بار بھی موصوف نے ساری بے راہ روی کی باتیں کرنے کے بعد اچانک بحث کو بند کرنے کا اعلان اس طور پر کیا کہ اب حق واضح ہو چکا ہے اور حجت تمام ہو چکی ہے اس لئے میں امت میں اتحاد قائم کرنے کیلئے اس بحث کو بند کرتا ہوں، لیکن اپنی تقریروں سے نہ رجوع کا اعلان کیا اور نہ ہی اپنی مطبوعہ تحریروں کے بارے میں کوئی وضاحت جاری کی، اور نہ ہی اپنے آفیشیل اکاؤنٹ سے ان تقریروں کو ڈلیٹ کیا۔ سنجیدہ طبقہ کو اس بات سے سخت تشویش ہے کہ ان کی تقریریں اور تحریریں عوام میں پھیل چکی ہیں اور سوشل میڈیا پر مسلسل وائرل ہو رہی ہیں جس سے واقعہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے سلسلے میں لوگ نادانستہ طور پر بدگمانیوں کا شکار ہو رہے ہیں اور اس پاکیزہ جماعت کے بارے میں اب تک امت مسلمہ میں جو عظمت وتقدس اور ان کی عدالت وثقاہت کی فضا بنی ہوئی ہے، اس پر زد پڑ رہی ہے، نوجوان طبقہ کا ذہن ودماغ بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ ان کے مُحبین اور متعلقین کی ایک جماعت بھی تیار ہو گئی ہے جو مسلسل سبّ وشتمِ صحابہؓ میں مصروف ہے، اور موصوف اپنے افکار کے نہ صرف پُرزور داعی ہیں بلکہ اپنی تقریروں میں علماء کو کھلم کھلا چیلنج بھی کرتے ہیں اور اپنے محبین کے حلقے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے نظریات قرآن وحدیث کے عین مطابق ہیں، جو لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے وہ منکرِ حدیث ہیں اور عنداللہ ماخوذ ہوں گے اور روزِ قیامت شفاعت سے محروم رہیں گے۔

اس لئے ہمیں ناگزیر محسوس ہوا کہ محض اُمت مسلمہ کی خیر خواہی کے پیش نظر آپ حضرات کی خدمت میں ان مطبوعہ تحریروں کے منتخب اقتباسات مکمل سیاق وسباق کے ساتھ ارسال کر کے واضح حکم شرعی دریافت کریں۔ ہمیں اُمید ہے کہ صحابہ کرامؓ کے مقام ومرتبہ اور مشاجراتِ صحابہؓ جیسے نازک موضوع کے سلسلے میں امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کرتے ہوئے دلائل شرعیہ کی روشنی میں مسلکہ نظریات کا جو بھی شرعی حکم ہو: بلا خوف لومة لائم: واضح کیا جائے گا۔ واضح رہے کہ موصوف کے افکار ونظریات کے مفصل رد کی حاجت نہیں ہے، اہل علم اس سے واقف ہیں، قدیم وجدید کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے، ہمیں امید ہے کہ مذکورہ بالا عالم کے بارے میں آپ درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر فرما کر اُمت مسلمہ کی بروقت رہنمائی فرمائیں گے۔

الف..... اس عالم کے مذکورہ عقائد وافکار گمراہی شمار ہوں گی یا نہیں؟ اگر وہ عالم گمراہ ہے تو اس کی گمراہی کس نوعیت کی ہے؟

ب..... جو مدرسہ اس عالم کے انتظام وانصرام میں چلتا ہو اُس میں اپنے بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم کیلئے بھیجنا درست ہے یا نہیں؟ خصوصاً اُس وقت جبکہ اُس مدرسہ میں پڑھانے والے اساتذہ اُس عالم کے نظریہ سے بڑی حد تک واقف ہوں۔

ج..... ایسے عالم کے ساتھ مسلمانوں کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ اس کی تقریروں، مجلسوں اور دُروس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

د..... ایسے افکار کے حامل شخص اور ان کے مؤیدین کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

نوٹ: عالم موصوف کی مطبوعہ کتابوں، مثلاً: علمائے اہل سنت سے چند سوالات، لفظ صحابہؓ کے بارے میں غلط فہمیاں، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بے لاگ قوانین اور فیصلے، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب اور تہذیب علوم الحدیث کے بعض ضروری صفحات اور تقریروں کے منتخب اقتباسات منسلک ہیں۔

المستفتی..... عرفان نصر فاروقی ندوی۔ لکھنؤ (یوپی) (20:9:2020ء)

جواب: اس سلسلے میں پہلے چند بنیادی اور اصولی باتیں سمجھنا ضروری ہے۔

1..... محدثین کے نزدیک صحابی کی صحیح ومقبول اور معتمد تعریف یہ ہے: من لقی النبی ﷺ مؤمنا ومات علی الاسلام: یعنی جس نے حضور اکرم ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور اسلام کی حالت میں اس کا انتقال ہوا ہو۔

محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر صاحبؒ نے: الاصابہ فی تمیز الصحابہ: میں اس تعریف کے بارے میں لکھا ہے: اصح ماوقفت علیہ: یہ صحیح ترین تعریف ہے۔ اور فتح الباری: میں اس کو جمہور محدثین کا قول قرار دیا ہے۔ صاحب: مواھب لدنیہ: اور اس کے شارح علامہ زرقانیؒ نے بھی اسی تعریف کو راجح اور جمہور محدثین اور اُصولیین کا مذہب بتایا ہے۔ شیخ عوامہ نے: تدریب الراوی: کے حاشیہ میں علامہ عراقی کی: شرح الافیہ: کے حوالہ سے اسی تعریف کو راجح قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ نے بھی: ھدایۃ الشیعہ: میں صحابی کی یہی تعریف بیان کی ہے۔

اس تعریف کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صحابی ہونے کے لئے صحبت کی کوئی مدت معین نہیں ہے، جس نے بحالت اسلام ایک نظر بھی حضور اکرم ﷺ کو دیکھ لیا اور ایمان کی حالت ہی میں اس کا انتقال ہوا اس کو صحابی کہا جائے گا۔

حافظ ابوالقاسم ہبۃ اللہ طبریؒ نے: شرح اصول اعتقاد اھل السنت والجماعۃ: میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا واضح قول ذکر کیا ہے کہ صحبت کیلئے کوئی مدت متعین نہیں ہے،، جس نے بھی حضور اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی ہو خواہ ایک سال یا ایک ماہ یا ایک دن یا ایک ساعت یا آپ ﷺ کو ایک نظر دیکھ لیا ہو تو اُس کو صحابی کہا جائے گا۔ مذکورہ تعریف کے علاوہ صحابی کی دوسری تعریفات محدثین کے نزدیک مرجوع ہیں۔

2.....اگر چہ صحابہ کرامؓ کے درمیان باہم درجاتِ فضائل میں بہت کچھ تفاوت ہے، لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایک عقیدہ سب کے بارے میں بلا استثناء اور بلا اختلاف اجماعی ہے، وہ یہ ہے کہ: الصحابۃ کلّھم عدول: یعنی صحابہ کرامؓ سب کے سب عادل وثقہ ہیں، اس سے جس کسی نے بھی اختلاف کیا ہے، وہ ہمیشہ سے مسترد ہوا ہے۔ صدیوں سے یہ عقیدہ بالتواتر مسلّم ہے اور جزءِ ایمان ہے، جس کے بارے میں از سرِ نو تحقیق کی نہ ضرورت ہے، نہ گنجائش ہے۔

امام خطیب بغدادیؒ نے: الکفایۃ فی علم الروایہ: میں مستقل باب قائم کیا ہے: باب ماجآء فی تعدیل اللّٰہ ورسولہ للصحابۃ وانہ لایحتاج للسؤال عنہ: اس کے تحت کئی قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ سے عدالتِ صحابہ کرامؓ کو ثابت کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے: الاصابہ فی تمیز الصحابہؓ: میں خطیب بغدادیؒ کی مذکورہ بحث ذکر کی ہے: صحیح ابن حبان: میں بھی عدالتِ صحابہؓ کا مستقل عنوان ہے: ذکر الخبر الدال علی ان اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ کلھم ثقات عدول:

مقدمہ صحیح ابن حبان: میں مشہور حدیث: ألا لیبلغ الشاھد منکم الغائب: سے تمام

صحابہ کرامؓ کی عدالت کو ثابت کیا ہے، اور شیخ عوامہ نے: خطوات منهجية في اثبات عدالة الصحابه کے صفحہ نمبر 41 میں حدیث کے مذکورہ جملہ کو متواتر ثابت کیا ہے۔ علامہ شاطبیؒ نے بھی: الموافقات: میں آیت قرآنی: وكذلك جعلناكم امة وسطا: کے تحت عدالت صحابہؓ کو تفصیل سے ثابت کیا ہے، محدثین اور فقہاء کی عبارات اس سلسلے میں صریح اور قاطع ہیں۔: الفقه الاكبر: میں حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ہم ہر صحابیؓ کا تذکرہ خیر ہی کے ساتھ کرتے ہیں۔

امام طحاویؒ نے: العقيده الطحاويه: میں جو اصول دین کی مستند کتاب ہے، اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی تفصیل ذکر کی ہے، فرماتے ہیں کہ: ہم تمام صحابہ کرامؓ سے محبت کرتے ہیں، کسی کی محبت میں کمی نہیں کرتے ہیں، نہ کسی سے اظہار براءت کرتے ہیں، ہاں جو اُن سے بُغض رکھتا ہے یا خیر کے علاوہ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کا ذکر کرتا ہے، تو ہم اُس سے بُغض رکھتے ہیں، ہم صحابہ کرامؓ کا تذکرہ خیر ہی کے ساتھ کرتے ہیں، ان کی محبت دین وایمان اور احسان کی علامت ہے اور صحابہ کرامؓ سے بُغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی کی علامت ہے۔

علامہ ابن الہمامؒ نے: مسايره: میں لکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ کا تزکیہ یعنی گناہوں سے پاکی بیان کی جائے اس طرح کہ اُن سب کو عادل مانا جائے اور ان پر کسی قسم کا طعن کرنے سے پرہیز کیا جائے اور ان کی مدح وثنا کی جائے۔

علامہ محبّ اللہ نے: مسلم الثبوت: میں عدالت صحابہؓ کو اہل سنت کا مسلک قرار دیا ہے۔

ابن امیر حاج نے: التقرير والتحبير: میں علامہ تاج الدین سبکیؒ کے حوالے سے اس سلسلے میں نہایت نفیس بحث ذکر کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں قولِ فیصل یہ ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کی عدالت کا بلاتردّد یقین کرتے ہیں، صحابہ کرامؓ پر طعن وتشنیع کرنے والا شخص گمراہی اور کھلے خسارے میں ہے۔

آل تیمیہ کی: المسوده في اصول الفقه: میں ہے کہ اسلافِ اُمت اور جمہور خلف کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرامؓ عادل ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کی تعدیل فرمائی ہے۔

حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ اہل سنت کے اصول عقائد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ اپنے دلوں اور زبانوں کو صحابہ کرامؓ کے معاملے میں صاف رکھتے ہیں۔

حافظ ابن الصلاح نے مقدمے میں اور قاضی ابوالولید باجی نے: احكام الفصول: میں لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کی عدالت کے بارے میں سوال بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے، قرآن وسنت کی

نصوص قطعیہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے: الاصابہ: میں ایک خاص فصل اسی مقصد کیلئے قائم کی ہے اور اس کے تحت لکھا ہے کہ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سارے صحابہ کرامؓ عادل ہیں، اس عقیدے کی مخالفت سوائے چند مبتدعین کے کوئی دوسرا نہیں کرتا۔ مزید لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی تعظیم اگرچہ اُن کی ملاقات حضور اکرم ﷺ سے تھوڑی دیر ہی رہی ہو خلفائے راشدینؓ کے نزدیک ایک مقرر اور مانی ہوئی بات تھی۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب عادل ہیں، جو اختلافات کے فتنے میں مبتلا ہوئے وہ بھی اور دوسرے بھی۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عدالت کا تمام صحابہ کرامؓ میں عام ہونا ہی جمہور کا قول ہے اور یہی معتبر ہے۔

علامہ عراقیؒ نے: شرح الفیہ: میں اسی کو ترجیح دی ہے کہ بلا استثنا تمام صحابہ کرامؓ کا عادل ہونا ہی جمہور اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔

امام غزالیؒ نے: المستصفی: میں اور امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں جمہور اہل حق اُمت کا اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

ملا علی قاریؒ نے: شرح فقہ اکبر: میں لکھا ہے کہ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب عادل ہیں، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں پیش آنے والے اختلافات سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

3.....حضرت علیؓ سے قتال کرنے والے صحابہ کرامؓ کو (نعوذ باللہ) فاسق قرار دینا معتزلہ کی رائے ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے: الباعث الحیثیت: میں اور علامہ ابن الاثیر جزریؒ نے: جامع الاصول: میں معتزلہ کے قول کو دلائل کے ساتھ باطل اور مردود قرار دیا ہے۔

4.....تمام صحابہ کرامؓ سے محبت رکھنا، ان کا ادب واحترام کرنا، ان کی تعظیم وتکریم اور ان کی اقتدا واجب وضروری ہے، کسی بھی صحابی کو بُرا کہنا اور ان پر طعن وتشنیع کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو بُرا بھلا کہنا حرام ہے، یہ سخت ترین محرمات میں سے ہے، خواہ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی فتنے کی حالت سے دوچار ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، سب کا حکم ایک ہی ہے، اس لئے کہ اُن اختلافات میں سب کا مبنی اجتہاد اور تاویل تھا۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ کسی بھی صحابی کو بُرا کہنا گناہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ہمارا اور جمہور کا مذہب

یہ ہے کہ ایسے شخص کی تعزیر کی جائے گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صحابہ کرامؓ کا صرف ذکر خیر ہی کریں گے، وہ ہمارے دینی امام اور مقتدا ہیں، ان کو بُرا کہنا حرام ہے اور ان کی تعظیم ہم پر واجب ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یقیناً صحابہ کرامؓ کی جماعت بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے حکم میں ہوگی، پس جس طرح کسی نبی پر تنقید نہیں کی جاسکتی اور ان کی بات واجب التسلیم ہوتی ہے، بوجہ دلائل قطعیہ یقینیہ کے، اسی طرح صحابہ کرامؓ پر بھی تنقید کرنے کی نیت تک کرنا بد دینی اور کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

خطیب بغدادیؒ نے: الکفایۃ: میں بسند نقل کیا ہے کہ امام ابوزرعہؒ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ کسی صحابی کی تنقید کرتا ہے تو جان لو کہ وہ بد دین ہے۔

ابن عساکرؒ نے حضرت امام احمدؒ سے بسند نقل کیا ہے، جس کو علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی اپنے رسالہ: حکم سبّ الصحابۃؓ: میں ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو دیکھو کہ کسی صحابی پر تنقید کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ اس کا دین مشکوک ہے۔

حضرت امام احمدؒ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص حضرت امیر معاویہؓ یا حضرت عمرو بن العاصؓ کی تنقیص کرتا ہے، کیا اس کو رافضی کہا جائے گا؟ فرمایا: ان صحابہ کرامؓ کی تنقیص کی جراءت وہی کرسکتا ہے جو بد باطن ہو، کوئی بھی شخص کسی بھی صحابی رسول سے اگر بُغض رکھتا ہے تو یہ اس کے بد باطن ہونے کی علامت ہے۔

ابن عساکرؒ نے بسند نقل کیا ہے اور حافظ مزیؒ نے بھی: تھذیب الکمال: میں حضرت امام نسائیؒ کے ترجمے کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امام نسائیؒ سے حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ اسلام کی مثال اُس گھر کی سی ہے جس کا ایک دروازہ ہو، پس اسلام کا دروازہ صحابہ کرامؓ ہیں، جو شخص صحابہ کرامؓ کو تکلیف پہنچائے، گویا وہ اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے، جیسے کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے تو گویا وہ گھر کے اندر داخل ہونا چاہتا ہے۔ لہذا جو شخص حضرت امیر معاویہؓ کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے تو اس کا اصل نشانہ صحابہ کرامؓ ہی ہیں۔

حضرت امام وکیعؒ سے منقول ہے کہ جس طرح دروازے کا کنڈا ہلانے سے پورے دروازے میں حرکت ہوتی ہے، اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ کی مثال ہے، جو ان کو نشانہ نہ بنائے گا، ہم ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں بھی اس کو متہم سمجھیں گے۔

علامہ مرتضیٰ زبیدیؒ: شرح احیاء: میں لکھتے ہیں کہ تمام صحابہ کرامؓ کا عدالت کے ذریعہ تزکیہ کرنا اور اُن پر کسی طرح کا بھی طعن کرنے سے بچنا واجب ہے اور دیندار کیلئے زیبا ہے کہ صحابہ کرامؓ جس حال میں عہد نبوی ﷺ میں

تھے، اُسی حال پر آخر تک ان کو باقی رکھنے والا اعتقاد کرے، پس اگر کوئی لغزش نقل کی جائے تو عاقل کو چاہئے کہ اس نقل پر غور کرے، اگر وہ کمزور ہو تو اس کو رد کر دے اور اگر ایسا نہ ہو اور روایت آحاد میں سے ہو تو بھی امرِ متواتر میں اور جس چیز کی شاہد نصوص ہوں وہ نقل کوئی قدح پیدا نہیں کر سکتی۔

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ ایک سوال.....کہ ایک شخص حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں الفاظ: دغاباز، خائن، جھوٹا، خاطی، آل رسول کا دشمن، کہتا ہے، ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟ کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: ایسا شخص گنہگار اور فاسق ہے، اس کو فوراً توبہ کرنی چاہئے، کسی صحابی کی شان میں ایسی گستاخی کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں، بہت سے بہت یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی، جس سے ان کی شان صحابیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نیز ایک دوسرے سوال.....کہ جس کتاب میں حضرت امیر معاویہؓ کی عظمت وعزت کا لحاظ نہ کیا گیا ہو، بلکہ ایک قسم کی توہین ٹپکتی ہو اُس کتاب کا پڑھنا اور جس کا عقیدہ اُس کے موافق ہو اُس کا امام بنانا کیسا ہے؟ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ: حضرت امیر معاویہؓ جو کہ صحابی کاتب وحی تھے اور حضور اکرم ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے، ان کی شان میں ایسے الفاظ لکھنا نہایت سوءِ ادبی اور لکھنے والے کے فسادِ عقیدہ کی دلیل ہے۔ پس ایسی کتاب کا دیکھنا اور اس پر عقیدہ رکھنا درست نہیں اور جس کا عقیدہ ایسا ہو وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اس کو معزول کر دیں۔

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ لکھتے ہیں کہ جن مقدس ہستیوں کو رسول اکرم ﷺ نے امین قرار دیا، آج ان کے متعلق یہ بحث کرنا کہ ان سے گناہ صادر ہوئے تھے اور انہوں نے فلاں فلاں گناہ کئے ہیں، درحقیقت ان کی امانت وذمہ داری کو مجروح کر کے ان سے بے اعتمادی پیدا کرنا ہے جس کی زد حضور اکرم ﷺ پر جا کر پڑتی ہے کہ (معاذاللہ) آپ ﷺ نے نااہلوں پر اعتماد فرمایا اور اتنی بڑی امانت کی ذمہ داری ان کے سر ڈالی جس کے وہ اہل نہیں تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارا دین مخدوش وناقابلِ اعتماد ہو جائے گا۔ نیز فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی نہ کی جائے کہ ایمان کے لئے خطرہ ہے۔

5.....مشاجراتِ صحابہؓ کے بارے میں اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ان کے درمیان جو کچھ واقعات پیش آئے، وہ اجتہاد پر مبنی تھے، اس کی بنیاد پر کسی کی تفسیق وتنقیص کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، ان کے بارے میں سکوت اختیار کرنا چاہئے اور ان کی شان میں کوئی ایسی بات ہرگز نہیں کہنی چاہئے جس سے ان کی تنقیص ہوتی ہو۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری: میں لکھتے ہیں کہ اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان جو

مشاجرات ہوئے، ان کی وجہ سے کسی پر طعن کرنا ممنوع ہے اگر چہ یہ جان لیا جائے کہ ان میں سے حق پر کون تھا۔ اس لئے کہ صحابہ کرامؓ نے وہ جنگیں اجتہاد کی بنیاد پر کیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس شخص کو معاف کیا ہے جس سے اجتہاد میں خطا ہو جائے، بلکہ یہ ثابت ہے کہ اس کو ایک اجر ملے گا اور درست اجتہاد کرنے والا دوہرے اجر کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح کی بات علامہ عینیؒ نے بھی لکھی ہے۔

علامہ ابن الہمامؒ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان جو جنگیں ہوئیں وہ اجتہاد پر مبنی تھیں۔ امام غزالیؒ نے بھی: احیاء علوم الدین: میں اسی طرح کی بات لکھی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان جو اختلافات ہوئے ان کے بارے میں اہل سنت سکوت اختیار کرتے ہیں۔

امام قرطبیؒ نے اس سلسلے میں اہل سنت کے مسلک کی بہترین رہنمائی کی ہے، لکھتے ہیں کہ یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صحابی کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی منسوب کی جائے، اس لئے کہ ان سب حضرات نے اپنے طرز عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا اور سب کا مقصد اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی تھی، یہ سب حضرات ہمارے پیشوا ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ان کے باہمی اختلافات سے: کف لسان: کریں اور ہمیشہ ان کا ذکر بہترین طریقے سے کریں، کیونکہ صحابیت بڑی حرمت وعظمت کی چیز ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو بُرا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں معاف کر رکھا ہے اور ان سے راضی ہے۔

ملا علی قاری نے: شرح فقہ اکبر: میں لکھا ہے کہ مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں جو باتیں باطل اور جھوٹی ہیں ان کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جائے گا اور جو باتیں صحیح وثابت ہیں ان کے بارے میں اچھی تاویل کی جائے گی۔

6..... پوری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرامؓ کی معرفت، ان کے درجات اور ان میں پیش آنے والے باہمی اختلافات کا فیصلہ کوئی عام تاریخی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ معرفت صحابہؓ تو علم حدیث کا ایک اہم جزء ہے جیسا کہ: مقدمہ اصابہ: میں حافظ ابن حجرؒ نے اور: مقدمہ استیعاب: میں حافظ ابن عبدالبر نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کے باہمی تفاضل ودرجات اور ان کے درمیان پیش آنے والے اختلافات کے فیصلہ کو علمائے امت نے عقیدہ کا مسئلہ قرار دیا ہے اور تمام کتب عقائد اسلامیہ میں اس کو ایک مستقل باب کی حیثیت سے لکھا ہے، ایسا مسئلہ جو عقائد اسلامیہ سے متعلق ہو اور اسی مسئلہ کی بنیاد پر بہت سے اسلامی فرقوں کی تقسیم ہوئی ہو، اس کے فیصلے کیلئے بھی ظاہر ہے کہ قرآن وسنت کی نصوص اور اجماع امت جیسے شرعی حجت درکار ہیں، اس کے متعلق اگر کسی روایت سے استدلال کرنا

ہے تو اس کو محدثانہ اصول تنقید پر رکھنا واجب ہے، اس کو تاریخی روایتوں میں ڈھونڈنا اور ان پر اعتماد کرنا اصولی اور بنیادی غلطی ہے، وہ تاریخیں کتنے ہی بڑے ثقہ اور معتمد علمائے حدیث ہی کی لکھی ہوئی کیوں نہ ہوں، اس کی فنی حیثیت ہی تاریخی ہے جس میں صحیح وسقیم روایات جمع کر دینے کا عام دستور ہے۔

سلف وخلف اور متقدمین ومتاخرین اصولیین، فقہاء اور اکابر کی مذکورہ واضح تصریحات سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرامؓ کی عدالت وثقاہت اور ان کا جرح وتنقید سے بالاتر ہونا قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ نصوص اپنی دلالت میں صریح ومحکم ہیں، یہ اہل سنت والجماعت کا ایک مسلّمہ عقیدہ ہے، جس پر جمہور امت کا اجماع ہے اور ان کے درمیان جو اختلافات رونما ہوئے، ان کو اجتہادی قرار دیتے ہوئے سکوت اختیار کرنا اور کسی بھی صحابی کی شان میں منفی تبصرہ کرنے سے احتراز کرنا بھی اہل سنت کا مذہب ہے۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

الف..... سوال نامے کے ساتھ تحریر وتقریر کے جو اقتباسات منسلک کئے گئے ہیں، ان کو پڑھنے سے واضح ہے کہ مذکورہ شخص کے عقائد ونظریات جمہور اہل سنت والجماعت کے قطعاً خلاف ہیں اور موجب فسق ہیں اور منسلکہ صفحات میں جن نصوص سے استدلال کیا گیا ہے، وہ قطعاً درست نہیں ہے، یہ محض کم علمی اور کج فہمی سے عبارت ہے۔

ہر ملا صحابہ کرامؓ کی شان میں باغی، طاغی، مجرم، حکومت کا حریص اور ظالم جیسے الفاظ استعمال کرنا اور ان کی تنقیص وتفسیق براہ راست ایمان کیلئے نہایت خطرناک ہے، ایسے نظریات کا حامل شخص کوئی بھی ہو بلاشبہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کی بھی ضلالت کا سبب ہے، نفوس سلیمہ ایسی باتوں کو کبھی قبول نہیں کر سکتے، اگر کسی کو ایسی باتیں بھلی معلوم ہوتی ہیں تو خود اس کے اندر زیغ ہے۔

ب..... ایسے شخص کے انتظام وانصرام میں چلنے والے مدرسہ میں بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم کے لئے بھیجنا فسادِ عقیدہ کے اندیشہ کی وجہ سے قطعاً جائز نہیں ہے۔

ج..... مسلمانوں کیلئے ایسے شخص کو مقتدا ماننا، اس کی تقریر سننا تحریر پڑھنا اور اس کے دُروس میں شریک ہونا نہ صرف یہ کہ ناجائز ہے بلکہ ایمان کے لئے سخت خطرناک اور نقصان دہ ہے۔

د..... ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(12:2:1442ھجری بمطابق: 30:9:2020ء)

حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری

صاحب کا فتوی

سابق صدر مفتی، حال شیخ الحدیث،

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

شیعہ کے مذہبی پروگراموں میں اپنے مکان اور برتن وغیرہ کرایہ پر دینا اور اُن کے ساتھ تعاون کرنا اور شیعیت کی اسلام دشمنی:

سوال: امسال ماہِ محرم کے موقع پر شیعہ فرقہ کے رہنما، جسے وہ لوگ (وڈاملا) کہتے ہیں، سورت آئے، اور دس دن تک ان کے پروگرام ہوئے۔ اس موقع پر ہمارے بعض اداروں نے اپنے مکان کرایہ پر اُن کو دیئے، اور بعض مسجدوں کے برتن بھی اُن لوگوں کو کرایہ پر دیئے، بعض مسلم اخباروں نے ان کی تعریف کی اور مسلمانوں کے کچھ لیڈر استقبال کیلئے ائیر پورٹ گئے، اور اُن کے وڈاملا کا استقبال کیا۔ شیعوں کے عقائد صحابہ کرامؓ کے متعلق نہایت گندے اور خراب ہیں، اور اُن لوگوں کے پروگراموں میں صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخیاں اور صحابہ کرامؓ پر سب وشتم ہوتا ہے۔

چنانچہ سالِ گذشتہ اسی محرم الحرام کے موقع پر بمبئی میں اُن کے اسی وڈاملا نے خلیفۂ اوّل سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان میں سخت گستاخی کی تھی۔

ایسے لوگوں کو اُن کے اپنے مذہبی پروگراموں کے موقع پر اپنے مکان اور مسجد کے برتن کرایہ پر دینا، ان کا تعاون شمار ہوگا یا نہیں؟ اور اُن کو کرایہ پر دینے میں شرعی قباحت ہے یا نہیں؟

جواب: روافض کے جو فرقے اِس وقت دنیا میں موجود ہیں، اُن میں فرقہ اثنا عشریہ کو تعداد اور بعض دوسری حیثیتوں سے امتیاز اور اہمیت حاصل ہے، اسی کی ایک شاخ داؤدی بھی ہیں، جن کے مذہبی رہنما بوڈاملا: ہیں، اسلام کے خلاف اُٹھنے والی تحریکوں اور فتنوں میں بعض فتنے انتہائی شدید اور خطرناک تھے، مگر اُن میں بھی روافض کا فتنہ سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہوا، اس فرقہ کو جب بھی موقع ملا اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اس فرقہ کو بعض اوقات اقتدار بھی ملا تو اس نے موقع پر بھی بھرپور فائدہ اٹھایا، بیت اللہ پر حملہ کیا، حجر اسود کو اٹھا کر لے گئے، مسلمانوں کا قتل عام کیا، علمائے کرام کو شہید کیا، اسلام کے ساتھ شیعوں کا رویہ کیا رہا؟ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کے الفاظ میں اس کا خلاصہ یہ ہے۔ فرمایا کہ:

روافض ہمیشہ یہود، نصاریٰ، تاتاری، مشرکین وغیرہ، دشمنانِ اسلام کے ساتھ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اُن مخلص بندوں سے بغض وعداوت رکھتے ہیں ہیں جو اعلیٰ درجہ کے دیندار اور متقیوں کے سردار تھے، اور دین کی تبلیغ اور نصرت اور اسے قائم کرنے والے تھے۔ تاتاری کفار کے اسلامی ملکوں میں راہ پانے میں سب سے زیادہ دخل ان روافض ہی کا تھا، ابن علقمی اور نصیر طوسی وغیرہ کی دشمن نوازی اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشیں اب ہر خاص و عام کو معلوم ہو چکی ہیں، شام میں جو روافض تھے انہوں نے بھی کھلم کھلا کافروں کا ساتھ دیا تھا، اور غازان کی آمد پر جب لشکر اسلام کو شکست ہوئی اُس وقت عیسائیوں اور دیگر اسلام دشمن طاقتوں کی انہوں نے پوری مدد کی تھی، یہاں تک کہ مسلمانوں کی املاک اور ان کے بچوں کو ان کے ہاتھوں غلاموں کی طرح فروخت کیا تھا، اور مسلمانوں سے علانیۃ جنگ کی تھی، بلکہ ان میں سے بعض نے تو صلیبی جھنڈا بھی بلند کیا تھا، اور گذشتہ دور میں عیسائیوں کے بیت المقدس پر قبضہ میں ان کا بڑا حصہ تھا۔ (منهاج السنة: ج 4: ص 101)

اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اس طرزِ عمل کے علاوہ شیعوں اور روافض کے عقائد کا ان ہی کی کتابوں سے مطالعہ کیا جائے تو روز روشن کی طرح بات عیاں اور واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں، ان کا دین و مذہب ایک الگ اور خود ساختہ ہے، جو اسلام کے بالکل متوازی اور اسلام سے متصادم ہے، مگر آج تک عوام مسلمان اس فرقہ کو اسلام ہی کا ایک فرقہ سمجھتے ہیں، اور حنفی، مالکی، شافعی و حنبلی کی طرح اسے بھی ایک مسلک سمجھتے ہیں، حالانکہ اس فرقہ کے عقائد و مسلمات کو پڑھ کر اس خیال کی تردید ہوتی ہے، بات یہ ہے کہ اس فرقہ نے ہر دور میں تقیہ کا

سہارالیا اور ہمیشہ اس کے فتنے ان کا الحاد و زندقہ اور اس کے کفریات تقیہ کی سیاہ چادر میں چھپے رہے۔

تنبیہ:

تقیہ ان کے دین کا جزء ہے، تقیہ کا معنی ہے جھوٹ بولنا، نفاق سے کام لینا، کسی کو دھوکہ دینا وغیرہ۔ ان کے مذہب میں تقیہ جائز ہی نہیں بلکہ بہت بڑا ثواب ہے، جو آدمی نفاق سے کام نہیں لیتا وہ بے دین ہے، اصول کافی کی روایت ہے: لادین لمن لاتقیۃ لہ: اور ایک روایت میں ہے: لاایمان لمن لاتقیۃ لہ: یعنی جو شخص لوگوں کو دھوکہ نہیں دیتا وہ بے دین اور بے ایمان ہے۔ ان کے کفریہ عقائد کی تفصیل کا اس وقت موقع نہیں، البتہ چند اصول حسب ذیل ہیں:

1.....نظریۂ امامت:

شیعہ مذہب کی اصل الاصول بنیاد عقیدۂ امامت ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جانب سے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کیا جاتا ہے، اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے بعد اماموں کو بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے مبعوث کیا جائے گا، وہ امام شیعہ عقیدہ میں نبی کی طرح ہر غلطی سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں، ان پر وحی نازل ہوتی ہے، ان کی اطاعت ہر بات میں نبی کی طرح فرض ہے، وہ نبی کی طرح احکامِ شریعت نافذ کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ قرآن کے جس حکم کو چاہیں منسوخ یا معطل بھی کر سکتے ہیں، گویا اسلامی عقیدہ میں جو مفہوم، جو حیثیت اور جو مرتبہ ایک مستقل صاحبِ شریعت نبی کا ہے ٹھیک وہی مفہوم، وہی حیثیت اور وہی مرتبہ شیعوں کے نزدیک: امام معصوم: کا ہے۔

2.....بُغضِ صحابہ کرامؓ:

شیعوں کا دوسرا سب سے بڑا اُصول صحابہ کرامؓ سے بغض وعداوت ہے۔ شیعوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کے بعد جنہوں نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی، وہ (نعوذ باللہ) اس فعل کی وجہ سے سب کے سب کافر اور مرتد ہو گئے تھے، کیونکہ انہوں نے امام معصوم یعنی حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی، ان میں بھی حضرات شیخینؓ (سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ) کے بارے میں تو ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نہ صرف یہ کافر و منافق تھے بلکہ اگلی اُمتوں اور اس اُمت کے خبیث ترین کافروں فرعون، ہامان، نمرود، ابولہب، ابوجہل سے بھی حتیٰ کہ شیطان مردود سے بھی بدتر درجہ کے کافر تھے، اور جہنم میں سب سے زیادہ عذاب ان ہی دونوں پر ہے (نعوذ باللہ)۔ اور یہ کہ ان

دونوں کی بیٹیاں (حضور اکرم ﷺ کی پاک بیویاں، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ) بھی (نعوذباللّٰہ) منافقہ و کافرہ تھیں، اور اپنے باپ (سیدنا صدیق اکبرؓ وسیدنا فاروق اعظمؓ) کے کہنے سے ان دونوں نے حضور اکرم ﷺ کو زہر دے کر شہید کر دیا: استغفر اللّٰہ، ثمّ استغفر اللّٰہ ، والعیاذ باللّٰہ۔

3.....تحریفِ قرآن:

شیعوں کا تیسرا عقیدہ، اوّل الذکر دونوں عقیدوں سے بدتر، مگر دو اور دو چار کی طرح اوّل الذکر دونوں عقیدوں کا لازمی نتیجہ ہے، اور وہ ہے تحریف قرآن۔

مسلمان تو مسلمان آج تک کسی بد سے بدتر کافر کو بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی کہ مسلمانوں کے پاس قرآن کریم کے نام سے جو مقدس کتاب محفوظ چلی آتی ہے، اور جس کے ہر زمانہ میں ہزاروں نہیں، لاکھوں حافظ موجود رہے ہیں، وہ ٹھیک وہی کتاب نہیں جو مسلمانوں کو حضور اکرم ﷺ نے دی تھی، لیکن لعنت ہے شیعہ مذہب کے موجدوں کو، انہوں نے یہ عقیدہ بھی شیعوں سے منوالیا۔ شیعہ مذہب کہتا ہے کہ قرآن کریم موجودہ شکل میں جو مسلمانوں کے پاس ہے یہ وہ اصل قرآن کریم نہیں جو حضور اکرم ﷺ کو دیا گیا تھا، بلکہ یہ صحیفۂ عثمانی ہے۔ اصلی وہ بڑا قرآن کریم ہے جو بارہویں امام کے ساتھ کسی نامعلوم غار میں دفن ہے۔

میرے محترم قارئین کرام!

شیعوں کے اِن کفریہ عقائد کی وجہ سے تمام علمائے اسلام نے ان کو کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ ماضی قریب میں اس سلسلہ میں ایک تفصیلی فتویٰ ہند و پاک و بنگلہ دیش کے علماء کے دستخط سے شائع بھی ہو چکا ہے۔ اور خود آپ کے استفتاء میں: وڈاملا: کا سالِ گذشتہ محرم الحرام کا عمل بھی تحریر ہے، اور یہ ایسی معروف و مشہور بات ہے جس سے تمام اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں۔

اب ایسی شخصیت کی آمد پر اِن کا استقبال اور اظہارِ مسرت کرنا، نیز ان کے مذہبی پروگراموں کیلئے جو ظاہر ہے کہ ان کے انہی باطل عقائد و نظریات کی ترویج و اشاعت کیلئے ہوتے ہیں، بلکہ امسال ان پروگراموں کا سلسلہ بمبئی سے سورت اسی لئے منتقل کیا گیا ہے کہ گذشتہ سال کے واقعہ سے بمبئی کے مسلمان چونک گئے ہیں، اور امسال کے پروگراموں پر ان کا تعاقب کا قوی خدشہ تھا، اس لئے اس سے بچنے کیلئے بڑی ہوشیاری سے یہ لوگ اس سلسلہ کو سورت میں لے آئے، تاکہ ان کی شرارتوں پر پردہ پڑا رہے۔

ایسے موقع پر اسلامی غیرت و حمیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ سورت کے مسلمان اس سلسلہ کی سورت میں منتقلی پر ہی

اپنے غم وغصہ اور ناراضگی کا اظہار کرتے، چہ جائیکہ اپنے اداروں کی عمارتوں کو کرایہ کے لالچ میں ان کے حوالہ کررہے ہیں، اور لیڈر حضرات ووٹ کے لالچ میں اور اپنی لیڈری چمکانے کے لئے استقبال کررہے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ: وڈاملا: کی سورت میں آمد کسی سیاسی پروگرام کے ماتحت نہیں تھی بلکہ خالص مذہبی پروگرام کی غرض سے تھی، اس لئے شرعی طور پر ان کے استقبال یا اس پروگرام میں کسی بھی نوع کا تعاون جائز نہیں ہے، باری تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: و لاتعاونوا علی الاثم و العدوان: یعنی گناہ اور زیادتی (کی باتوں) میں ایک دوسرے کی اعانت نہ کرو۔

تفسیر روح المعانی میں آیت کریمہ: فلن اکون ظھیرا للمجرمین: کے تحت یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہ کہاں ہیں ظالم لوگ اور ان کے مددگار؟ یہاں تک کہ وہ لوگ جنہوں نے ظالموں کے دوات، قلم درست کیا، وہ بھی سب ایک لوہے کے تابوت میں جمع کر کے جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

یہ یاد رہے کہ قرآن وحدیث کی اصطلاح میں ظلم کا اطلاق تمام گناہوں پر ہوتا ہے، حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: من وقر صاحب بدعة فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام: یعنی جس نے کسی صاحبِ بدعت کی توقیر وتعظیم کی، اس نے (گویا تمام اہل) اسلام کے نیست ونابود کرنے پر تعاون کیا، آج کل استقبال، تعظیم وتوقیر کی غرض سے ہی کیا جاتا ہے۔

دورِ حاضر میں ایران کی شیعی حکومت کے باطل پروپیگنڈہ نے مسلمان نوجوانوں کے دل ودماغ کو متاثر کیا ہے، ایسے وقت میں ان لوگوں کے ساتھ اس طرح کا تعاون اور رابطہ عوام مسلمین کے دین وایمان کے لئے مہلک ہے، شیعوں کے یہاں محرم الحرام کی مجالس ان کا مذہبی شعار سمجھی جاتی ہے، جن میں وہ کونا کوں خرافات کے مرتکب ہوتے ہیں، ان کے اس مذہبی شعار کی ادائیگی کیلئے مکان مہیا کرنا، کس قدر خطرناک ہے؟ اس کا اندازہ ہر باحمیت وباغیرت مسلمان بہ آسانی لگا سکتا ہے؟ خصوصاً ادارہ کا یہ مکان اگر مخصوص کام کیلئے وقف ہو تو وقف کرنے والے کے مقرر کردہ شرائط کے خلاف اس کو استعمال کرنا، یعنی کرایہ پر دینا تو عام حالات میں بھی درست اور جائز نہیں ہے۔

آیت کریمہ: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ: کی تفسیر میں حضرت ابن جریرؒ نے فرمایا ہے کہ ظالموں کی طرف کسی طرح کا بھی میلان نہ رکھو۔ حضرت ابوالعالیہؒ نے فرمایا کہ ان کے اعمال وافعال کو پسند نہ کرو۔ حضرت جابر بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ: رُکُون:

جوآیت میں مذکور ہے کا مطلب ہے مداہنت برتنا، یعنی ان کے کفریات پر انکار نہ کرنا۔

آگے تفسیر فرماتے ہوئے علامہ قرطبیؒ رقمطراز ہیں: وانھا دالة علی ھجران اھل الکفر والمعاصی من اھل البدع وغیرھم: یعنی اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل کفر اور اہل معصیت اور اہل بدعت کی صحبت سے اجتناب اور پرہیز واجب ہے (بجز اس کے کہ کسی مجبوری سے ان سے ملنا پڑے)۔

مدینہ منورہ میں یہود کے جو قبائل آباد تھے، اُن میں سے ایک بنو قینقاع تھا، ان کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا معاہدہ تھا کہ ہم آپس میں جنگ نہیں کریں گے، اور ایک دوسرے کے دشمنوں کی مدد بھی نہیں کریں گے۔ اُن لوگوں نے بعد میں اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی، اور اس کو توڑ دیا، اُس وقت حضرت عبادہ بن صامتؓ نے (جن کے ان کے ساتھ تعلقات تھے) ان کی اس شرارت کو دیکھ کر ان کے ساتھ جو تعلقات تھے تمام یکسر ختم فرما کر اُن سے بیزاری کا اعلان فرمایا۔ اُس وقت قرآن کریم کی آیت: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ: نازل ہوئی۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اس واقعہ سے استنباط فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں: کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ ایمان کیلئے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ اور عباد مؤمنین کی محبت ضروری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے عداوت ونفرت، بیزاری اور برأت کا اعلان بھی ضروری ہے۔

شیعوں کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور عداوت ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے حقیقی خیر خواہ نہیں ہو سکتے، بلکہ ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر انہیں نقصان پہنچائیں، اور دینی و دنیوی خرابیوں میں مبتلا کریں، ان کی آرزو یہ ہے کہ مسلمان تکلیف میں رہیں، اور کسی نہ کسی تدبیر سے انہیں دینی یا دنیوی نقصان پہنچے۔ جو دشمنی یا ضرر اُن کے دلوں میں ہے وہ تو بہت زیادہ ہے، لیکن بسا اوقات عداوت وغیظ وغضب سے مغلوب ہو کر کھلم کھلا بھی ایسی باتیں کر گزرتے ہیں جو اُن کی گہری دشمنی کا پتہ دیتی ہے۔ ارشاد ربانی ہیں: لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا، وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ، الخ: کے مصداق ہیں۔

(محمود الفتاویٰ: ج 1: ص 333)

یا علیؓ مشکل کشا کہنے کا حکم:

سوال: مشکل کشا جب اللہ رب العزت ہی ہیں، تو کیا حضرت علیؓ کو مشکل کشا کہنا روا رہے گا؟ اگر چہ

عقیدہ مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہونے کا ہو؟

جواب: حضرت علیؓ بہت مشکل مقدمات اور معاملات کو آسانی سے حل فرمایا کرتے تھے، اس لئے حضرت علیؓ کو حلّال المعضلات: کہتے تھے، اس کا فارسی میں ترجمہ مشکل کشا ہے۔ لیکن ان کی محبت وعقیدت میں غلو کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہر مشکل خواہ کسی زمانے میں پیش آئے، حضرت علیؓ حل کرتے ہیں، اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ پریشانی اور مصیبت کے وقت: یا علیؓ: پکارتے ہیں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے بھی وہ بے نیاز ہو گئے، اور جملہ اُمور میں کارساز حقیقی حضرت علیؓ کو ہی قرار دے لئے، یہ عقیدہ، اسلام کے خلاف اور شرک ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔ (محمود الفتاویٰ: ج 1: ص 387)

محرم کی بدعات کے لئے چندہ دینے اور تعزیہ بنانے کا حکم:

سوال: ہر گاؤں میں مذہب کی ایک جماعت رہتی ہے اور رہنا ضروری ہے، اور ہر کسی کو جماعت کے ساتھ رہنا چاہئے۔

بات یہ ہے کہ جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں محرم نکالنے کے واسطے ہر گھر سے ورگنی یعنی پیسے نکال کر تعزیہ نکالا جاتا ہے اور محرم کھیلا بھی جاتا ہے۔ اس لئے یہ ورگنی (چندہ) دینا اچھا ہے یا نہیں؟ اور اگر اچھا نہیں ہے تو کیوں؟ دراصل ہم پندرہ سال سے محرم میں شامل نہیں ہے؟ صرف جماعت کو برابر چندہ دیتے ہیں اور محرم کی مجالس پڑھنے جاتے ہیں، صرف جماعت کے برابر رہنے کے لئے ورگنی (چندہ) دینا پڑ رہا ہے۔ اس میں کچھ گناہ تو نہیں؟

جواب: تعزیہ سازی کا ناجائز ہونا اور اس کا خلافِ دین ہونا: اظہر من الشمس: ہے، ادنیٰ درجہ کے مسلمان کے لئے بھی دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قرآن مجید میں: اتعبدون ماتنحتون: کیا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جس کو خود ہی نے تراشا اور بنایا ہے؟

ظاہر ہے کہ تعزیہ انسان اپنے ہاتھ سے بانس کو تراش کر بناتا ہے اور پھر منت مانی جاتی ہے اور اس سے مرادیں مانگی جاتی ہیں، اس کے سامنے اولاد وصحت کی دعائیں کی جاتی ہیں، سجدہ کیا جاتا ہے، اس کی زیارت کو زیارتِ حضرت امام حسینؓ سمجھا جاتا ہے۔ کیا یہ سب باتیں روحِ ایمان اور تعلیمِ اسلام کے خلاف نہیں ہیں؟

علامہ حیات سندھی ثم المدنیؒ: المتوفی 1163ھ: فرماتے ہیں کہ رافضیوں کی بُرائی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لوگ حضرت حسینؓ کی قبر کی تصویر بناتے ہیں، اور اس کو مزین کر کے گلی کوچوں میں لے کر گشت کرتے ہیں اور یا حسین

یا حسین پکارتے ہیں اور فضول خرچی کرتے ہیں، یہ تمام باتیں بدعت اور ناجائز ہیں۔

حضرت شاہ سید احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ ماہِ محرم میں حضرت حسینؓ کی محبت کے گمان میں ماتم اور تعزیہ سازی بھی روافض کی اُن بدعات میں سے ہے جو ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہیں، ان بدعتوں کی چند قسمیں ہیں۔ سب سے پہلے قبر و مقبرہ کی نقل، علم و سدہ وغیرہ کہ یہ کھلے طور پر بت سازی اور بت پرستی کی قسم میں سے ہیں۔

حافظ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں: خبردار! خبردار! یومِ عاشوراء کو روافض کی بدعات میں ہرگز مشغول نہ ہونا، جیسا کہ مرثیہ خوانی، رونا چلانا اور ماتم کرنا یہ سب اُمورِ مسلمانوں کے نہیں، اور اگر ان کا کچھ بھی تعلق اسلام سے ہوتا تو حضور اکرم ﷺ کی وفات کا دن اس ماتم سرائی کے لئے زیادہ مستحق تھا۔

جناب مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ: علم تعزیہ، بیرک مہندی جس طرح رائج ہے، بدعت ہے اور بدعت سے اسلام کی شوکت نہیں ہوتی، تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعۂ حاجت روائی سمجھنا جہالت ہے، اور اس سے منت ماننا حماقت اور نہ کرنے والے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے، مسلمانوں کو ایسی حرکت سے باز آنا چاہئے۔

مولوی حکیم محمد حشمت بریلوی لکھتے ہیں کہ: تعزیہ داری جس طرح رائج ہے، متعدد معاصی (نافرمانی) و منکرات یعنی خلافِ شرع باتوں کا مجموعہ اور گناہ و ناجائز و بدعتِ شنیعہ و باعثِ عذابِ الٰہی و طریقۂ روافض ہے، اسے جائز نہیں کہے گا مگر بے علم اور احکامِ شرع سے ناواقف۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: کل بدعة ضلالة، و کل ضلالة فی النار: دوسری حدیث شریف میں ہے: شر الامور محدثاتها، و کل محدثة بدعة، و کل بدعة ضلالة: پس تعزیہ کا بنانے والا، رکھنے والا، اس میں دامے قدمے مدد کرنے والا، اس پر شیرینی چڑھانے والا، فاتحہ دینے والا سب گنہگار، مستحقِ عذابِ نار ہیں۔ یہ سب باتیں بدعت و اعانت علی المعصیت ہیں اور وہ حرام، سخت عذاب کا باعث۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان:

مسلمانوں کو چاہئے کہ اس بدعتِ شنیعہ سے بموجب حدیث شریف: ایاکم و محدثات الامور: بچیں اور دُور رہیں، اور کسی بھی طرح اس میں شرکت نہ کریں۔ اس لئے آپ کا محرم کی بدعات کیلئے ورگنی یعنی چندہ دینا ناجائز اور حرام ہے۔ (محمود الفتاویٰ: ج 1: ص 436)

بائیس رجب کو کونڈا کرنا:

سوال: رجب میں امام جعفر صادقؒ کے کونڈے کی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: بائیسویں رجب کو کونڈا کرنے کا جو رواج ہے یہ رسم اہل سنت کے مذہب میں محض بے اصل اور خلافِ شرع اور بدعت ممنوعہ ہے۔(محمود الفتاویٰ:ج1:ص477)

محرم میں کھچڑا پکانا:

سوال: محرم میں کھچڑا کرنے کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: محرم میں کھچڑا کی رسم کرنا ممنوع و ناجائز ہے؟(محمود الفتاویٰ:ج1:ص477)

شیعہ کی امامت:

سوال: کیا شیعہ امام کے پیچھے اہل سنت والجماعت کی نماز درست ہے؟

جواب: اگر وہ شیعہ اثنا عشریہ ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔

(محمود الفتاویٰ:ج2:ص444)

بوری شیعہ سے نکاح کرنا:

سوال: ہمارے یہاں ایک لڑکا بورا (شیعہ) قوم کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، لڑکا سنی جماعت کا ہے تو اسے اس موقع پر کیا کرنا چاہئے؟ لڑکی والے کہتے ہیں کہ ہمارا ملا نکاح پڑھائے گا۔ تو کیا ان کا ملا نکاح پڑھاوے تو صحیح ہوگا یا نہیں؟ اپنے امام صاحب نکاح پڑھائیں تو لڑکی مسلمان بنانا چاہئے یا نہیں؟

جواب: ہمارے علاقہ میں جو شیعہ بورے ہیں اُن کا تعلق اسماعیلی فرقے سے ہے، اور اسماعیلیہ کے متعلق علمائے مذاہبِ اربعہ کا اتفاق ہے کہ اُن کے ساتھ عقدِ مناکحت درست نہیں ہے۔

اس لئے اگر وہ لڑکی اپنے مذہب پر رہتے ہوئے اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو یہ نکاح شرعاً درست نہیں ہوگا، البتہ اگر وہ لڑکی اپنے عقیدہ سے توبہ اور براءت کر کے اہل سنت کے عقائد اختیار کر لے تب اس کے ساتھ نکاح درست ہوگا۔(محمود الفتاویٰ:ج5:ص54)

بوہرہ قوم کی لڑکی سے نکاح:

سوال: بوہری فرقے کی لڑکی سے نکاح کرنے کے لئے اس کو ایمان میں داخل کرنا ہوگا یا نہیں؟

جواب: بوہری فرقے کے بعض عقائد ایسے ہیں جن کی وجہ سے وہ ایمان سے خارج ہے۔اس لئے اس فرقہ کی لڑکی کو اسلام میں داخل کئے بغیر اُس سے نکاح درست نہیں ہے۔(محمود الفتاویٰ:ج5:ص55)

شیعہ بوہری کا ذبیحہ کھانے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم:

سوال: شیعہ بوہری کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟ ہے تو کس وجہ سے؟ اور نہیں ہے تو کس بنیاد پر؟

جواب: اثنا عشری شیعہ تحریفِ قرآن کے قائل ہیں، تین چار کے سوا باقی تمام صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں اور حضرت علیؓ اور ان کے بعد گیارہ بزرگوں کو معصوم، مفترض الطاعۃ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں، اور یہ تمام عقائد اُن کے مذہب کی معتبر اور مستند کتابوں میں موجود ہیں، اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے عقائد رکھتے ہوں، وہ مسلمان نہیں، نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے، نہ ان کا جنازہ جائز ہے۔

بوہری شیعہ بھی تحریف قرآن کے قائل ہے، اور جمہور صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرتے ہیں، اس لئے ان کا بھی یہی حکم ہے۔(محمود الفتاویٰ:ج7:ص482)

بوہری شیعہ کو سلام کرنا:

سوال: کیا بوہری شیعہ اسلام سے خارج ہیں؟ کیوں؟ کیا ان کو سلام کر سکتے ہیں؟ اگر وہ سلام کریں تو اس کا کیا جواب دیں؟

جواب: شیعوں کے بہت سے فرقے ہیں، بعض کافر ہیں، مثلاً: جو حضرت علیؓ کی اُلوہیت یا حلول کا اعتقاد رکھتے ہیں، یا غلط فی الوحی یا افکِ حضرت عائشہ صدیقہؓ یا قرآن مجید میں کمی زیادتی کے قائل ہیں۔چونکہ مذکورہ تمام صورتوں میں نصوصِ قطعیہ متواترہ کی تکذیب لازم آتی ہے، اس لئے تکفیر کی جاتی ہے۔

ان لوگوں کو سلام نہیں کرنا چاہئے، اگر یہ لوگ سلام کریں تو جواب میں: وعلیکم: کہہ دیا جائے، یا: ھداك اللّٰہ: کہہ دینا چاہئے۔(محمود الفتاویٰ:ج8:ص301)

شیعہ کے عقائد والا طغرا مسجد میں لگانا:

سوال: گلبرگہ شہر میں ایک جامع مسجد بیچ شہر میں واقع ہے، جہاں دُور دُور سے مسلمان جمعہ کی نماز ادا کرنے کیلئے آتے ہیں۔ مسجد کے عین پیشانی، یعنی ممبر کے اوپر ایک طغرا چند سال پہلے بڑے ہی تکرار و جھگڑے کے بعد کچھ لوگوں نے جو نمازوں کے پابند نہیں ہیں، علم دین سے واقف نہیں ہیں، لگوایا تھا، مسجد کمیٹی جن کا مسلک اہل سنت وحدیث ہے، جھگڑے کو طول نہ دینے کیلئے طغرا لگانے کی اجازت دی تھی، اب کچھ دنوں سے اُس جگہ کی جہاں طغرا لگایا گیا تھا صفائی ہو رہی ہے، صفائی کے دوران اس طغرا کو نکال دیا گیا ہے، اب اکثر مصلیانِ مسجد اور دوسرے اہل سنت والجماعت اس طغرا کو دوبارہ لگوانے سے منع کر رہے ہیں، جبکہ جو لوگ پہلے طغرا لگوا گئے تھے، وہ بضد ہیں کہ طغرا لگایا جائے، ورنہ جھگڑا کرنے والے ہیں۔ طغرا کی تفصیل یہ ہے.....

طغرا کے بیچ میں کلمہ طیبہ لکھا گیا ہے، اور اس کے بیچ میں کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی کی فوٹو ہے، دائیں جانب اُوپر کے کونہ میں، اللہ تعالیٰ جل شانہ، بائیں جانب اُوپر کے کونہ میں حضرت محمد ﷺ، دائیں جانب نیچے کے کونہ میں حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ، اور بائیں جانب نیچے کے کونہ میں حضرت فاطمہؓ و حضرت حسینؓ لکھا ہوا ہے۔

وہ مصلیان جو طغرا کو دوبارہ نہیں لگوانا چاہتے اُن کا کہنا ہے کہ:

1.....طغرا میں کلمہ طیبہ کے علاوہ شیعی پنجتن کے نام ہیں، شیعہ صرف انہی پانچ کو پاک مانتے ہیں، دوسرے صحابہ کرامؓ شیعوں کے نزدیک پاک نہیں۔

2.....پنجتن پاک کا تصور غیر اسلامی ہے، اس لئے کہ شیعہ ان پانچ کو معصوم مانتے ہیں، جبکہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ ہمارے رسول محمد ﷺ خاتم النبیین کے علاوہ خاتم المعصومین بھی ہیں، حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی اور اُمتی کو معصوم ماننا رسالت میں شرک ہے۔

3.....اہل سنت والجماعت کے لوگ حضرت محمد ﷺ کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان غنیؓ و سیدنا حضرت علیؓ کو حسب ترتیب افضل مانتے ہیں، جبکہ شیعہ لوگ حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کو افضل مانتے ہیں جو اس طغرا میں ظاہر ہے۔

4.....اہل سنت والجماعت قرآن کی روشنی میں امہات المؤمنینؓ ہی کو اہل بیت مانتے ہیں، اس کے بعد حضرت محمد ﷺ کے سب ہی بیٹیوں، نواسوں اور قرابت داروں و نیز جن کو حضور اکرم ﷺ نے اہل بیت کہا ہے، انہیں بھی اہل

بیت مانتے ہیں، جبکہ شیعہ لوگ صرف اور صرف حضرت بی بی فاطمہؓ حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ ہی کو اہل بیت مانتے ہیں جو اس طغرا سے ظاہر ہے۔

ایسی صورت میں کیا اہل سنت والجماعت کے مسلک کی مسجد جامع میں ایسا طغرا لگایا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں لگایا جاسکتا تو کیوں؟ ونیز مصلیان مسجد جن چار مذکورہ عقائد کی بناء پر طغرا لگانے سے روک رہے ہیں کیا یہ عمل درست ہے؟ ہوسکتا ہے کہ آپ کا فتوی مل جانے تک طغرا لگ جائے، اور لگ جائے تو کیا کرنا چاہئے؟ اور اگر یہ طے ہو کہ اس طغرا سے حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ کا نام نکال دیا جائے، صرف کلمہ طیبہ وکعبہ ومسجد نبوی کا فوٹو رکھا جائے تو کیا ایسی صورت میں طغرا لگایا جاسکتا ہے؟

جواب: سوال میں مذکور طغرا سے فرقۂ شیعہ کے عقائد کی تائید وترویج ہونا صاف اور بدیہی امر ہے، اس قسم کا طغرا اہل سنت کی مسجد میں ہرگز نہ لگنا چاہئے، اور اس کے نہ لگانے کے سلسلے میں جو چار وجوہات سوال میں مذکور ہیں وہ تمام درست اور صحیح ہیں۔ اگر یہ لگ گیا تو اس کے جن اجزاء سے عقائد شیعہ کی تائید ہوتی ہے، اُن کو نکال دیا جائے۔

(محمود الفتاوی: ج 7: ص 73)

مسلمانوں کے قبرستان میں شیعہ کی تدفین:

سوال: ایک شیعہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے کی میت اہل سنت والجماعت کی مسجد میں نماز جنازہ کیلئے لائی گئی، شیعہ فرقہ سے تعلق رکھنے والوں نے اپنے ہی امام کو آگے بڑھا کر نماز جنازہ پڑھی، نماز جنازہ اہل اسلام کے عقائد سے علیحدہ تھی اور اس شیعہ میت کو اہل سنت والجماعت کے قبرستان میں دفنایا گیا اور تدفین بھی شیعہ طریقہ پر ہوئی۔ کیا شیعہ میت کی نماز جنازہ اہل سنت والجماعت کی مسجد میں شیعہ طریقوں پر ہوسکتی ہے؟ اور کیا شیعہ میت کو اہل سنت والجماعت کے قبرستان میں شیعہ طریقوں پر دفنائی جاسکتی ہے؟

جواب: مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے، چاہے اہل سنت والجماعت کی میت کیوں نہ ہو۔ اور شیعہ اثنا عشریہ رافضیہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے، اس فرقہ کے کسی فرد کی میت اہل سنت والجماعت کے قبرستان میں دفن نہیں کی جاسکتی۔ (محمود الفتاوی: ج 7: ص 317)

مسلمانوں کے قبرستان میں بوہروں کی تدفین:

سوال: راندیر میں ایک بہت بڑا قدیم قبرستان ہے جس میں کافی سالوں سے لوگوں نے کسی کو آج تک

دفنایا نہیں ہے، کافی پرانی قبروں کے صرف نشان نظر آتے ہیں، لیکن اب الحمدللہ اس میں چند احباب نے مل کر بہت بڑا کام کیا ہے، اور لوگوں نے دفن کا سلسلہ از سر نو شروع بھی کیا ہے۔ لیکن کچھ بوہرہ قوم کے لوگ آئے تھے، اُن کا کہنا یہ ہے کہ ہم لوگ جو ملا آتا ہے اس کو مانتے ہیں، لیکن عقائد سب دینی ہیں، جو ایک شیعہ کے ہوتے ہیں، صرف ملا کو نہ ماننے کی وجہ سے ان کو کسی بھی (ان کے) قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتے، ان کا کہنا ہے کہ اگر آپ ہم کو ایک کونے میں جگہ دے دیں تو ہم دفن کر دیں گے، ورنہ مجبوری میں کوئی بھی دفن کرنے نہیں دیں گا تو ہم کو جلانا پڑے گا۔ تو کیا ہم اُن کو اجازت دے سکتے ہیں؟

جواب: وہ قدیم قبرستان جس میں تدفینِ اموات کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا گیا ہے، اگر وقف ہے تو اس پر وقف کے احکام جاری ہوں گے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کے اموات کی تدفین کیلئے وقف ہے تو اس میں کسی ایسی میت کی تدفین جو مسلمان نہیں ہے، درست اور جائز نہیں ہے۔

داؤدی بوہروں کے عقائد میں بہت سی ایسی باتیں موجود ہیں جن کی رو سے علمائے اہل سنت نے ان کی تکفیر کی ہے۔ ان لوگوں کو چاہئے کہ اپنے مردوں کی تدفین کیلئے کوئی مستقل زمین خریدیں۔ (محمود الفتاویٰ: ج 7: ص 318)

رضاخانی سے رشتۂ نکاح:

سوال: رضاخانی گھرانے میں اپنی لڑکیوں کا رشتہ کرنا کیسا ہے؟ اکثر بڑوں سے سنا ہے کہ ان کے عقائد میں فتور ہے۔

جواب: رضاخانی لوگوں کے عقائد اگر کفر کی حد تک پہنچ چکے ہیں تب تو اُن سے رشتۂ نکاح جائز ہی نہیں، اور اگر کفر کی حد تک نہیں پہنچے ہیں تو رشتہ کرنا تو جائز ہے کہ آخر وہ بھی مسلمان ہیں اگرچہ مبتدع (بدعتی) ہیں، مگر ایسے لوگوں سے رشتۂ موانست و مناکحت مناسب نہیں ہے، حدیث شریف میں آیا ہے: لاتجالسوهم و لا تناكحوهم: نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ ان سے نکاح کرو۔ (محمود الفتاویٰ: ج 5: ص 63)

غیر مسلمہ سے نکاح کرنا:

سوال: ایک مسلمان مرد نے غیر مسلمہ سے نکاح کیا، عورت اپنے مذہب پر ہے، بھگوان کی پوجا کرتی ہے، اور مرد اپنے مذہب اسلام پر ہے، نماز روزہ کرتا ہے۔ کیا ایسا نکاح جائز ہے؟ اولاد کس مذہب کی ہوگی؟

جواب: یہ نکاح درست نہیں ہے، اولاد زنا کی کہلائے گی، ثابت النسب نہیں ہے۔

(محمود الفتاویٰ: ج5: ص56)

مسجد میں غیر مسلم کا قیام کرنا:

سوال: مسجد میں کسی غیر قوم کے آدمی کا تجارت کی لائن سے مسجد میں پانچ دن یا اس سے زیادہ قیام رہتا ہو، مسجد میں کسی بھی حصہ میں رہتا ہو یا مسجد میں آتا جاتا رہتا ہو، وہ طہارت کر کے پاک نہیں رہتے۔ اس کیلئے مسجد میں قیام کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کے اندر غیر مسلم کو قیام کی اجازت نہیں ہے، البتہ مسجد سے الگ مسجد کی آمدنی کے لئے کمرے بنائے گئے ہوں، اُن میں غیر مسلم قیام کرتا ہے تو یہ احترامِ مسجد کے خلاف نہیں ہے (محمود الفتاویٰ: ج7: ص38)

غیر مسلم کے نعش کی تغسیل و تکفین:

سوال: سورت شہر میں ایک کمیٹی بنائی جس کا نام ہے کفن کمیٹی، اس کمیٹی میں اگر کوئی غیر مسلم کی لاش آئی تو کیا ہم اس کو غسل دے کر کفن پہنا کر جلانے کیلئے لے جاسکتے ہیں، یا سامنے ہو کر ان کی لاش لینے کیلئے جاسکتے ہیں؟

جواب: کافر مردے کیلئے مسلمانوں پر غسل، کفن و دفن فرض نہیں ہے، اس لئے کہ غسل، میت کی تعظیم اور بزرگی کیلئے واجب ہوا ہے اور کافر اس کا اہل نہیں ہے، لیکن اگر ضرورت ہو، مثلاً: کوئی مسلمان اس کا رشتہ دار ہو اور اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا وہ نہ لے جائے اور یہ مسلمان بوجہ قرابت غسل و کفن و دفن کرے تو جائز ہے، مگر.... غسل و کفن و دفن میں کسی امر میں سنت طریقہ نہ برتے، یعنی نہ اس کو وضو کرائے اور نہ محطمی یا صابون وغیرہ سے صاف کرے، نہ دائیں طرف سے شروع کرے اور نہ کافور خوشبو وغیرہ اس کے بدن میں ملا جائے، اور نہ نہانے میں عدد کا لحاظ کرے، بلکہ نجس کپڑے کو دھونے کی طرح غسل دے اور اس پر پانی بہادے، یہ غسل اس کی طہارت کیلئے نہیں ہوگا، اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر تنگ گڈھے میں دبادیں، اور اگر اس کے ہم مذہب موجود ہوں اور وہ اس کو لے جائیں تو مسلمان اس کو ہاتھ نہ لگائے۔

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ مسلمان کیلئے کافر کی لاش کی تجہیز و تکفین دو شرطوں کے ساتھ درست ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے ہم مذہب موجود نہ ہوں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا رشتہ دار ہو۔ اگر دونوں میں سے ایک شرط بھی مفقود ہے تو درست نہیں ہے۔ (محمود الفتاویٰ: ج7: ص318)

ثبوت ہبہ کے لئے غیر مسلم کی شہادت:

سوال: بھائیوں کا ایک مکان ہے، باپ کے وصال ہونے کے بعد ایک بھائی یہ دعوی کرتا ہے کہ باپ نے صرف مجھ تنہا پر ہی پورا مکان ہبہ کر دیا ہے اور اس پر غیر مسلم گواہ بھی پیش کر رہا ہے، لیکن لکھی طور پر کوئی چیز نہیں ہے، صرف زبانی یہ کہہ رہا ہے، اور اسی بنا پر یہی بھائی پورے مکان پر قبضہ جمائے رکھا ہے، باقی بھائیوں کو حق مانگنے پر دینے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو مجھ تنہا پر ہبہ کیا ہوا ہے۔ اب مسئلہ زیر طلب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں دونوں غیر مسلم گواہ معتبر ہیں یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں ہبہ کے مدعی بھائی کا دعوائے ہبہ، دو غیر مسلم کی شہادت سے ثابت نہیں ہوگا۔

لقولہ تعالیٰ: لن یّجعل اللّٰہ للکٰفرین علی المؤمنین سبیلا: (محمود الفتاویٰ: ج 7: ص 360)

قومی یکجہتی کیلئے کافر میت کا اعزاز واکرام کرنے، کافر کی لاش کے پاس قرآن پڑھنے، کافر کے اعزاز واکرام کیلئے اس کی قبر پر کھڑا ہونے کا حکم:

سوال: کافر ہندو مسلمان کی ایکتا کیلئے کافر ہندو سنت سادھو گری راج بامن کی لاش پر مسلمان لیڈروں نے بچوں سے قرآن مجید کی تلاوت کرائی، وہ بھی کس طرح کہ لاش چارپائی پر اور قرآن مجید نیچے کی جانب، اور لیڈر مسلمانوں نے اس کی لاش پر جوش محبت کے ساتھ بہت سارے کثیر تعداد میں جمع ہو کر پھولوں کی چادر اور ہار وغیرہ ڈالے، اور اس کے مرگھٹ یعنی سمادھی پر بھی پھول کے ہار ڈالے گئے اور کافروں کی رسم کے مطابق بارھواں کرتے ہیں تو بارھواں کے لڈو وغیرہ وغیرہ جو پکا ہوا تھا اس میں شریک ہو کر کھایا پیا۔

تو کافر کی لاش کے پاس قرآن پڑھنا اور پھول ہار ڈالنا اور مرگھٹ پر چادر چڑھانا اور بارھواں وغیرہ میں شریک ہو کر لڈو وغیرہ کھانا یہ سب کفری کام ہیں یا نہیں؟ اور ایسے مسلمان کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ان کی مسلمانیت میں خرابی ہوگی یا نہیں؟ توبہ کرنا لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: ولا تصلّ علیٰ احدٍ منھم مّات ابدا وّلا تقم علیٰ قبرہ: اور ان میں سے کوئی مرجاوے تو اس کے (جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن وغیرہ کے واسطے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجئے۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ کسی کافر کے اعزاز واکرام کیلئے اس کی قبر پر کھڑا ہونا یا اس کی زیارت کیلئے جانا حرام ہے۔کافر کیلئے ایصال ثواب مفید اور جائز نہیں۔

یہ تمام اُمور جو ان مسلمانوں نے کئے حرام ہیں،اور ان پر توبہ لازم ہے۔اور قومی یکجہتی (قومی ایکتا) کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان اپنے مذہبی احکام کی پابندی اور مذہبی شعائر کی عزت وحرمت کا خیال نہ کریں، بلکہ مذہبی احکام کی پابندی اور مذہبی شعائر کی عزت وحرمت کا خیال کرتے ہوئے سیاست،تجارت،صنعت، زراعت وغیرہ اُمور میں اشتراکِ عمل کا نام قومی یکجہتی ہے۔(محمود الفتاویٰ:ج3:ص279)

مسلمان کے جنازہ کے ساتھ قبرستان تک غیر مسلم کا جانا:

سوال: بعض جگہ دیکھا گیا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ قبرستان تک غیر مسلم افراد جنازہ کی معیت میں جاتے ہیں۔تو اُن کا وہاں تک مسلم میت کے ساتھ جانا موجبِ عذاب ولعنت ہے یا نہیں؟

جواب: کسی غیر مسلم کا مسلمان کے جنازہ میں قبرستان تک جانا جائز نہیں۔اسی طرح مسلم کا غیر مسلم کے جنازے میں جانا درست وجائز نہیں ہے۔(محمود الفتاویٰ:ج3:ص282)

میت کے ساتھ کافر کا شریک ہونا:

سوال: کافروں کا قبرستان جانا اور میت کے ساتھ آنا قبرستان میں کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں ہے۔اور اگر رُوکنے میں شر وفتنہ کا اندیشہ ہو تو خاموش رہنے کی گنجائش ہے۔

(محمود الفتاویٰ:ج3:ص283)

مسلمان کا غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا،اس کو کندھا دینا:

سوال: یہاں پر ایک مسلم بھائی کے گھر میں کافر غیر مسلم عورت رہتی تھی، حال یہ ہوا کہ بروز اتوار اُس کا انتقال ہوگیا،اور مسلم بھائی نے مل کر اُس کو کندھا دیا اور اگنی سنسکار کیا۔آیا کیا یہ صحیح ہے؟اور اُن حضرات کے ایمان کا کیا حال ہوگا؟

جواب: کسی مسلمان کا غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا،اس کو کندھا دینا جائز نہیں ہے،گناہ ہے،توبہ کریں۔(محمود الفتاویٰ:ج3:ص298)

کفار سے دوستی رکھنا:

کفار کے ساتھ ان کے مذہب کی پسندیدگی کے لحاظ سے دوستی اور محبت رکھنا حرام ہے۔

(محمود الفتاویٰ: ج8: ص 471)

گستاخانِ اسلام کے مجمع میں بیٹھنا:

شریعت مقدسہ نے مسلمانوں کو ایسے مجمع میں شریک ہونے اور بیٹھنے سے منع کیا ہے جہاں آیات اللہ، یعنی اسلامی احکام کے ساتھ استہزا یا توہین یا ان کی تکذیب کی جاتی ہو، قرآن کریم میں ہے: اذا سمعتم ایات اللّٰہ یکفر بھا و یستھزء بھا فلا تقعدوا معھم حتّٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ، انّکم اذا مّثلھم: مجمع خواہ کافروں کی ہو یا برائے نام مسلمانوں کی۔ (محمود الفتاویٰ: ج8: ص 471)

اہل باطل کی مجالس میں بیٹھنے سے پرہیز کرنا:

سورۂ انعام کی آیت شریفہ نمبر 68 :و اذا رأیت الّذین یخوضون فی اٰیتنا: اہل باطل کی مجلس سے رُخ پھیرنے کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اُس مجلس سے اُٹھ جائیں۔ دوسرے یہ کہ وہاں رہتے ہوئے کسی دوسرے شغل میں لگ جائیں، ان کی طرف التفات نہ کریں۔ لیکن آخر آیت میں بتلادیا گیا کہ مراد پہلی ہی صورت ہے کہ اُن کی مجلس میں بیٹھے نہ رہیں، وہاں سے اُٹھ جائیں۔

آخر آیت میں فرمایا کہ اگر تم کو شیطان بھلا دے، یعنی بھول کر اُن کی مجلس میں شریک ہو گئے خواہ اس طرح کہ ایسی مجلس میں شریک ہونے کی ممانعت یاد نہ رہی، یا اس طرح کہ یہ یاد نہ رہا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی آیات اور حضور اکرم ﷺ کے خلاف تذکرے اپنی مجلس میں کیا کرتے ہیں تو اس صورت میں جس وقت بھی یاد آجائے اسی وقت اس مجلس سے اٹھ جانا چاہئے، یاد آجانے کے بعد وہاں بیٹھا رہنا گناہ ہے۔ دوسری ایک آیت میں بھی یہی مضمون ارشاد ہوا ہے، اور اس کے اخیر میں یہ فرمایا ہے کہ اگر تم وہاں بیٹھے رہے تو تم بھی انہیں جیسے ہو۔

امام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کا اصل منشا گناہ کی مجلس اور مجلس والوں سے اعراض اور کنارہ کشی ہے، جس کی بہتر صورت تو یہی ہے کہ وہاں سے اٹھ جائے، لیکن اگر وہاں سے اٹھنے میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا خطرہ ہو تو عوام کیلئے یہ بھی جائز ہے کہ کنارہ کشی کی کوئی دوسری صورت اختیار کرلیں مثلاً: کسی دوسرے شغل میں لگ

جائیں اوران لوگوں کی طرف التفات نہ کریں،مگرخواص جن کی دین میں اقتدا کی جاتی ہے اُن کیلئے وہاں سے بہرحال اُٹھ جاناہی مناسب ہے۔

آگےتحریرفرماتے ہیں:امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں فرمایا کہ:اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ہرایسی مجلس سے کنارہ کشی اختیارکرنا چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اس کے رسول ﷺ یا شریعت اسلام کے خلاف باتیں ہورہی ہوں،اوراس کو بند کرنا یا بند کرانا یا کم ازکم حق بات کا اظہار کرنا اس کے قبضہ واختیار میں نہ ہو،ہاں اگرایسی مجلس میں بہنیت اصلاح شریک ہوں اوران لوگوں کوحق بات کی تلقین کریں تو مضائقہ نہیں۔

اورآخرآیت میں جویہ ارشاد ہے کہ یاد آجانے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو،اس سے امام جصاصؒ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ ایسے ظالم،بے دین اوردریدہ دہن لوگوں کی مجلس میں شرکت کرنا مطلقاً گناہ ہے،خواہ وہ اُس وقت کسی ناجائز گفتگو میں مشغول ہوں یا نہ ہوں،کیونکہ ایسے لوگوں کوایسی بے ہودہ گفتگوشروع کرتے ہوئے دیر کیا لگتی ہے۔

وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اس میں مطلقاً ظالموں کے ساتھ بیٹھنے کومنع فرمایا گیا ہے،اس میں یہ شرط نہیں کہ وہ اُس وقت بھی ظلم کرنے میں مشغول ہوں۔

قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں بھی یہی مضمون واضح طور پر بیان ہوا ہے،فرمایا:ولاتـرکـنـوا الـی الّذیـن ظـلـمـوا فتمسّکم النّار: یعنی ظالم لوگوں کے ساتھ میل جول اورمیلان نہ رکھو،ورنہ تمہیں بھی جہنم کی آگ سے پالاپڑے گا۔(محمودالفتاویٰ:ج8:ص472)

گمراہ کن عقائد پر مشتمل کتابوں کی تجارت وطباعت کا حکم:

سوال: کتابوں کے تاجر کیلئے فاسدالعقیدہ کتابوں کی تجارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:باطل اورگمراہ کن عقائد کی ترویج واشاعت جس طرح بھی ہو،معصیت اورحرام ہے۔ایسے عقائد پر مشتمل کتابوں کی طباعت واشاعت اورتجارت بھی اسی حکم میں ہونے کی وجہ سے ممنوع اورناجائز ہے۔ارشادخداوندی ہے:ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان:(محمودالفتاویٰ:ج5:ص531)

بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا:

سوال: ہماری دوکان کے قریب دونوں مسجدوں میں تبلیغی حضرات کا قبضہ ہے،اوران کا عقیدہ،بالخصوص امام کا عقیدہ دیوبندی حضرات کے بارے میں منافق کا ہے،اوردوسرا عقیدہ اُن کا قبروالوں سے حاجات مانگنے کا ہے،یہ

دونوں عقیدے ایسے ہیں جس کو براہِ راست بندے نے سنا ہے، اور آگے ان کے کیا کیا عقائد ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کیا ان کے پیچھے ہم نماز پڑھ سکتے ہیں؟ ہماری نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: آج کل کے فرقہ مبتدعہ کے عقائد شرک کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں، اس لئے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، البتہ اگر کوئی بدعتی شرکیہ عقائد نہ رکھتا ہو، بلکہ موحد ہو صرف تیجہ، چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہو، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

کوئی صحیح العقیدہ امام مل جائے تو بدعتی کی اقتدا میں نماز نہ پڑھے، ورنہ اسی کے پیچھے پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے۔ بدعتی کی اقتدا میں پڑھی ہوئی نماز اگرچہ مکروہ تحریمی ہے، مگر واجب الاعادہ نہیں۔

یہ ایسے بدعتی کا حکم ہے جو مشرک نہ ہو، شرکیہ عقائد رکھنے والے کا حکم اُوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

امام کا دیوبندی حضرات کو منافق سمجھنا یہ شرکیہ عقیدہ نہیں، اہل قبور سے حاجات، ان کو حاجت روا سمجھ کر مانگی جاتی ہیں تو یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ (محمود الفتاویٰ: ج 2: ص 444)

بدعتی کی اقتدا میں نماز پڑھنا:

سوال: محلّہ میں ایک ہی مسجد ہو اور اُس مسجد میں سخت بدعت ہو، کیا اُس مسجد میں جا کر جماعت میں نماز پڑھنا چاہئے یا اپنے مکان میں اکیلا پڑھنا بہتر ہے؟

جواب: اگر یہ بدعتی امام ایسی بدعت میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے کفر عائد ہوتا ہے، مثلاً: حضور اکرم ﷺ کو عالم الغیب مانتا ہے، تو اُس کی امامت جائز نہیں، اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی۔ اگر اس کی بدعت ایسی بدعت نہیں، اور وہ نماز کے فرائض وواجبات کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔

پہلی صورت میں مکان پر نماز پڑھ لیجئے یا دوسری مسجد میں پڑھئے، دوسری صورت میں اگر قریب میں دوسری مسجد ہے تو ہاں پڑھئے، ورنہ محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھئے۔ (محمود الفتاویٰ: ج 2: ص 446)

بدعتی امام کی امامت:

اگر بدعتی امام کی بدعت حدِ کفر کو پہنچی ہوئی نہیں ہے، تو اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اور اگر حد کفر کو پہنچی ہوئی ہے، تو اُس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ (محمود الفتاویٰ: ج 2: ص 450)

جامعہ ربانیہ

قصبہ کالونی کراچی کا فتوی

شیعہ کے ساتھ مناکحت اور تعلقات رکھنا:

شیعہ اثنا عشریہ اپنے معتقدات.....تحریفِ قرآن، انکارِ ایمان صحابہ کرامؓ بالخصوص سیدنا صدیق اکبرؓ، انکارِ اجماع وقیاس، امامت، ارتکاب تحریف فی کتاب اللہ، شرک فی الرسالت، تحلیل ماحرمہ اللہ (کالمتعۃ والمتعۃ) اور تکفیر مسلمین: وکل ذلک مصرح فی کتبھم: کی وجہ سے ضال، مضل، مشرک اور کافر وزندیق ہیں۔ یہ مذہب، دینِ اسلام کے خلاف سازش کے طور پر وجود میں آیا۔ اس لئے اس کے ساتھ مناکحت ودیگر تعلقات رکھنا اِس سازش کا حصہ بننے کے مترادف ہے۔ اس لئے بندہ مذکورہ فتوی کی ازروئے شرع مکمل تائید کرتا ہے۔

(فتوی امام اھل سنت مع تائید علماء اھل سنت: ص116)

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم:

وتب علینا انّک انت التّوّاب الرّحیم:

(ختم شد: جلد.....چہارم)

(صفحات..... 405)